قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما انزل اللہ اٰیۃ الا لہا ظہر وبطن رواہ ابو نعیم

چوں حدیث مزبور دال ست بر اشتمال قرآن بر معانی خفیہ + کاشتمالہ علی المعانی الجلیہ + ویکے از مصادیقش نیز مسائل دقیقہ تصوف ست + لکون احد مصادیقہما المسائل الغامضۃ الفقہیہ + لاشتراکہما فی الاحتیاج فی المدلولیۃ الی الرویہ + وہو صح تفاسیر قول خیر البریہ + علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ +

ورسالہ مسمے بہ

مسائل السلوک من کلام ملک الملوک

فی العربیۃ

رفع الشکوک ترجمہ مسائل السلوک

فی الہندیۃ

باحث بود از جملہ کافیہ ازیں چنیں مسائل مع تقریر استنباطہا من الآیات الفرقانیہ التی ہی علیہا دلائل بازتالیفات المتحلی بالفضائل + المتخلی عن الرذائل + جمیل الشمائل + حمید الخصائل + حضرت مولانا الحاج الحافظ القاری الشاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی لازال بالفیض والبرکات الجلائل + پس بنظر افادۂ طالبین خصوصاً سالکین بہ سعی احقر محمد عثمان عفی عنہ

مالک کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی

در ہندوستان پرنٹنگ ورکس دہلی طبع شد

مختصر فہرست تالیفات سیدی و مرشدی حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولانا مولوی قاری حافظ شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم العالی

نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب صلی اللہ علیہ وسلم

جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک حالات میں نہایت جامع و مستند کتاب اردو میں اپنی ثانی نہیں رکھتی یہ وہی مبارک کتاب ہے جسکے زمانہ تالیف میں باوجودیکہ اطراف و جوانب میں وبا پھیل رہی تھی مگر تھانہ بھون اسکی برکت سے بالکل محفوظ رہا اور زمانہ وبا میں جس مکان میں یہ پڑھی جاتی ہے اسکی برکت سے وہ مکان محفوظ رہتا ہے اور کیوں نہو یہ ان ذات مقدس کے حالات میں ہے جو رحمت ہی رحمت ہیں۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ۱)

تفسیر بیان القرآن

اس تفسیر کی خوبی پورے طور پر بیان کرنا مشکل ہے مولانا مدظلہم نے اسمیں ان امور کا التزام کیا ہے ترجمہ با محاورہ۔ مگر تحت اللفظ کی رعایت مد نظر ہے توضیح کیلیے ف کے نشان سے تفسیر کی ہے ضروری مضامین اور روایات صحیحہ لکھی ہیں اتباع سلف کا التزام ہے مسائل فقہیہ کلامیہ بھی حسب ضرورت بحث کی ہے جن آیات کی تفسیر احادیث مرفوعہ میں وارد ہوئی ہے اسکو مقدم رکھا ہے۔ ربط آیات کا خاص اہتمام سے بیان فرمایا ہے ہر صفحہ کے ہر حصہ زیریں میں جدول دیکر نیچے اختلاف قرأۃ حل لغات ضروری ترکیب۔ وجوہ بلاغت۔ توجیہ ترجمہ مختصراً دیکر۔ بیچ عربی تفسیر بارہ جلدوں میں ہے قیمت فی جلد ایکروپیہ چودہ آنہ۔ کامل عشہ

قصہ معراج اور معتبر واقعات

شب معراج کے واقعات جتنے عجائب و غرائب اور بیشمار معجزات کو شامل ہیں وہ کسی سے مخفی نہیں۔ لیکن انقلاب زمانہ اور دوسرے کے افراط و تفریط سے جہاں اور بہت امور تختہ مشق بنگئے ہیں معراج شریف کے واقعات بھی اس سے خالی نہیں ہے اگر ایک شخص اسمیں سینکڑوں جھوٹی روایتیں منظوم کرتا ہے تو دوسرا تمام قصہ ہی کو یکسر اڑا دیتا ہے اس انقلاب کو دیکھتے ہوئے حضرت اقدس جامع الشریعت والطریقت حکیم الامۃ مجدد الملۃ حضرت مولانا مولوی شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم العالی نے اس ضرورت کو ملحوظ فرماکر تنویر السراج فی لیلۃ المعراج تالیف فرمائی جسمیں افراط و تفریط کو چھوڑکر اپنی عادت شریفہ کے موافق اعتدال کے ساتھ واقعات کو کتب احادیث و سیر سے جمع فرمایا ہے حضرت ممدوح کے انتساب کے بعد کتاب کی اہمیت اسکی تعریف اسکی خوبیوں کے اظہار کی ضرورت نہیں رہتی۔ قیمت دس آنے۔ (۱۰؍)

مجموعہ تحذیر الاخوان عن الربوا فی ہندوستان

جسمیں ہندوستان میں بنک وغیرہ سے سود لینے کی بحث۔ رشوتوں کی حقیقت۔ جھاڑ پھونک کے متعلق ضروری تحقیق۔ نکاح خوانی کی اجرت کا حکم۔ متعارف چندوں کے بعض مفاسد کا بیان ہے قیمت پانچ آنے۔ (۵؍)

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما انزل اللہ آیۃ الا لہا ظہر و بطن و لکل حرف حد و لکل حد مطلع

چوں حدیث مرقوم دال ست بر اشتمال قرآن بر معانی خفیہ کاشتمالہ علی المعانی الجلیہ و یکے از مصادیقش نیز مسائل دقیقۂ تصوف ست بکون احدی مصادقیہا المسائل الغامضۃ الفقہیہ لاشتراکہا فی الاحتیاج فی المدلولیۃ الی الرویہ و ہو اصح تفاسیر قول خیر البریہ علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ

ورسالۂ مسمّٰی

مسائل السلوک من کلا[illegible]

فی العربیۃ

رفع الشکوک ترجمۃ مسائل السلوک

فی الہندیۃ

باحث بود از جملہ کافیہ از تخریج مسائل مع تقریر استنباطہا من الآیات الفرقانیہ التی ہی علیہا دلائل از تالیفات المتحلی بالفضائل المتخلی عن الرذائل جمیل الشمائل حمید الخصائل حضرت مولانا الحاج الحافظ القاری الشاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی لازال بالفیوض و البرکات الجلائل پس نظر افادۂ طالبین خصوص سالکین باہتمام

احقر محمد شبیر علی عفی عنہ

در مطبع اشرف المطابع واقع تھانہ بھون طبع شد

(معین الدین پرنٹر میرٹھی)

HYDERABAD STATE LIBRARY

الجلد الاول من
مسائل السلوک
من کلام ملک الملوک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اما بعد الحمد والصلوٰة فان من العلوم القرآنیة کثیر مسائل التصوف
مما ذکرہ الصوفیة قدست اسرارھم فی کتبھم مستندین الی القرآن وجملة
ما ذکروہ قسمان قسم دل علیہ القرآن بوجوہ الدلالات المعتبرة عند اھل
العلم والاجتھاد تنصیصاً ویسمی تفسیراً او استنباطاً ویسمی فقھاً ولا کلام
فی کون ھذا القسم مدلولا للقرآن اما التنصیص فظاھر واما الاستنباط
فلما تقرر من ان القیاس مظھر لا مثبت وقسم لا دلالة للقرآن علیہ بعینہ
ولا علی ما یشارکہ فی العلة الشرعیة لکن لہ دلالة علی ما یناسبہ بنحو
من المناسبة ویسمی اعتباراً وھذا القسم مما تکلموا فی کونہ مدلولاً لہ فکم
من مثبت لہ وھو ظاھر صنیع کثیر من الصوفیة وکم من ناف لہ وھو ظاھر
کلام حملة العلوم الظاھرة والقول الفصل فی الباب ان النفی حق ان ارید بالدلالة
کون ذلک المعنی مقصوداً بلا واسطة کالمنصوص او بواسطة کالثابت بالقیاس
والاثبات حق منقول من السلف ان ارید بالدلالة ما ھو اعم من ثبوتہ بالحد النظر
المذکورین ومن ثبوت الشیء مع اصلہ بنحو من الاصالة من غیر ان یقصد مع القول
بارادة المعنی الظاھری قطعاً فان ابطال ھذا المعنی باطل وذھاب الی مذھب
الباطنیة الضالة ولنسمعک ما یدل علی جمیع ما ادعینا اما ان لھذا الصنیع
اصلاً من السلف فقد روی رزین عن ابن عباس فی قولہ تعالیٰ اعلموا ان اللہ
یحیی الارض بعد موتھا قال یلین القلوب بعد موتھا مخبتة منیبة یحیی القلوب
المیتة بالعلم والحکمة والا فقد علم احیاء الارض مشاھدة (تیسیر ص ۸ فصل)

رفع الشکوک
فی ترجمة
مسائل السلوک
(جلد اول)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد الحمد والصلوٰة احقر نے آخر رجب ۱۳۳۵ھ میں ایک کتاب مسمّٰی بہ **مسائل السلوک من کلام ملک الملوک** لکھنا شروع کی تھی جس کا حاصل بعض مسائل مہمہ تصوف کا قرآن مجید سے اثبات ہے جس طرح اس کے قبل ایک کتاب مسمّٰی **حقیقة الطریقة من السنة الانیقة** میں مسائل تصوف کا حدیث سے اثبات کیا گیا ہے۔ چونکہ یہ کتاب مسائل السلوک عربی میں ہے جو کہ عام فہم نہیں ہے اس لئے افادۂ عامہ کی غرض سے اس کا اردو میں ترجمہ کر دینا مناسب معلوم ہوا اور وہ ترجمہ یہی ہے جو آپ کے ہاتھوں میں ہے اور یہ کتاب مسائل السلوک دو حصوں پر مشتمل تھی ایک متن

عہ یہ ترجمہ اگرچہ تقاضا پر بطور ضمیمہ اصل ہے اسی لئے اسکی اور اصل کی مقدار کہیں کہیں تفاوت بھی ہے اور تمہید میں یہ تفاوت اتفاق سے زیادہ تھا اس لئے اس میں تو کالم برابر بھی نہیں رہ سکے مگر آگے کالم برابر رکھے گئے اور تفاوت کے موقع پر ترجمہ کے لئے زائد سطر کالم سے جگہ لے لی گئی ۱۲ مدیر

بن عباس رضی اللہ عنہ صریح فی صحۃ تاویل الارض بالقلب فهل هذا الا الذی یسلکه الصوفیة
ل ظاهرهٗ بنفی ظاهر التفسیر لکن لما کان هذا التفسیر توقیفیا یصرف قوله عن المتبادر
الی ان مرادهٗ ایقاظ السامع ان لا یکتفی من الآیة علی ظاهرها وان کان مقصودًا
بل یعتبر به وینتقل الی حال القلب هذا ما بدا لی فی اعتبار علم الاعتبار وابلغ
من هذا ما قررهٗ شیخ مشائخنا الشاہ ولی اللہ المحدث الدہلوی قدس سرہ
فی کون هذا الفن معتبرًا فی کتابه الفوز الکبیر فی اصول التفسیر حیث قال
باللسان الفارسی واما اشارات صوفیه واعتبارات ایشان بحقیقت از فن تفسیر
نیست بلکہ نزدیک استماع قرآن چیزہا بر دل سالک ظاہر میگردد و در میان نظم قرآن و
حالتے کہ آں سالک دارد یا معرفتیکہ او را حاصل ست متولد میشود چنانکہ کسے قصہ مجنوں و
لیلیٰ شنود معشوقہ خود را یاد کند و معاملہ کہ در میان وی و محبوب وی میگذرد مستحضر سازد
و دریں جا فائدہ ایست اہم آنرا باید دانست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فن اعتبار را معتبر
داشتہ اند و در آں راہ سلوک فرمودہ اند تا سنت باشد علمائے امت را و فتح طریقے باشد
علوم موہوبۂ ایشاں را مانند آنکہ آیۂ فاما من اعطی واتقی در مسئلہ قدر تمثیلاً خواندند
اگرچہ معنی منطوق آیہ آنست کہ ہر کہ ایں کارہا کردہ است او را راہ جنت و نعیم بنمایم و ہر کہ
اضداد آں بعمل آوردہ است او را راہ دوزخ و تعذیب بکشایم لیکن بطریق اعتبار تواں دانست
کہ ہر کسے را برائے حالتے آفریدہ اند و آں حالت بروے جاری میکنند من حیث یدری او لا
یدری پس بایں اعتبار آیہ را بمسئلہ قدر ربطے واقع شد و ہمچنیں آیۂ ونفس وما سواها
معنی منطوق آنست کہ بر بر و آثم مطلع ساخت لیکن خلق صورت علمیہ بر و آثم را بآں
بر و آثم اجمالاً در وقت نفخ روح مشابہتے ہست پس باعتبار می تواں بایں آیہ در مسئلہ
استشہاد کرد (قلت ولو قیل اعتضاد مکان استشہاد کان اولی ۱۲) واللہ اعلم
(ص۴۴ و ۴۵) وقلت والحدیثان اللذان اشار الیهما الشیخ هما هذان
فالاول ما عن علیؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما منکم من احد
الا وقد کتب مقعده من النار ومقعده من الجنة قالوا یا رسول اللہ افلا
نتکل علی کتابنا وندع العمل قال اعملوا فکل میسر لما خلق اما من کان من اهل
السعادة فسییسر لعمل السعادة واما من کان من اهل الشقاوة فسییسر لعمل
الشقاوة ثم قرأ فاما من اعطی واتقی وصدق بالحسنی الآیة متفق علیه
(مشکوٰۃ باب القدر) والحدیث الثانی ما عن عمران بن حصین ان رجلین

جس میں خاص وہ مسائل ہیں
جو باعتبار وجوہ معتبرہ دلالت
مدلول قرآنی ہیں دوسرا حصہ
حاشیہ جس میں وہ مسائل ہیں
جو درجۂ رموز و اعتبار میں ہیں جسکا
استعمال باوجودیکہ سلف سے
بلکہ سنت سے بھی منقول ہے اسکی اصل ثابت ہے،
جیساکہ اصل کتاب کی تمہید میں مذکور
ہے مگر صرف صوفیہ ہی کرتے ہیں
علماء ظاہر میں وہ طریق مسلوک
نہیں ہے چونکہ یہ حصہ حاشیہ کا حال
عوام کے زیادہ مناسب نہیں اسلئے
ترجمہ کے لیئے صرف حصۂ متن کو لیا
گیا۔ الا تا ذرا اور عربی میں اس کا
رہنا اس لئے مضر نہیں کہ وہ مخصوص
ہے اہل علم کے ساتھ جو کہ اکثر اہل
فہم ہوتے ہیں۔ خصوص جبکہ اسکی
تمہید میں اس دلالت کا درجہ
بھی مفصل ذکر کر دیا گیا اور جب
ترجمہ میں یہ حصہ نہیں لیا گیا
تو اس تمہید کے ترجمہ کی بھی حاجت
نہیں سمجھی گئی بس اب متن مقصود
ہی سے ترجمہ شروع کیا جاتا ہے
اور تمہید و حواشی کو حذف کیا
جاتا ہے البتہ استیعاب مسائل
کے لیئے ان حواشی کے بھی بعض
مسائل ضروریہ کی محض اجمالاً تقریر

من مزينة قالا يا رسول الله أرأيت ما يعمل الناس ويكدحون فيه أشيء قضي عليهم ومضى فيهم من قدر سبق أو فيما يستقبلون به مما أتاهم به نبيهم وثبتت الحجة عليهم فقال لا بل شيء قضي عليهم ومضى فيهم وتصديق ذلك في كتاب الله عز وجل ونفس وما سواها فألهمها فجورها وتقواها رواه مسلم (مشكوة كتاب القدر) فثبت بهذا التقرير كون ذلك الطريق له أصل وأما كون إبطال المعنى الظاهر باطلًا ففي روح المعاني تحت آية أنزل من السماء ماء فسالت أودية الخ من سورة الرعد ما نصه قال ابن عطية روي عن ابن عباس أنه قال في قوله تعالى أنزل من السماء ماء الخ يريد بالماء الشرع والدين وبالأودية القلوب ومعنى سيل إنما يقدرها أخذ النبيل بحظه والبليد بحظه ثم قال وهذا قول لا يصح والله تعالى أعلم عن ابن عباس لأنه ينحو إلى قول أصحاب الرموز وقد تمسك به الغزالي وأهل ذلك الطريق وفيه إخراج اللفظ عن مفهوم كلام العرب بغير داع إلى ذلك وإن صح ذلك عن ابن عباس فيقال فيه إنما قصد أن قوله تعالى كذلك يضرب الله الحق والباطل معناه الحق يتقرر في القلوب والباطل الذي يعتريها آه ونحن نقول إن صح ذلك فمقصود الحبر منه الإشارة وإن كان تركيبًا غير ظاهر فيه وحجة الإسلام الغزالي عليه الرحمة أشد الناس على أهل الرموز القائلين بأن الظاهر ليس مراد الله تعالى كما لا يخفى على متتبعي كلامه اه ولقد أتى الإمام الغزالي بالقول الصراح والفصل الصحيح في المسئلة في كتابه مشكوة الأنوار حيث قال ولا تظن من هذا الأنموذج وطريق ضرب المثال رخصة مني في رفع الظواهر واعتقادًا في إبطالها حتى أقول مثلًا لم يكن مع موسى عليه السلام نعلان ولم يسمع الخطاب بقوله اخلع نعليك حاشا لله فإن إبطال الظواهر رأي الباطنية الذين نظروا بالعين العوراء إلى أحد العالمين ولم يعرفوا الموازنة بينهما ولم يفهموا وجهه كما أن إبطال الأسرار مذهب الحشوية فالذي يجرد الظاهر حشوي والذي يجرد الباطن باطني والذي يجمع بينهما كامل ولذلك قال صلى الله عليه وسلم ظاهر وباطن وحد ومطلع وربما نقل هذا عن علي موقوفًا عليه بل أقول فهم موسى عليه السلام من خلع النعلين اطراح الكونين فامتثل الأمر ظاهرًا بخلع نعليه وباطنًا باطراح العالمين فهذا هو الاعتبار أي العبور من الشيء إلى غيره ومن الظاهر إلى السر وفرق بين من سمع قول رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تدخل الملائكة بيتًا فيه كلب فيقتني الكلب في بيته ويقول

کردی گئی ہے مع نشان اُس آیت کے جسکے ذیل میں وہ اصل میں مذکور ہے تاکہ اگر کوئی صاحب علم ترجمہ کے حصہ کو دیکھکر اُسکی مفصل تقریر دیکھنا چاہے تو اُس آیت کے پتہ سے اصل میں دیکھ سکے اور نام اس ترجمہ کا

رفع الشکوک فی ترجمۃ مسائل السلوک

رکھا جاتا ہے۔ عام ناظرین سے عرض ہے کہ باوجود ایضاح کے پھر بھی اس مضمون میں نزاکت باقی ہے اس کے مطالعہ میں اپنی رائے سے کام نہ لیں اگر کوئی محقق میسّر آجاوے تو اُس سے سمجھ لیں اور اگر میسر نہ ہو یا اُس کے سمجھانے پر بھی سمجھ میں نہ آوے یا کسی مقام کو وہ محقق کسی ناظر کے فہم سے باہر بتلاوے تو اُس مقام کو چھوڑ دیں مولانا نے خوب فرمایا ہے

ے

نکتہ ہا چوں تیغ پولاد ست تیز
چوں نداری تو سپر واپس گریز

ليس الظاهر مرادًا بل المراد تخلية بيت القلب عن كلب الغضب لانه يمنع المعرفة التي هي من انوار الملائكة اذا الغضب غول العقل ومن يمتثل الامر في الظاهر ثم يقول الكلب ليس كلبًا بالصورة بل المعناه وهي السبعية والضراوة فاذا كان حفظ البيت الذي هو القلب مقر الجوهر الحقيقي الخالص عن سر الكلبية اولى فانا اجمع بين الظاهر والسر جميعًا فهذا هو الكامل وهو المعنى بقولهم الكامل من لا يطفئ نور معرفته نور ورعه ولذلك ترى الكامل لا تسمح نفسه بترك شيء من حدود الشرع مع كمال البصيرة اه (تحفة الاخوان في التفرقة بين الكفر والايمان ص٣٢) وقريب منه في روح المعاني واما كلام السادة الصوفية من القرآن فهو من باب الاشارات الى دقائق تنكشف على ارباب السلوك ويمكن التطبيق بينهما وبين الظواهر المرادة وذلك من كمال الايمان ومحض العرفان لا انهم اعتقدوا ان الظاهر غير مراد اصلا وانما المراد الباطن فقط اذ ذاك اعتقاد الباطنية الملاحدة توصلوا الى نفي الشريعة بالكلية وحاشا سادتنا من ذلك كيف وقد حضوا على حفظ التفسير الظاهر وقالوا لابد منه اولًا اذ لا يطمع في الوصول الى الباطن قبل احكام الظاهر ومن ادعى فهم اسرار القرآن قبل احكام التفسير الظاهر فهو كمن ادعى البلوغ الى صدر البيت قبل ان يجاوز الباب اه (ج ١ ص ٦) وقد اثبت بهذا التقرير مع زيادة تحقيق حديث ان لكل آية ظهرًا وبطنًا مما لعلك لم تسمع من غيري في الجلد الاول من كليد مثنوى (ص ٨٣) ان اشتقت اليه فاطلع عليه ثم بمجموع ما نقلنا ظهر مجموع ما ادعينا سابقًا من اعتبار فن الاعتبار مع بقاء الظاهر على ما هو عليه ولطالما احدثتني نفسي بجمع جملة كافية من جنس تلك المسائل من القرآن لكن كل امر مرهون بوقته فحان الآن ان وفقت له وقد جعلت تفسير روح المعاني في هذا المقصد اصلًا اصيلًا لجمعه القدر الكافي منه وحيث ما اضم اليه شيئًا من غيره ابتدئه بقولي قال العبد الضعيف واختمه بقولي انتهى القول ولقد كنت كتبت قبل هذا في هذا الباب رسالة مختصرة بالغة غاية الاختصار وسميته بتائيد الحقيقة من الآيات العتيقة وكانها كانت كالمقدمة لهذا ولهذا قد اقتصرت من الباب على القسم الاول في المتن واضفت بعض الاشياء من القسم الثاني في الحاشية ليتضح الفرق بين الاصل والتابع كما اني كنت الحقت في قريب

پیش ایں الماس بے اسپر میا
کز بریدن تیغ را نبود حیا

اور مجمع عوام میں اِن تقریرات سے اپنی مجالس کو گرم کرنے سے تو بہت سختی کے ساتھ احتیاط واحتراز لازم سمجھیں مولانا نے اس باب میں بھی فرمایا ہے ؎

حرف درویشاں بدزدد مرد دوں
تا بہ پیش جاہلاں خواند فسوں

ظالم آں قومیکہ چشماں دوختند
از سخنہا عالمے را سوختند

خصوص جبکہ خود بھی ناقص ہو اس کو بھی مولانا فرماتے ہیں ؎

لقمہ و نکتہ است کامل را حلال
تو نۂ کامل مخور میباش لال

اور قریب زمانہ ہوا کہ ایک چھوٹا رسالہ اسی طرز کا لکھا گیا تھا جسکی اصل سے **تائید الحقیقہ من الآیات العتیقہ** عربی میں تھی اور ترجمہ مرحومہ مولوی شاہ لطف رسول فتحپوری اردو میں۔ سو اُس رسالہ کا ترجمہ بھی اس کتاب

من الزمان جزء من قبیل القسم الثانی مسمّی بالنکت الدقیقة بآخر سائر التی حقیقة الطریقة بهذا الفرق بعینه وقصدی انما هو القسم الاول وانما اتیت ببعض الاشیاء من الثانی لئلا یخلو الکتاب عن نموذج منه ولانها مسائل مفیدة فی نفسها وان لم تکن مدلولة فتجتمع المسائل بهذا التقریب نعم لم التزم للحاشیة هیئتها المتعارفة لعدم الحاجة الیها ولعدم خلوها من الضیق والصعوبة وانما اکتفیت فی التمائز بینهما بتصریح لفظ المتن والحاشیة متعاقبین فلو اراد احد تغییر هیئتها لداع الیه او حذفها بالکلیة لامکنه بسهولة وقد زدت للربط والتوضیح فی بعض المواضع کلمة او جملة احطتها بقوسین ایضًا لم ارتبها کان من الصراحة بمثابة لا یحتاج فیها الی التنبیه وهو اکثر الاعمال التی تسمی بالمقامات کالحب والذکر والشکر والصبر والزهد والتوکل وغیرها التی امتلأ القرآن منها اوضح من الشمس فی نصف النهار ولقد رأیت الحاق الرسالة المذکورة آنفا المسماة بتائید الحقیقة فی آخر هذا الکتاب کل سورة سورة منها بکل سورة سورة منه اجدر واحری لیظفر الشائق علیهما مجتمعین وینتفع باحدهما مع الاخری هذا والمامول من الله الکریم الوهاب ان یجعل هذا الکتاب کافیا شافیا فی القدر الضروری من الباب والله اعلم بالصواب والیه المرجع والمآب فی کل ذهاب وایاب وصلی الله تعالی علی خیر خلقه محمد سید اولی الالباب مع آله والاصحاب وجمیع اتباعه والاحباب الی یوم النشور والحساب۔

تمقه العبد الحقیر اشرف علی عفی عنه الصغیر والکبیر فی الثانی والعشرین من رجب المکین ۱۳۳۵ھ من هجرة سیدنا النبی الامین

رفع الشکوک کے ساتھ اس طرح ملحق کردیا گیا کہ ہر سورت کے ختم پر اس رسالہ کے ترجمہ کا ایک حصہ اسی سورت کے متعلق بعنوان **اضافہ** منضم کردیا گیا تاکہ دونوں کتابوں کی تقریرات ناظرین کو مجتمعاً میسر ہوسکیں۔ واللہ الموفق فی کل باب و ہو المیسر لکل صعاب واللہ اعلم بالصواب فقط

کتبہ

اشرف علی

۸ر شوال ۱۳۳۵ ہجری

(یعنی بعد انقضای دو نیم ماہ از تحریر تمہید اصل)

To: www.al-mostafa.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم
سورۃ الفاتحۃ

المتن المشابہ بالحاشیۃ ان مقام السالکین ینتہی عند قولہ ایاک نعبد وبعدہ یطلب التمکین وذلک ان الحمد مبادی حرکۃ المرید فان نفس السالک اذا تزکت ومرأۃ قلبہ اذا تجلت فلاحت فیہا انوار العنایۃ الموجبۃ للولایۃ تجردت النفس الزکیۃ للطلب فرأت آثار نعم اللہ تعالیٰ علیہا سابغۃ والطافہ غیر متناہیۃ فحمدت علیٰ ذلک واخذت فی الذکر فکشف لہا الحجاب من وراء استار العزۃ عن مجتلی رب العلمین فشاہدت ماسوی اللہ سبحانہ علیٰ شرف الفناء مفتقرا الی المبقی محتاجا الی التربیۃ فترقت بطلب الخلاص من وحشۃ الادبار وظلمۃ السکون الی الاغیار فہبت لہا من نفحات جناب القدس نسائم الطاف الرحمن الرحیم فہرجت للمعات بوارق الجلال من وراء سجاف الجمال الی المالک الحقیقی فنادت بلسان الاضطرار فی مقام لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار اسلمت نفسی الیک واقبلت بکلیتی علیک وھنالک خاضت لجۃ الوصول وانتہت الی مقام العین فحققت نسبۃ العبودیۃ فقال ایاک نعبد وھٰہنا انتہاء مقام السالک الا تری الی سید الخلق وحبیب الحق کیف عبر عن مقامہ ھذا بقولہ سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا فطلب التمکین بقولہ وایاک نستعین واھدنا الصراط المستقیم واستعاذ عن التلوین بقولہ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین فصعد مستکملا ورجع مکملا وکانہ لھذا سمیت الصلوٰۃ معراج المؤمن۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
سورۃ الفاتحہ

سالکین کا مقام ایاک نعبد (ترجمہ ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں) پر تمام ہوجاتا ہے اس کے بعد ایاک نستعین (ترجمہ آپ ہی سے درخواست اعانت کی کرتے ہیں) سے تمکین کا طالب ہوتا ہے بیان اس کا یہ ہے کہ مرید کی ابتدائی حرکت حمد ہے کیونکہ جب سالک کا نفس مزکی اور اس کا قلب مجلی ہوجاتا ہے پھر جس انوار عنایت جو کہ مقام ولایت کا موجب ہے درخشاں ہوتے ہیں تو یہ نفس مزکی طلب (مقصود) کے لئے خالص ہوجاتا ہے پس اپنے اوپر انعامات الٰہیہ کے آثار کو کامل اور اس کے الطاف کو غیر متناہی دیکھتا ہے سو اس پر وہ حمد کرتا ہے اور ذکر کو اختیار کرتا ہے پس سراپردہائے عزت کے پیچھے سے اس کے لئے رب العلمین (ترجمہ مربی ہیں ہر ہر عالم کے) کی تجلی کا حجاب مکشوف ہوجاتا ہے اس وقت وہ ماسوی اللہ کو محل فنا میں اور اپنے کو تربیت میں بقا دہندہ کا محتاج دیکھتا ہے پس وہ وحشت اعراض اور ظلمت سکون الی الاغیار سے خلاصی حاصل کرنے کی طلب کے لئے ترقی کرتا ہے پس اس پر درگاہ مقدس کی ہواؤں سے رحمٰن رحیم (ترجمہ بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں) الطاف کے جھونکے چلتے ہیں پھر وہ سراپردہائے جمال کے آگے سے برق ہائے جلال کی چمک کے واسطے مالک حقیقی کی طرف رجوع کرتا ہے پھر وہ مقام لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار میں (یعنی مقام توحید میں) بلسان اضطرار پکارتا ہے کہ میں نے اپنا نفس آپ کو سپرد کردیا اور میں تن آپ کی طرف متوجہ ہوگیا اور اس مقام میں پہنچ کر وہ لجہ وصول میں گھس گیا اور مقام عین تک گھس گیا جس سے اس کو نسبت عبودیت کو محقق کرلیا اور کہنے لگا ایاک نعبد (ترجمہ ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں) اور یہاں مقام سالک کی انتہا ہے (جیسا شروع تقریر میں کہا گیا) کیا سید الخلق وحبیب حق صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نظر نہیں کرتے ہو کہ آپ کو اس مقام کو کس طرح اس قول سے تعبیر کیا سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا اس کے بعد بعد وہ نے ایاک نستعین سے تمکین کی درخواست کی جیسا شروع

مقام العبودیۃ والاستعانۃ
مقام الفناء والبقاء
العبودیۃ
التمکین

الحاشیہ ومن باب الاشارة (فی نکتة الخطاب فی ایاک نعبد بعد الغیبة فی مالک یوم الدین) ان یوم الدین تلویح الی مقام الفناء لانہ موت النفس عن شهواتها وخروجها عن جبلّ تعلقها بالاغیار ومن مات فقد قامت قیامته فعند ذلک یحصل البقاء فی جنة الشهود ویتحقق الجمع من مقام صدق عند الملیک المعبود (فناسب الخطاب) قولہ تعالٰی اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیهم قال العبد الضعیف فی هذا البدل اشارة الی ان الصراط المستقیم لا یتأتی بدون متابعة اهل الصراط المستقیم ولا یکفی فیہ الزبر والاوراق انتهی القول وایضا قال العبد الضعیف فیہ اشارة الی ان المطلوب هو الصراط المستقیم التشریعی المختص بالمنعم علیهم لا التکوینی العام لکل مخلوق غیر مختص بالمنعم علیهم انتهی القول

تقریر میں اس کا بھی ذکر ہے) اور اهدنا الصراط المستقیم الخ (ترجمہ بتلا دیجئے ہم کو رستہ سیدھا) سے بھی (اسی تمکین کا طالب ہوا) اور اس قول سے کہ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین (ترجمہ نہ رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ کا غضب کیا گیا اور ان لوگوں کا جو رستہ سے گم ہو گئے) تلوین سے پناہ مانگی پس طالب کامل ہوکر اس نے صحو کیا اور کامل ہو کر اس نے رجوع (و نزول) کیا اور گویا اسی (لطیفہ) کے سبب نماز کو معراج مؤمنین کہا گیا۔
قولہ تعالٰی ایاک نعبد الخ اس خطاب میں مقام فنا کی طرف اشارہ ہے تقریر اصل رسالہ میں ہے۔
قولہ تعالٰی۔ اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیهم غیر المغضوب علیهم ولا الضالین۔ صراط الذین الخ میں اشارہ اس طرف ہے کہ صراط مستقیم بدون اس کے میسر نہیں کہ اہل صراط مستقیم کا اتباع کیا جاوے جن کو الذین انعمت علیہم سے تعبیر کیا ہے اور اس کے لئے صرف کتب و اوراق کافی نہیں نیز اشارہ ہے اس طرف کہ مطلوب صراط مستقیم تشریعی ہے نہ کہ تکوینی جو صرف منعم علیہم کے ساتھ خاص نہیں بلکہ تمام مخلوق کو عام ہے

سُوْرَةُ الْبَقَرَة

المتن قولہ تعالٰی ومما رزقناهم ینفقون۔ قال العبد الضعیف قیل ومما رزقناهم من انوار المعرفة یفیضون تعمیما للرزق والانفاق وهو کثیر وقالوا الرزق هو الحظ وفیہ مجاز کما قالوا فی قالوا هذا الذی رزقنا من قبل وسیأتی وقد سمی صلی اللہ علیہ وسلم کثیرا من الاعمال البدنیة صدقة

سورة البقرة

قولہ تعالٰی ومما رزقناهم ینفقون (ترجمہ اور جو کچھ دیا ہے ہم نے ان کو اس میں سے خرچ کرتے ہیں) اس کے عموم میں یہ بھی داخل ہے ہم نے ان کو جو انوار معرفت عطا فرمائی ہیں وہ ان کا طالبین پر افاضہ کرتے ہیں۔

المتن قولہ تعالٰی۔ والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک قال العبد الضعیف یقاس علیہ انہ ینبغی الاعتقاد مع جمیع المشائخ المحققین مثل الاعتقاد مع شیخہ نعم الاتباع لا یکون الا لشیخہ کما فی المقیس علیہ بعینہ انتهی القول۔

قولہ تعالٰی۔ والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک (ترجمہ اور وہ لوگ ایسے ہیں کہ یقین رکھتے ہیں اس کتاب پر بھی جو آپ کی طرف اتاری گئی اور ان کتابوں پر بھی جو آپ سے پہلے اتاری جا چکی ہیں) اسی پر یہ قیاس کیا جاوے گا کہ

(باقی آئندہ)

المتن قوله تعالیٰ یخادعون الله والذین امنوا قال العبد الضعیف فی ذکر اسم الله مع استحالة کونه مخادعا اشارة الی ان المعاملة مع اهل الله فی کهی مع الله انتهی القول۔

قولہ تعالیٰ یخادعون اللہ والذین آمنوا (ترجمہ چالبازی کرتے ہیں اللہ سے اور اُن لوگوں سے جو ایمان لاچکے ہیں) اسمیں اشارہ ہے کہ اہل اللہ کے ساتھ کوئی معاملہ کرنا (مثلاً عداوت ومخادعت وغیرہ) ایسا ہی ہے جیسے حق تعالیٰ کے ساتھ کرنا۔

المتن قوله تعالیٰ فی قلوبهم مرض الآیة قال العبد الضعیف فیه اثبات الامراض للقلب وهی المعاصی کما شاع فی اطلاقات الصوفیة انتهی القول۔

قولہ تعالیٰ فی قلوبھم مرض (ترجمہ اُن کے دلوں میں بڑا مرض ہے) اسمیں اثبات ہے امراض قلب کا اور وہ معاصی ہیں حضرات صوفیہ کے اطلاقات میں شائع ہے۔

المتن قوله تعالیٰ والله محیط بالکافرین قال العبد الضعیف فیه دلیل لما یقول به الصوفیة من احاطته تعالیٰ بخلقه ذاتا من غیر اتصال ولا کیفیة لا علما فقط انتهی القول۔

قولہ تعالیٰ واللہ محیط بالکافرین (ترجمہ اور اللہ تعالیٰ احاطہ میں لئے ہوئے ہیں کافروں کو) اسمیں دلیل ہے قول صوفیہ کی کہ حق تعالیٰ اپنی مخلوق کو ذاتاً محیط ہے بدون اتصال اور کسی کیفیت کے نہ محض علم ہی سے محیط ہے۔

قولہ تعالیٰ کلما اضاء لھم مشوا فیہ واذا اظلم علیھم قاموا (ترجمہ جہاں ذرا ان کو بجلی کی چمک ہوئی تو اُسکی روشنی میں چلنا شروع کیا اور جہاں ان پر تاریکی ہوئی پھر کھڑے کے کھڑے رہ گئے) یہی حال اُس شخص کا ہے جو بسط میں طاعات بجالاتا ہے اور قبض میں چھوڑ بیٹھتا ہے۔

الحاشیة قوله تعالیٰ کلما اضاء لهم مشوا فیه واذا اظلم علیهم قاموا ومن البطون تشبیه من ذکر بذوی صیب فیکون قوله تعالیٰ کلما اضاء لهم الخ اشارة الی انهم کلما وجدوا من طاعتهم حلاوة وغرضا عاجلا مشوا فیه واذا حبس علیهم طریق الکرامات ترکوا الطاعات وقال الحسین اذا اضاء لهم مرادهم من الدنیا فی الدین اکثروا فی تحصیله واذا اظلم علیهم قاموا متحیرین۔

الحاشیه قوله تعالیٰ الذی جعل لکم الارض فراشا والسماء بناء وانزل من السماء ماء فاخرج به من الثمرات رزقا لکم ومن باب الاشارة انه تعالیٰ مثل البدن بالارض والنفس بالسماء والعقل بالماء وما افاض علی القوابل من الفضائل العلمیة والعملیة المحصلة بواسطة استعمال العقل والحس ازدواج القوی النفسانیة البدنیة بالثمرات المتولدة من ازدواج القوی السماویة الفاعلة والارضیة المنفعلة باذن الفاعل المختار۔

المتن قوله تعالیٰ کلما رزقوا منها من ثمرة رزقا قالوا هذا الذی رزقنا من قبل واتوا به متشابها وفی الآیة محمل آخر یمیل الیه القلب بان یکون ما رزقوه قبل هو الطاعات والمعارف التی یستلذها اصحاب الفطرة والعقول

قولہ تعالیٰ کلما رزقوا منھا من ثمرة رزقا قالوا ھذا الذی رزقنا من قبل واتوا بہ متشابھا (ترجمہ جب کبھی دیئے جاویں گے وہ لوگ اُن بہشتوں میں سے کسی پھل کی غذا تو ہر بار میں یہی کہیں گے یہ تو وہی ہے جو ہمکو ملا تھا اس سے پیشتر اور ملیگا بھی اُن کو دونوں بار کا پھل ملتا جلتا) ایک محمل اس

السلیمۃ وھذہ اجزاء مشابہ لما فیما ذکر من اللذۃ کالجزاء الذی فی ضدہ فی قولہ تعالیٰ ذوقوا ماکنتم تعملون ای جزاءہ فالذی رزقناہ مجاز مرسل عن جزائہ باطلاق اسم المسبب علی السبب ولا یضر فی ذلک ان الجنۃ وما فیھا من فنون الکرامات من الجزاء کما لا یخفی او ھو استعارۃ بتشبیہ الثمار والفوائد بالطاعات والمعارف فیما ذکر وقیل ارض الجنۃ قیعان یظھر فیھا اعمال الدنیا کما یشیر الیہ بعض الآثار فثمرۃ النعیم ما غرسوہ فی الدنیا فتدبر

آیت میں یہ ہو کہ مرزوق سے مراد طاعات ومعارف ہوں جنکو اصحاب فطرت وعقول سلیمہ (رزق ظاہری سے زیادہ) لذیذ سمجھتے ہیں اور (جنت میں ان کی عوض میں) ان کو جو جزا اسلئے وہ ان طاعات ومعارف کے ساتھ لذت میں مشابہ ہو (اسلئے وہ اس طرح کہیں) جیسا کہ اسکی ضد کی جزار (بھی اس ضد کے مشابہ ہوگی جو) اس آیت میں (مذکور ہے) ذوقوا ماکنتم تعملون، مراد یہ ہے کہ ذوقوا جزاء ماکنتم تعملون پس جزار مرزوق کو بطور مجاز مرسل کے مرزوق کہدیا بطور اطلاق اسم مسبب کے سبب پر یا اسکو استعارہ کہا جاوے اس طرح سے کہ ثمار وفوائد کو طاعات و معارف کی ساتھ لذت میں تشبیہ دیجاوے اور بعض نے کہا ہے ارض جنت صاف میدان ہے اسمیں اعمال دنیا (باشکال خاصہ) ظاہر ہونگے جیسا بعض روایات میں ہے پس ثمرۃ نعیم وہی ہے جسکو دنیا میں بویا تھا اور اس کا یہ مطلب نہیں کہ بالفعل جنت خالی ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ عامل کے حق میں گویا کہ خالی ہے اور چونکہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ فلاں شخص سے فلاں عمل صادر ہوں گے اسلئے جنت کو ان اعمال کی صور مثالیہ اشجار وثمار وغیرہا سے فی الحال بھی آباد کر رکھا ہے)۔

ف ۱۳ صورۃ الجنۃ فی الاول　ف ۱۴ ابداع صور الاعمال

المتن قولہ تعالیٰ ان اللہ لا یستحیی ان یضرب مثلا ما بعوضۃ قال العبد الضعیف فیہ اصل لصنیع الصوفیۃ فی الامثلۃ حیث یأتون منھا بما ظاھرہ ینافی الحیاء من غیر مبالاۃ انتھی القول۔

قولہ تعالیٰ ان اللہ لا یستحیی الخ (ترجمہ ہاں واقعی اللہ تعالیٰ تو نہیں شرماتے اس بات سے کہ بیان کردیں کوئی مثال بھی) اسمیں اصل ہے عادۃ صوفیہ کی کہ مثالیں لاتے ہیں حیاء عرفی کی پروا نہیں کرتے۔

ف ۱۵ عدم الاستحیاء فی الامثلۃ الحقیرۃ

المتن قولہ تعالیٰ واذ قال ربک للملئکۃ انی جاعل فی الارض خلیفۃ قالوا اتجعل فیھا من یفسد فیھا ویسفک الدماء ونحن نسبح بحمدک ونقدس لک قال انی اعلم ما لا تعلمون وعلم آدم الاسماء کلھا ثم عرضھم علی الملئکۃ فقال انبئونی باسماء ھؤلاء ان کنتم صدقین ○ قالوا سبحنک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم قال یآدم انبئھم باسمائھم قال العبد الضعیف فیہ دلیل علی ان مدار الخلافۃ ھو العلم والفھم بشرط ان لا ینا قضہ عملہ لا الاجتھاد فی العمل وھو عین ما یراعیہ مشایخ الطریق فی الاستخلاف

قولہ تعالیٰ واذ قال ربک للملئکۃ الخ (ترجمہ اور جس وقت ارشاد فرمایا آپ کے رب نے فرشتوں سے کہ ضرور میں بناؤں گا زمین میں ایک نائب فرشتے کہنے لگے کیا آپ پیدا کریں گے زمین میں ایسے لوگوں کو جو فساد کریں گے اسمیں اور خوں ریزیاں کرینگے اور ہم برابر تسبیح کہتے رہتے ہیں اور تقدیس کرتے رہتے ہیں آپ کی حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میں جانتا ہوں اس بات کو جسکو تم نہیں جانتے اور علم دیدیا اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سب چیزوں کے اسمار کا پھر وہ چیزیں فرشتوں کے روبرو کردیں پھر فرمایا کہ بتلاؤ مجھکو اسمار ان چیزوں کے اگر تم سچے ہو فرشتوں نے عرض کیا کہ آپ تو پاک ہیں ہمکو علم نہیں مگر وہی جو کچھ ہمکو آپنے علم دیا

ف ۱۶ مدار الخلافۃ فی الطریقۃ

انتهى القول۔ بیشک آپ بڑے علم والے ہیں حکمت والے ہیں حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے آدم تم بتلادو ان کو ان چیزوں کے (اسماء) یہ دلیل ہے اسکی کہ مدار خلافت علم وفہم ہے بشرطیکہ بدرجۂ عملی نمونہ مجاہدہ اعمال میں اور مشائخ طریقت خلیفہ بنانے کے وقت اسی کی زیادہ رعایت کرتے ہیں۔

المتن قوله تعالى ولا تقربا هذه الشجرة الخ قال العبد الضعيف فيه اصل لعادة المشائخ المحققين في النهي عن بعض المباحات مخافة جره الى المعصية فان هذا القرب لم يكن ممنوعا عنه في نفسه انتهى القول۔

المتن قوله تعالى فازلهما الشيطن الآية قال العبد الضعيف فيه دليل على انه لا يأمن من المنتهي ايضا من مكر الشيطان فانه لا شك في كون آدم عليه السلام كاملا ومع هذا فبينه وبين غيره فرقان احدهما انه يحفظه الله تعالى من الكفر وان ابتلى بالمعصية والثاني ان معصيته ليست كمعصية غيره لكونه موفقا للرجعة الى التوبة لا يوفق غيره لها انتهى القول۔

المتن قوله تعالى اوفوا بعهدي اوف بعهدكم ولا يخفى ان للوفاء عرضا عريضا فاول المراتب الظاهرة منا الاتيان بكلمتي الشهادة ومنه تعالى حقن الدماء والمال وآخرها منا الفناء حتى عن الفناء ومنه تعالى التحلية بانوار الصفات والاسماء فما روي من الآثار على اختلاف اسانيدها صحة وضعفا في بيان الوفاء بالعهدين فبالنظر الى المراتب المتوسطة وهي لعمري كثيرة ولك ان تقول اول المراتب منا توحيد الافعال واوسطها توحيد الصفات وآخرها توحيد الذات ومنه تعالى ما يفيضه على السالك في كل مرتبة مما تقتضيه تلك المرتبة من المعارف والاخلاق۔

قوله تعالیٰ ولا تقربا هذه الشجرة (ترجمہ اور نزدیک مت جاؤ اس درخت کے) اس میں اصل ہے مشائخ محققین کی اس عادت کی کہ بعض مباحات سے اسلئے روک دیتے ہیں کہ غیر مباح کی طرف منجر نہ ہوجائے کیونکہ قرب شجرہ فی نفسہ ممنوع نہ تھا صرف اکل ممنوع تھا۔

قوله تعالیٰ فازلهما الشيطان (ترجمہ پس لغزش دیدی آدم وحوا کو اس درخت کی وجہ سے شیطان نے) اس میں دلیل ہے کہ منتہی بھی مکر شیطان سے مامون نہیں چنانچہ آدم علیہ السلام کے اس وقت کامل ہونے میں کوئی شک نہیں مگر باوجود اس کے ان میں اور دوسروں میں دو فرق ہیں ایک یہ کہ وہ کفر سے محفوظ تھے دوسرے یہ کہ اُن کی غلطی دوسروں کی معصیت کے مثل نہیں کیونکہ انکو توبہ کے ایسے درجہ کی توفیق ہوئی کہ دوسروں کو نہیں ہوتی۔

قوله تعالیٰ اوفوا بعهدي اوف بعهدكم (ترجمہ پورا کرو تم میرے عہد کو پورا کرونگا میں تمہارے عہد کو) مراتب وفا میں نہایت وسعت ہے پس ہماری جانب سے اول مرتبہ اداء کلمہ شہادت ہے اور حق تعالیٰ کی طرف سے جان ومال کی حفاظت اور اخیر مرتبہ ہماری طرف سے فناء ہے یہانتک کہ فناء سے بھی فناء ہوجانا اور حق تعالیٰ کی طرف سے صفات واسماء کے انوار سے آراستہ کردینا پس فائدہ یہ ہے جو آثار مختلفہ آئی ہیں وہ باعتبار مراتب متوسطہ کے ہیں اور وہ بکثرت ہیں اور یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ اول مرتبہ ہماری طرف سے توحید افعال ہے اور اوسط توحید صفات اور آخر توحید ذات اور حق تعالیٰ کی طرف سے وہ معارف واخلاق ہیں جو ہر مرتبہ میں مناسب اس مرتبہ کے سالک پر فائض کئے جاتے ہیں۔

الحاشية واطلبوا المدد والعون ممن له القدرة الحقيقية بالصبر على ما يفعل بكم لكي تصلوا الى

مقام الرضاء والصلوٰة التی ھی المراقبة حضور القلب لتلقی تجلیات الرب وان المراقبة شاقة الا علی المنکسرة قلوبھم اللینة افئدتھم لقبول انوار التجلیات اللطیفة واستیلاء سطواتھا القھریة فھم الذین یتیقنون انھم بحضرة ربھم وانھم الیه راجعون بفناء صفاتھم ومحوھا فی صفاته فلا یجدون فی الدار الا شئون الملك اللطیف القھار۔

المتن قوله تعالیٰ واستعینوا بالصبر والصلوٰة ل لما امرھم سبحانه وتعالیٰ بترك الضلال والاضلال والتزام الشرائع وکان ذلك شاقا علیھم لما فیه من فوات محبوبھم وذھاب مطلوبھم عالج ف۲۰ مرضھم بھذا الخطاب قال العبد الضعیف وفی الجلالین وقیل الخطاب للیھود لما عاقھم عن الایمان ف۲۱ الشرہ وحب الریاسة فامروا بالصبر وھو الصوم لانه یکسر الشھوة والصلوٰة لانھا تورث الخشوع وتنفی الکبر اھ انتھی القول۔

قوله تعالیٰ واستعینوا بالصبر والصلوٰة (ترجمہ اور مدد لو صبر اور نماز سے) جب اُن کو ترک ضلال واضلال و التزام شرائع کا حکم فرمایا اور یہ اُن کو شاق تھا چونکہ اس میں اُن کا محبوب ومطلوب فوت ہوتا تھا پس اُن کے اس مرض ف۲۰ کا اس خطاب سے علاج فرمایا اور جلالین میں اس طرح تقریر ہے کہ جب اُن کو حرص مال اور حب جاہ ف۲۱ نے ایمان سے روکا تو اُن کو صبر یعنی صوم کا حکم ہوا کہ وہ شہوت کو توڑتا ہے اور صلوٰۃ کا حکم ہوا کہ وہ مورث خشوع اور مزیل کبر ہے۔

المتن قوله تعالیٰ وانھا لکبیرة الا علی الخاشعین الذین یظنون انھم ملاقوا ربھم وانھم الیه راجعون قال العبد الضعیف دل علی ان الخشوع سبب سھولة الصلوٰة وعلی ان استحضار اللقاء والرجوع سبب لحصول الخشوع فانظر کیف ارشد ف۲۲ الی طریق سھولة العبادة وحصول الخشوع فیھا سائغا اللذایقین انتھی القول۔

قوله تعالیٰ وانھا لکبیرة الا علی الخاشعین الذین یظنون انھم ملاقوا ربھم وانھم الیه راجعون۔ (ترجمہ اور بے شک وہ نماز دشوار ضرور ہے مگر جن کے قلوب میں خشوع ہے ان پر کچھ دشوار نہیں وہ خاشعین وہ لوگ ہیں جو خیال رکھتے ہیں اسکا کہ وہ بے شک ملنے والے اور اس بات کا بھی خیال رکھتے ہیں کہ وہ بے شک اپنے رب کی طرف واپس جانے والے ہیں) یہ آیت دال ہوا اسپر کہ خشوع سبب ہے سہولت صلوٰۃ کا اور اسپر بھی کہ لقا و رجوع کا استحضار سبب ہے حصول خشوع کا سو دیکھئے ف۲۲ حق تعالیٰ نے کس طرح سے سہولت عبادت و حصول خشوع کا خوشگوار طریقہ بتلا دیا ہے۔

المتن قوله تعالیٰ یبنی اسرائیل واتقوا یوما لا تجزی نفس عن نفس الخ قال العبد الضعیف فیه دلیل علی ان النسبة المحضیة ف۲۳ الی المقبولین لا یجدی نفعا من غیر ایمان ولا عمل فانھم کانوا ابناء الانبیاء ثم قرعھم بما قرعھم انتھی القول۔

قوله تعالیٰ یبنی اسرائیل واتقوا یوما الخ (ترجمہ اور ڈرو تم ایسے دن سے کہ نہ تو کوئی شخص کسی شخص کی طرف سے کچھ مطالبہ ادا کر سکتا ہے اور نہ کسی شخص کی طرف سے کوئی سفارش قبول ہو سکتی ہے) اسمیں دلالت ہے ف۲۳ اسپر کہ محض مقبولین کی طرف منسوب ہونا بدون ایمان و عمل صالح کے نافع نہیں کیونکہ یہ لوگ ابنیاء علیہم السلام

ف۲۰ علاج الامراض بالصبر والصلوٰة — علاج امراض بالصبر والصلوٰة
ف۲۱ علاج حب المال والجاہ — علاج حب مال وجاہ
ف۲۲ طریق تسہیل العبادة وتحصیل الخشوع — طریق تسہیل عبادت وتحصیل خشوع
ف۲۳ عدم کفایة الانتساب الی المقبولین — بدون ایمان وعمل کے نسبت مقبولین کافی نہیں

کی اولاد تھے پھر دیکھئے ان پر کسقدر لتاڑ ہوئی ہے۔

المتن قوله تعالیٰ واذ واعدنا موسیٰ اربعین لیلة

قال العبد الضعیف الاية اصل للاربعین (ف ۲۴) من اعمال السالکین وهی وان کانت قصة موسیٰ عم لکن لما لم ینکر علیها کانت حجة لنا لاسیما وقد ورد به الحدیث انتهی القول۔

قوله تعالیٰ واذ واعدنا موسیٰ اربعین لیلة (ترجمہ اور وعدہ کیا تھا ہم نے موسیٰ سے چالیس رات کا) یہ آیت اہل سلوک (ف ۲۴) کے چلہ کی اصل ہے اور گو یہ موسیٰ علیہ السلام کا قصہ ہے لیکن جب اسکو نقل کرکے اسپر انکار نہیں کیا گیا تو یہ ہمارے لئے حجت ہوگیا خصوص جبکہ اس باب میں حدیث بھی آئی ہے۔

فائدہ ۲۴ اصل الاربعین الصوفیۃ

الحاشیه۔ واذ واعدنا موسیٰ اربعین لیلة الخ وقد یقال من طریق الاشارة ان ذکر اللیلة للرمز الی ان هذه المواعدة کانت بعد تمام السیر الی الله تعالیٰ ومجاوزة بحر العوائق والعلائق وهناك یکون السیر فی الله تعالیٰ الذی لا تدرك حقیقته ولا تعلم هویته ولا یری فی بید اء جبروته الا الدهشة والحیرة وهذا السیر متفاوت باعتبار الاشخاص والازمان ولی مع الله تعالیٰ وقت یشیر الی ذلك۔

الحاشیه۔ واذ اتینا موسیٰ الکتاب والفرقان لعلکم تهتدون واذ قال موسیٰ لقومه یقوم انکم ظلمتم انفسکم باتخاذکم العجل فتوبوا الی بارئکم فاقتلوا انفسکم ذلکم خیر لکم عند بارئکم فتاب علیکم انه هو التواب الرحیم ٥ وحظ العارف من هذه القصة ان یعرف ان هواه بمنزلة عجل بنی اسرائیل فلا یتخذه الٰها افرأیت من اتخذ الٰهه هواه وان الله سبحانه قد خلق نفسه فی اصل الفطرة مستعدة لقبول فیض الله تعالیٰ والدین القویم ومتهیئة سلوك المنهج المستقیم والترقی الی جناب القدس وحضرة الانس وهذا هو الکتاب الذی اوتیه موسیٰ القلب والفرقان الذی یهتدی بنوره فی لیالی السلوك الی حضرت الرب فمتی اخلدت النفس الی الارض واتبعت هواها واثرت شهواتها علی مولاها امرت بقتلها بکسر شهواتها وقمع مشتهیاتها لیصح لها البقاء بعد الفناء والصحو بعد المحو ولیست التوبة الحقیقیة سوی محو البشریة باثبات الالوهیة وهذا هو الجهاد الاکبر والموت الاحمر ؎

لیس من مات فاستراح بمیت | انما المیت میت الاحیاء

وهذا اصعب لا یتیسر الا لخواص الحق ورجال الصدق والیه الاشارة بموتوا قبل ان تموتوا وقیل اول قدم فی العبودیة اتلاف النفس وقتلها بترك الشهوات وقطعها عن الملاذ فکیف الوصول الی شیٔ من منازل الصدیقین ومعارج المقربین هیهات ذاك بمعزل عنا ومناط الثریا منا ؎

تعالوا نقسم ما تنا للهموم | فان الحزین یواسی الحزینا

المتن قوله تعالیٰ انکم ظلمتم انفسکم باتخاذکم العجل

قال العبد الضعیف فیه دلیل (ف ۲۵) علی امتناع الحلول علی الله تعالیٰ فانه لو کان جائزا لکان بنو اسرائیل معذورین لخطائهم فی موضع الخطاء وقد کانوا

قوله تعالیٰ انکم ظلمتم انفسکم باتخاذکم العجل (ترجمہ اے میری قوم بے شک تم نے اپنا بڑا نقصان کیا اپنے اس گوسالہ کی تجویز سے) اسمیں دلیل ہے کہ حق تعالیٰ (ف ۲۵) کی جناب میں حلول محال ہے ورنہ بنی اسرائیل چونکہ عجل میں حق تعالیٰ کے حلول کے معتقد

فائدہ ۲۵ امتناع الحلول

اعتقدوا حلول اللہ تعالیٰ فی العجل انتہی القول۔

المتن قولہ تعالیٰ وظللنا علیکم الغمام الیٰ قولہ کانوا انفسہم یظلمون قال العبد الضعیف فیہ دلیل علیٰ ان تواتر النعم مع العصیان استدراج وخطر وکثیر من جہلۃ الصوفیۃ فی غرور منہ حیث یزعمون کثرۃ المال والجاہ امارۃ للقبول انتہی القول۔

تھے معذور ہوئے کیونکہ ان کی غلطی موقع غلطی میں ہوتی۔

قولہ تعالیٰ وظللنا علیکم الغمام الیٰ قولہ کانوا انفسہم یظلمون (ترجمہ اور سایہ افگن کیا ہم نے تم پر ابر کو اور پہونچایا ہم نے تمہارے پاس ترنجبین اور بٹیریں کھاؤ نفیس چیزوں سے جو کہ ہم نے تمکو دی ہیں اور انھوں نے ہمارا کوئی نقصان نہیں کیا لیکن اپنا ہی نقصان کرتے تھے) اسمیں دلیل ہے کہ باوجود معاصی کے نعمتوں کا جاری رہنا یہ استدراج اور خطر ہے اور بہت سے جاہل صوفی اسبارہ میں دہوکہ میں ہیں کہ وہ کثرت مال وجاہ کو مقبولیت کی علامت سمجھتے ہیں۔

ف ۲۶ تواتر النعم مع العصیان استدراج لا قرب

ف ۲۶ تواتر نعم باوجود معصیت کے استدراج ہے نہ کہ قرب

الحاشیہ قولہ تعالیٰ واذ استسقیٰ موسیٰ لقومہ فقلنا اضرب بعصاک الحجر فانفجرت منہ اثنتا عشرۃ عینا قد علم کل اناس مشربہم کلوا واشربوا من رزق اللہ ولا تعثوا فی الارض مفسدین وحظ العارف من الآیۃ ان یعرف ان الروح الانسانیۃ وصفاتہا فی عالم القلب بمثابۃ موسیٰ وقومہ وہم مستسق ربہ لا رواتہا بماء الحکمۃ والمعرفۃ وہو مامور بضرب عصا لا الٰہ الا اللہ ولہا شعبتان من النفی والاثبات تتقد ان نورًا عند استیلاء ظلمات النفس وقد حملت من حضرۃ العزۃ علیٰ حجر القلب الذی ہو کالحجارۃ او اشد قسوۃ فانفجرت منہ اثنتا عشرۃ عینا من میاہ الحکمۃ لان کلمۃ لا الٰہ الا اللہ اثنا عشرۃ حرفًا فانفجر من کل حرف عین قد علم کل سبط من اسباط صفات الانسان وہی اثنا عشر سبطا من الحواس الظاہرۃ والباطنۃ ومن القلب والنفس وکل واحد منہم مشربہ من عین جرت من حرف من حروف الکلمۃ وقد علم مشربہ ومشرب کل واحد حیث ساقہ رائدہ وقادہ قائدہ فمن مشرب عذب فرات ومشرب ملح اجاج والنفوس ترد مناہل التقی والطاعات والارواح یشرب من زلال المکشوف والمشاہدات تردی من عیون الحقائق بکأس تجلی الصفات عن ساقی وسقاہم ربہم شرابًا طہورًا للاضمحلال فی حقیقۃ الذات کلوا واشربوا من رزق اللہ بامرہ ورضاہ ولا تعثوا فی ہذا القالب مفسدین بترک الامر واختیار الوزر وبیع الدین بالدنیا وایثار الاولیٰ علی العقبیٰ وتقدیمہما علی المولیٰ۔

المتن۔ قولہ تعالیٰ واذ قلتم یموسیٰ لن نصبر علیٰ طعام واحد فادع لنا ربک یخرج لنا مما تنبت الارض من بقلہا وقثائہا وفومہا وعدسہا وبصلہا قال اتستبدلون الذی ہو ادنیٰ بالذی ہو خیر اہبطوا مصرا فان لکم ما سألتم۔ وضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ وباؤ بغضب من اللہ وحظ العارف من ہذہ

قولہ تعالیٰ واذ قلتم یموسیٰ لن نصبر علیٰ طعام واحد الیٰ قولہ تعالیٰ ضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ وباؤ بغضب من اللہ (ترجمہ اور جب تم لوگوں نے کہا کہ اے موسیٰ ہم ایک ہی قسم کے کھانے پر کبھی نہ رہیں گے آپ ہمارے واسطے اپنے پروردگار سے دعا کریں کہ وہ ہمارے لئے ایسی چیزیں پیدا کریں کہ جو زمین میں اگا کرتی ہیں ساگ ککڑی گیہوں مسو۔

الآیات الاعتبار بحال[ف ۲۷] هؤلاء الذین لم یرضوا بالقضاء ولم یشکروا علی النعماء ولم یصبروا علی البلواء کیف ضرب علیهم ذل الطغیان قبل وجودالاکوان فی قوم بلطخة المسکنة فی ابتداء الخذلان والبس قلوبهم حب الدنیا واهبطهم من الدرجة العلیا۔

پیاز آپ نے فرمایا کیا تم عوض میں لینا چاہتے ہو ادنی درجہ کی چیزوں کو ایسی چیز کے مقابلہ جو اعلیٰ درجہ کی ہے کسی شہر میں اترو البتہ تمکو وہ چیزیں ملیں گی جنکی تم درخواست کرتے ہو اور جم گئی اُن پر ذلت اور پستی اور مستحق ہوگئے غضب الٰہی کے) عارفنا کو اس قصہ سے یہ حصہ لینا چاہئے کہ ان لوگوں کے حال سے عبرت پکڑے جو قضا پر[ف] راضی نہیں ہوئے اور جنھوں نے نعمت پر شکر اور بلا پر صبر نہیں کیا دیکھئے کس طرح ان پر ذلت طغیان لگا دی گئی اور ان کے قلوب میں حب دنیا جما دی گئی اور اُن کو درجہ علیا سے گرادیا۔

المتن قوله تعالیٰ قال اتستبدلون الذی هو ادنی الی قوله تعالیٰ وضربت علیهم الذلة قال العبد الضعیف فیه دلیل علی ان تغیر[ف ۲۸] العبد معاملة الله تعالیٰ معه من ابتغاء المتوکل لکسب او المکتسب ترك الکسب بلا ضرورة یجلب القت فانهم یأتیهم رزقهم من غیر الکسب فطلبوا الاسباب انتهی القول۔

قوله تعالیٰ قال اتستبدلون الذی هو ادنی الی قوله تعالیٰ وضربت علیهم الذلة اسمیں دلیل ہے اسپر کہ حق تعالیٰ کے ساتھ جو بندہ کا معاملہ[ف ۲۸] ہے اسکو بدلنا مثلاً متوکل کا کسب کی تلاش کرنا اور صاحب کسب کا بلا ضرورت ترک کسب کرنا حق تعالیٰ کی ناخوشی کا سبب ہوتا ہے جیسا ان لوگوں کو بلا کسب رزق ملتا تھا مگر انھوں نے اسباب کو طلب کیا۔

المتن قوله تعالیٰ ذلك بما عصوا وكانوا یعتدون اشارة الی الکفر والقتل الواقعین سببا لما تقدم والمعنی ان الذی حملهم علی الکفر بآیات الله تعالیٰ وقتلهم الانبیاء انما هو تقدم عصیانهم واعتدائهم ومجاوزتهم الحدود والذنب[ف ۲۹] یجر الذنب حتی الی الکفر فلا تحقرن ذنبا کما فی الحدیث عن عائشة قال لها النبی صلی الله علیه وسلم ذلك)

قوله تعالیٰ ذلك بما عصوا وكانوا یعتدون (ترجمہ اور یہ اسوجہ سے کہ ان لوگوں نے اطاعت نہ کی اور دائرہ سے نکل نکل جاتے تھے) ذلک کا مشار الیہ کفر اور قتل ہے جو اپنے ما تقدم کا سبب ہیں اور معنی یہ ہوئے کہ جو امر اُن کو کفر بالآیات و قتل انبیاء پر باعث ہوا وہ اُن کا عصیان اور تجاوز حدود تھا اور ایک گناہ دوسرے گناہ کا سبب[ف ۲۹] ہو جایا کرتا ہے حتی کہ کفر تک کا بس کسی گناہ کو خفیف نہ سمجھے۔

الحاشیة - قوله تعالیٰ واذ قلتم یموسی لن نصبر علی طعام واحد الی قوله تعالیٰ ذلك بما عصوا وكانوا یعتدون ومن باب الاشارة الطعام الواحد هو الغذاء الروحانی من الحکمة والمعرفة وما تنبت الارض هو الشهوات الخبیثة واللذات الخسیسة والتفکهات الباردة الناشئة من ارض النفوس فی مصر البدن الموجبة للذلة لمن ذاقها والمسکنة لمن لاکها والهلاك لمن ابتلعها وسبب طلب ذلك الاحتجاب عن آیات الله تعالیٰ وتجلیاته وتسوید القلوب بدرن الذنوب فی قطع وریدها بقطع واردها والذی یجر الی هذه الغفلة عن المحبوب والاعتیاض بالاغیار من ذلك المطلوب نسأل الله تعالیٰ لنا

ف ۲۷ ذم عدم الرضاء بالقضاء. ف ۲۷ رضا بالقضاء کے نہ ہونے کی مذمت
ف ۲۸ ذم تغییر المعاملة مع الله تعالیٰ. ف ۲۸ حق تعالیٰ کے معاملہ کو بدلنے کی مذمت۔
ف ۲۹ الذنب یجر الذنب. ف ۲۹ گناہ ایک دوسرے کا سبب ہو جاتا ہے۔

ولکم العافیة ـ

المتن قوله تعالیٰ ولقد علمتم الذین اعتدوا منکم فی السبت فقلنا لهم کونوا قردة خاسئین ○ فجعلنٰها نکالا لما بین یدیها وما خلفها وموعظة للمتقین و حظ العارف من هذه القصة ان یعرف ان الله سبحانه وتعالیٰ خلق الناس لعبادته وجعلهم بحیث لو اُهملوا وتُرکوا وخُلّوا بینهم وبین طباعهم لتوغلوا وانهمکوا فی اللذات الجسمانیة والغواش الظلمانیة فوضع الله تعالیٰ العبادات او فرض علیهم تکرارها فی الاوقات المعینة لیزول عنهم بها درن الطباع المتراکم فی اوقات الغفلات وظلمة الشواغل العارضة فی ازمنة ارتکاب الشهوات وجعل یوما من ایام الاسبوع مخصوصا للاجتماع علی العبادة وازالة وحشة التفرقة ودفع ظلمة الاشتغال بالامور الدنیویة فمن لم یراع هذه الاوضاع فی المراقبات اصلا ازال نور استعداده وطفی المصباح فواده ومسخ کما مسخ اصحاب السبت من غلب علیه وصف من اوصاف الحیوانات ورسخ فیه بحیث ازال استعداده وتمکن فی طباعه وصار صورة ذاتیة له کالماء الذی منبعه معدن الکبریت مثلا اطلق علیه اسم ذلک الحیوان حتی کان صار حین طباعه طباعه ونفسه نفسه فلیجهد المرء علی حفظ انسانیته وتدبیر صحته بشراب الادویة الشرعیة والمعاجین الحکمیة ولیحث نفسه بالمواعظ الوعدیة والوعیدیة ـ

قوله تعالیٰ ولقد علمتم الذین اعتدوا منکم فی السبت الیٰ قوله وموعظة للمتقین (ترجمہ اور تم جانتے ہی ہو ان لوگوں کا حال جنہوں نے تم میں سے تجاوز کیا تھا دربارہ یوم ہفتہ کے سو ہم نے ان کو کہدیا کہ تم بندر ذلیل بن جاؤ پھر ہم نے اسکو ایک عبرت بنا دیا ان لوگوں کیلئے بھی جو اس قوم کے معاصر تھے اور ان لوگوں کے لئے بھی جو مابعد زمانہ میں آتے رہے اور موجب نصیحت ڈرنے والوں کیلئے) اس قصہ سے عارف کو یہ سمجھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے عبادات کو خاص اوضاع پر خاص اوقات میں معین فرمایا ہے تاکہ ان کی ظلمات طبعیہ دور ہوں سو جو شخص ان اوضاع کی رعایت نہیں کرتا اس کا نور استعداد زائل ہو جاتا ہے اور وہ اصحاب سبت کی طرح مسخ ہو جاتا ہے اور جس جانور کے اوصاف اسمیں راسخ ہوں اسی کی طبیعت اسمیں پیدا ہو جاتی ہے (گو اس امت میں مسخ صورت نہو) سو انسان کو ادویہ شرعیہ سے اپنی انسانیت کے محفوظ رکھنے کی کوشش کرنا چاہئے

الحاشیة قوله واذ قال موسیٰ لقومه ان الله یأمرکم ان تذبحوا بقرة الیٰ قوله ویریکم اٰیاته لعلکم تعقلون ○ ومن باب الاشارة ان البقرة هی النفس الحیوانیة حین زال عنها شره الصبا ولم یلحقها ضعف الکبر وکانت معجبة رائقة المنظر لا تثیر ارض الاستعداد بالاعمال الصالحة ولا تسقی حرث المعارف والحکم التی فیها بالقوة بمیاه التوجه الی حضرة القدس والسیر الی ریاض الانس وقد سلمت لترعی ازهار الشهوات ولم تقید بقیود الاٰداب والطاعات فلم یرسخ فیها مذهب واعتقاد ولم یظهر علیها ما اودع فیها من انوار الاستعداد وذبحها قمعهوا هواها ومنعها عن افعالها الخاصة بها بسفرة سکین الریاضة فمن اراد ان یحیا قلبه حیاة طیبة ویتحلی بالمعارف الالٰهیة والعلوم الحقیقیة وینکشف له احوال الملک والملکوت ویظهر له اسرار اللاهوت والجبروت ویرتفع ما بینه وبین عقله ووهمه من التدارء والنزاع الحاصل بسبب الالف بالمحسوسات فلیذبحها ولیوصل اثرها الی قلبه المیت

فهنالك يخرج المكتوم وتفيض بحار العلوم وهذا الذبح هو الجهاد الاكبر والموت الاحمر وعقباه الحياة الحقيقية والسعادة الابدية ~~

ومن لم يمت في حبه لم يعش به + ودون اجتناء النحل ما جنت النحل

الحاشية - قوله تعالى انها بقرة صفراء الخ قال العبد الضعيف مثل الصوفية النفس بهذه البقرة ف ۳۱ ويزيد في التناسب بينهما كون البقرة صفراء وكذلك يكون نور النفس فيما يكاشفون به انتهى القول۔

المتن قوله تعالى وان منها لما يهبط من خشية الله قال العبد الضعيف فيه دليل لما ف ۳۲ قالت به الصوفية من اثباتهم الشعور للجمادات حسبما تطيع به لله تعالى انتهى القول

المتن قوله تعالى افكلما جاء كم رسول بما لا تهوى انفسكم استكبرتم ففريقا كذبتم وفريقا تقتلون فيه دلالة على ان الاستكبار هو ف ۳۳ الاصل لاكثر المعاصي فان الله تعالى قد رتب التكذيب والقتل على استكبارهم انتهى القول۔

المتن قوله تعالى ان ينزل الله من فضله على من يشاء قال العبد الضعيف فيه دليل ف ۳۴ على ان الاحوال الموهوبة هو بمحض الفضل والمشية من الله تعالى لا مدخل فيها للمجاهدة انتهى القول۔

المتن قوله تعالى قل ان كانت لكم الدار الاخرة عند الله خالصة من دون الناس فتمنوا الموت ان كنتم صدقين - قال العبد الضعيف دل على ان ف ۳۵ من امارات الولاية حب الموت طبعا او عقلا على تفاوت الاحوال انتهى القول

قوله تعالى انها بقرة صفراء الخ (ترجمہ وہ ایک زرد رنگ کا بیل ہے) صوفیہ نے نفس کو اس بقرہ سے تشبیہ دی ہے اور اس سے اور مناسبت ف ۳۱ بڑھجاتی ہے کہ یہ گائے اصفر تھی اور اہل کشف نور نفس کو بھی اصفر بتلاتے ہیں۔

قوله تعالى وان منها لما يهبط من خشية الله (ترجمہ اور ان ہی پتھروں میں بعضے ایسے ہیں جو خدا تعالیٰ کے خوف سے اوپر سے نیچے (ڈھک آتے ہیں) اسمیں دلیل ہے قول صوفیہ کی کہ جمادات ف ۳۲ کے لئے اتنا شعور ثابت کرتے ہیں جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہیں۔

قوله تعالى افكلما جاء كم رسول الى قوله تقتلون۔ (ترجمہ کیا جب کبھی کوئی پیغمبر تمہارے پاس ایسے احکام لائے جنکو تمہارا دل نہ چاہتا تھا۔ اسمیں دلیل ہے اسپر کہ کبر ف ۳۳ اکثر معاصی کی اصل ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے تکذیب اور قتل کو استکبار پر مرتب فرمایا ہے۔

قوله تعالى ان ينزل الله من فضله على من يشاء من عباده (ترجمہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جس بندہ پر اسکو منظور ہو نازل فرماوے) اسمیں دلیل ہے اسپر کہ احوال ف ۳۴ موہوبہ محض فضل و مشیت سے میسر ہوتے ہیں ان میں مجاہدہ کو کچھ دخل نہیں۔

قوله تعالى - قل ان كانت لكم الدار الاخرة عند الله خالصة من دون الناس فتمنوا الموت ان كنتم صدقين (ترجمہ آپ کہدیجئے کہ اگر عالم آخرت محض تمہارے ہی لئے نافع ہے بلاشرکت غیرے تو تم موت کی تمنا کرو اگر تم سچے ہو) یہ دلالت کرتا ہے اسپر کہ منجملہ علامات ف ۳۵ ولایت کے حب موت ہے خواہ طبعاً یا عقلاً حسب تفاوت احوال۔

المتن قوله تعالى من كان عدوا لله وملئكته ورسله

قوله تعالى من كان عدوا لله وملئكته الى قوله فان

ف ۳۱ التناسب بين النفس والبهيمية خصوصا البقرة الصفراء
ف ۳۱ تناسب درمیان نفس اور بقرہ خصوصاً صفرا کے۔

ف ۳۲ كون الجمادات ذات شعور
ف ۳۲ جمادات کا ذی شعور ہونا۔

ف ۳۳ كون الكبر اصلا لاكثر المعاصي
ف ۳۳ استکبار کا اکثر معاصی کی اصل ہونا

ف ۳۴ الموهوبة لا دخل فيها للكسب
ف ۳۴ احوال موہوبہ میں کسب کو کچھ دخل نہیں۔

ف ۳۵ الاشتياق الى الموت من علامات الولاية
ف ۳۵ اشتیاق موت علامات ولایت سے ہے۔

وجبریل ومیکٰل فان اللہ عدو للکفرین قال العبد الضعیف فیہ دلالۃ علےٰ ان عداوۃ[ف ٣٦] اھل اللہ یستجلب عداوۃ اللہ انتھی القول۔

اللہ عدو للکفرین (ترجمہ جو شخص خدا تعالیٰ کا دشمن ہو اور فرشتوں کا اور پیغمبروں کا اور جبریل کا اور میکائیل کا تو اللہ تعالےٰ دشمن ہے ایسے کافروں کا) اسمیں دلالت ہے اسپر کہ اہل[ف ٣٦] اللہ کی عداوت اللہ کی عداوت کا سبب بنجاتی ہے۔

المتن۔ قولہ تعالیٰ یاایھا الذین اٰمنوا لاتقولوا راعنا الاٰیۃ قال العبد الضعیف فی الاٰیۃ تعلیم ادب[ف ٣٧] الشیخ من التحرز مما یوھم الاخلال بادب الشیخ انتھی القول

قولہ تعالیٰ یاایھا الذین اٰمنوا لاتقولوا راعنا (ترجمہ اے ایمان والو تم راعنا مت کہا کرو) اس آیت میں ادب[ف ٣٧] شیخ کی تعلیم ہے کہ جس امر میں ادب شیخ میں خلل پڑنیکا شبہ بھی ہو اس سے بھی بچنا چاہیے

الحاشیۃ قولہ تعالیٰ ماننسخ من اٰیۃ اوننسھا نأت بخیر منھا اومثلھا قال العبد الضعیف ویفھم من الاٰیۃ ایضًا الاشارۃ الی ان کل وارد[ف ٣٨] یذھب اویغلب بلا اختیار العبد یھب اللہ تعالیٰ خیرًا منہ اومثلہ فلا یتحسر العبد علیہ انتھی القول۔

قولہ تعالیٰ ماننسخ من اٰیۃ اوننسھا نأت بخیر منھا اومثلھا (ترجمہ ہم کسی آیت کا حکم جو موقوف کر دیتے ہیں یا اس آیت کو فراموش کر دیتے ہیں تو ہم اس آیت سے بہتر یا اس ہی کی مثل لے آتے ہیں) اس آیت سے اس طرف بھی اشارہ سمجھا جاتا ہے کہ جو وارد[ف ٣٨] بلا اختیار عبد زائل یا مغلوب ہو جاوے حق تعالیٰ اس سے بہتر یا اسکی مثل عطا فرما دیتا ہے پس بندہ کو اس پر حسرت نہ کرنا چاہیے۔

المتن قولہ تعالیٰ وقالوا لن یدخل الجنۃ الی قولہ تعالیٰ بلےٰ من اسلم قال العبد الضعیف یستنبط منہ ان الفوز[ف ٣٩] بالاکساب لا بالانساب فان مبنی دعاوی الفریقین کان معظمہ مثل ھذا الانتساب کاولاد المشائخ فی زماننا انتھی القول۔

قولہ تعالیٰ وقالوا لن یدخل الجنۃ الا من کان ھودا اونصاریٰ الیٰ قولہ تعالیٰ بلیٰ من اسلم وجھہ (ترجمہ اور یہود و نصاریٰ کہتے ہیں کہ بہشت میں ہرگز کوئی نہ جانے پاویگا بجز ان لوگوں کے جو یہودی ہوں یا ان لوگوں کے جو نصرانی ہوں یہ دل بہلانے کی باتیں ہیں آپ کہئے کہ اپنی دلیل لاؤ اگر تم سچے ہو ضرور دوسرے لوگ جاویں گے) اس سے مستنبط ہوتا ہے کہ فلاح[ف ٣٩] اکساب سے ہے انساب سے نہیں کیونکہ بڑا مبنی دعوےٰ فریقین کا یہی انتساب تھا جیسے ہمارے زمانہ میں اولاد مشائخ کی حالت ہے۔

المتن قولہ تعالیٰ وقالت الیھود لیست النصاریٰ علےٰ شیئ الخ قال العبد الضعیف یقاس[ف ٤٠] علیہ مقالۃ بعض جھلۃ الصوفیۃ فی زماننا حیث ینقص الچشتیۃ النقشبندیۃ وبالعکس انتھی القول۔

قولہ تعالیٰ وقالت الیھود لیست النصاریٰ علیٰ شیئ الخ (ترجمہ اور یہود کہنے لگے نصاریٰ کسی بنیاد پر نہیں) اسی پر قیاس کیا جاتا ہے بعض جہلہ[ف ٤٠] صوفیہ کا ایسی گفتگو کرنا کہ چشتیہ نقشبندیہ کی تنقیص کرتے ہیں اور بالعکس

الحاشیۃ۔ قولہ تعالیٰ ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیھا اسمہ وسعیٰ فی خرابھا اولٰئک ماکان لھم ان یدخلوھا الاخائفین لھم فی الدنیا خزی ولھم فی الاٰخرۃ عذاب عظیم ۝ ومن باب الاشارۃ فی الاٰیۃ ومن اخس حظا وانقص حقا ممن منع مواضع السجود للہ تعالیٰ وھی القلوب التی یعرف فیھا فیسجد لہ بالفناء الذاتی ان یذکر

فیما اسمہ الخاص الذی ھو الاسم الاعظم اذ لا یتجلی بھذا الاسم الا فی القلب وھو التجلی بالذات مع جمیع الصفات او اسمہ المخصوص بکل واحد منھا ای الکمال اللائق باستعدادہ المقتضی لہ وسعی فی خرابھا بتکدیرھا بالتعصبات وغلبۃ الھوی ومنع اھلھا بتھییج الفتن اللازمۃ لتجاذب قوی النفس ودواعی الشیطان والوھم اولئک ما کان لھم ان یدخلوھا ویصلوا الیھا الا خائفین منکسرین لظھور تجلی الحق فیھا لھم فی الدنیا خزی وافتضاح وذلۃ لظھور بطلان ما ھم علیہ ولھم فی الآخرۃ عذاب عظیم وھو احتجابھم عن الحق سبحانہ۔

المتن - قولہ تعالیٰ فاینما تولوا فثم وجہ اللہ قال العبد الضعیف فیہ دلیل علی ان اللہ تعالیٰ غیر متقید بجھۃ دون جھۃ انتھی القول۔

قولہ تعالیٰ - فاینما تولوا فثم وجہ اللہ (ترجمہ کیونکہ تم لوگ جس طرف منہ کرو ادھر اللہ تعالیٰ کا رخ ہے) اسمیں دلیل ہے اسپر کہ اللہ تعالیٰ کسی جہت کے ساتھ مقید نہیں۔

المتن - قولہ تعالیٰ انا ارسلنٰک بالحق بشیرا ونذیرا ولا تسئل عن اصحاب الجحیم قال العبد الضعیف ان الآیۃ اصل لعادۃ سادا تنا الصوفیۃ فی عدم تصدیھم لمن لم یرد اصلاح نفسہ انتھی القول۔

قولہ تعالیٰ انا ارسلنٰک بالحق بشیرا ونذیرا ولا تسئل عن اصحاب الجحیم (ترجمہ ہمنے آپ کو ایک سچا دین دیکر بھیجا ہے کہ خوشخبری سناتے رہیئے اور ڈراتے رہیئے اور آپ سے دوزخ میں جانے والوں کی بازپرس نہ ہوگی) یہ آیت اصل ہے ہمارے حضرات صوفیہ کی اس عادت کی کہ جو شخص اپنی اصلاح نہ چاہے اُس کے درپئے نہیں ہوتے۔

المتن قولہ تعالیٰ قال انی جاعلک للناس اماما قال ومن ذریتی قال لا ینال عھدی الظٰلمین قال العبد الضعیف فیہ ان الخلافۃ الارشادیۃ لا تجتمع مع الاخلال بالعمل انتھی القول۔

قولہ تعالیٰ قال انی جاعلک للناس اماما الی قولہ الظٰلمین (ترجمہ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تمکو لوگوں کا مقتدا بناؤں گا انھوں نے عرض کیا اور میری اولاد میں سے بھی کسی کسی کو۔ ارشاد ہوا کہ میرا عہدہ خلاف ورزی کرنے والوں کو نہ ملیگا) اسمیں دلالت ہے کہ خلافت ارشادیہ اخلال عمل کے ساتھ مجتمع نہیں ہوتی۔

المتن قولہ تعالیٰ ربنا وابعث فیھم الخ قال العبد الضعیف فیہ دلیل لما نقل عن بعض المشائخ من تمنیھم بقاء سلسلتھم بعدھم انتھی القول۔

قولہ تعالیٰ ربنا وابعث فیھم الخ (ترجمہ اے ہمارے پروردگار اور اُس جماعت کے اندر اُن ہی میں کا ایک ایسا پیغمبر بھی مقرر کردیجئے الخ) اسمیں اصل ہے اُسکی جو کہ بعض مشائخ سے منقول ہے کہ اپنے بعد اپنے سلسلہ کے باقی رہنے کی تمنا کرتے ہیں۔

المتن قال تعالیٰ ومن یرغب عن ملۃ ابراھیم الا من سفہ نفسہ قال العبد الضعیف ھو اصل لقولھم من عرف نفسہ فقد عرف ربہ وتقریرہ مذکور فی شرح الحدیث الاخیر من کراسۃ النکت الدقیقۃ انتھی القول۔

قولہ تعالیٰ ومن یرغب عن ملۃ ابراھیم الا من سفہ نفسہ (ترجمہ اور ملت ابراہیمی سے تو وہی روگردانی کریگا جو اپنی ذات ہی سے احمق ہو) اسمیں اُس قول کی اصل ہے من عرف نفسہ فقد عرف ربہ اور اسکی تقریر النکت الدقیقۃ میں اخیر حدیث کی شرح میں مذکور ہے۔

الحاشیة قوله تعالیٰ فلا تموتن الا وانتم مسلمون. فیه اشارة الی الموت الاختیاری ف۲۶ فان الامر والنهی یختصان بالاختیاری انتهی القول

المتن- قوله تعالیٰ فلنولینك قبلة ترضاها قال العبد الضعیف فیه اصل للمرادیة ف۲۷ انتهی القول-

الحاشیة- قوله تعالیٰ ولکل وجهة هو مولیها فاستبقوا الخیرات ولبعض العارفین فی الآیة وجه آخر (سوی ما فسروا به) وهو انه تعالیٰ جعل الناس فی امور دنیاهم واخراهم علی احوال متفاوتة فجعل بعضهم اعوان بعض فواحد یزرع وآخر یطحن وآخر یخبز وکذلک فی امر الدین فواحد یجمع الحدیث وآخر یحصل الفقه وآخر یطلب الاصول وهم فی الظاهر مختارون وفی الباطن مسخرون والیه الاشارة بقوله صلی الله علیه وسلم کل میسر لما خلق له ولهذا قال بعض الصالحین لما سئل عن تفاوت الناس فی افعالهم کل ذلک طرق الی الله تعالیٰ ف۲۸ اراد ان یعمرها بعباده ومن تحری وجه الله تعالیٰ فی کل طریق یسلکه اصل الیه لکن ینبغی تحری الاحسن من تلك الطرق اذ المراتب متفاوتة والشئون مختلفة ومظاهر الاسماء شتی وقیل المراد بها ان لکل احد قبلة فقبلة المقربین العرش والروحانیین الکرسی والکروبیین البیت المعمور والانبیاء قبلك بیت المقدس وقبلتك الکعبة وهی قبلة جسدك واما قبلة روحك فانا-

قوله تعالیٰ فلا تموتن الا وانتم مسلمون (ترجمہ سو تم بجز اسلام کے اور کسی حالت پر جان مت دینا) اسمیں رمز ہے موت ف۲۶ اختیاری کیطرف کیونکہ امر اور نہی امور اختیاریہ کے ساتھ مختص ہیں

قوله تعالیٰ فلنولینك قبلة ترضاها (ترجمہ اسلئے ہم آپکو اسی قبلہ کی طرف متوجہ کردیں گے جس کیلئے آپ کی مرضی ہے) اسمیں اصل ہے مقام مرادیت کی۔ ف۲۷

قوله تعالیٰ- ولکل وجهة هو مولیها فاستبقوا الخیرات (ترجمہ اور ہر شخص کے واسطے ایک ایک قبلہ رہا ہے جسکی طرف وہ منہ کرتا رہے سو تم نیک کاموں میں تگاپو کرو) ایک توجیہ اس آیت میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امور دنیویہ واخرویہ میں لوگوں کو احوال متفاوتہ پر بنایا ہے چنانچہ ایک بوتا ہے دوسرا پیستا ہے تیسرا پکاتا ہے (یہ تو امور دنیویہ میں ہے) اسی طرح امر دین میں ہے چنانچہ ایک حدیث جمع کررہا ہے دوسرا فقہ حاصل کررہا ہے تیسرا اصول کی طلب میں ہے اور اس حدیث میں بھی اس طرف اشارہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر شخص کے لئے وہی آسان ہے جسکے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے (تو فاستبقوا کے معنی یہ ہونگے کہ ان میں سے ہر وقت میں وہ چیز لو جو اسوقت خیر اور مصلحت ہو) اور اسی کی فرع ہے وہ قول جو بعضے بزرگوں سے ف۲۸ اس سوال کے وقت کہ لوگ اپنے افعال میں متفاوت کیوں ہیں منقول ہے کہ یہ سب طرق ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف اللہ تعالیٰ ان سب طرق کو اپنے بندوں سے آباد رکھنا چاہتے ہیں اور جو شخص جس طریق میں چلنے کے وقت حق تعالیٰ کی رضا کا قصد کریگا اس تک واصل ہو جاویگا لیکن مناسب یہی ہے کہ ان سب طرق میں جو سب سے احسن ہو اس کا اہتمام کرے کیونکہ مراتب متفاوت ہیں اور شیون مختلف ہیں اور مظاہر اسماء کے جدا جدا ہیں اور بعض نے اسکی تاویل میں کہا ہے کہ ہر شخص کا قبلہ جدا ہے چنانچہ مقربین کا قبلہ عرش ہے اور روحانیین کا کرسی ہے اور کروبیین کا بیت معمور ہے اور انبیاء سابقین کا بیت المقدس ہے اور آپ کا قبلہ کعبہ ہے اور وہ تو آپکے جسد کا قبلہ ہے رہا آپ کی روح کا قبلہ سو میں ہوں۔

ف۲۶ موت اختیاری ان موتوا قبل ان تموتوا
ف۲۷ مقام مرادیت و محبوبیت
ف۲۸ تحری الطرق الی اللہ و احسنہا

المتن قوله تعالیٰ ولعلکم تهتدون قال العبد الضعیف فی هذا الخطاب للمهتدی دلالة علی انه لا ینتهی السیر فبعد السیر الی الله السیر فی الله انتهی القول۔

قوله تعالیٰ ولعلکم تهتدون (ترجمہ اور تاکہ تم راہ پر رہو) ایسے لوگوں کو خطاب کرنا جو پہلے سے مهتدی ہیں اسپر دلیل ہے کہ ترقی کی کہیں انتہا نہیں پس سیر الی اللہ کے بعد سیر فی اللہ ہے

المتن قوله تعالیٰ ویعلمکم مالم تکونوا تعلمون قال العبد الضعیف دل علی ان بعد تعلیم الکتاب والحکمة قسما آخر من التعلیم یتوقف علی الصحبة انتهی القول۔

قوله تعالیٰ ویعلمکم مالم تکونوا تعلمون (ترجمہ اور تمکو ایسی باتیں تعلیم کرتے رہتے ہیں جنکی تمکو خبر بھی نہ تھی) یہ اسپر دال ہے کہ کتاب و حکمت کی تعلیم کے بعد تعلیم کی ایک اور قسم بھی ہے اور وہ صحبت پر موقوف ہے۔

المتن قوله تعالیٰ فاذکرونی اذکرکم الخ قال العبد الضعیف هذه ثمرة اصلیة للذکر لو استحضرها لا یتشوش ابدا انتهی القول۔

قوله تعالیٰ فاذکرونی اذکرکم (ترجمہ ان پر مجھکو یاد کرو میں تمکو یاد رکھونگا) یہ ذکر اللہ کا اصلی ثمرہ ہے کہ اگر اسکو مستحضر رکھا جاوے تو کبھی تشویش نہو۔

المتن قوله تعالیٰ ولنبلونکم بشیء الخ قال العبد الضعیف دل علی کون المجاهدة الاضطراریة نافعة ایضاً انتهی القول

قوله تعالیٰ ولنبلونکم بشیء الخ (ترجمہ اور ہم تمہارا امتحان کرینگے کسی قدر خوف سے الخ) اسمیں دلالت ہے کہ مجاہدہ اضطراریہ بھی نافع ہوتا ہے۔

المتن قوله تعالیٰ انا لله الخ قال العبد الضعیف هو علاج للمصائب ومنها القبض انتهی القول۔

قوله تعالیٰ انا لله وانا الیه راجعون (ترجمہ ہم تو اللہ تعالیٰ ہی کی ملک ہیں اور ہم سب اللہ تعالیٰ ہی کے پاس جانیوالے ہیں یہ تمام مصائب کا علاج ہے اُن میں سے قبض بھی ہے۔

المتن قوله تعالیٰ ان الذین یکتمون ما انزلنا الآیة قال العبد الضعیف دل علی ذم من یکتم علوم المعاملة من غیر مریدیه فانها مما انزل الله لعموم نوم یکتم علوم المکاشفة فانها لیست منزلة انتهی القول۔

قوله تعالیٰ - ان الذین یکتمون ما انزلنا (ترجمہ جو لوگ اخفا کرتے ہیں اُن مضامین کا جن کو ہم نے نازل کیا ہے) اسمیں دلالت ہے اُس شخص کی مذمت پر جو اپنے مریدوں کے سوا دوسروں سے علوم معاملہ کو چھپا وے کیونکہ یہ علوم ما انزل اللہ میں داخل ہیں البتہ علوم مکاشفہ کے چھپانے کا امر کیا جاویگا کیونکہ وہ منزل نہیں (اور بعض اوقات اُس کے اظہار میں فتنہ ہو جاتا ہے)

المتن - قوله تعالیٰ لآیات لقوم یعقلون قال العبد الضعیف فیه اصل المراقبة انتهی القول۔

قوله تعالیٰ لآیات لقوم یعقلون (ترجمہ دلائل ہیں اُن لوگوں کے لیے جو عقل رکھتے ہیں) اسمیں اصل ہے مراقبہ کی کیونکہ یہ استدلال بالمصنوعات علی الصانع تامل پر موقوف ہے)

المتن قوله تعالیٰ ومن الناس من یتخذ من دون الله اندادا یحبونهم کحب الله قال العبد الضعیف فیه اصل لاطلاقهم الشرک علی الشرکة فی

قوله تعالیٰ ومن الناس من یتخذ من دون الله اندادا یحبونهم کحب الله (ترجمہ اور ایک آدمی وہ ہیں جو علاوہ خدا تعالیٰ کے اوروں کو بھی شریک قرار دیتے ہیں اُن سے ایسی

الحب انتہی القول۔

المتن قولہ تعالیٰ والذین اٰمنوا اشد حبا للہ قال العبد الضعیف فیہ دلیل علیٰ عدم تنافی مطلق محبۃ الغیر لمحبۃ اللہ تعالیٰ انتہی القول

المتن قولہ تعالیٰ کذٰلک یریہم اللہ اعمالہم حسرات قال العبد الضعیف فیہ اصل علیٰ بعض التفاسیر لما یقولون من تمثل الاعمال انتہی القول

المتن قولہ تعالیٰ کلوا مما فی الارض الیٰ قولہ ولا تتبعوا خطوات الشیطان قال العبد الضعیف فیہ ابطال للغلو فی المجاہدۃ انتہی القول۔

المتن قولہ تعالیٰ اولو کان اٰباءہم لا یعقلون شیئا ولا یہتدون قال العبد الضعیف فیہ ان من ثبت کونہ عاقلا مہتدیا اجمالا یجوز اتباعہ مطلقا وہٰذا اصل لاتباع المشائخ بلا تلعثم ولا تردد انتہی القول۔

المتن قولہ تعالیٰ صم بکم الخ قال العبد الضعیف فیہ اثبات للمدرکات الروحانیۃ انتہی القول

المتن قولہ تعالیٰ کلوا من طیبات ما رزقناکم واشکروا للہ قال العبد الضعیف فیہ ان تناول الطیبات قد یفضی الی حب اللہ تعالیٰ وشکرہ فیستحسن انتہی القول۔

المتن قولہ تعالیٰ ما یاکلون فی بطونہم الا النار

محبت رکھتے ہیں جیسی اللہ تعالیٰ سے ہے) انہیں اصل ہے انکی کہ شرکت فی المحبت پر اطلاق شرک کا کر دیتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ والذین اٰمنوا اشد حبا للہ (ترجمہ اور جو مومن ہیں ان کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ نہایت قوی محبت ہے) اسمیں دلالت ہے کہ مطلق محبت غیر اللہ کی محبت الٰہیہ کی منافی نہیں (جیساکہ لفظ اشد سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی درجہ میں دوسرکی بھی محبت ہے)

قولہ تعالیٰ کذٰلک یریہم اللہ اعمالہم حسرات (ترجمہ اللہ تعالیٰ یوں ہی ان کی بداعمالیوں کو خالی ارمان کرکے ان کو دکھلادینگے) اسمیں بعض تفاسیر کی بنا پر اصل ہے انکی جو تمثل اعمال کے قائل ہوئے ہیں۔

قولہ تعالیٰ کلوا مما فی الارض حلالا طیبا ولا تتبعوا خطوات الشیطان (ترجمہ جو چیزیں زمین میں موجود ہیں ان میں سے حلال پاک چیزوں کو کھاؤ اور شیطان کے قدم بقدم مت چلو) اسمیں ابطال ہے غلو فی المجاہدہ کا۔

قولہ تعالیٰ اولو کان اٰباءہم لا یعقلون شیئا ولا یہتدون (ترجمہ کیا اگرچہ ان کے باپ دادا نہ کچھ سمجھ رکھتے ہوں اور نہ ہدایت رکھتے ہوں) اسمیں دلالت ہے اسپر کہ جس شخص کا صاحب عقل واہتداء ہونا اجمالاً بھی ثابت ہو جاوے اس کا اتباع مطلقاً جائز ہے اور یہ اصل ہے بلا تردد مشائخ کے اتباع کرنے کی۔

قولہ تعالیٰ صم بکم عمی (ترجمہ بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں) اسمیں مدرکات روحانیہ کا اثبات ہے۔

قولہ تعالیٰ کلوا من طیبات ما رزقناکم واشکروا للہ (ترجمہ جو پاک چیزیں ہمنے تم کو مرحمت فرمائی ہیں ان میں سے کھاؤ اور حق تعالیٰ کی شکرگذاری کرو) یہ دال ہے اسپر کہ طیبات مستلذات کا تناول کرنا کبھی حق تعالیٰ کی محبت اور شکر تک پہونچا دیتا ہے اس طرح وہ مستحسن ہوگا۔

قولہ تعالیٰ ما یاکلون فی بطونہم الا النار (ترجمہ اور

قال العبد الضعیف فیہ ما قد قالوا فی حقائق الاعمال [ف۶۳]
انتہی القول

المتن قولہ تعالیٰ لیس البر ان تولوا الخ قال العبد الضعیف
فیہ ان الصورة [ف۶۴] لا تعتبر بدون المعنی انتہی القول

المتن قولہ تعالیٰ و اٰتی المال علی حبہ الخ قال العبد
الضعیف ان عاد الضمیر الی المال یدل علی عدم
ضرر حب المال [ف۶۵] مطلقاً وان الی اللہ تعالیٰ دل علی طریق
العشاق انھم یحبون [ف۶۶] اللہ تعالیٰ فقط لا غیرہ ولو
کان ثواباً انتہی القول۔

المتن قولہ تعالیٰ ولکم فی القصاص حیوٰة قال العبد
الضعیف فسرہا بعضہم بالحیوٰة الاخرویة فالمعنی
ان القاتل اذا اقتص منہ فی الدنیا لم یواخذ بحق المقتول
فی الاخرة اما مطلقا عند الجمہور واما بعد تسلیم
القاتل نفسہ عند الحنفیة فیوید علی ھذا التفسیر
کون البقاء [ف۶۷] فی الفناء انتہی القول۔

المتن قولہ تعالیٰ ان ترک خیرا ای مالا قال العبد
الضعیف فی ھذا التعبیر ان ملک المال [ف۶۸] لا ینافی
التقوی الکامل مع اداء حقوقہ انتہی القول۔

المتن قولہ تعالیٰ کتب علیکم الصیام الی قولہ لعلکم
تتقون قال العبد الضعیف فیہ بیان ثمرة المجاھدة
ففیہ مسئلتان احدھما کون المجاھدة [ف۶۹] نافعة
ثانیتہما کون بیان ثمراتھا [ف۷۰] مشروعة کما یتفق
للشیوخ اذا رأوا فیہ مصلحة انتہی القول

المتن قولہ تعالیٰ فانی قریب قال العبد الضعیف
ظاھرہ یدل علی الاحاطة [ف۷۱] الذاتیہ والقرب

کچھ نہیں اپنے شکم میں آگ بھر رہے ہیں) اسمیں اصل ہے اسکی کہ جیسے
حقائق اعمال میں قایل ہوئے ہیں۔

قولہ تعالیٰ لیس البر ان تولوا الخ (ترجمہ کچھ سارا کمال اسی میں
نہیں کہ تم اپنا منہ مشرق کو کرو) اسمیں دلیل ہے اسپر کہ صورت [ف۶۴]
محضہ بدون معنی کے معتبر نہیں۔

قولہ تعالیٰ واٰتی المال علی حبہ الخ (ترجمہ اور مال دیتا ہو
اللہ کی محبت میں) اگر حبہ میں ضمیر مال کی طرف راجع ہو تو آیت
دلیل ہے اسکی کہ حب مال [ف۶۵] مطلقاً مضر نہیں اور اگر اللہ تعالیٰ کی طرف
راجع ہو تو آیت دلیل ہے طریق عشاق [ف۶۶] پر کہ وہ صرف حق تعالیٰ
ہی سے محبت رکھتے ہیں (ترجمہ یہی صرف اُسی کی محبت سے کرتے
ہیں) غیر اللہ سے محبت (بالذات) نہیں کرتے اگرچہ وہ ثواب ہی ہو۔

قولہ تعالیٰ ولکم فی القصاص حیوٰة (ترجمہ اور قصاص
میں تمھاری جانوں کا بڑا بچاؤ ہے) بعض نے اسکی تفسیر حیوٰة اخرویہ
کے ساتھ کی ہے پس معنی یہ ہوں گے کہ قاتل سے جب دنیا میں
قصاص لیلیا جاوی پھر اُس سے حق مقتول کا آخرت میں مواخذہ
نہ ہوگا جمہور کے نزدیک تو مطلقاً اور حنفیہ کے نزدیک قاتل کے
تسلیم نفس کے بعد پس اس تفسیر پر آیت دال ہوگی فنا [ف۶۷] کو اندر بقا ہونے پر۔

قولہ تعالیٰ ان ترک خیرا ای مالا الخ (ترجمہ بشرطیکہ کچھ مال
بھی ترکہ میں چھوڑا ہو) اس تعبیر میں دلالت ہے اسپر کہ مال کا مالک [ف۶۸] ہونا
تقوی کامل کے منافی نہیں جبکہ اُسکے حقوق ادا ہوتے رہیں۔

قولہ تعالیٰ کتب علیکم الصیام الی قولہ لعلکم تتقون (ترجمہ
تمپر روزہ فرض کیا گیا ہے جس طرح تمسے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا
اس توقع پر کہ تم متقی بن جاؤ) اسمیں بیان ہے ثمرۂ مجاہدہ کا پس اسمیں
دو مسئلے ہیں ایک مجاہدہ کا نافع [ف۶۹] ہونا دوسرا اوسکے ثمرات [ف۷۰] کے بیان کا
مشروع ہونا جیسا کہ شیوخ جب مصلحت دیکھتے ہیں اسکو بیان کرتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ فانی قریب (ترجمہ تو میں قریب ہی ہوں
اس کا ظاہر احاطہ ذاتیہ [ف۷۱] و قرب ذاتی پر دلالت

الذالی انتہی القول۔

المتن قولہ تعالیٰ احل لکم لیلۃ الصیام الرفث قال العبد الضعیف فیہ تعدیل المجاھدۃ انتہی القول

المتن قولہ تعالیٰ یسئلونک عن الاھلۃ قل ھی مواقیت قال العبد الضعیف فیہ دلیل عن الاعراض عن الفضول وعلی ان للشیخ ان ینہی عن بعض الاسئلۃ صریحًا او بان یجیب عن غیر ما سألہ انتہی القول

المتن قولہ تعالیٰ ولیس البر بان تاتوا البیوت من ظھورھا قال العبد الضعیف فیہ ذم التشبہ بالباطل ولو فی العادات والرسوم انتہی القول۔

المتن قولہ تعالیٰ ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ قال العبد الضعیف فسر بترک الغزو والانفاق فدل علی اعتبار المعانی وکونھا راجحۃ علی الصورۃ حیث سمی ما ھو ضد التھلکۃ صورۃ تھلکۃ باعتبار المعنی انتہی القول۔

المتن قولہ تعالیٰ ذلک لمن لم یکن اھلہ حاضری المسجد الحرام دونک اشارۃ الی التمتع عند الحنفیۃ اذ لا متعۃ ولا قران للمکی وانما ھما للآفاقی فقط قال العبد الضعیف ولو قیل فی حکمتہ ابقاء الوقت واخلاء البیت لطواف البادین دل علی ان الحاضرین فی خدمۃ الشیخ علیھم ان یراعوا المسافرین الواردین علیہ انتہی القول

کرتا ہے۔

قولہ تعالیٰ احل لکم لیلۃ الصیام الرفث (ترجمہ تم لوگوں کے واسطے روزہ کی شب میں اپنی بیبیوں سے مشغول ہونا حلال کردیا گیا) اسمیں مجاہدہ کی تعدیل ہے

قولہ تعالیٰ یسئلونک عن الاھلۃ قل ھی مواقیت۔ (ترجمہ آپ سے چاندوں کی حالت کی تحقیقات کرتے ہیں آپ فرمادیجئے کہ وہ چاند آلہ شناخت اوقات ہیں) اسمیں اعراض عن الفضول پر دلیل ہے اور اسپر بھی کہ شیخ کو حق ہے کہ بعض

سوالات سے منع کردے خواہ صریحًا خواہ اسطور سے کہ جو اس سے پوچھا گیا ہے اس کا جواب نہ دے دوسرا جواب دیدے اور احکام قصاص و وصیت وصیام میں اور بھی اشارات ہیں چنانچہ قصاص میں قوۂ سبعیہ کے عدوان کا ازالہ ہے اور وصیت میں قوۂ ملکیہ کے نقصان کا ازالہ ہے اور صیام میں قوۂ بہیمیہ کے تسلط کا ازالہ ہے۔

قولہ تعالیٰ ولیس البر بان تاتوا البیوت من ظھورھا (ترجمہ اور اسمیں کوئی فضیلت نہیں کہ گھروں میں انکی پشت کیطرف سے آیا کرو) اسمیں مذمت ہے تشبہ بالباطل کی اگرچہ رسوم وعادات ہی میں ہو

قولہ تعالیٰ ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ (ترجمہ اور اپنے آپ کو اپنے ہاتوں تباہی میں مت ڈالو) اس کی تفسیر یہ بھی کیگئی ہے کہ غزوہ اور انفاق فی الغزوہ مت چھوڑو پس یہ دلیل ہے اسپر کہ اعتبار معانی کو صورت پر ترجیح ہے کہ جو چیز صورۃً تہلکہ کی ضد ہے اسکو معنی کا اعتبار کرکے تہلکہ فرمایا گیا

قولہ تعالیٰ ذلک لمن لم یکن اھلہ حاضری المسجد الحرام (ترجمہ یہ اُس شخص کے لئے ہے جس کے اہل مسجد حرام کے قرب میں نہ رہتے ہوں) ذلک کا مشار الیہ حنفیہ کے نزدیک تمتع ہے (اور اسی کے حکم میں قران ہی) سو مکی کیلئے قرآن اور تمتع نہیں ہے۔ وہ دونوں صرف آفاقی کے لئے ہیں بندہ کہتا ہے کہ اگر اسکی حکمت میں یہ کہا جاوے کہ مقصود آفاقیین کے لئے وقت کا باقی رکھنا اور بیت کا خالی رکھنا ہے تو اس بنا پر یہ آیت اسپر

دلالت کریگی کہ جو لوگ شیخ کی خدمت میں پہلے سے حاضر ہیں اُن کو چاہئے کہ اُن مسافرین کی رعایت کریں جو شیخ کے پاس آتے ہیں۔

تعدیل المجاھدۃ
مجاہدہ کی تعدیل
الاعراض عن الفضول
اعراض عن الفضول
النہی عن بعض الاسئلۃ
بعض سوالوں کو منع کردینا
اصلاح قوت سبعیہ
تکمیل قوت ملکیہ
اصلاح قوت بہیمیہ
ذم التشبہ بالباطل
تشبہ بالباطل کا مذموم ہونا
ترجیح المعانی علی الصورۃ
معنی کا صورت پر راجح ہونا
علی الحاضرین عند الشیخ ان یراعوا الواردین علیہ
حاضرین خدمت شیخ کو وارد مسافرین کی رعایت کا لازم ہونا۔

المتن قوله تعالیٰ فلا رفث ولا فسوق الخ قال العبد الضعیف فیه دلالة ان علی الخواص ما لیس علی العوام کما ان بعض الرفث والفسوق والجدال فی الحج فیه من الشناعة ما لیس فیه فی غیر الحج انتهی القول۔

المتن قوله تعالیٰ فان خیر الزاد التقوی قال العبد الضعیف فیه بیان لحکمة الاسباب للضعفاء انتهی القول

المتن قوله تعالیٰ واتقون قال العبد الضعیف هذا کالمقدمة الثانیة للامر بالزاد تقریر المطلوب ان الزاد سبب للتقوی والتقوی واجب ینتج ان الزاد سبب للواجب فهو واجب وهذا یتوقف علی ان مقدمة الواجب واجب فدلت الآیة بهذا الطریق علی ان مقدمة الواجب واجب وهذا اصل کبیر لکثیر من مسائل التصوف مما لم یذهب الیه اهل الظاهر لعدم دقة نظرهم انتهی القول۔

المتن قوله تعالیٰ لیس علیکم جناح ان تبتغوا قال العبد الضعیف فیه دلالة علی ان الاستعانة بالدنیا علی الدین طاعة انتهی القول۔

المتن قوله تعالیٰ فاذکروا الله کذکرکم آباءکم قال العبد الضعیف فیه اصل لتشبیه الحق بالخلق کتشبیه ذکره بذکرهم انتهی القول۔

المتن قوله تعالیٰ ومن تاخر فلا اثم علیه قال العبد الضعیف فیه مساواة الرخصة للعزیمة اذا کان فیها مصلحة حیث ساوی بین عنوانی التعجیل والتاخیر انتهی القول۔

قوله تعالیٰ فلا رفث ولا فسوق الخ (ترجمہ تو پھر نہ کوئی فحش بات ہے اور نہ کوئی بے حکمی ہے الخ) اسمیں دلالت ہے اسپر کہ خواص کے ذمہ بعضی ایسی چیزیں لازم ہوتی ہیں جو عوام کے ذمہ نہیں ہوتیں جیسا کہ بعضی شرم کی باتیں اور اسی طرح فسوق وجدال بحالت حج میں ایسی شناعت ہے کہ غیر حج میں نہیں۔

قوله تعالیٰ فان خیر الزاد التقوی (ترجمہ کیونکہ سب سے بڑی بات خرچ میں بچا رہنا ہے) اسمیں ضعفاء کے لئے اسباب کی حکمت کا بیان ہے۔

قوله تعالیٰ واتقون یا اولی الالباب (ترجمہ اور اے ذی عقل لوگو مجھ سے ڈرتے رہو) یہ امر بالزاد کیلئے مثل مقدمہ ثانیہ کے ہے اور تقریر مطلوب کی یہ ہے کہ زاد سبب ہے تقویٰ کا اور تقویٰ واجب ہے نتیجہ یہ نکلا کہ زاد سبب ہے واجب کا پس وہ بھی واجب ہے اور یہ اسپر موقوف ہے کہ مقدمہ واجب کا واجب ہے پس اس طریق سے آیت اسپر دال ہوئی کہ مقدمہ واجب کا واجب ہے اور یہ تصوف کے مسائل کثیرہ کی اصل ہے جن کی طرف اہل ظاہر کی نظر اسلئے نہیں گئی کہ ان کی نظر دقیق نہیں ہے۔

قوله تعالیٰ لیس علیکم جناح ان تبتغوا (ترجمہ تمکو اس میں بھی ذرا گناہ نہیں کہ معاش کی تلاش کرو) اسمیں دلالت ہے اسپر کہ دنیا سے دین پر استعانت کرنا بھی طاعت ہے۔

قوله تعالیٰ فاذکروا الله کذکرکم آباءکم (ترجمہ تو حق تعالیٰ کا ذکر کیا کرو جس طرح تم اپنے آبا کا ذکر کیا کرتے ہو) اسمیں اصل ہے تشبیہ حق بالخلق کی جیسا یہاں ذکر حق کو ذکر خلق سے تشبیہ دی گئی۔

قوله تعالیٰ ومن تاخر فلا اثم علیه (ترجمہ اور جو شخص دو دن میں تاخیر کرے اسپر بھی کچھ گناہ نہیں) اسمیں رخصت کا عزیمت کے ساتھ مساوی ہونا ہے جبکہ اسمیں کچھ مصلحت ہو چنانچہ یہاں تعجیل وتاخیر میں مساواۃ فرمائی۔

المتن قوله تعالیٰ واذا قیل له اتق الله قال العبد الضعیف فیه اصل لترک الوعظ للمتکبرین انتهی القول

المتن قوله تعالیٰ ومن الناس من یشری الخ قال العبد الضعیف فیه فناء النفس فان حاصله ترک دواعیها انتهی القول۔

المتن قوله تعالیٰ ولا تتبعوا خطوات الشیطان قال العبد الضعیف فیه بعد اعتبار سبب النزول اصل لتشدد الصوفیة علی المناشئ دون الاعمال انتهی القول

المتن قوله تعالیٰ هل ینظرون الا ان یأتیهم الله فی ظلل من الغمام الآیة (قال بعد ذکر توجیهات لاتیان الله تعالیٰ) ولا یخفی ان من علم ان الله تعالیٰ ان یظهر بما شاء وکیف شاء ومتی شاء وانه فی حال ظهوره باق علی اطلاقه حتی عن قید الاطلاق منزه عن التقید مبرأ عن التعدد کما ذهب الیه سلف الامة وارباب القلوب من ساداتنا الصوفیة قدس الله تعالیٰ اسرارهم لم یحتج الی هذه التکلفات ولم یحم حول هذه التاویلات (فدل الآیة علی صحة مسئلة المظهریة)

الحاشیة قوله تعالیٰ ومن الناس من یعجبک قوله فی الحیوة الدنیا الی قوله تعالیٰ الا ان نصر الله قریب ومن باب الاشارة فی الآیات ومن الناس من یعجبک قوله فی الحیوة الدنیا یدعی المحبة ویتکلم فی دقائق الاسرار ویظهر خصائص الاحوال وهو فی مقام النفس الامارة ویشهد الله علی ما فی قلبه من المعارف والاخلاص بزعمه وهو الد الخصام شدید الخصومة لاهل الله تعالیٰ فی نفس الامر واذا تولیٰ

قوله تعالیٰ واذا قیل له اتق الله الخ (ترجمہ اور جب اُس کو کوئی کہتا ہے کہ خدا کا تو خوف کر الخ) اسمیں اصل ہے متکبرین کو وعظ ونصیحت نہ کرنے کی۔

قوله تعالیٰ ومن الناس من یشری الخ (ترجمہ اور بعضا آدمی ایسا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی میں اپنی جان تک صرف کر ڈالتا ہے) اسمیں فنائے نفس پر دلالت ہے کیونکہ اُس کا حاصل دواعی نفس کا ترک کرنا ہے۔

قوله تعالیٰ ولا تتبعوا خطوات الشیطان (ترجمہ اور شیطان کے قدم بقدم مت چلو) سبب نزول کے لحاظ کرنیکے بعد اسمیں اصل ہے صوفیہ کے تشدد کرنے کی اعمال سے زیادہ مناشی اعمال میں

قوله تعالیٰ هل ینظرون الا ان یأتیهم الله فی ظلل من الغمام (ترجمہ یہ لوگ صرف اس امر کے منتظر ہیں کہ حق تعالیٰ اور فرشتے بادل کے سائبانوں میں اُن کے پاس آویں) اس آیت کی توجیہ میں جو تاویلات مذکور و مشہور ہیں ظاہر ہے کہ اگر کوئی اسکا قائل ہوجاوے کہ حق تعالیٰ جسطرح چاہے ظہور فرما سکتا ہے اور وہ عین حالت ظہور میں بھی اپنے اطلاق پر باقی ہے یہاں تک کہ قید اطلاق سے بھی مطلق و منزہ ہے جیسا کہ سلف امت کا مذہب تھا اور جیسا کہ حضرات صوفیہ کا مسلک ہے تو وہ شخص اُن تاویلات و تکلفات کا محتاج نہوگا پس آیت دلیل ہے مسئلہ مظہریت کی صحیح ہونے پر۔

قوله تعالیٰ ومن الناس من یعجبک قوله فی الحیوة الدنیا (ترجمہ اور بعضا آدمی ایسا بھی ہے کہ آپکو اُس کی گفتگو جو محض دنیوی غرض سے ہوتی ہے مزہ دار معلوم ہوتی ہے) اسی مدعی محبت و عقیدت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ اُس شخص کی حالت ہے جو محبت الٰہیہ کا دعوی کرتا ہے اور دقائق اسرار میں کلام کرتا ہے اور احوال خاصہ کو ظاہر کرتا ہے حالانکہ بالکل کاذب ہے

سعی فی الارض لیفسد فیہا بالقاء الشبہۃ علی ضعفاء المریدین و یہلک الحرث و یحصد بمجل تمویہاتہ زرع الایمان الثابت فی ریاض قلوب السالکین ویقطع نسل المرشدین واللہ لا یحب الفساد فکیف یدعی ہذا الاکار محبۃ اللہ و یرتکب ما لا یحبہ واذا قیل لہ اتق اللہ حملتہ الحمیۃ النفسانیۃ حمیۃ الجاہلیۃ علی الاثم لجاجا وحبا لظہور نفسہ و زعما منہ انما علم باللہ سبحانہ من ناصحہ فحسبہ جہنم ای یکفیہ حبسہ فی سجین الطبیعۃ وظلمانیتہا وہذہ صفۃ اکثر ارباب الرسوم الذین حجبوا عن ادراک الحقائق بما معہم من العلوم ومن الناس من یبذل کل نفسہ فی سلوک سبیل اللہ طلبا لرضاہ ولا یلتفت الی القال والقیل ولا یغلوا لدیہ فی طلب مولاہ الجلیل۔

یا ایہا الذین آمنوا ادخلوا فی السلم وتسلیم الوجود للہ تعالیٰ والخمود تحت مجاری القدرۃ لکم وعلیکم کافۃ فان زللتم عن مقام التسلیم والرضاء بالقضاء

قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا ادخلوا فی السلم (ترجمہ اے ایمان والو اسلام میں پورے پورے داخل ہو) اسمیں اپنی ہستی کو حق تعالیٰ کی طرف تسلیم کردینے پر دلالت ہے

من بعد ما جاءتکم دلائل تجلیات الافعال والصفات فاعلموا ان اللہ عزیز غالب یقہرکم حکیم لا یقہر الا علی مقتضی الحکمۃ ہل ینظرون الا ان یتجلی اللہ سبحانہ فی ظلل صفات قہریۃ من جملۃ تجلیات الصفات وصور ملائکۃ القوی السماویۃ وقضی الامر موصول کل الی ما سبق لہ فی الازل والی اللہ ترجع الامور بالفناء کان الناس امۃ علی الفطرۃ ودین الحق فی عالم الاجمال ثم اختلفوا فی النشاءۃ بحسب اختلاف طبائعہم وغلبۃ صفات نفوسہم واحتجاب کل بمادۃ بدنہ فبعث اللہ النبیین لیدعوہم من الخلاف الی الوفاق ومن الکثرۃ الی الوحدۃ ومن العداوۃ الی المحبۃ فتفرقوا وتحزبوا وتمیزوا فالسفلیون ازدادوا خلافا و عنادا والعلویون ہداہم اللہ تعالیٰ الی الحق وسلکوا الصراط المستقیم ام حسبتم ان تدخلوا جنۃ المشاہدۃ ومجالس الانس بنور المکاشفۃ ولما یاتکم حال السالکین قبلکم مستہم باساء الفقر وضراء المجاہدۃ وکسر النفس بالعبادۃ حتی تضجروا من طول مدۃ الحجاب وعیل صبرہم عن مشاہدۃ الجمال وطلبوا نصر اللہ تعالیٰ بالتجلی فاجیبوا اذ بلغ السیل الزبی وقیل لہم الا ان نصر اللہ برفع الحجاب وظہور آثار الجمال قریب فمن بذل نفسہ وصرف عن غیر مولاہ حسہ وتحمل المشاق بسیف الاشواق ؎

ومن لم یمت فی حبہ لم یعش بہ
ودون اجتناء النحل ما جنت النحل

المتن قولہ تعالیٰ ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ وفی الآیۃ رمز الی ان الوصول الی الجناب الاقدس لا یتیسر الا برفض اللذات ومطابقۃ المشاق کما ینبئ عنہ خبر حفت الجنۃ بالمکارہ وحفت النار بالشہوات واخرج الحاکم وصححہ عن ابی مالک قال قال رسول اللہ

قولہ تعالیٰ ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ (ترجمہ کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ جنت میں جا داخل ہوگے) اس آیت میں اس طرف اشارہ ہے کہ بارگاہ قدس تک رسائی بدون ترک لذات و تحمل مجاہدات میسر نہیں اور حدیث حفت الجنۃ بالمکارہ سے اسکی تائید ہوتی ہے۔

صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ لیجرب احدکم بالبلاء وھو اعلم بہ کما یجرب احدکم ذھبہ بالنار فنھم من یخرج کالذھب الابریز فذلک الذی نجاہ اللہ تعالیٰ من السیئات ومنھم من یخرج کالذھب الاسود فذلک الذی قد افتتن۔

المتن قولہ تعالیٰ حتی یقول الرسول قال العبد الضعیف فیہ اثبات الطبائع للکاملین انتھی القول

قولہ تعالیٰ حتی یقول الرسول والذین آمنوا معہ متی نصر اللہ (ترجمہ کہ پیغمبر تک اور جو اُن کے ہمراہ اہل ایمان تھے بول اُٹھے کہ اللہ تعالیٰ کی امداد کب ہوگی) اس آیت میں اسپر دلالت ہے کہ امور طبعیہ کاملین میں بھی رہتے ہیں یہاں تک کہ انبیاء کا گھبرا کر استعجال نصرت اس آیت میں مذکور ہے۔

المتن قولہ تعالیٰ عسٰی ان تکرھوا شیئا قال العبد الضعیف عام للقبض انتھی القول۔

قولہ تعالیٰ عسٰی ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم (ترجمہ یہ ممکن ہے کہ تم کسی امر کو گراں سمجھو اور وہ تمھاری حق میں خیر ہو) یہ لفظ شیئا قبض کو بھی عام ہے (پس اسمیں بھی منافع ہوتے ہیں)۔

المتن قولہ تعالیٰ قل العفو قال العبد الضعیف فیہ اصل لعدم الادخار انتھی القول

قولہ تعالیٰ قل العفو (ترجمہ آپ فرما دیجئے کہ جتنا آسان ہو) اسمیں اصل ہے ذخیرہ نہ رکھنے کی (جیسا بہت سے بزرگوں کا مذاق ہوا ہے)

المتن قولہ تعالیٰ فان فاؤا قال العبد الضعیف ای الی النکاح ففیہ دلالۃ الی ان النکاح لاینافی الفقر انتھی القول۔

قولہ تعالیٰ فان فاؤا الخ (ترجمہ سو اگر یہ لوگ رجوع کریں) مراد رجوع الی النکاح ہے پس یہ دال ہوا اسپر کہ نکاح منافی نہیں درویشی کے۔

المتن قولہ تعالیٰ الطلاق مرتان قال العبد الضعیف فیہ دلالۃ علی ان التعجیل فی ترک التعلقات خلاف المصلحۃ فانہ قد یعرض الندامۃ انتھی القول

قولہ تعالیٰ الطلاق مرتان ای مرۃ بعد مرۃ (ترجمہ وہ طلاق دو مرتبہ ہے) اسمیں اسپر دلالت ہے کہ ترک تعلقات میں تعجیل کرنا خلاف مصلحت ہے کیونکہ اسمیں کبھی ندامت ہوتی ہے۔

المتن قولہ تعالیٰ ولا تمسکوھن ضرارا لتعتدوا قال العبد الضعیف فیہ ان ما افضی الی المذموم مذموم وھذا اصل کبیر لکثیر من فروع التصوف انتھی القول

قولہ تعالیٰ ولا تمسکوھن ضرارا لتعتدوا (ترجمہ اور اُن کو تکلیف پہونچانے کی غرض سے مت رکھو) اسمیں اسپر دلالت ہے کہ جو امر مفضی الی المذموم ہو وہ مذموم ہے چنانچہ امساک بغرض اعتدا سے نہی فرمائی اور یہ تصوف کی فروع کثیرہ کی اصل ہے۔

المتن قولہ تعالیٰ فلا تعضلوھن الی قولہ ذلکم ازکی لکم قال العبد الضعیف فیہ ان المباح لا ینبغی التشدد فی المنع عنہ اذا لم یفض الی مفسدۃ لاسیما اذا افضی الامتناع عنہ الی مفسدۃ انتھی القول۔

قولہ تعالیٰ فلا تعضلوھن الی قولہ ذلکم ازکی لکم (ترجمہ تو تم اُن کو اس امر سے مت روکو کہ وہ اپنے شوہروں سے نکاح کریں الخ) اسمیں اسپر دلالت ہے کہ امر مباح سے منع کرنے میں تشدد نہ کیا جاوے جب اُس مباح میں کوئی مفسدہ نہ ہو اور خصوص جبکہ اُسکے ترک میں کوئی مفسدہ ہو۔

المتن قوله تعالیٰ ولا جناح علیکم فیما عرضتم الآیة قال العبد الضعیف فیه ان یراعی ضعف الطالب فی الامر بالمجاهدة انتهی القول۔

قولہ تعالیٰ۔ ولا جناح علیکم فیما عرضتم (ترجمہ اور تم پر کوئی گناہ نہیں ہوگا جو ان مذکورہ عورتوں کو پیغام دینے کے بارہ میں کوئی بات اشارۃً کہو) اسمیں اسپر دلالت ہے (ف ۹۹) کہ امر بالمجاہدہ میں طالب کے ضعف کی رعایت ضروری ہے۔

المتن قوله تعالیٰ وان تعفوا اقرب قال العبد الضعیف فیه تعلیم علو الهمة وترک الاسراف انتهی القول

قولہ تعالیٰ وان تعفوا اقرب للتقوی (ترجمہ اور تمہارا معاف کر دینا تقوی سے زیادہ قریب ہے) اسمیں تعلیم ہے علو ہمت (ف ۱۰۰) اور ترک اسراف کی (کہ مردوں کو ترغیب دی تکمیل مہر کی اور یہ کہ عورتوں کے معاف کرنے کا انتظار نہ کریں)

المتن۔ قوله تعالیٰ فرجالا او رکبانا قال العبد الضعیف فیه التخفیف (ف ۱۰۱) فی الاعمال عدداً وهیئةً انتهی القول

قولہ تعالیٰ فرجالا او رکبانا (ترجمہ تو کھڑے کھڑے یا سواری پر چڑھے چڑھے) اسمیں اصل ہے تخفیف (ف ۱۰۱) اعمال کی عدداً بھی اور ہیئۃً بھی (کہ سفر میں قصر ہوا اور ہیئت میں توسع ہوگیا)

الحاشیة قوله تعالیٰ والله یقبض ویبسط والیه ترجعون قال العبد الضعیف دل عموم الالفاظ علی ان المرجع (ف ۱۰۲) فی القبض والبسط هو الله تعالیٰ فکلاهما محمود لکونه موصلا الی الله تعالیٰ ومرأة لظهور تجلیاته تعالیٰ انتهی القول

قولہ تعالیٰ۔ والله یقبض ویبسط والیه ترجعون۔ (ترجمہ اور اللہ کمی کرتے ہیں فراخی کرتے ہیں) اسمیں اس طرف (ف ۱۰۲) بھی رمز ہے کہ مرجع قبض اور بسط دونوں میں حق تعالیٰ ہے کیونکہ دونوں موصل الی اللہ اور اسکے ظہور تجلیات کے آئینے ہیں پس دونوں محمود ہیں۔

المتن۔ قوله تعالیٰ یأتیکم التابوت قال العبد الضعیف فیه التبرک (ف ۱۰۳) باثار الصالحین انتهی القول۔

قولہ تعالیٰ یاتیکم التابوت فیه سکینة (ترجمہ تمہارے پاس وہ صندوق آجاویگا جسمیں تسکین کی چیز ہے) اسمیں اصل ہے آثار صالحین (ف ۱۰۳) سے برکت حاصل کرنے کی۔

المتن قوله تعالیٰ تلک الرسل الخ قال العبد الضعیف فیه ان لا یفضل (ف ۱۰۴) بعض الاولیاء ولا یرجحه علی بعض بالرأی المحض ویجوز ذکر الفضائل بقوله تعالیٰ منهم من کلم الله الخ انتهی القول۔

قولہ تعالیٰ تلک الرسل الخ (ترجمہ یہ حضرات مرسلین ایسے ہیں الخ) اسمیں دلالت ہے (ف ۱۰۴) اسپر کہ بعض اولیاء کو بعض اولیاء کو بعض پر رائے محض سے ترجیح دینا نہ چاہئے البتہ ان کے واقعات ذکر کر دینا جائز ہے جیسا کہ یہاں مذکور ہے منهم من کلم الله الخ

المتن قوله تعالیٰ لا انفصام لها قال العبد الضعیف دلیل (ف ۱۰۵) علی عدم قطع النسبة بعد حصولها انتهی القول

قولہ تعالیٰ لا انفصام لها (ترجمہ جسکو کسی طرح شکستگی نہیں) اسمیں دلیل ہے (ف ۱۰۵) اسپر کہ نسبت مع اللہ (جو کہ عروہ وثقی ہے) حصول کے بعد منقطع نہیں ہوتی۔

المتن قوله تعالیٰ الله ولی الذین آمنوا قال العبد الضعیف فیه اثبات (ف ۱۰۶) الولایة العامة انتهی القول۔

قولہ تعالیٰ الله ولی الذین امنوا (ترجمہ اللہ تعالیٰ ساتھی ہے ان لوگوں کا جو ایمان لائے) اسمیں اثبات (ف ۱۰۶) ہے ولایت عامہ کا۔

المتن قوله تعالیٰ اذ قال ابراهيم ربي الذي يحيي الخ قال العبد الضعيف فيه ان المحاجة اذا الجئ اليها ضرورة الدين لا ينافي التجريد والتفريد خصوصاً للكامل وفيه ايضاً ابطال المداهنة انتهى القول۔

قوله تعالیٰ اذ قال ابراهيم ربي الذي يحيي الخ (ترجمہ جب ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا رب ایسا ہے کہ جلاتا ہے)۔ اسمیں دلالت ہے اسپر کہ مباحثہ کرنا جبکہ ضرورت دینیہ داعی ہو تجرید وتفرید کے منافی نہیں خصوصاً کامل کے لئے۔ ونیز اس میں ابطال ہے مداہنت کا۔

المتن قوله تعالیٰ قال بلى ولكن ليطمئن قلبي قال العبد الضعيف عدم السكون لا ينافي الايمان والعرفان وهذا الطمانية كانت مناسبة لمقام النبوة وهي فوق الطمانية التي هي مناسبة لمقام الصديقية التي لم تكن مفقودة له ولا الاولى متحققة للصديقين ابداً فلا يلزم مزية القائل لو كشف لي الغطاء ما ازددت يقيناً اي طمانية على الخليل عليه السلام فان هذا الطمانية هي التي هي مناسبة لمقام الصديقية ولم يكن الخليل عليه السلام فاقداً لها قط ولا طالباً لها انتهى القول۔

قوله تعالیٰ قال بلى ولكن ليطمئن قلبي (ترجمہ انھوں نے عرض کیا کہ یقین کیوں نہ لاتا ولیکن اس غرض سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ میرے قلب کو سکون ہو جاوے) اسمیں یہ مسئلہ مذکور ہے کہ عدم سکون کو ایمان وعرفان سے منافاۃ نہیں اور یہ طمانیت مقام نبوت کے مناسب تھی اور یہ اُس طمانیت سے فوق ہے جو کہ مقام صدیقیہ وولایت کے مناسب ہے جو آپ سے مفقود نہ تھی اور یہ پہلی طمانیت صدیقین کو کبھی میسر ہے پس جس بزرگ کا قول ہے لو كشف لي الغطاء ما ازددت يقيناً اي طمانيةً اُس قائل کا حضرت خلیل علیہ السلام سے افضل ہونا لازم نہیں آیا کیونکہ یہ وہ طمانیت ہے جو مقام صدیقیت کے مناسب ہے اور حضرت خلیل علیہ السلام نہ اسکے فاقد تھے اور نہ اسکے طالب۔

الحاشيه قوله تعالیٰ فخذ اربعة من الطير قد يقال اشار سبحانه بالاربعة من الطير الى القوى الاربعة التي تمنع العبد عن مقام العيان وشهود الحياة الحقيقية وورد في اثر انها كانت طاوساً وديكاً وغراباً وحمامة ولعل الطاوس اشارة الى العجب والديك الى الشهوة والغراب الى الحرص والحمامة الى حب الدنيا لانها الوكر والبرج وفي اثر بدل الحمامة بطة وفي آخر نسر وكان الاول اشارة الى الشره الغالب والثاني الى طول الامل۔

قوله تعالیٰ فخذ اربعة من الطير الخ (ترجمہ اچھا تو تم چار پرندے لے لو) اسمیں اشارہ ہے چار قوی کی طرف جو معائنہ وحیات حقیقیہ سے مانع ہیں سو طاؤس سے عجب کی طرف اور مرغ سے شہوت کی طرف اور غراب سے حرص کی طرف اور کبوتر سے حب دنیا کی طرف جیسا کہ وہ اپنے آشیانہ سے مالوف ہوتا ہے اور بعض آثار میں بجائے کبوتر کے بط اور بعض میں کرگس آیا ہے اول اشارہ ہے حرص غالب کی طرف اور ثانی طول امل کی طرف (پس ان کا افنا مجاہدہ کا طریق ہے)

ومعنى فصرهن اليك ضمهن واملهن اليك بضبطها ومنعها الى الخروج الى طلب لذاتها والشروع الى مالوفاتها وفي الاثر انه عليه السلام امر ان يذبحها وينتف ريشها ويخلط لحومها ودمائها بالدق ويحفظ رؤسها عنده اي يمنعها عن افعالها ويزيل هيئاتها عن النفس ويقمع دواعيها وطبائعها وعاداتها بالرياضة

حتی اصولها فیه ثم امران تجعل علی کل جبل من الجبال التی تحضرته وهی العناصر الاربعة التی هی ارکان بدن نه جزأ منهن وکانه علیه الصلوٰة والسلام امر بتقطیعها واماتتها حتی لا یبقی الا اصولها المرکوزة فی الوجود و المواد المعدة فی طبائع العناصر التی هی فیه وفی روایة ان الجبال کانت سبعة فعلی هذا یشیر بها الی الاعضاء السبعة التی هی اجزاء البدن فی اخری انها کانت عشرة وعلیها ربما تکون اشارة الی الحواس الظاهرة والباطنة واشار سبحانه بالامر بالدعاء الی انه اذا کانت هاتیک الصفات حیة بحیاتها کانت غیر منقادة وحشیة ممتنعة عن قبول الامر فاذا قتلت کانت حیة بالحیوة الحقیقیة الموهوبة بعد الفناء والمحو وهی حیاة العبد وعند ذلک تکون مطیعة منقادة متی دعیت اتت سعیا وامتثلت طوعا وذلک هو الفوز العظیم

المتن قوله تعالی لا تبطلوا صدقاتکم بالمن والاذی قال العبد الضعیف فیه ذم المن علی المرید بلا مصلحة[111] انتهی القول

قوله تعالیٰ لا تبطلوا صدقاتکم بالمن والاذی (ترجمہ اے ایمان والو تم احسان جتلا کر یا ایذا پہونچا کر اپنی خیرات کو برباد مت کرو) اسمیں باالحاق افادہ بالتصدق دلالت[111] ہے کہ مرید پر بلا مصلحت احسان جتلانا مذموم ہے۔

المتن قوله تعالی رئاء الناس قال العبد الضعیف فیه ذم الریاء[112] انتهی القول۔

قوله تعالیٰ رئاء الناس (ترجمہ لوگوں کو دکھلانے کی غرض ہے) اسمیں مذمت[112] ہے ریا کی۔

المتن قوله تعالی وتثبیتا من انفسهم قال العبد الضعیف دلیل ان الاعمال کما تقصد للاجر تقصد لاصلاح النفس[113] انتهی القول۔

قوله تعالیٰ وتثبیتا من انفسهم (ترجمہ اور اس غرض سے اپنے نفسوں میں پختگی پیدا کریں) اسمیں دلیل ہے کہ اعمال صالحہ جسطرح اجر مقصود ہوتا ہے اسی طرح اصلاح[113] نفس بھی ان سے مقصود ہے

المتن قوله تعالی الشیطان یعدکم الفقر الی قوله ومن یؤت الخ قال العبد الضعیف فیه العلاج بالعلم کالعلاج بالعمل[114] فیما قبله من قوله تعالی انفقوا انتهی القول

قوله تعالیٰ الشیطان یعدکم الفقر الی قوله ومن یؤت الخ (ترجمہ شیطان تم کو محتاجی سے ڈراتا ہے الخ) اسمیں بخل[114] کا علاج ہے علم سے جیسا اسکے ماقبل میں علاج ہے عمل سے۔

المتن قوله تعالی ان تبدوا الصدقات الی قوله خیر لکم قال العبد الضعیف فیه الخیار فی الجهر والاسرار[115] للعمل والذکر مع فضل الاسرار فی نفسه اذا لم یکن فی مقابلة مصلحة انتهی القول۔

قوله تعالیٰ ان تبدوا الصدقات الی قوله خیر لکم (ترجمہ اگر تم ظاہر کرکے دو صدقوں کو تب بھی اچھی بات ہے اور اگر اُن کا اخفا کرو اور فقیروں کو دیدو تو یہ اخفا تمھارے لئے زیادہ بہتر ہے) اسمیں یہ مسئلہ[115] ہے کہ عمل کے اعلان واخفا میں اختیار ہے اور ساتھ ہی اخفا کی افضلیت بھی ہے جب اعلان میں کوئی خاص مصلحت نہو

المتن قوله تعالی لیس علیک هداهم قال العبد الضعیف فیه عدم[116] التصدی وترک

قوله تعالیٰ لیس علیک هداهم (ترجمہ ان کو ہدایت پر لے آنا کچھ آپ کے ذمہ نہیں) اسمیں اسپر دلالت[116] ہے کہ کسی کے

المبالغة فی التدبیر انتہی القول۔

زیادہ دیتے ہو اور تدبیر میں زیادہ مبالغہ نہ کرے (کیونکہ عدم تصدق علی الکفار کا بطور تدبیر کے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے امر فرمایا تھا)

المتن قولہ تعالیٰ وما تنفقوا من خیر فلانفسکم وما تنفقون الا ابتغاء وجہ اللہ قال العبد الضعیف فیہ ان ارادۃ الثواب لاینافی الخلوص للہ تعالیٰ کما یزعمہ الجہلۃ انتہی القول

قولہ تعالیٰ وما تنفقوا من خیر فلانفسکم وما تنفقون الا ابتغاء وجہ اللہ (ترجمہ اور جو کچھ تم خرچ کرتے ہو اپنے فائدہ کی غرض سے کرتے ہو اور تم اور کسی غرض سے خرچ نہیں کرتے بجز رضا جوئی ذات پاک حق تعالیٰ کی) اسمیں دلیل ہے اسپر کہ ثواب کا قصد کرنا خلوص للہ کے منافی نہیں جیسا بعض جہلا صوفیہ نے سمجھا ہے (چنانچہ آیت میں دونوں قصد کو جمع فرمایا ہے)

المتن قولہ تعالیٰ احصروا قال العبد الضعیف فیہ اولویۃ ترک اسباب المعیشۃ للفقیر المشتغل بالآخرۃ وان لم یتنافیا انتہی القول۔

قولہ تعالیٰ احصروا فی سبیل اللہ الخ (ترجمہ مقید ہوگئے ہوں اللہ کی راہ میں) اسمیں دلیل ہے کہ فقیر مشتغل بالآخرۃ کو اسباب معیشت کا ترک کرنا اولیٰ ہے اگرچہ اس اشتغال و کسب میں کچھ تنافی بھی نہ ہو۔

المتن قولہ تعالیٰ یحسبہم الجاہل اغنیاء قال العبد الضعیف فیہ عدم الترقی بزی خاص یتمیز بہ عن العوام انتہی القول۔

قولہ تعالیٰ یحسبہم الجاہل اغنیاء الخ (ترجمہ ناواقف انکو تونگر خیال کرتا ہے) اسمیں اصل ہے اسکی کہ ایسی کوئی خاص وضع نہ بنائے جس سے عوام اہل دنیا سے ممتاز ہو۔

المتن قولہ تعالیٰ فاکتبوہ قال العبد الضعیف فیہ ان اصلاح نظام المعاشرات والعادات لاینافی الطریق انتہی القول۔

قولہ تعالیٰ فاکتبوہ (ترجمہ اسکو لکھ لیا کرو) اسمیں ثبوت ہے اس کا کہ معاشرات و عادات کے نظام کی اصلاح طریق کے منافی نہیں۔

المتن قولہ تعالیٰ آثم قلبہ قال العبد الضعیف فیہ ان المدار علی القلب انتہی القول

قولہ تعالیٰ فانہ آثم قلبہ (ترجمہ اس کا قلب گنہگار ہوگا) اسمیں دلالت ہے اسپر کہ اصل مدار قلب پر ہے۔

المتن قولہ تعالیٰ وان تبدوا ما فی انفسکم الخ قال العبد الضعیف فیہ تحقیق حکم اعمال القلوب انتہی القول

قولہ تعالیٰ وان تبدوا ما فی انفسکم الخ (ترجمہ اور جو باتیں تمہارے نفسوں میں ہیں انکو اگر تم ظاہر کرو گے الخ) اسمیں تحقیق ہے حکم اعمال قلوب کی۔

المتن قولہ تعالیٰ لانفرق بین احد من رسلہ قال العبد الضعیف فیہ انہ کذلک لایفرق بین الاولیاء انتہی القول۔

قولہ تعالیٰ لانفرق بین احد من رسلہ (ترجمہ ہم اسکے پیغمبروں میں سے کسی میں تفریق نہیں کرتے) اسی پر قیاس کیا جاتا ہے کہ اولیاء میں بھی تفریق نہ کریں (کہ ایک سے اعتقاد رکھو دوسرے کا انکار کریں)

المتن قولہ تعالیٰ لایکلف اللہ نفسا الخ قال العبد الضعیف فیہ رعایۃ حال الطالب فی المجاہدۃ انتہی القول۔

قولہ تعالیٰ لایکلف اللہ نفسا الا وسعہا (ترجمہ اللہ تعالیٰ کسی شخص کو مکلف نہیں بناتا مگر اسی کا جو اسکی طاقت میں ہو) اسمیں دلالت ہے کہ مجاہدہ میں حال طالب کی رعایت رکھنا چاہیے۔

(باقی آئندہ)

الحاشیہ قوله تعالیٰ آمن الرسول الکامل الاکمل بما انزل الیه من ربه ای صدقه بقبوله والتخلق به فقد کان خلقه صلی الله علیه وسلم القرآن والترقی بمعانیه

قولہ تعالیٰ آمن الرسول الخ (ترجمہ اعتقاد رکھتے ہیں رسول الخ) باوجود آپ کے کامل اکمل ہونے کے آپ کے لئے ایمان یعنی کمال زائد کا حکم فرمانا اس پر دلیل ہے کہ ترقی کی انتہا نہیں۔

والتحقق به والمؤمنون کل آمن بالله وحده مشاهدة حین لم یروا فی الوجود سواه وملئکته وکتبه ورسله حین رجوعهم الی مشاهدتهم تلك الکثرة مظاهر للوحدة یقولون لا نفرق بین احد من رسله برد بعض وقبول بعض لمشاهدة الحق فیهم بالحق وقالوا سمعنا اجبنا ربنا فی کتبه ورسله ونزول ملئکته واستقمنا فی سیرنا غفرانك ربنا ای اغفر وجوداتنا وصفاتنا واستر ذلك بوجودك وصفاتك فمنك المبدأ والیك المصیر بالفناء فیك

لا یکلف الله نفسا الا وسعها الا ما یسعها ولا یضیق به طوقها واستعدادها من التجلیات لها ما کسبت من الخیر والکمالات والکشوف۔

(من الحاشیہ) قولہ تعالیٰ لا یکلف الله نفسا الا وسعها یعنی بقدر طاقت واستعداد ہی تجلیات کا ورود ہوتا ہے جس سے تنگی نہ ہو۔

سواء کان ذلك باعمال اولغیر اعمال وعلیها ما اکتسبت وتوجهت الیه بالقصد من السوء ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا عهدك بمیلنا الی ظلمة الطبیعة او اخطأنا بالعمل علی غیر الوجه اللائق بحضرتك ربنا ولا تحمل علینا اصرا وهو عبأ الصفات والافعال الحاسبة للقلوب من معاینة الغیوب کما حملته علی الذین من قبلنا من المحتجبین بظواهر الافعال او بواطن الصفات ربنا ولا تحملنا ما لا طاقة لنا به من ثقل الهجران والحرمان عن وصالك ومشاهدة جمالك بحجب جلالك واعف عنا سیئات افعالنا وصفاتنا فانها سیئات حجبتنا عنك وحرمتنا برد وصالك ولذة رضوانك واغفر لنا ذنوب وجودنا فانه اکبر الکبائر وارحمنا بالوجود الموهوب بعد الفناء انت مولانا ای سیدنا ومتولی امورنا لانا مظاهرك وآثار قدرتك فانصرنا علی القوم الکفرین من قوی نفوسنا الامارة وصفاتها وجنود شیاطین اوهامنا المحجوبین عنك الحاجبین ایانا لکفرهم وظلمتهم۔

قد تمت سورة البقرة ویتلیها سورة آل عمران ان شاء الله تعالیٰ۔

سورہ بقرہ تمام ہوئی اور اس کے بعد سورہ آل عمران آتی ہے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

ملحقة من رسالة التائید المذکور فی آخر التمهید

سورة البقرة قوله تعالیٰ والله محیط بالکفرین

اضافہ از رسالۂ تائید مذکورہ آخر تمہید

سورۃ البقرۃ۔ قولہ تعالیٰ واللہ محیط بالکافرین

عہ وهذ التمهید هذا بسم الله الرحمن الرحیم حمدا وسلاما دائمین اعلم وفقنی ووفقك الله تعالیٰ لمعرفة الحقیقة والتحقق بها

(بقیہ بر صفحہ ۳۴)

عہ اور اس حاشیہ میں اس رسالہ کی تمہید کا ترجمہ نقل کیا جاتا ہے ہم حمد کرتے ہیں ہمیشہ کیلئے اور سلام بھیجتے ہیں ہمیشہ کے لئے جان تو خدا تعالیٰ ...

(بقیہ بر صفحہ ۳۴)

وقال فی ایات اخر وکان الله بکل شی محیطا وان ربی بما تعملون محیط وان ربك احاط بالناس واحاط بما لدیهم وھذہ الایات کلھا دالة علی صحة قول من یقول من العلماء الصوفیة ان الله تعالیٰ بکل مکان غیر انھم لا یعلمون کیفیة کون مکان الله (ای یقولون بالاحاطة الذاتیة لا بمحض الاحاطة الصفاتیة کاھل الظاھر) ولیس من ضرورة الاحاطة ان یکون المحیط والمحاط علیہ جسما وان تفسیر الاحاطة ان لا یکون المحاط علیہ بعیدا من المحیط ولا المحیط بعیدا منہ ثم ان ذلك مشھور بین مشائخ الصوفیة نحو جنیدؒ والشبلیؒ وابن عطاءؒ وغیرھم روی عن جنیدؒ انہ تکلم عندہ رجل فاشار الی السماء فقال لا تشر الی السماء فانہ معك فھذا دلیل علی انہ لا خصص مکان الله تعالیٰ بالعرش ولا بجھة دون جھة فافھم (ویکون الاستواء علی العرش متشابھا اوما ولا علی اختلاف المسلکین وورد فی الحدیث اطلاق المکان حیث قال وارتفاع مکانی)

اور اللہ تعالیٰ سب کافروں کو گھیرے ہوئے ہیں۔ اور دوسری آیتوں میں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر شے کو گھیرے ہوئے ہیں۔ اور بلاشبہ میرا پروردگار اُن کے اعمال کو گھیرے ہوئے ہے اور بلاشبہ آپکے رب نے سب لوگوں کو گھیر رکھا ہے اور خدا تعالیٰ نے اُن کے پاس کی چیزوں کو گھیر رکھا ہے اور یہ سب آیتیں اُن لوگوں کے قول کی صحت پر دال ہیں جنھوں نے علماء صوفیہ میں سے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ ہے مگر لوگوں کو خدا تعالیٰ کے ہر مکان میں ہونے کی کیفیت معلوم نہیں (یعنی یہ حضرات احاطہ ذاتیہ کے بھی قائل ہیں اور اہل ظاہر کی طرح صرف احاطہ صفاتیہ ہی کے قائل نہیں) اور احاطہ کیلئے یہ ضرور نہیں کہ محیط اور محاط دونوں جسم ہوں تفسیر احاطہ کی صرف یہی ہے کہ محاط محیط سے بعید نہو اور نہ محیط محاط سے بعید ہو۔ پھر (جاننا چاہیئے کہ) یہ قول جمیع مشائخ صوفیہ میں جیسے جنیدؒ اور شبلیؒ اور ابن عطاءؒ وغیرہ مشہور ہے جنیدؒ سے منقول ہے کہ کسی شخص نے آپ کے سامنے اثناء گفتگو میں آسمان کی طرف اشارہ کیا آپ نے فرمایا آسمان کی طرف اشارہ نہ کر کیونکہ وہ تیرے ساتھ ہے سو یہ دلیل ہے اس بات کی کہ حضرت جنیدؒ نے اللہ تعالیٰ کے مکان کو عرش کے ساتھ خاص نہیں کیا اور نہ ایک جہت کے ساتھ دوسری جہت کو چھوڑ کر خاص کیا خوب سمجھ لو (اور استواء علی العرش یا تو متشابہ ہوگا یا ماؤل ہوگا علی حسب اختلاف المسلکین اور حدیث میں لفظ مکان کا اطلاق آیا ہے جیسا کہ فرمایا اور قسم ہے میرے مکان کی بلندی کی)

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۳) الی لما فرغت من تالیف رسالة حقیقة الطریقة اتفق لی بعد برھة من الزمان السفر الی بھاولپور حین مضی اربعة اشھر من ۱۳۳۲ھ للھجرة فعثرت ھناك علی کتاب مسماة الکاتب فی الفھرس شواھد احکام الصوفیة من القران فرحت بہ لما رأیتہ موافقا لغرض من الرسالة المذکورة واستعرتہ من مالکہ فاعارنی بارك الله فیہ فحملتہ معہ الی الوطن ورأیت ان اضیفہ الیھا بعد تلخیصہ لما فیہ من الطول فی بعض المطالب وخفاء الاستدلال فی بعضھا وحیث مست حاجة الی تصرف فیہ سوی التلخیص من زیادة قلیلة وتغییر یسیر احطتہ بقوسین وعینتہ بتائید الحقیقة بالآیات العتیقة فجعلتہ ابتدائی والی المبلغ انتھائی ۱۲ منہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۳) اور مجھکو حقیقت کے پہچاننے اور اسکے ساتھ متصف ہونیکی توفیق عنایت کریں کہ جب میں رسالہ حقیقۃ الطریقہ کے لکھنے سے فارغ ہوا تو ایک مدت کے بعد جبکہ ۱۳۳۲ھ کے چار مہینے گذر چکے تھے مجھکو سفر بہاولپور کا اتفاق ہوا اور وہاں مجھکو ایک کتاب ملی جسکا نام کاتب نے فہرست میں شواہد احکام الصوفیہ من القرآن لکھا تھا اسکو دیکھکر میں خوش ہوا اسلئے کہ اسکو اپنی اس غرض کے موافق پایا جو رسالہ مذکورہ کے لکھنے سے تھی اور اسکو میں نے مالک سے عاریۃً طلب کیا انھوں نے مجھکو عاریت دی اللہ تعالیٰ انکا بھلا کرے پھر میں اسکو لیکر اپنے وطن آیا مناسب معلوم ہوا کہ اس کتاب کو بھی اسی رسالہ میں خلاصہ کر کے شامل کردوں کیونکہ اسکے بعض مضامین میں کسیقدر طوالت تھی اور بعض میں استدلال خفی تھا اسلئے خلاصہ کرنا پڑا اور اگر تلخیص کے علاوہ کسی اور تصرف کی مثلاً ایک آدھ لفظ بڑھانے کی یا کچھ تغیر تبدل کی ضرورت پیش آئی تو اسکو امتیاز کیلئے قوسین کے اندر محصور کر دیا اور نام اس کا تائید ...

[illegible]

قوله تعالیٰ ادخلوا فی السلم کافۃ اعلم ان السلم فی التصوف هو موت النفس عن الصفات الذمیمۃ وعن الدنیا والاخرۃ مع انہ حی قائم لا یتحرک ولا یسکن الا للّٰہ تعالیٰ وما هو خلاف ذلک لیس بسلم لان الخصومۃ قائمۃ بعد ما لم تمت وشرطنا ان یکون ذلک السلم حال حیوتہ لان ھذا خطاب للاحیاء فی الدنیا باقامۃ التکالیف دون اھل المقابر۔

قوله تعالیٰ ادخلوا فی السلم کافۃ جان تو کہ تسلیم تصوف میں یہ ہے کہ نفس صفات ذمیمہ اور دنیا و آخرت سے مر جاوے باوجودیکہ وہ زندہ اور باقی رہے حرکت کرے تو اللہ ہی کیلئے ساکن ہو تو اللہ ہی کے لئے اور جو اسکے خلاف ہو وہ تسلیم نہیں کیونکہ جتنی کسر نفس کم کرنے میں ہو اتنی ہی منازعت باقی ہے (پس احتمال تسلیم کے خلاف ہوا) اور ہمنے اس سلم کیلئے حالت حیوۃ میں ہونیکی شرط اسلئے کی کہ یہ خطاب احکام تکلیفی کے قائم رکھنے کا اُن لوگوں کو ہے جو دنیا میں زندہ ہیں اہل قبور کو نہیں۔

قوله تعالیٰ واللّٰہ یقبض ویبسط یقبض احیاءہ عن کل ماسواہ ویبسطھم الیہ وھو الجذبۃ فافھم (یعنی ان الآیۃ لعموم لفظھا یشمل ھذا القبض والبسط کما انھا تشمل قبض الواردات وبسطھا ایضاً)

قوله تعالیٰ واللّٰہ یقبض ویبسط یعنی اللہ تعالیٰ سمیٹ لیتا ہے اور پھیلا دیتا ہے اپنے دوستوں کو اُن سے ماسوی اللہ کو چھڑا کر سمیٹ لیتا ہے اور اپنی کشادگی (راہ) کی عنایت فرماتا ہے اور یہی جذبہ کہلاتا ہے سو خوب سمجھ لو (یعنی آیت اپنے عموم الفاظ سے اس قبض وبسط کو شامل ہے جسطرح یہ آیت قبض وبسط واردات کو بھی شامل ہے)

قوله تعالیٰ۔ قال بلیٰ ولکن لیطمئن قلبی ھذا دلیل علے ان الایمان یزید فیصیر طمانینۃ وھو الذی یسمیہ الصوفیۃ یقیناً ثم تلک الزیادۃ یکون بالرویۃ والوجدان وھذہ الایۃ دالۃ علی ان الایمان (ای عدم حصول الاطمینان) کائن ولا ینفیہ الشک وذلک فی قولہ تعالیٰ فان کنت فی شک مما انزلنا الیک الایۃ (و فی قولہ علیہ السلام نحن احق بالشک من ابراھیم قلت وھو احسن تفاسیر الشک)

قوله تعالیٰ قال بلیٰ ولکن لیطمئن قلبی یعنی عرض کیا ابراہیم علیہ السلام نے (کہ میں ایمان کیوں نہ رکھتا) ولیکن (مشاہدۂ احیاء کی اسلئے درخواست کرتا ہوں کہ) تاکہ میرے دل کو اطمینان ہوجاوے یہ آیت اسپر دلیل ہے کہ ایمان بڑھتا ہے بڑھتے بڑھتے اطمینان بن جاتا ہے اور یہ وہی چیز ہے جسکو صوفیہ یقین سے تعبیر کرتے ہیں پھر یہ زیادتی کبھی رویت سے اور کبھی وجدان سے حاصل ہوتی ہے۔ اور یہ آیت دال ہے اسپر کہ ایمان (اس) شک کے ساتھ (یعنی عدم حصول اطمینان کے ساتھ) جمع ہوجاتا ہے اور شک (بالمعنی المذکور) سے اسکی نفی نہیں ہوتی اور یہی معنی مراد ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں۔ تو اگر آپکو اس چیز میں جسکو ہمنے آپ پر اتارا ہے کچھ شک ہو آخر آیت تک (اور اسی طرح قول نبی صلے اللہ علیہ وسلم میں بھی کہ ہم شک کرنے کے زیادہ مستحق ہیں بہ نسبت ابراہیم علیہ السلام کے۔ میں کہتا ہوں کہ شک کی تفسیروں میں یہ تفسیر سب سے اچھی ہے)

انتهت الملحقة

اضافہ تمام ہوا

سورة آل عمران

المتن قوله تعالیٰ فاما الذین فی قلوبهم زیغ الی قوله تعالیٰ والراسخون فی العلم یقولون الآیة قال العبد الضعیف دلت الآیة[۱۲۹] علی کیفیة المعاملة مع الکلام الذی ثبت صدقه ولم یتضح مراده من تصدیقه اجمالاً من غیر تکذیبه ولا تقریر تفصیلاً وبذلک حکموا فی کلام اهل الاسرار الذین ثبت صدقهم باحوالهم ولم یتبین مرادهم فالسلامة فی ان لا ینکر علیهم ولا یعتقد بظاهره انتهی القول۔

(۱۲۹) المعاملة مع کلام اهل الاسرار

(۱۲۹) اہل اسرار کے کلام کے ساتھ معاملہ

قولہ تعالیٰ فاما الذین فی قلوبهم زیغ سے کل من عند ربنا تک (ترجمہ سو جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ اُس کے اُسی حصہ کے پیچھے ہو لیتے ہیں جو مشتبہ المراد ہے شورش ڈھونڈھنے کی غرض سے حالانکہ اُن کا مطلب بجز حق تعالیٰ کے کوئی اور نہیں جانتا جو لوگ علم میں پختہ کار ہیں وہ یوں کہتے ہیں کہ ہم اس پر یقین رکھتے ہیں سب ہمارے پروردگار کی طرف سے ہیں) اس آیت سے ایسے کلام کے ساتھ معاملہ کرنے کی کیفیت معلوم ہوتی ہے جس کا صادق ہونا ثابت ہو مگر مراد اُسکی واضح نہوئی ہو اور وہ معاملہ یہ ہے کہ ایسے کلام کی اجمالاً تصدیق کیجاوے اور تفصیلاً اُسکی کاوش نکریں اور محققین نے یہی حکم کیا ہے اُن اہل اسرار کے کلام کے باب میں جن کا صدق اُن کے احوال سے معلوم ہوا اور اُن کی مراد معلوم نہوئی ہو پس سلامتی اسی میں ہے کہ نہ اُن پر انکار کیا جاوے اور نہ اُس کلام کے ظاہر پر اعتقاد کیا جاوے۔

المتن۔ قوله تعالیٰ یرونهم مثلیهم رأی العین قال العبد الضعیف فیه اثبات[۱۳۰] للخوارق انتهی القول۔

(۱۳۰) اثبات الخوارق

(۱۳۰) خوارق کا اثبات

قولہ تعالیٰ یرونهم مثلیهم رأی العین (ترجمہ یہ کافر اپنے کو دیکھ رہے تھے کہ اُن مسلمانوں سے کئی حصہ ہیں کھلی آنکھوں دیکھنا) اسمیں خوارق عادات[۱۳۰] کا اثبات ہے۔

المتن قوله تعالیٰ زین للناس حب الشهوات الی قوله تعالیٰ قل أؤنبئکم بخیر من ذلکم قال العبد الضعیف فی قول الاول بیان للحب الطبعی للدنیا وما فیها والمراد من الناس الجنس والمزین هو الله تعالیٰ کما اخرجه ابن ابی حاتم عن عمر بن الخطاب کما فی الروح فهو علی هذا التفسیر[۱۳۱] دال علی عدم التکلیف بازالة هذا الحب لکونه

(۱۳۱) الحب الطبعی من الامور الغیر الاختیاریة

(۱۳۱) حب طبعی غیر اختیاری ہے

قولہ تعالیٰ زین للناس حب الشهوات سے اس قول تک قل أؤنبئکم بخیر من ذلکم (ترجمہ خوشنما معلوم ہوتی ہے لوگوں کو محبت مرغوب چیزوں کی عورتیں ہوئیں بیٹے ہوئے لگے ہوئے ڈھیر ہوئے سونے اور چاندی کے نمبر لگے ہوئے گھوڑے ہوئے مواشی ہوئے اور زراعت ہوئی یہ سب استعمالی چیزیں ہیں دنیوی زندگانی کی اور انجام کار کی خوبی تو اللہ ہی کے پاس ہے آپ فرما دیجئے کیا میں

ف اعلم انه یکثر الحاشیة فی هذه السورة وما بعدها قلیلاً وذلک لان من اکثر مضامین الاول منها فی الضمن من الحاشیة والثانی کتابة بعض سورة البقرة فی ربع بعض ما اثر من نفعها وکثر فائدتی التحقیق وهو اکثر عدم ۱۲ منه هذه الحاشیة علی الحاشیة واذا قال بعض من تفسیره ما فیه من الحواشی ام اکثر ما فی الدالة وقت الیعیس انتظر الثانی لم یتیسر الطباعة الی هذه الحاشیة لا یکون موضوعها مستقلة بل هو فائدة التفخیم ۱۲ منه

طبعیا و فی القول الثانی بیان للحب العقلی للاخرة و ما فیها و کون العبد مکلفا بترجیحه علی الاول عملاً و هذا اصل کبیر فی الاخلاق کلها ان منها ما جبل العبد علیه فهو غیر مقدور و منها ما یکتسبه العبد فهو مقدور و من السالکین من یتصدی للاول فیتشوش دائما فیهدیه المحقق الی تحصیل العقلی و ترک الطبعی فیستریح من اتبعه انتهی القول۔

تمکو ایسی چیز بتلا دوں جو بہتر ہو ان چیزوں سے) قول اول میں الناس سے مراد جنس ناس ہے اور مزین اللہ تعالیٰ ہیں روح المعانی میں ابن ابی حاتم کی روایت سے حضرت عمرؓ سے اسکی تائید نقل کی ہے پس اس تفسیر پر یہ قول اسپر دلالت کرتا ہے کہ انسان اس محبت کے ازالہ کا بوجہ اسکے طبعی ہونے کے مکلف نہیں ہے اور دوسرے قول میں بیان ہے آخرت کی حب عقلی کا اور اسکے مکلف ہونے کا اس طرح کہ اسکو عملاً حب اول پر ترجیح دے اور باب اخلاق میں یہ ایک اصل عظیم ہے یعنی اخلاق میں جو امور طبعی ہیں وہ غیر مقدور ہیں اور جو مکسوب ہیں وہ مقدور ہیں بعض سالکین قسم اول کے پیچھے پڑ جاتے ہیں وہ ہمیشہ مشوش رہتے ہیں ان لوگوں کو محقق ہدایت کرتا ہے کہ عقلی کی تحصیل کرو اور طبعی کے درپے مت ہو سو ان محققین کا اتباع کرنے والا راحت میں رہتا ہے۔

المتن قوله تعالیٰ الصابرین الآیة قال العبد الضعیف فی الآیة بیان لصفات اولیاء اللہ تعالیٰ انتہی القول

قوله تعالیٰ الصابرین الآیہ (ترجمہ صبر کرنے والے ہیں اور راستباز ہیں اور فروتنی کرنے والے ہیں اور خرچ کرنے والے ہیں اور اخیر شب میں گناہوں کی معافی چاہنے والے ہیں) اسمیں اولیاء اللہ کی صفات کا بیان ہے۔

الحاشیة قد کان لکم یا معشر السالکین الی مقصد الکل آیة دالة علی کمالکم و بلوغکم الی ذروة التوحید فی فئتین التقتا للحرب فئة منهما وهی فئة القوی الروحانیة التی هی جند اللہ تعالیٰ تقاتل فی سبیل اللہ و طریق الوصول الیه و اخری منهما وهی جنود النفس و اعوان الشیطان کافرة ساترة للحق محجوبة عن خطائر الصدق تری الفئة الاخرة الفئة الاولی بحول عین بصیرتها مثلیهم عند الالتقاء فی محرکة البدن رؤیة مکشوفة ظاهرة لا خفاء فیها مثل رؤیة العین و ذلک لتایید الفئة المؤمنة بالانوار الالهیة و الاشراقات الجبروتیة و خذلان الفئة الکافرة بما استولی علیها من تراکم ظلمات الطبیعة و ذل البعد عن الحضرة و اللہ تعالیٰ یؤید بنصره من یشاء تائیده لقبول استعداده لذلک ان فی ذلک التایید لعبرة ای اعتبارا و امرا یعتبر به فی الوصول الی حیث المامول للمستبصرین الفاتحین اعین بصائرهم لمشاهدة الانوار الازلیة فی افاق المظاهر الالهیة زین للناس حب الشهوات بسبب ما فیهم من العالم السفلی و الغشاوة الطبیعیة و الغواشی البدنیة من النساء وهی النفوس و البنین وهی الخیالات المتولدة منها الناشئة عنها و القناطیر المقنطرة من الذهب و الفضة وهی العلوم المتداولة و غیر المتداولة او الاصول و الفروع و الخیل المسومة وهی مراکب الهوی و افراس اللهو و الانعام وهی رواحل جمع الحطام و اسباب جلب المنافع الدنیویة و الحرث وهو زرع الحرص و طول الامل ذلک متاع الحیوة الدنیا الزائل عما قلیل بالرجوع الی المبدأ الاصلی و الموطن القدیم ثم ذلک ان تبقی هذه المذکورات علی ظواهرها فان النفوس المنغمسة فی اوحال الطبیعة لها میل کلی الی ذلک ثم قل اؤنبئکم بخیر من ذلکم المذکور للذین

القوا النظر الی الاغیار جنات جنة یقین وجنة مکاشفة وجنة مشاهدة وجنة رضا وجنة لا ۲ قولها وهی التی فیها ما لا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر ولیس فی تلک الجنة عند العارفین الا الله عزوجل تجری من تحتها انهار التجلیات المترعة بماء الغیوب خالدین فیها بقائهم بعد فنائهم وازواج مطهرة وهی الارواح المقدسة عن ادناس الطبیعة المقهورة فی خیام الصفات الالٰهیة ورضوان من الله لا یقدر قدرہ والله بصیر بالعباد فی تقلب ارواحهم فی عالم الملکوت محترقات من سطوات الجبروت حیاری الجوارح وشوقا الی لقائه بجاریها بقید همومها فی طلب وجهه الازلی وجماله الابدی الذی یقولون ربنا اننا امنا بانوار فعالک وصفاتک فاغفر لنا ذنوب وجوداتنا وقنا عذاب نار الحرمان ووجود البقیة الصابرین علی مفض المجاهدة والریاضة والصادقین فی المحبة والارادة والقانتین فی السلوک الیه والمنفقین ما عداه فیه والمستغفرین من ذنوب تلوناتهم وتعیناتهم فی بحار التجلیات ویقال الصابرین الذین صبروا علی الطلب فلم یحتشموا من التعب وهجروا کل راحة مطرب فصبروا علی البلوی وافضلوا الشکوی حتی وصلوا الی المولی ولم یقطعهم شیء من الدنیا والعقبی والصادقین الذین صدقوا فی الطلب فوردوا ثم صدقوا فشهدوا ثم صدقوا فوجدوا ثم صدقوا ففقدوا فانما هم قصد ثم ورود ثم شهود ثم وجود ثم خمود والقانتین الذین لازموا الباب وداوموا علی تجرع الاکتئاب وترک المحاب الی ان تحققوا بالاقتراب والمنفقین الذین جادوا بنفوسهم من حیث الاعمال ثم جادوا بمیسورهم من الاموال ثم جادوا بالقلوب بصدق الاحوال ثم جادوا بکل حظ لهم فی العاجل والآجل استهلاکا فی انوار الوصال والمستغفرین عن جمیع ذلک اذا رجعوا الی الصحو وقت نزول الرب الی السماء الدنیا واشراق انوار جماله علی آفاق النفس ونداه هل من سائل هل من مستغفر هل من کذا هل من کذا۔

اعراض عن الجدال
اعراض عن الجدال۔

المتن قوله تعالی فان حاجوک فقل اسلمت وجهی الخ
قال العبد الضعیف فیه دلالة علی ما هو عادة اهل الطریق من ترک المحاجة اذا بان الحق وعرف من المخاطب عدم القبول وهذا علی التفسیر المشهور علی ما فی الروح وفیه اشارة الی ان الجدال معهم لیس فی موقعه لانه انما یکون فی امر خفی والذی جادلوا به امر مکشوف وحکم حاله معروف وهو الدین القیم فلا تکون المحاجة والمجادلة الا مکابرة فح یکون هذا القول اعراضا عن مجادلتهم انتهی القول۔ [۱۳۴]

قوله تعالی فان حاجوک فقل اسلمت وجهی الخ (ترجمہ پھر بھی اگر یہ لوگ آپ سے حجتیں نکالیں تو آپ فرما دیجئے کہ میں تو اپنا رخ خاص اللہ کی طرف کر چکا اور جو میرے پیرو تھے وہ بھی) اسمیں دلالت ہے اہل طریق کی اس عادت پر کہ جب حق بالکل واضح ہو جاوے مگر مخاطب کی حالت سے معلوم ہو کہ یہ قبول نہیں کرتا تو اسوقت مباحثہ ترک کر دیتے ہیں اور یہ استنباط اس آیت کی مشہور تفسیر پر ہے کہ یہ قول اسلمت وجہی الخ مجادلے سے اعراض ہے۔ [۱۳۵]

المتن قوله تعالی بیدک الخیر قال العبد الضعیف

قوله تعالی بیدک الخیر الخ (ترجمہ آپ ہی کے اختیار

کان المقام بیدک الخیر و الشر لذکر الاعزاز والاذلال
فیما قیل فالاقتصار علیہ اما لتعلیم مراعاة [ف ۱۳۴] الادب ان
کان المراد ای والشر ایضاً واما للاشارة [ف ۱۳۵] الی ان ما یتوہم
شرا فی الظاہر ہو الخیر لما اودعہ اللہ تعالیٰ من المصالح
والحکم فکان فیہ تعلیم ان ما لا صنع فیہ للعبد بوجہ
ما ہو خیر محض فلا یکرہہ ولا یستدل بہ علی الخذلان
کما یتوہمہ کثیر من السالکین اذا وجدوا تغیراً
فی احوالہم من غیر ان یکون بفعلہم دخل فیہ
انتہی القول۔

میں ہے سب بھلائی) یہاں موقعہ اس کہنے کا تھا بیدک
الخیر والشر کیونکہ ورائے اعزاز واذلال دونوں کا ذکر ہوا ہے تو
اسپر اکتفا کرنا یا تو مراعاۃ [ف ۱۳۶] ادب کی ہے اگر مراد کلام میں یہ ہو کہ والشر
ایضاً یعنی آپ کے قبضہ میں دونوں چیزیں ہیں یا اشارہ اسطرف
ہے کہ جو خیر ظاہر میں [ف ۱۳۷] شر معلوم ہوتی ہے چونکہ اسمیں اللہ تعالیٰ نے
بہت سی مصلحتیں و حکمتیں رکھی ہیں وہ بھی واقع میں خیر ہی ہے
پس اسمیں اس امر کی تعلیم ہے کہ جس چیز میں عبد کی صنع کو مطلق
دخل نہ ہو وہ محض خیر ہے اسکو ناگوار نہ سمجھے اور اس سے خذلان
پر استدلال نہ کرے جیسا بہت سے سالکین جب ذرا اپنے
احوال میں تغیر پاتے ہیں گو ان کے فعل کو اسمیں ذرا دخل نہ ہو اس خذلان کا توہم کرنے لگتے ہیں۔

الحاشیہ۔ ان الذین یکفرون بآیات اللہ الی قولہ بغیر حساب یحتمل ان یشار بالذین کفروا الی
قوی النفس الامارة وبالنبیین الی انبیاء القلوب المشرفة بوحی الہام الغیوب وبالآمرین بالقسط القوی الروحانیة
التی ہی من جنود اولئک الانبیاء واتباعہم فبشرہم اولئک الکافرین بعذاب الیم وہو عذاب الحجاب والبعد
من حضرة رب الارباب قل اللہم مالک الملک ای الملک المتصرف فی مظاہرک من غیر معارض ولا
مدافع حسبما تقتضیہ الحکمة تؤتی الملک من تشاء وہو من اخترتہ للریاسة الباطنة وجعلتہ متصرفا
بارادتک وقدرتک وتنزع الملک ممن تشاء ای تحرم من تشاء عن ایتاء ذلک الملک لظلمة الما
لدعن ان ینال عہدک تولج اللیل فی النہار تدخل ظلمة النفس فی نور القلب فیظلم وتولج النہار فی اللیل
وتدخل نور القلب فی ظلمة النفس فتستنیر وتخلطہما معاً لبعد المناسبة بینہما وتخرج الحی العلم من میت
الجہل ومیت الجہل من حی العلم۔

المتن قولہ تعالیٰ لا یتخذ المومنون الکافرین اولیاء
الآیة فی الروح ومن ہہنا نہی [ف ۱۳۶] اہل اللہ تعالیٰ المریدین
عن موالاة المنکرین لان ظلمة الانکار والعیاذ
باللہ تعالیٰ تحاکی ظلمة الکفر وربما تراکمت فسدت
طریق الایمان الا ان تتقوا منہم تقاة فحینئذ تجوز
الموالاة ظاہرا وہذا بالنسبة للضعفاء واما من
قوی یقینہ فلا یخشی الا اللہ تعالیٰ۔

قولہ تعالیٰ لا یتخذ المومنون الکافرین اولیاء الآیة۔
(ترجمہ مسلمانوں کو چاہئے کہ کفار کو دوست نہ بناویں مسلمانوں
سے تجاوز کرکے) روح المعانی میں ہے اور اسی جگہ سے [ف ۱۳۸] اہل اللہ نے
مریدین کو منکرین کے ساتھ تعلق و دوستی رکھنے سے منع کیا ہے
کیونکہ انکار کی ظلمت کفر کی ظلمت کے مشابہ ہے اور بعض اوقات
مجتمع ہو کر طریق ایمان کو بند کردیتی ہے البتہ اگر ان سے کچھ اندیشہ
ہو تو اسوقت ظاہراً دوستی جائز ہے اور یہ بھی ضعفاء کی نسبت ہے
لیکن جسکا یقین قوی ہو وہ خداتعالیٰ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا۔

المتن قوله تعالیٰ قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله قال العبد الضعیف فیه [ف ۱۳۸] ان محبة الله تعالیٰ المستلزمة للمحبوبیة لا تکون بدون اتباع من یحب الله تعالیٰ انتھی القول۔

قوله تعالیٰ قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله (ترجمہ آپ فرما دیجئے کہ اگر تم خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو تم لوگ میرا اتباع کرو خدا تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے) اسمیں اسپر [ف ۱۳۹] دلالت ہے کہ خدا تعالیٰ کا محب ہونا جو کہ محبوبیۃ کو مستلزم ہے بدون اسکے کہ محبِ حق کا اتباع کرے میسر نہیں ہو سکتا۔

المتن قوله تعالیٰ کلما دخل علیها زکریا المحراب وجد عندها رزقا الآیة فی الروح [ف ۱۴۰] استدل بالآیة علی جواز الکرامة للاولیاء لان مریم لا نبوة لها علی المشهور وهذا هو الذی ذهب الیه اهل السنة والشیعة وخالف فی ذلک المعتزلة۔

قوله تعالیٰ کلما دخل علیها زکریا المحراب وجد عندها رزقا (ترجمہ جب کبھی زکریا اُن کے پاس عمدہ مکان میں تشریف لاتے تو اُن کے پاس کچھ کھانے پینے کی چیزیں پاتے) روح المعانی میں ہے اس آیت سے [ف ۱۴۰] اولیاء کیلئے صحت کرامات پر استدلال کیا گیا ہے کیونکہ قول مشہور پر مریم علیہا السلام ولی ہیں نبی نہیں۔

الحاشیة ان الله اصطفیٰ آدم ونوحا وآل ابراهیم وآل عمران علی العالمین ذریة بعضها من بعض یمکن ان یقال آدم هو الروح فی اول مقامات ظهورها ونوح هو هی فی مقامها الثانی من مقامات التنزل وابراهیم هو القلب الذی القاه نمرود النفس فی النار الفتن ورماه فیها بمنجنیق الشهوات وآله القوی الروحانیة وعمران هو العقل الامام فی بیت مقدس البدن وآله التابعون له فی ذلک البیت المقتدون به وکل ذلک ذریة بعضها من بعض بوحدة المورد واتفاق المشرب۔

المتن۔ قوله تعالیٰ هنالک دعا زکریا ربه الی آخر الآیات قال العبد الضعیف فیه مسئلتان ذکرتهما فی سورة مریم علیها السلام الاول ان طلب الولد [ف ۱۳۹] لا ینافی الزهد والثانیة ان سوال المسبب [ف ۱۴۰] من الاسباب البعیدة لا ینافی الادب واقول فی الاولیٰ سیما اذا کان لغرض دینی کما قاله علیه السلام بنفسه وانی خفت الموالی الآیة ویؤخذ منه مسئلة اخری ان [ف ۱۴۱] تمنی بقاء الطریقة من سنن الانبیاء علیهم السلام کما استنبط المسئلة فی الروح ایضا ان زکریا علیه السلام کان شیخا وکان مرشد الناس فلما رای ما رای تحرکت غیرة النبوة فطلب من ربه ولدا حقیقیا یقوم مقامه فی تربیة الناس وهدایتهم فقال رب هب لی من لدنک ذریة طیبة ای مطهرة من لوث الاشتغال بالسوی منفردة عن ارادتها مقدسة من شهواتها اھ۔

قوله تعالیٰ هنالک دعا زکریا ربه (ترجمہ اس موقع پر دعا کی زکریا نے اپنے رب سے) اسمیں دو مسئلے ہیں جو سورۂ مریم میں بھی مذکور ہوئے ہیں اول یہ کہ اولاد کی [ف ۱۴۱] خواہش کرنا زہد کے منافی نہیں ثانی یہ کہ مسبب کا [ف ۱۴۲] اسباب بعیدہ سے سوال کرنا ادب کے منافی نہیں اور مسئلہ اولیٰ میں کہتا ہوں کہ خصوص جبکہ کسی دینی غرض سے ہو جیسا زکریا علیہ السلام نے خود ہی فرمایا وانی خفت الموالی الآیۃ اور اس سے ایک اور مسئلہ ماخوذ ہوتا ہے وہ یہ کہ بقاءِ [ف ۱۴۳] سلسلہ کی تمنا کرنا حضرات انبیاء علیہم السلام کے سنن میں سے ہے جیسا کہ روح المعانی میں بھی اس مسئلہ کو مستنبط کیا ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام بوڑھے تھے مگر لوگوں کے مرشد تھے پس جب انھوں نے صورت حال دیکھی تو غیرت نبوت کے حرکت میں آئی اور اپنے رب تعالیٰ سے ایسے فرزند صدق کی درخواست کی جو لوگوں کی تربیت میں ان کے قائم مقام ہو سکے اور دعا کی کہ رب ہب لی من لدنک ذریۃ طیبۃ یعنی جو ماسوی کے اشتغال سے مطہر ہو اور شہوات سے مقدس ہو اھ۔

(باقی آئندہ)

اقول والدعاء[ف] بقيد الطيبة دل على ان الاستخلاف من شرائطها هذه الصفات لا محض كونه من ذرية النسبية او الانتسابية وما نقل عن بعضهم من ضد ذلك التمنى فانما هو من غلبة الحال او محمول على التفويض اذا لم يكن مقدرا عند الله تعالى وقوله تعالى قال رب اجعل لى آية دل على ان سوال[ف] آية للطمانية لا ينافى اليقين ولا الادب كما ان ابراهيم عليه السلام سأل ربه تعالى ان يريه كيف تحيى الموتى انتهى القول۔

المتن قوله تعالى واذ قالت الملئكة يمريم الخ قال العبد الضعيف فيه جواز[ف] كلام الملئكة مع غير الانبياء على ما عليه الجمهور من انها لم تكن نبية والكلام المخصوص بالانبياء هو الذى للتبليغ انتهى القول۔

المتن قوله تعالى واحى الموتى باذن الله الخ قال العبد الضعيف فيه اصل[ف] لما نقل عن بعضهم من نسبة افعال تختص بالله تعالى الى نفسه فى غلبة الحال بتاويل التجوز واهل الادب منهم يقيد ونه بما قيد به المسيح عليه السلام من قوله باذن الله انتهى القول۔

المتن قوله ومصدقا لما بين يدى من التوراة ولاحل لكم بعض الذى حرم عليكم قال العبد الضعيف ويقاس[ف] عليه تربية احد الشيوخ مريدى شيخ اخر قد مضى او بعد من الموافقة فى الاصول والتصرف فى بعض الفروع حسبما يقتضيه حال المريد انتهى القول

میں کہتا ہوں کہ قید طیبہ کی دعا سے دعا کرنا اس پر[ف] دال ہے کہ خلیفہ بنانے کی شرائط میں سے یہ صفات ہیں نہ کہ محض اولاد ہونا یا مرید ہونا اور بعض بزرگوں سے جو اس تمنا کی ضد منقول ہے تو وہ غلبۂ حال سے ہے یا محمول ہے تفویض پر جبکہ عند اللہ مقدر نہ ہو۔ اور زکریا علیہ السلام کی یہ دعا کہ رب اجعل لی آیۃ اس پر دال ہے کہ طمانیت[ف] کے لئے سوال کرنا یقین کے منافی نہیں جیسا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی تھی کہ احیاء موتی کی کیفیت دکھلا دیجئے۔

قولہ تعالیٰ واذ قالت الملئکۃ یمریم الخ ترجمہ اور جبکہ فرشتوں نے کہا کہ اے مریم بلاشک اللہ تعالیٰ نے تم کو منتخب فرمایا ہے) اس سے غیر انبیاء[ف] کے ساتھ ملائکہ کا ہمکلام ہونا ثابت ہوتا ہے اور جو کلام ملائکہ مخصوص بالانبیاء ہے وہ وہ ہے جو تبلیغ کیلئے ہو۔

قولہ تعالیٰ واحی الموتی باذن اللہ ترجمہ اور زندہ کر دیتا ہوں مردوں کو خدا کی حکم سے اس میں ان اقوال کی اصل ہے جو بعض[ف] سے غلبۂ حال میں منقول ہیں جنمیں انہوں نے مجازاً اپنی طرف بعضے ایسے افعال کی نسبت کی ہے جو حق تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہیں (جیسا احیاء) اور ان میں جو اہل ادب ہیں وہ ان میں مثل مسیح علیہ السلام کے باذن اللہ کی قید لگا دیتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ ومصدقا لما بین یدی من التوراۃ ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم ترجمہ اور میں اس طور پر آیا ہوں کہ تصدیق کرتا ہوں اس کتاب کی جو مجھ سے پہلے تھی یعنی توراۃ کی اور اسلئے آیا ہوں کہ تم لوگوں کے واسطے بعضی ایسی چیزیں حلال کر دوں جو تم پر حرام کر دی گئی تھیں) اسی پر قیاس[ف] کیا جاتا ہے ایک شیخ کا دوسرے کسی شیخ کے (جو گذر گیا ہو یا دور ہو) مرید کو تربیت کرنا اس طرح کہ اصول میں اسکی موافقت کرے اور بعض فروع میں کچھ تغیر و تبدل کرے جیسا حالت مرید کا مقتضا ہو۔

المتن قوله تعالیٰ قال من انصاری الی اللہ قال الحواریون نحن انصار اللہ قال العبد الضعیف فی الآیۃ مسئلتان الاولی جواز الاستنصار فی الدین من اہل الدین وانہ لا ینافی التوکل لانہ من حیث انھم مظاہر نصر اللہ تعالیٰ والثانیۃ ان المعاملۃ مع اہل اللہ کھی مع اللہ تعالیٰ حیث قالوا نحن انصار اللہ وکان الظاہر ان یقولوا نحن انصارک الی اللہ تعالیٰ انتھی القول۔

قولہ تعالیٰ قال من انصاری الی اللہ قال الحواریون نحن انصار اللہ (ترجمہ آپ نے فرمایا کوئی ایسے آدمی بھی ہیں جو میرے مددگار ہوجاویں اللہ کے واسطے حواریین بولے کہ ہم ہیں مددگار اللہ کے) اس آیت میں دو مسئلے ہیں ایک اہل دین سے دین کے بارہ میں مدد طلب کرنے کا جواز اور اسکا منافی توکل نہ ہونا کیونکہ وہ مدد طلب کرنا اس حیثیت سے ہوتا ہے کہ وہ نصرۃ الٰہیہ کے مظاہر ہیں اور دوسرا یہ کہ اہل اللہ کیساتھ کوئی معاملہ کرنا ایسا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کرنا چنانچہ انھوں نے من انصاری الی اللہ کے جواب میں بجائے نحن انصارک الی اللہ کے یوں کہا نحن انصار اللہ

المتن قال اللہ تعالیٰ ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین فی الآیۃ مسئلتان الاولی اصل ما نقل من بعض المغلوبین من نحو قولہ ؎

آنتیں بر سح کشیدی بیچ مکار آمدی + اما الغالبون علی احوالھم فلا یجترئون علیہ لایھام نسبۃ القبیح فی کلام العباد ولا یقاس علی کلام اللہ تعالیٰ لانہ لا حکومۃ للادب علیہ تعالیٰ ولکن ذلک الکلام فی نسبۃ کل ما کان کذلک الیہ تعالیٰ والثانیۃ جواز کون امر واحد حسنا من اللہ تعالیٰ وقبیحا من العباد کالتکبر والسر فیہ ان قبح بعض الاشیاء لیس بالذات

قولہ تعالیٰ ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین۔ (ترجمہ اور ان لوگوں نے خفیہ تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ نے خفیہ تدبیر فرمائی اور اللہ تعالیٰ سب تدبیریں کرنے والوں سے اچھے ہیں) اسمیں اسپر دلالت ہے کہ یہ بات ممکن ہے کہ ایک ہی امر حق تعالیٰ کے اعتبار سے حسن ہو اور بندوں کے اعتبار سے قبیح ہو اور راز اسمیں یہ ہے کہ بعض اشیاء میں بالذات قبح نہیں ہوتا بلکہ کسی مفسدہ کے سبب اور مصلحت سے خالی ہونے کے سبب ہوتا ہے تو وہ امر بندہ سے جو صادر ہوتا ہے ایسا ہی ہوتا ہے یعنی مقرون بالمفسدہ وخالی از مصلحت اسلئے قبیح ہوتا ہے اور حق تعالیٰ سے جو واقع ہوتا ہے اسمیں حکمت ہوتی ہے اسلئے حسن ہوتا ہے

بل للفسدۃ وخلوہ عن المصلحۃ والصادر عن العباد یکون کذلک واما الواقع من اللہ تعالیٰ فیکون فیہ الحکمۃ فیقبح من العباد ویحسن من رب العباد انتھی القول وفی الرد اولی القول باختلاف المکوّن علی ما یقتضیہ مقام الفرق وقد سئل بعضھم کیف یمکر اللہ فصاح وقال لا علۃ لصنعہ وانشأ یقول ؎

قد بینک قد جبلت علی ھواکا	ونفسی لا تنازعنی سواکا
احبک لا ببعضی بل بکلی	وان لم یبق حبک لی حراکا
ویقبح من سواک الفعل عندی	وتفعلہ فیحسن منک ذاکا

المتن قولہ تعالیٰ نقلا عن طائفۃ من اہل الکتاب ولا تؤمنوا الا لمن تبع دینکم قال العبد الضعیف

قولہ تعالیٰ وقالت طائفۃ من اہل الکتاب الیٰ قولہ ولا تؤمنوا الا لمن تبع دینکم (ترجمہ اور بعضے

نظیرہ صنیع بعض الناقصین[ف ۱۵۱] اھل البخل من المنتسبین الی الطریق من اخفاء الطریق الی من لم یکن منتسبا الی احد شیوخہم ویرد علیہم بمثل ما ردا اللہ تعالیٰ علی مشاکلیہم من قولہ تعالیٰ قل ان الھدی ھدی اللہ وقولہ تعالیٰ قل ان الفضل بید اللہ انتہی الخ

لوگوں نے اہل کتاب میں سے کہا کہ ایمان سے آؤ اسپر جو نازل کیا گیا ہے مسلمانوں پر شروع دن میں اور انکار کر بیٹھو آخر دن میں عجب کیا وہ پھر جاویں اور کسی کے روبرو اقرار مت کرنا مگر ایسے شخص کے روبرو جو تمھارے دین کا پیرو ہو) اسی کی نظیر ہے بعض مدعیان[ف ۱۵۱] طریقت کا یہ طرز کہ جو شخص اُن کے سلسلہ میں نہو اُس سے طریق کو مخفی کرتے ہیں اوران پر اسی مضمون سے رد ہوگا جس سے ان کے ہم مسلک اہل کتاب پر رد کیا گیا ہے یعنی قل ان الھدیٰ ھدی اللہ اور ان الفضل بید اللہ الخ

المتن قولہ تعالیٰ ان الذین یشترون بعھد اللہ وایمانہم ثمنا قلیلا۔ فی الروح اشارۃ الی من[ف ۱۵۲] مال الی حضرۃ الدنیا وآثرھا علی مشاھدۃ حضرۃ المولے وزین ظاھرہ بعبادۃ المقربین ومزجھا بحب الریاسۃ فذلک الذی سقط عن رؤیۃ اللقاء ومخاطبۃ الحق فی الدنیا والآخرۃ۔

قولہ تعالیٰ ان الذین یشترون بعھد اللہ وایمانہم ثمنا قلیلا۔ (ترجمہ یقیناً جو لوگ معاوضہ حقیر لے لیتے ہیں بمقابلہ اُس عہد کے جو اسیر تعالیٰ سے کیا ہو اور اپنی قسموں کے) اسمیں اس شخص کی حالت[ف ۱۵۲] کی طرف بھی اشارہ ہو جو زینت دنیا کی طرف مائل ہوا اور اُسکو حضرت حق کے مشاہدہ پر ترجیح دیتا ہو اور اپنے ظاہر کو شعار مقربین کے ساتھ آراستہ رکھتا ہو مگر اسمیں حُب جاہ کی آمیزش بھی کرتا ہو پس ایسا شخص لقاء حقیقی اور مخاطبت حق کے درجہ سے دنیا اور آخرت دونوں میں ساقط ہوجاوے گا۔

المتن قولہ تعالیٰ کونوا ربانیین قال العبد الضعیف تصریح بما علیہ اھل[ف ۱۵۳] الطریق من علوم خاصۃ و اعمال خاصۃ واحوال خاصۃ وافاضۃ طریقہم الی غیرھم کما یدل علی ھذا المجموع ما فسرہ بہ فی روح المعانی عن علیؓ وابن عباسؓ الربانی الفقیہ العالم وعن قتادۃ والسدی العالم الحکیم وعن ابن جبیر الحکیم التقی وعن ابن زید بالمدبر امر الناس وھی اقوال متقاربۃ وعن الشبلیؒ الذی لا یأخذ العلوم الا من الرب ولا یرجع فی شیء الا الیہ وعن سھل الذی لا یختار علی ربہ حالا وعن القاسم المتخلق باخلاق الرب علما وحکما وقیل ھو الذی محی فی وجودہ ومحی عن شھودہ وقیل ھو الذی

قولہ تعالیٰ کونوا ربانیین (ترجمہ تم لوگ اللہ والے بن جاؤ) اسمیں اہل باطن کے طریق[ف ۱۵۳] اور اُن کے علوم واعمال واحوال خاصہ کی اور دوسروں پر طریق کے فائض کرنیکی تصریح ہے جیسا کہ ربانی کے تفاسیر کا مجموعہ اسپر دال ہو چنانچہ روح المعانی میں حضرت علیؓ اور ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ ربانی وہ ہو جو فقیہ عالم ہو اور قتادہ وسدی سے ہے کہ وہ ہو جو عالم حکیم ہو اور ابن جبیر سے ہے کہ جو حکیم متقی ہو اور ابن زید سے ہے جو لوگوں کے امر دین کی تدبیر کرتا ہو اور یہ سب اقوال متقارب ہیں اور شبلیؒ سے ہو کہ وہ شخص ہے جو علوم کو خاص حضرت حق سے اخذ کرتا ہو اور کسی شے میں غیر حق کی طرف رجوع نہ کرتا ہو اور سہل سے ہو کہ وہ شخص ہے جو اپنے رب پر کسی شے کو ترجیح نہ دیتا ہو اور قاسم سے ہے

ف ۱۵۱ تقبیح اخفاء الحق عن غیر اھل سلسلتہم
ف ۱۵۱ غیر اہل سلسلہ سے حق کے اخفا کی قباحت

ف ۱۵۲ تقبیح الشیوخ المرائین محبی المال والجاہ
ف ۱۵۲ ریاکار محبان مال وجاہ شیوخ کی تقبیح

ف ۱۵۳ اثبات طریق اھل الباطن
ف ۱۵۳ اہل باطن کے طریق کا اثبات

لا تؤثر فيه تصاريف الاقدار على اختلافها وقيل وقيل وكل الاقوال ترد من منهل واحد۔

کہ وہ شخص ہے جو علماً وعملاً اخلاق ربانیہ سے موصوف ہوا اور بعض نے کہا ہے کہ وہ شخص ہے جو اپنے شہود سے اس کے وجود میں محو ہو گیا ہو اور بعض نے کہا ہے کہ وہ شخص ہے کہ اسمیں حوادث مؤثر نہوں اور دوسرے اقوال بھی ہیں اور سب ایک گھاٹ کے پانی پینے والے ہیں۔

[۱۵۴] ذم الغلو في الانقياد والتعظيم للشيوخ
[۱۵۵] شیوخ کی تعظیم و انقیاد میں غلو کی مذمت

المتن قوله تعالى ولا يأمركم ان تتخذوا الملئكة والنبيين اربابا قال العبد الضعيف فيه[۱۵۴] رد على الغلو في الانقياد والتعظيم لشيوخهم الاحياء منهم او الاموات وان كانوا مظاهر الكاملة فقد اخرج الترمذي في تفسير آية قل يا اهل الكتاب تعالوا الخ وحسنه انه لما نزلت هذه الآية قال عدي بن حاتم ما كنا نعبدهم يا رسول الله فقال صلى الله عليه وسلم اما كانوا يحلون لكم ويحرمون فتأخذون بقولهم قال نعم فقال عليه الصلوة والسلام هو ذاك - انتهى القول۔

قوله تعالى ولا يأمركم ان تتخذوا الملئكة والنبيين اربابا (ترجمہ اور نہ یہ بات بتلاویگا کہ تم فرشتوں کو اور نبیوں کو رب قرار دے لو) اسمیں اُن لوگوں پر رد ہے[۱۵۵] جو شیوخ کے انقیاد یا تعظیم میں خواہ وہ احیا ہوں یا اموات ہوں غلو کرتے ہیں گو یہ حضرات حق کے مظاہر کامل ہیں چنانچہ ترمذی نے قل یا اهل الكتاب تعالوا الى كلمة سواء بيننا وبينكم الى قوله لا يتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون الله کی تفسیر میں روایت کیا ہے اور روایت کی تحسین بھی کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو عدی ابن ابی حاتم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم تو اُن کی عبادت نہ کرتے تھے آپ نے فرمایا کیا یہ بات نہ تھی کہ وہ لوگ بہت سی اشیاء کو تمہارے لئے حلال کر دیتے تھے اور بہت سی اشیاء کو حرام کر دیتے تھے (یعنی بلا دلیل شرعی) پھر تم اُن کے قول کو قبول کرتے تھے عرض کیا ہاں یہ تو تھا فرمایا بس اس کا یہی مطلب ہے۔

[۱۵۵] ذم الاستنكاف عن الماهرين من اهل الطريق
[۱۵۶] معاصرین اہل طریق سے عار رکھنے کی مذمت

المتن قوله تعالى واذ اخذ الله ميثاق النبيين الى قوله لتؤمنن به ولتنصرنه قال العبد الضعيف وايضا[۱۵۵] فيه اشارة الى ترك استنكاف الشيوخ عن كان فوقهم علما وعملا بل ومن كان مساويا لهم ايضا فان للمفسرين قولين في تفسير رسول فاكثرهم ارادوا محمدا صلى الله عليه وسلم وبعضهم باي رسول جاء في زمن رسول آخر وجب عليه تصديقه ونصره انتهى القول

قوله تعالى واذ اخذ الله ميثاق النبيين الى قوله لتؤمنن به ولتنصرنه (ترجمہ اور جبکہ اللہ تعالیٰ نے عہد لیا انبیاء سے کہ جو میں تم کو کتاب اور علم دوں پھر تمہارے پاس کوئی پیغمبر آوے جو مصداق ہو اس کا جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور اس رسول پر اعتقاد بھی لانا اور اسکی طرفداری بھی کرنا) اسمیں یہ بھی اشارہ ہے[۱۵۶] کہ شیوخ پر لازم ہے کہ جو علم وعمل میں اُن سے فوق ہو بلکہ جو اُن کا مساوی بھی ہو اُن سے استنکاف وعار نہ کریں وجہ اشارہ یہ ہو کہ لفظ رسول کی تفسیر میں مفسرین کے دو قول ہیں اکثر مفسرین نے تو کہا ہے کہ مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں (تو فوق سے عار نہ کرنا ثابت ہوا) اور بعض نے کہا ہے کہ مراد یہ ہے کہ کسی رسول کے زمانہ میں دوسرا کوئی رسول بھی آجاوے (تو مساوی سے عار نہ کرنا ثابت ہوا)

المتن- قوله تعالى وله اسلم من في السموات والارض

قوله تعالى وله اسلم من في السموات والارض طوعا

طوعا وکرھا فی الروح ومعنی الاٰیۃ اقوال الاول
ان المراد من الاسلام بالطوع الاسلام الناشی
عن العلم مطلقا سواء کان حاصلا بالاستدلال
کما فی الکثیر منا او بدون استدلال واعمال فکر
کما فی الملئکۃ ومن الاسلام بالکرہ ما کان حاصلا
بالسیف ومعاینۃ ما یلجیٔ الی الاسلام آہ قلت
وقریب منہ ما نقلہ فی الروح ایضا عن بعض الصوفیۃ
ان الاسلام طوعا ھو الانقیاد والامتثال لما امر اللہ
تعالیٰ من غیر معارضۃ ظلمۃ نفسانیۃ وحیلولۃ حجب
الانانیۃ والاسلام کرھا ھو الانقیاد مع توسط المعارضات
والوساوس وحیلولۃ الحجب والتعلق بالوسائط والاول
مثل سلام الملئکۃ وبعض من فی الارض من المصطفین
الاخیار والثانی مثل سلام الکثیرۃ ممن تقلبہ الشکوک
جنبا الی جنب حتی غدا یقول ؎

لقد طفت فی تلک المعاھد کلھا
وسرحت طرفی بین تلک المعالم
فلم ار الا واضعا کف حائر
علی ذقن او قارعا سن نادم

آہ قال العبد الضعیف دلت الاٰیۃ ف۱۵۶ علی التفسیر
المذکور (ولا یعبأ باختلاف العنوانین) علی تکافیٔ
قسمی الایمان فلا یقنط من ھجم علیہ الوساوس من
الوصول الی حضرۃ المقصود الحقیقی کما یعتریھم کثیرا
ویکون ضعنا علی ابالۃ صنیع بعض مدعی المشیخۃ
من اقناطھم من المقصود انتھی القول

المتن قولہ تعالیٰ ان الذین کفروا بعد ایمانھم ثم
ازدادوا کفرا لن تقبل توبتھم فی الروح ای لا توبۃ
لھم حتی تقبل لانھم لم یوفقوا لھا فھو من قبیل الکنایۃ

وکرھا (ترجمہ حالانکہ حق تعالیٰ کے سامنے سب افگندہ
ہیں جتنے آسمانوں میں اور زمین میں خوشی سے اور بے اختیاری
سے) روح المعانی میں ہے کہ اس آیت کے معنی میں کئی قول
ہیں اول یہ کہ اسلام طوعا سے مراد وہ اسلام ہے جو علم سے
ناشی ہو خواہ وہ علم استدلالی ہو جیسا ہم میں سے اکثر کو
یہی حاصل ہے اور خواہ غیر استدلالی ہو جیسا ملئکہ کو ہے
اور اسلام کرہا سے مراد یہ ہے جو سیف سے اور ایسے امور کے
معاینہ سے حاصل ہو جو اسلام کی طرف مضطر کر دیں آہ
اور اسی کے قریب وہ ہے جسکو روح ہی میں بعض صوفیہ سے
نقل کیا ہے کہ اسلام طوعا وہ ہے کہ اوامر حق تعالیٰ کا بدون
معارضہ ظلمت نفسانیت اور بدون حیلولہ حجب انانیت
کے امتثال و انقیاد ہو اور اسلام کرہا وہ ہے کہ مع توسط معارضہ
و وساوس و حیلولت حجب و تعلق بالوسائط کے انقیاد
ہو اول مثل اسلام ملئکہ اور بعض مقبولین اخیار اہل ارض
کے ہے اور ثانی مثل اسلام ایسے لوگوں کے جنکو شکوک
پہلو بہ پہلو الٹ پلٹ کرتے رہتے ہیں آہ احقر کہتا ہے
کہ اس تفسیر مذکور پر ف۱۵۷ آیت میں اس امر پر دلالت ہے کہ
دونوں قسم کے ایمان کافی ہیں سو جس شخص پر وساوس
کا ہجوم ہو وہ بارگاہ مقصود حقیقی تک پہونچنے سے
مایوس نہ ہو جیسا ایسے لوگوں کو یہ امر بکثرت پیش
آجاتا ہے اور دیا سلائی میں چنگاری بعض مدعیان
مشیخت کی یہ حرکت ہو جاتی ہے کہ ان کو مقصود سے
ناامید کر دیتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ ان الذین کفروا بعد ایمانھم ثم ازدادوا
کفرا لن تقبل توبتھم (ترجمہ بے شک جو لوگ کافر ہوئے
اپنے ایمان لانے کے بعد پھر بڑھتے رہے کفر میں ان کی توبہ

ف ۱۵۶: [illegible]
ف ۱۵۷: [illegible]

اھ قال العبد الضعیف وکذلک عادۃ اللہ فی من مال الی طریق اھل اللہ ثم حاد عنہا بطالۃ او انکارًا علیھم لم یوفق فی الاکثر للعود الیہ بل یبقی مخذولًا وربما یتجر الی اشد من ذلک من عداوتھم او الانخلاع عن عظیم جزء من الدین انتھی القول۔

ہرگز قبول نہ ہوگی) روح المعانی میں ہے کہ وہ توبہ ہی نہیں کرتے تاکہ قبول ہو کیونکہ اُن کو اس کی توفیق ہی نہیں ہوتی آہ احقر کہتا ہے کہ یہی عادۃ اللہ ہے اس شخص کے بارہ میں جو اہل اللہ کے طریق کی طرف متوجہ ہوا ہو پھر تعطل یا انکار کی راہ سے اُس سے اعراض کرلے تو اکثر پھر اس کی طرف عود کرنے کی اُسکو توفیق نہیں ہوتی بلکہ وہ مخذول رہتا ہے پھر بعض اوقات یہ اس سے اشد کی طرف منجر ہوجاتا ہے کہ اہل طریق سے عداوت و نفرت رکھنے لگتا ہے پھر وہ دین کے بڑے جزو سے خارج ہوجاتا ہے نعوذ باللہ منہ۔

المتن۔ قولہ تعالیٰ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون قال العبد الضعیف وینضم الیہ مقدمۃ ضروریۃ وھی ان احب شیٔ الی الانسان ھو نفسہ طبعًا فدلت الأیۃ علی ما اولت بہ فی روح المعانی ففیہ لن تنالوا البر الذی ھو القرب من اللہ تعالیٰ حتی تنفقوا مما تحبون ای بعضہ والاشارۃ بہ الی النفس فانما اذا انفقت فی سبیل اللہ زال الحجاب الاعظم

قولہ تعالیٰ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون (ترجمہ تم خیر کامل کو کبھی حاصل نہ کرسکوگے یہانتک کہ اپنی پیاری چیز کو خرچ نہ کروگے) اور اس کے ساتھ ایک مقدمہ بدیہیہ منضم کرلیا جاوے اور وہ یہ کہ سب سے زیادہ محبوب چیز طبعًا انسان کو اپنی جان ہے تو آیت دال ہوئی اسپر کہ اپنی ہستی کو محبوب حقیقی کے لئے بذل کرنا موقوف علیہ ہے بر اور قرب الٰہی کا۔

وھان کل انفاق بعدھا وما تنفقوا من شیٔ فان اللہ بہ علیم فینبغی تحری ما یرضیہ ویحکی عن بعضھم انہ قال المنفقون علی اقسام فمنھم من ینفق علی ملاحظۃ الجزاء والعوض ومنھم من ینفق علی مراقبۃ دفع البلاء والمحن ومنھم من ینفق اکتفاء بعلمہ واللہ تعالیٰ درمن قال ؎

ویھتز للمعروف فی طلب العلا　　لتذکر یومًا عند سلمی شمائلہ

المتن قولہ تعالیٰ کل الطعام کان حلا لبنی اسرائیل الا ما حرم اسرائیل علی نفسہ فی الروح قیل فائدۃ الاخبار بذلک تعلیم اھل المحبۃ ان یترکوا ما حب الیھم من الاطعمۃ الشھیۃ واللذائذ الدنیویۃ رغبۃ فیما عند اللہ تعالیٰ

قولہ تعالیٰ کل الطعام کان حلا لبنی اسرائیل الا ما حرم اسرائیل علی نفسہ (ترجمہ سب کھانے کی چیزیں نزول توراۃ کے قبل باستثناء اُس کے جسکو یعقوب (علیہ السلام) نے اپنے نفس پر حرام کرلیا تھا بنی اسرائیل پر حلال تھیں) روح المعانی میں ہے کہ بعض نے کہا ہے کہ فائدہ اس حکایت کے بیان فرمانے سے اہل محبت کو اسکی تعلیم دینا ہے کہ جو چیزیں اُن کو محبوب ہیں جیسے مرغوب کھانے اور دنیوی لذائذ حق تعالیٰ کی حقیقی نعمتوں کی طلب میں اُن کو ترک کردیں۔

المتن قولہ تعالیٰ ومن یعتصم باللہ فقد ھدی

قولہ تعالیٰ ومن یعتصم باللہ فقد ھدی الی

فضل بذل النفس وفنائھا

فضل بعض ترک اللذات

الی صراط مستقیم قال العبد الضعیف فیه التبری ف۱۶۰
عن غیر الله وهو من شعائر اهل الطریق ویعبر عنها
الاعتصام بما فی الروح وحقیقة الاعتصام عند
بعضهم انجذاب القلب عن الاسباب التی هی اصنام
المعنویة والتبری الی الله تعالیٰ من الحول والقوة
وقیل الاعتصام للمحبین هو الجائطرح السوی ولاهل
الحقائق رفع الاعتصام لمشاهدتهم انهم فی القبضة

المتن قوله تعالیٰ یا ایها الذین آمنوا اتقوا الله حق تقاته الخ
قال العبد الضعیف الآیة صریحة فی مطلوبیة ف۱۶۱ طریق
القوم فان حاصلها هو التقوی حق التقوی انتهی القول
ولذا فسر فی الروح باب الاشارة بصون العهود وحفظ
الحدود والخمود تحت جریان القضاء بنعت الرضاء اه

المتن قوله تعالیٰ ولتکن منکم امة الی قوله تعالیٰ
واولئك هم المفلحون قال العبد الضعیف فیه ف۱۶۲ افضلیة
اهل الارشاد علی غیرهم من اهل الطریق حیث مدحهم
الله تعالیٰ بکونهم مفلحین فانه لا شك فی دخولهم
فی عموم قوله تعالیٰ امة الخ انتهی القول۔

المتن قوله تعالیٰ کمثل ریح فیها صر اصابت حرث قوم
ظلموا انفسهم الخ فی الروح وانما وصفوا بذلك لان
المراد الاشارة الی عدم الفائدة فی الدنیا والآخرة وهو
انما یکون فی هلاك مال الکافر واما غیره فقد یثاب
علی ما هلك له بصبره آه قال العبد الضعیف فالآیة
اذاً دالة ف۱۶۳ علی ان مصیبة المقبولین لیست بمصیبة
حقیقة وان کان صورةً انتهی القول۔

صراط مستقیم (ترجمہ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کو مضبوط پکڑتا ہے
تو ضرور راہ راست کی ہدایت کیا جاتا ہے) روح المعانی میں ہے
کہ اس اعتصام ف۱۶۰ کی حقیقت بعض کے نزدیک یہ ہے کہ اسباب
جو کہ اصنام معنویہ ہیں اُن سے قلب کا کشیدہ ہو جانا اور اپنے
دعوی حول وقوت سے حق تعالیٰ کی طرف یکسو ہو جانا اور
بعض نے کہا ہے کہ عشاق کا اعتصام یہ ہے کہ ماسوی کو ترک
کر کے اسکی پناہ لیں اور اہل حقائق کا اعتصام یہ ہے کہ یہ
مشاہدہ کر کے کہ ہم قبضہ میں ہیں اعتصام کو بھی مرتفع فرما دیا جاوے
قوله تعالیٰ یا ایها الذین آمنوا اتقوا الله حق تقاته الخ
(ترجمہ اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرا کرو ڈرنے کا حق الخ)
یہ آیت طریق قوم کی مطلوبیت ف۱۶۱ میں صریح ہے اسلئے کہ اس
طریق کا حاصل یہی تقویٰ حق تقویٰ ہے۔

قوله تعالیٰ ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر الخ (ترجمہ
اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونا ضرور ہے کہ خیر کی طرف بلایا
کریں) اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل طریق میں سے جو
اہل ارشاد ف۱۶۲ ہیں وہ غیر اہل ارشاد سے افضل ہیں چنانچہ حق تعالیٰ
نے مفلحین سے اُن کی مدح فرمائی اور امة کے عموم میں داخل
ہونا ظاہر ہی ہے۔
قوله تعالیٰ کمثل ریح فیها صر اصابت حرث قوم ظلموا
انفسهم (ترجمہ اُنکی حالت اس حالت کے مثل ہے کہ ایک
ہوا ہو جسمیں تیز سردی ہو وہ لگ جاوے ایسے لوگوں کے
کھیتی کو جنہوں نے اپنا نقصان کر رکھا ہے) روح المعانی
میں ہے کہ ظلموا انفسهم کی قید اسلئے لگائی کہ مقصود کلام سے
تو یہ بتلانا ہے کہ نہ دنیا میں فائدہ ہو نہ آخرت میں سو یہ بات
صرف مال کافر کے ہلاک ہونے میں ہے رہا غیر کافر تو اس کو
صبر کے سبب مال کے ہلاک ہونے پر اجر تو ملتا ہے آہ احقر کہتا ہے یہ آیت اس پر دال ف۱۶۳ ہوئی کہ مقبولین کی مصیبت حقیقی مصیبت

ف۱۶۰ التجرد عما سوی الله تعالیٰ
ف۱۶۰ ماسوی اللہ سے تجرد
ف۱۶۱ حاصل الطریق هو حق التقوی
ف۱۶۱ طریق کا حاصل حق تقوی ہے۔
ف۱۶۲ کون اهل الارشاد افضل من غیرهم
ف۱۶۲ اہل ارشاد کا غیر اہل ارشاد سے افضل ہونا
ف۱۶۳ مصیبة المقبولین لیست بمصیبة
ف۱۶۳ مقبولین کی مصیبت واقعی مصیبت نہیں۔

نہیں محض صوری مصیبت ہے۔

المتن قولہ تعالیٰ وان تصبروا وتتقوا لا یضرکم کیدھم شیئا قال العبد الضعیف ربما یشاھد وصول الضرر من العدو مع الصبر والتقوی فالآیۃ اذاً ف ۱۶۴ محمولۃ علی عدم الضرر الحقیقی لا علی ما ھو اعم من الضرر الصوری فدلت علی ما دلت الآیۃ السابقۃ ذکرًا انتھی القول۔

قولہ تعالیٰ وان تصبروا وتتقوا لا یضرکم کیدھم شیئا (ترجمہ اور اگر تم استقلال اور تقوی کے ساتھ رہو تو ان لوگوں کی تدبیر تم کو ذرا بھی ضرر نہ پہونچا سکیگی) چونکہ بعض اوقات باوجود صبر وتقوی کے عدو کی جانب سے ضرر پہونچا مشاہد ہوتا ہے پس آیت ضرر حقیقی کی نفی پر محمول ہوگی نہ مطلق ضرر پر جو صوری کو بھی شامل ہو پس اس آیت کا بھی وہی مدلول ہوگا جو آیت سابقہ کا مدلول ہے۔

المتن قولہ تعالیٰ اذ ھمت طائفتان منکم ان تفشلا واللہ ولیھما قال العبد الضعیف الآیۃ صریحۃ فی ف ۱۶۵ عدم التنافی بین حدیث النفس بالمعصیۃ وبین الولایۃ فان الظاھر کما فی الروح ان ھذا الھم لم یکن عن عزم وتصمیم علی مخالفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومفارقتہ لان ذلک لا یصدر مثلہ عن مؤمن بل کان مجرد حدیث النفس ووسوسۃ کما فی قولہ ؎

اقول لھا اذا جشأت وجاشت
مکانک تحمدی او تستریحی

ویوید ذلک قولہ تعالیٰ ولیھما المفید لاستبعاد فشلھما او ھمھما مع کونھا فی ولایۃ اللہ تعالیٰ اھ ملخصا

قولہ تعالیٰ اذ ھمت طائفتان منکم ان تفشلا واللہ ولیھما (ترجمہ جب تم میں سے دو جماعتوں نے دل میں خیال کیا کہ ہمت ہار دیں اور اللہ تعالیٰ تو ان لوگوں کا مددگار تھا)۔ روح المعانی میں ہے کہ یہ ھم مرتبہ عزم میں نہ تھا چنانچہ واللہ ولیھما اس کا قرینہ ہے کیونکہ حمایت الٰہیہ میں ہوتے ہوئے ایسا امر مستبعد ہے بلکہ یہ محض حدیث النفس اور وسوسہ تھا آہ ملخصا احقر کہتا ہے پس آیت صریح ہے اسمیں کہ حدیث ف ۱۶۵ النفس بالمعصیۃ اور ولایت میں کوئی تنافی نہیں۔

المتن۔ قولہ تعالیٰ والکاظمین الغیظ الخ قال العبد الضعیف فیہ ف ۱۶۶ ان الغیظ الطبعی لا ینافی الکمال فان الآیۃ مدح للکاملین وانما الکمال حفظ الحدود اذا غاظ کما یدل علیہ المدح بالکظم انتھی القول۔

قولہ تعالیٰ والکاظمین الغیظ الخ (ترجمہ اور غصے کے ضبط کرنے والے) اس سے ثابت ف ۱۶۶ ہوا کہ غیظ طبعی کمال کے منافی نہیں چنانچہ کظم کا موقوف غیظ پر ہونا ظاہر ہے۔

المتن قولہ تعالیٰ او لم یصروا علی ما فعلوا الخ فی الروح اخرج ابن جریر عن الحسن انہ قرأ الذین ینفقون فی السراء والضراء الآیۃ ثم قرأ والذین اذا فعلوا فاحشۃ الآیۃ فقال ان ھذین النعتین لنعت رجل واحد۔

قولہ تعالیٰ والذین اذا فعلوا الی قولہ ولم یصروا علی ما فعلوا الخ (ترجمہ اور ایسے لوگ کہ جب کوئی ایسا کام کر گذرتے ہیں جسمیں زیادتی ہو یا اپنی ذات پر نقصان اٹھاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کو یاد کر لیتے ہیں الخ) روح میں ہے کہ حسن سے روایت ہے کہ یہ بھی صفت انہی کی ہے جنکی صفت الذین ینفقون فی السراء الخ

ف ۱۶۴ الضرر الصوری لیس بضرر
ف ۱۶۴ صوری ضرر کا ضرر واقعی نہ ہونا۔

ف ۱۶۵ عدم التنافی بین حدیث النفس وبین الولایۃ
ف ۱۶۵ حدیث النفس اور ولایت کے درمیان منافات نہیں۔

ف ۱۶۶ الغضب الطبعی لا ینافی الکمال اذا حفظت الحدود
ف ۱۶۶ غضب طبعی بشرط حفظ حدود منافی کمال نہیں۔

(باقی آئندہ)

ثم یعید اسطر و لا یخفی انه علی تقدیر کون النصین نعت رجل واحد کما حکی عن الحسن ر فی الروایة التی مرت الفا) یمکن ان یقال ان ذکر هذه الجملة عقیب تلک لما ذکره بعض المحققین (انها کالتذییل للکلام السابق کما ذکره فی الروح ایض) وای مانع من الاخبار بانهم محبوبون عند الله تعالیٰ وان الله تعالیٰ منجز ما وعدهم و لا بد و کونهم اذا اذنبوا استغفروا وتابوا لا ینافی کونهم محسنین اما اذا ارید من الاحسان الانعام علی الغیر فظاهر و[ف ۱۶۷] اما اذا ارید به الاتیان بالاعمال علی الوجه اللائق او ان تعبد الله تعالیٰ کانک تراه فان لم تکن تراه فانه یراک کما صرح به فی الصحیح فلان ذلک لو نافی لزم ان لا

اور اس سے معلوم ہوا کہ گناہ ہو جانا جبکہ توبہ کرلیں اور اصرار نہ کریں محسن ہونے کے منافی نہیں کیونکہ محسنین بھی انہیں کو فرمایا ہے اگر احسان سے مراد معنی متعارف یعنی دوسرے کو نفع پہونچانا ہو تب تو ظاہر ہے اور اگر احسان [ف ۱۶۷] کے وہ معنی ہوں جو حدیث میں ہے ان تعبد الله کانک تراه فان لم تکن تراه فانه یراک تب اسلئے کہ اگر ان میں منافات ہو تو لازم آتا ہے کہ محسن ایسی شخص پر صادق آوے جو معصوم کے درجہ کا ہو اور اس شخص پر صادق نہ آوے جس نے ایک مدت طویل تک نہایت خوبی اور شایستگی کے ساتھ حق تعالیٰ کی عبادت اور اطاعت کی ہو پھر ایک لحظہ کیلئے اس سے کوئی معصیت ہو گئی ہو پھر وہ اسپر اشد درجہ نادم ہوا ہو اور اہتمام سے استغفار کرلیا ہوا اور میرا خیال نہیں کہ کوئی اس کا قائل ہو سکے آہ

یصدق المحسن الا علی نحو المعصوم و لا یصدق علی من عبد الله تعالیٰ واطاعه مدة مدیدة علی الیق وجه واحسنه ثم عصاه لحظة فندم اشد الندم واستغفر سید الاستغفار و لا اظن احدا یقول بذلک فتدبر آه

المتن قوله تعالیٰ ولقد کنتم تمنون الموت الآیة قال العبد الضعیف فیه جواز تمنی [ف ۱۶۸] الموت اشتیاقا الی السعادة الاخرویة المتوقعة فی الشهادة لا یقال انه تعالیٰ انکر علیهم فلا احتجاج فیه لانی اقول لم ینکر علی التمنی بل انکر علی ما ظهر منهم خلاف هذا التمنی انتهی القول۔

قوله تعالیٰ ولقد کنتم تمنون الموت الآیة (ترجمہ اور تم تو مرنے کی تمنا کر رہے تھے الخ) اس آیت میں الله تعالیٰ نے اسپر انکار فرمایا کہ تم سے اس تمنی کے خلاف افعال کیوں صادر ہوئے مگر نفس تمنی پر انکار نہیں فرمایا اس سے [ف ۱۶۸] معلوم ہوا کہ مطلق تمنی موت مذموم نہیں بلکہ وہ جب سعادت اخرویہ کے اشتیاق میں ہو جسکی توقع شہادت میں ہوتی ہے تو جائز ہے۔

المتن قوله تعالیٰ افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم الآیة قال العبد الضعیف لما کانت الآیة عتابا لمن لم ینقلب وانما عمل عمل المنقلب من الانهزام والفزع الشدید فدلت [ف ۱۶۹] علی ذم ما یقع من الشدید والاسف البالغ علی موت احد من الشیوخ کما هو عادة اکثر المعتقدین من العوام بل الخواص الخ وکذا توهم بقاء الدین بلا خادم و لا ناصر انتهی القول

قوله تعالیٰ افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم (ترجمہ سو اگر آپکا انتقال ہو جاوے یا آپ شہید ہی ہو جاویں تو کیا تم لوگ الٹے پھر جاؤ گے) ظاہر ہے کہ یہاں صحابہ سے انقلاب کا وقوع نہوا تھا البتہ انقلاب والونکا سا کچھ عمل ہو گیا تھا جیسے ہزیمت اور جزع فزع شدید اس بنا پر آیت سے [ف ۱۶۹] معلوم ہوا کہ کسی پیر کے مرجانے پر فزع شدید اور سخت رنج کرنا جیسا کہ اکثر معتقدین عوام بلکہ خواص کا بھی طرز ہے مذموم ہے اور

ف ۱۶۷ لا منافاة بین الذنب مع عدم الاصرار وبین کمال الاحسان۔
ف ۱۶۷ معصیت اگر عدم اصرار کے ساتھ ہو تو اس میں اور کمال احسان میں منافات نہیں ہوتا۔
ف ۱۶۸ تمنی الموت شوقا الی فضائل الآخرة۔
ف ۱۶۸ فضائل آخرت کے شوق میں تمنائے موت
ف ۱۶۹ ذم الاسف البلیغ علی موت الشیوخ
ف ۱۶۹ موت شیوخ پر تاسف شدید کی مذمت

ولقد احسن صاحب الروح فی التعبیر عن هذا المعنی
فقال والاشارة فی ذلک الی انه تعالی عاتب من
تزلزل لذهاب الواسطة العظمی عن البین وهو
مناف لمشاهدة الحق ومعاینته آه

الحاشیة۔ قوله تعالی ثم انزل علیکم من بعد الغم
امنة نعاسا الایة ای واردا من الطافه ظهر فی صورة
النعاس وهو السکینة الرحمانیة۔

اسی طرح یہ توہم کرنا کہ اب کوئی دین کا حامی و خادم نہ رہا
یہ بھی مذموم ہے اور روح میں ہے کہ آیت میں اس شخص کے عتاب
کی طرف اشارہ ہے جو درمیان میں سے واسطہ کے فوت ہو جانے
سے متزلزل ہو جاوے کیونکہ یہ مشاہدہ حق کے منافی ہے آہ

قوله تعالی ثم انزل علیکم من بعد الغم امنة نعاسا
(ترجمہ پھر اللہ تعالی نے اس غم کے بعد تم پر چین بھیجی یعنی اونگھ)
بعض اوقات الطاف الٰہیہ کا کوئی وارد بشکل نعاس ظاہر
ہوتا ہے اور وہ سکینہ رحمانیہ ہے کذا فی الروح۔

قوله تعالی ولیبتلی الله ما فی صدورکم ای
یمتحن ما فی استعدادکم من الصدق والاخلاص
والتوکل ونحو ذلک من الاخلاق ویخرجها من القوة
الی الفعل ولیمحص ما فی قلوبکم ای یخلص ما برز
من مکمن الصدر الی مخزن القلب من غش الوساوس
وخواطر النفس فان البلاء سوط یسوق الله تعالی
به عباده الیه ولهذا اورد اشد الناس بلاء الانبیاء
ثم الاولیاء فالامثل فالامثل ولله تعالی در من قال

قوله تعالی ولیبتلی الله ما فی صدورکم ولیمحص
ما فی قلوبکم (ترجمہ اور یہ جو کچھ ہوا اسلئے ہوا تاکہ اللہ
تعالی تمہارے باطن کی بات کی آزمائش کرے اور تاکہ
تمہارے دلوں کو صاف کرے) یعنی تمہاری استعداد میں
جو صدق و اخلاص و توکل وغیرہ ہے اس کا اس طرح امتحان
فرماوے کہ اس کو قوت سے فعل کی طرف لاوے اور قلب میں
جو کچھ وساوس و خواطر النفس کا میل کچیل ہے اس کو دور کرے
کیونکہ بلا میں یہ خاصیت ہے کذا فی الروح۔

لله در النائبات فانها ... صدأ اللئام وصیقل الاحرار
ما کنت الا زبرة فطبعتنی ... سیفا واطلع صرفهن غراری

وذلک لانهم ینقطعون الی الحق ولا یظهر علی کل منهم الا ما فی مکمن استعداده۔

قوله تعالی انما استزلهم الشیطن ببعض ما کسبوا
من الذنوب لانها تورث الظلمة والشیطان لا مجال
له علی ابن آدم بالتزیین الا اذا وجد ظلمة فی القلب
وفی الروح فی تفسیر اهل الظاهر یراد ببعض ما کسبوا
اما الذنوب السابقة ومعنی السببیة انجرارها
الیه لان الذنب یجر الذنب کما ان الطاعة تجر الطاعة
واما الذنوب السابقة لا بطریق الانجرار بل لکراهة
الجهاد معها فقد قال الزجاج ان الشیطان ذکرهم

قوله تعالی انما استزلهم الشیطن ببعض ما کسبوا
(ترجمہ اسکے سوا اور کوئی بات نہیں ہوئی کہ ان کو شیطان
نے لغزش دیدی ان کے بعض اعمال کے سبب سے) وجہ یہ کہ
ذنوب سے ظلمت پیدا ہوتی ہے اور شیطان کا قابو اسی وقت
ہوتا ہے جب قلب میں ظلمت پاتا ہے اور روح المعانی میں
زجاج سے نقل کیا ہے کہ شیطان نے ان کو بعضے وہ گناہ
یاد دلائے جنکو لیکر حق تعالی سے ملنا ان کو خوش معلوم نہوا
اسلئے وہ جہاد سے ہٹ گئے تاکہ وہ اپنی حالت کی درستی کرکے

ف: القبض الاستغراق ۱۶۰ — ف: مستغرق کی حالت
ف: مصالح البلاء وسنة القبض ۱۶۱ — ف: بلا کے مصالح حق تعالی کا بندہ کو قبض میں رکھنا
ف: بعض الخطایا تفضی الی المعصیة ۱۶۲ — ف: بعض گناہ باعث ہو جاتے ہیں معصیت کا۔

الطلب المصرکرھوا القاءاللہ تعالیٰ بھما فاخرو الجہاد ولو لو احبی یصلوا الرحم ویجاھدوا علی حال مرضیۃ آہ قال العبد الضعیف وعلی تفسیر الزجاج فی الآیۃ اصل لما اشتھر عن الشیخ الاکبر رحمہ اللہ تعالیٰ انہ

پسندیدہ حالت پر جہاد کریں اور خدا تعالیٰ سے ملیں آہ احقر کہتا ہے کہ زجاج کی تفسیر پر آیت میں اصل ہے اس مقولہ کی جو شیخ اکبر سے مشہور ہے کہ تکمیل توبہ کے بعد پھر گناہوں کو یاد کرنا مناسب نہیں کیونکہ وہ بندہ کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان حجاب بن جاتے ہیں۔

لا ینبغی بعد التوبۃ الکاملۃ تذکر المعاصی فانھا تکون حجابا بینہ وبین اللہ تعالیٰ۔ انتھی القول

قولہ تعالیٰ ولئن قتلتم فی سبیل اللہ او متم لمغفرۃ من اللہ ورحمۃ خیر مما یجمعون ولئن متم او قتلتم لا الی اللہ تحشرون فی الروح وزعم بعض ان فی الآیۃ تقسیم مقامات العبودیۃ الی ثلثۃ اقسام فمن عبد اللہ تعالیٰ خوفا من نارہ آمنہ مما یخاف والیہ الاشارۃ بقولہ تعالیٰ لمغفرۃ من اللہ ومن عبد اللہ تعالیٰ شوقا الی جنتہ اناله ما یرجو والیہ الاشارۃ بقولہ سبحانہ ورحمۃ لان الرحمۃ من اسماء الجنۃ ومن عبد اللہ تعالیٰ شوقا الی وجھہ الکریم لا یرید غیرہ فھو العبد المخلص الذی یتجلی علیہ الحق جل جلالہ فی دار کرامتہ والیہ الاشارۃ بقولہ عز اسمہ لا الی اللہ تحشرون ولا یخفی انہ من باب التاویل لا من قبیل التفسیر۔

قولہ تعالیٰ ولئن قتلتم فی سبیل اللہ او متم لمغفرۃ من اللہ ورحمۃ خیر مما یجمعون (ترجمہ اور اگر تم لوگ اللہ کی راہ میں مارے جاؤ یا کہ مر جاؤ تو بالضرور اللہ تعالیٰ کے پاس کی مغفرت اور رحمت اُن چیزوں سے بہتر ہے جنکو یہ لوگ جمع کر رہے ہیں) اسمیں قتل و موت فی سبیل اللہ کی جزا میں مغفرت و رحمت کو فرمایا ہے ولئن متم او قتلتم لا الی اللہ تحشرون (ترجمہ اور اگر تم لوگ مر گئے یا مارے گئے بالضرور اللہ ہی کے پاس جمع کئے جاؤ گے) اسمیں موت و قتل کی جزا میں حشر الی اللہ کو فرمایا ہے اس تفاوت کی وجہ میں بعض نے بطریق تاویل نہ کہ بطریق تفسیر یہ کہا ہے کہ اول آیت میں اُن کا ذکر ہے جو نار و جنت کے سبب عبادت کرتے ہیں اور دوسری آیت میں اُن کا ذکر ہے جو خاص اُسکی ذات ہی کو مقصود سمجھتے ہیں تو اسپر خاص تجلی ہوگی کذا فی الروح۔

الملتقط قولہ تعالیٰ وشاورھم فی الامر فی الروح وفائدتھا الاستظھار برایھم ویؤید ذلک ما اخرجہ الامام احمد عن عبد الرحمٰن بن غنم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لابی بکر وعمر لو اجتمعتما فی مشورۃ ما خالفتکما وفیہ لو کانت

قولہ تعالیٰ وشاورھم فی الامر (ترجمہ اور اُن سے خاص خاص باتوں میں مشورہ لیتے رہا کیجئے) روح میں ہے کہ فائدہ اس مشورہ لینے کا اُن کی رائے سے مدد اور قوت لینا ہے آہ احقر کہتا ہے تو اس بنا پر آیت اسپر بھی دال ہے کہ بعض احوال میں بعض نفع تابع سے متبوع کو پہونچ جاتا ہے۔

المشورۃ بمجرد تطییب النفوس دون الاستظھار کان لمشاورۃ ای واحد منھم (ای من الصحابۃ) وان لم یکن من ارباب الرای وجہ قال العبد وما ورد کما اخرج ابن عدی والبیھقی فی الشعب بسند حسن عن ابن عباسؓ قال لما نزلت وشاورھم فی الامر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما ان اللہ ورسولہ لغنیان منھا ولکن جعلھا اللہ تعالیٰ رحمۃ لامتی الحدیث وبہ احتج من قال انھا کانت لتطییب

انفسهم فقط فمعناه ان الله غني بالفعل ورسوله بالقوة بحيث لو لم تشرع له المشاورة هداه الى الصواب وحيا وقال العبد ان الاية على هذا دالة على وصول بعض النفع من التابع الى المتبوع في بعض الاحوال انتهى القول۔

المتن قوله تعالى ويعلمهم الكتاب والحكمة في مجموع الاية اثبات تعليم الاسرار وتعليم لبعض طرق السلوك على ما يقال كما في الروح ان المراد من تلاوة الآيات تلاوة ما يوحى اليه صلى الله عليه وسلم من الايات الدالة على التوحيد والنبوة ومن التزكية الدعاء الى الكلمة الطيبة المتضمنة للشهادة لله تعالى بالتوحيد ولنبيه عليه الصلوة والسلام بالرسالة وبتعليم الكتاب تعليم الفاظ القرآن وكيفية ادائه ليتهيأ لهم بذلك اقامة عماد الدين وبتعليم الحكمة الايقاف على الاسرار المخبوءة في خزائن كلام الله تعالى وحينئذ امر ترتيب هذه المتعاطفات ظاهر اذ حاصل ذلك انه صلى الله عليه وسلم يمهد سبل التوحيد ويدعو اليه ويعلم ما يلزم بعد التلبس ويزيد على الزبد شهدا فقدم التلاوة لانها من باب التمهيد ثم التزكية لانها بعده وهي اول امر يحصل منه صفة يتلبس بها المومنون وهي من قبيل التخلية المتقدمة على التخلية لان درء المفاسد اولى من جلب المصالح ثم التعليم لانه انما يحتاج اليه بعد الايمان بقي امر تقديم التعليم على التزكية في آية البقرة ولعله كان ابن انا نشير الى نكتة التخلية كما اشرنا اليه هنالك فتامل آه قال العبد الضعيف ويمكن ان يشار بهذا التقديم تقديم التحلية على التخلية احيانا وكلا الطريقين شائع في القوم انتهى القول۔

قوله تعالیٰ ويعلمهم الكتاب والحكمة (ترجمہ اور اُن کو کتاب اور فہم کی باتیں بتلاتے رہتے ہیں) مجموع آیت میں ایک تو علم اسرار کا اثبات ہے اور نیز بعض طرق سلوک کی تعلیم ہے جیسا کہ روح میں ہے کہ تلاوت سے مراد آیات توحید و نبوت کی تبلیغ ہے اور تزکیہ سے مراد کلمۂ طیبہ کی طرف بلانا جو توحید و رسالت پر دال ہے (کہ وہ سبب ہے شرک سے پاک ہونے کا) اور تعلیم کتاب سے مراد الفاظ قرآن کی تعلیم اور تعلیم حکمت سے مراد اسرار قرآنیہ پر واقف بنانا ہے پس اول تلاوت ہے کیونکہ وہ تمہید ہے پھر تزکیہ جس کی ساتھ سب سے اول مومن موصوف ہوتا ہے پھر تعلیم جس کی حاجت بعد ایمان کے ہوگی پس اس سے تخلیہ کی (تزکیہ اس کی ایک فرد ہے) تقدیم تحلیہ پر (کہ تعلیم اس کی ایک فرد ہے) مفہوم ہوئی اب یہ بات رہ گئی کہ آیت بقرہ میں تزکیہ پر تعلیم کو کیوں مقدم فرمادیا سو شاید اس میں تنبیہ ہو تحلیہ کے شرف پر آہ اور احقر کہتا ہے کہ ممکن ہے کہ اس میں اشارہ اس طرف ہو کہ گاہے کسی مقتضی کے سبب تحلیہ کو تخلیہ پر مقدم کر دیا جاتا ہے اور قوم میں دونوں طریقے معمول بہا ہیں۔

المتن- قوله تعالىٰ ولا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله امواتا بل احياء عند ربهم يرزقون فرحين بما آتاهم الله من فضله ويستبشرون بالذين لم يلحقوا بهم من خلفهم الا خوف عليهم ولا هم يحزنون في الروح يدل من الذين بدل اشتمال مبين لكون استبشارهم بحال اخوانهم لا بذواتهم اى يستبشرون بما تبين لهم من حسن حال اخوانهم الذين تركوهم احياء وهو انهم عند قتلهم في سبيل الله تعالىٰ يفوزون كما فازوا ويحوزون من النعيم كما حازوا والى هذا ذهب ابن جريج وقتادة آه

قوله تعالىٰ ولا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله الى قوله ولا هم يحزنون (ترجمہ اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کئے گئے اُن کو مردہ مت خیال کرالخ) حاصل یہ کہ جن لوگوں کو شہداء کے مارے جانے پر حسرت تھی اُن کو سنایا جاتا ہے کہ تم اسکی تمنا مت کرو کہ وہ دنیا میں رہتے بلکہ خود وہ شہداء تمھاری نسبت یہ خوشی منا رہے ہیں کہ اگر تم شہید ہو جاؤ تو تم بھی اُن ہی کی طرح نعیم سے فائز ہو فی الروح والی ہذا ذہب ابن جریج وقتادہ پس یہ اُسی کی نظیر ہے[181] جو اہل جہاد اکبر میں اور محجوبین میں واقع ہو رہا ہے کہ ہر ایک دوسرے کے لئے اپنی حالت پر ہونے کی تمنا کر رہا ہے۔

قال العبد الضعيف وهو نظيرها[180] وقع بين اهل الجهاد الاكبر وبين المحجوبين من ان الآخرين كما يتمنون كون الاولين على مثل حالهم كذلك الاولون يتمنون كون الآخرين على مثل حالهم انتهى القول-

المتن قوله تعالىٰ انما ذلكم الشيطان يخوف اولياءه فلا تخافوهم قال العبد الضعيف فيه اصل[181] للمقالة المنقولة عن بعضهم بعد تلاوة الاستعاذة ايها الشيطان لا تزعم باستعاذتي انى اخافك او انك تعظم في قلبي فانما استعذت امتثالا لامر الله تعالىٰ والا فانك اخس في عيني من ان استعيذ منك انتهى القول-

قوله تعالىٰ انما ذلكم الشيطان يخوف اولياءه فلا تخافوهم (ترجمہ اس سے زیادہ کوئی بات نہیں کہ یہ شیطان ہے کہ اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے سو تم اُس سے مت ڈرنا) اسمیں اُس مقولہ کی اصل[182] ہے جو بعض بزرگوں سے منقول ہے کہ اُنھوں نے اعوذ باللہ پڑھی پھر شیطان سے خطاب کیا کہ تو میرے استعاذہ سے یہ نہ سمجھنا کہ میں تجھسے ڈرتا ہوں یا میں تجھکو اپنے دل میں کچھ باوقعت سمجھتا ہوں میں نے محض امتثالا لامر اللہ استعاذہ پڑھ لیا ہے ورنہ تو میری آنکھ میں اتنی قدر نہیں رکھتا کہ میں تجھ سے استعاذہ کروں۔

المتن قوله تعالىٰ ولا يحسبن الذين كفروا انما نملي لهم خير لانفسهم انما نملي لهم ليزدادوا اثما قال العبد الضعيف فيه اشارة الى عدم[182] الاغترار بالبسط مع المعصية انما الخير في هذه الحالة هو القبض الذى يتنبه به على تقصيره فيتوب فان المعصية احد اسباب القبض فيتوب ولو احتمالا انتهى القول-

قوله تعالىٰ ولا يحسبن الذين كفروا انما نملي لهم خير لانفسهم انما نملي لهم ليزدادوا اثما (ترجمہ اور جو لوگ کفر کر رہے ہیں وہ یہ خیال ہرگز نہ کریں کہ ہمارا اُن کو مہلت دینا اُن کے لئے بہتر ہے ہم اُن کو صرف اس لئے مہلت دے رہے ہیں جسمیں جرم میں اُن کو اور ترقی ہو جاوے) اسمیں اس طرف بھی اشارہ[183] ہے کہ اگر معصیت کے ساتھ بسط رہے تو اسپر مغرور نہ ہو بلکہ اس حالت میں خیر قبض ہی میں ہے جس سے متنبہ ہو کر توبہ کر لے کیونکہ احتمالاً اسباب قبض میں سے معصیت بھی ہے

ف۱۸۰ تحسر اهل الدنيا على اهل الله وبالعكس

ف۱۸۱ اصل لمقولة بعض العارفين انى لا اخاف الشيطان

ف۱۸۲ علامة الاغترار بالبسط مع المعصية

ف۱۸۱ اہل دنیا کی اہل اللہ پر اور اہل اللہ کی اہل دنیا پر حسرت

ف۱۸۲ بعض عارفین کے اس مقولہ کی اصل کہ میں شیطان سے نہیں ڈرتا

ف۱۸۳ معصیت کی ساتھ بسط رہنے پر مغرور نہ ہو۔

المتن قوله تعالى الذين قالوا ان الله عهد الينا ان لا نومن برسول حتى يأتينا بقربان تأكله النار قال العبد الضعيف فيه رد[ف ۱۸۲] على من يشترط لاعتقاده معاينة الخوارق والكرامات فى الروح ان دعوى اولئك اليهود هذا العهد من مفترياتهم واباطيلهم لان اكل النار القربان لم يوجب الايمان الا بكونه معجزة فهو وسائر المعجزات سواء فى ذلك آه

قوله تعالى الذين قالوا ان الله عهد الينا ان لا نؤمن برسول حتى يأتينا بقربان تأكله النار (ترجمہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمکو حکم فرمایا تھا کہ ہم کسی پیغمبر پر اعتقاد نہ لاویں جب تک کہ ہمارے سامنے معجزہ نذر و نیاز خداوندی[ف ۱۸۲] کا ظاہر نہ کرے کہ اسکو آگ کھا جاوے) اسمیں اس شخص پر رد ہے جو معتقد ہونے کا معیار خوارق و کرامات کو قرار دے۔

المتن قوله تعالى فمن زحزح عن النار وادخل الجنة فقد فاز قال العبد الضعيف تسميته[ف ۱۸۳] تعالى دخول الجنة والنجاة من النار فوزاً دليل على بطلان من ادعى الاستغناء عنهما نعم من كان غالباً عليه الحال فلا كلام فى عذره انتهى القول۔

قوله تعالى فمن زحزح عن النار وادخل الجنة فقد فاز (ترجمہ تو جو شخص دوزخ سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا سو پورا کامیاب وہ ہوا) حق تعالیٰ کا اسکو فوز فرمانا اس شخص کے بطلان[ف ۱۸۳] پر دلیل ہے جو جنت و نار سے استغنا کا دعوی کرے البتہ مغلوب الحال معذور سمجھا جاویگا۔

المتن قوله تعالى لا تحسبن الذين يفرحون بما اتوا ويحبون ان يحمدوا بما لم يفعلوا فلا تحسبنهم بمفازة من العذاب قال العبد الضعيف فيه ذم[ف ۱۸۵] ما عليه اكثر متصوفى زماننا من ان جل حديث مجلسهم مدحهم بكمالات ليست فيهم وليس قيد الذم فان حب المدح بما يوجد فيه مذموم ايضاً وانما التقييد لخصوصية الواقعة التى نزلت الآية فيها انتهى القول۔

قوله تعالى لا تحسبن الذين يفرحون بما اتوا ويحبون ان يحمدوا بما لم يفعلوا فلا تحسبنهم بمفازة من العذاب (ترجمہ جو لوگ ایسے ہیں کہ اپنے کردار پر خوش ہوتے ہیں اور جو کام نہیں کیا اسپر چاہتے ہیں کہ ان کی تعریف ہو سو ایسے شخصوں کو ہرگز مت خیال کرو کہ وہ خاص طور سے عذاب سے بچاؤ میں رہیں گے) اسمیں اس زمانہ[ف ۱۸۵] کے مدعیان تصوف کی اس عادت کی مذمت ہے کہ ان کی مجالس کے تذکروں کا زیادہ حصہ ان کی مدح ایسے کمالات کے ساتھ ہوتی ہے جن سے وہ کورے ہیں اور یہ ما لم یفعلوا اس ذم کی قید نہیں کیونکہ کمال موجود سے مدح بھی مذموم ہے یہ قید خصوصیت قصہ نزول کے سبب ہے۔

المتن قوله تعالى الذين يذكرون الله قياما وقعودا وعلى جنوبهم ويتفكرون فى خلق السموات والارض قال العبد الضعيف فى الآية مسئلتان الاولى ان الفكر[ف ۱۸۶] عبادة ايضاً كما ان الذكر عبادة الثانية ان محل[ف ۱۸۷] الفكر هو الخلق حيث قيد الفكر

قوله تعالى الذين يذكرون الله قياما وقعودا وعلى جنوبهم ويتفكرون فى خلق السموات والارض (ترجمہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی یاد کرتے ہیں کھڑے بھی بیٹھے بھی لیٹے بھی اور آسمانوں اور زمین کے پیدا ہونے میں غور کرتے ہیں) اس آیت میں دو مسئلے ہیں ایک یہ کہ فکر[ف ۱۸۶] بھی مثل ذکر کے

ف ۱۸۲ الرد على من جعل الخوارق معيار الكمال
ف ۱۸۲ کمال کا معیار خوارق کو قرار دینے پر رد
ف ۱۸۳ الرد على من ادعى الاستغناء عن الجنة والنار
ف ۱۸۳ جنت و نار سے استغنا کے دعوی پر رد
ف ۱۸۵ ذم ما عليه متصوفة زماننا من حب المدح فى مجالسهم
ف ۱۸۵ اس زمانہ کے متصوفین کی مجالس میں مدح کی عادت کی مذمت
ف ۱۸۶ كون الفكر عبادة كالذكر
ف ۱۸۶ فکر کا ذکر کی طرح عبادت ہونا
ف ۱۸۷ النهى عن الفكر فى الذات
ف ۱۸۷ فکر فی الذات سے منع

بخلق السموات والارض ومن ثم قالوا لا تتفکروا فی ذات اللّٰہ انتہی القول

عبادت ہے دوسرا یہ کہ فکر کا محل[188] خلق ہے نہ کہ خالق کی ذات۔

المتن قولہ تعالیٰ ربنا ما خلقت ہذا باطلا قال العبد الضعیف لما کان الباطل المعدوم والعبث مثبتہ[188] ان ما نقل عن بعض الاکابر ان الممکنات ما شمت رائحۃ الوجود ماؤل بان المراد مرتبۃ الاتصاف الحقیقی ولو بالواسطۃ ویسمی واسطۃ فی الثبوت کحرکۃ المفتاح بحرکۃ الید لا نفی الاتصاف المجازی ویسمی واسطۃ فی العروض کحرکۃ الجالس بحرکۃ السفینۃ ولم یدل علی خلافہ دلیل سمعی ولا عقلی وقد یستعمل الباطل بمعنی الفانی وعلیہ ورد فی الحدیث الا کل شیء ما خلا اللّٰہ باطل + والقرینۃ علیہ ما بعدہ من قولہ + وکل نعیم لا محالۃ زائل + انتہی القول +

قولہ تعالیٰ ربنا ما خلقت ہذا باطلا (ترجمہ اے پروردگار آپ نے اسکو لا یعنی پیدا نہیں کیا) چونکہ باطل میں معدوم بھی داخل ہے اور اس آیت میں اسکی نفی ہے اس سے معلوم ہوا کہ بعض اکابر کا[189] یہ مقولہ کہ ممکنات نے وجود کی بو بھی نہیں سونگھی ماؤل ہے اور تاویل یہ ہے کہ مراد اتصاف حقیقی کا مرتبہ ہے جو واسطہ فی الثبوت میں ہوتا ہے نہ کہ اتصاف مجازی جو واسطہ فی العروض میں ہوتا ہے۔

المتن قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا اصبروا وصابروا ورابطوا الآیۃ قالوا فی تفسیر رابطوا ای اقیموا فی الثغور رابطین خیولکم فیہا حابسین لہا مترصدین للغزو ومستعدین لہ بالغین فی ذلک المبلغ الاوفی اکثر من اعدائکم واخرج مالک والشافعی واحمد ومسلم عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال الا اخبرکم بما یمحو اللّٰہ تعالیٰ الخطایا ویرفع بہ الدرجات اسباغ الوضوء علی المکارہ وکثرۃ الخطا الی المساجد وانتظار الصلوۃ بعد الصلوۃ فذلکم الرباط فذلکم الرباط فذلکم الرباط فدل[189] مجموع الآیۃ والحدیث علی عموم المرابطۃ مرابطۃ ثغر ومرابطۃ نفس وہذا اصل تسمیۃ مجاہدۃ النفس بالجہاد فی قولہم ہذا ہو الجہاد الاکبر وانما سمی اکبر باعتبار ان الاخلاص الذی ہو من مرابطۃ النفس شرط لاعتبار الجہاد الظاہری ولیس اکبریتہ من کل الوجوہ انتہی القول۔

قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا اصبروا وصابروا ورابطوا (ترجمہ اے ایمان والو خود صبر کرو اور مقابلہ میں صبر کرو اور مقابلہ کے لئے مستعد رہو) رباط کی تفسیر رابطہ ثغر سے ظاہر ہے اور حدیث میں اسباغ وضوء وانتظار صلوۃ وغیرہ کو رباط فرمایا ہے جو کہ مرابطۂ نفس ہے پس مجموعہ آیت وحدیث[190] سے جہاد نفس پر جہاد کے اطلاق کی اصل نکلی

قد تمت سورۃ آل عمران وتلیہا سورۃ النساء ان شاء اللّٰہ تعالیٰ

ختم ہوئی سورۂ آل عمران اور آگے سورۃ النساء آتی ہے ان شاء اللّٰہ تعالیٰ

[188] کون القول بان الممکنات ما شمت رائحۃ الوجود ماؤلا

[189] مقولہ ما شمت الممکنات رائحۃ الوجود کا ماؤل ہونا

[189] اصل المقالۃ المشہورۃ جہاد النفس جہاد اکبر

[190] جہاد نفس کو جہاد کہنے کی اصل

ملحقة من رسالة التائيد المذكورة في آخر التمهيد

سورة آل عمران

قوله تعالىٰ ويحذركم الله نفسه وهذه الآية وامثالها دالة ظاهرة على صدق مقالة المشائخ حيث قالوا ان العارف لا يخاف الا ذاته تعالىٰ ولا يخاف عذاب النار ولا فوات نعيم الجنة ولا الدنيا بجميع ما فيها ويدل على مثل ذالك ايضاً قول النبي صلى الله عليه وسلم اللهم اني اعوذ بك منك ـ

قوله تعالىٰ والى الله المصير يعني الى الله نفسه وذاته مصير كل بر وفاجر وكل قريب وبعيد فلما الفاجر فمسيره السعير المسجر بحطب الغضب المسعر السخط والانتقام والمقت من الحق تعالىٰ وكل ذلك صفات الله تعالىٰ واما مصير الابرار الى الله تعالىٰ في دار السلام والى الدرجات العلىٰ ـ

قوله تعالىٰ قل ان كنتم تحبون الله المحبة اصلها الارادة فتنمو وتزداد الى ان تصير محبة ثم لا تزال تزداد حتى تكمل اما الشوق والعشق فهي محبة ملتهبة والالتهاب انما يحصل عند ازدياد المحبة مع فقد الوصل ـ

اضافہ از ترجمہ رسالہ تائید

سورۂ آل عمران

قولہ تعالیٰ ویحذرکم اللہ نفسہ اور یہ آیتیں اور جو انکی مانند ہیں مشائخ کے اس مقولہ کے صدق پر کھلی دلالت کر رہی ہیں جو اُن حضرات نے فرمایا ہے کہ عارف بجز ذات خدائے برتر کے کسی چیز سے نہیں ڈرتا اور نہ عذاب دوزخ سے ڈرتا ہے اور نہ نعیم جنت کے فوت ہونے سے اور نہ تمام دنیا کو فوت ہونے سے اور ایسی ہی مضمون پر قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی دلالت کرتا ہے ای اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں آپکی آپ سے

قولہ تعالیٰ والی اللہ المصیر یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات کی طرف ہر نیکوکار اور ہر بدکردار اور ہر قرب والے اور ہر بُعد والے کا لوٹنا ہے سو بدکردار کا لوٹنا تو دوزخ کی طرف ہوگا جو غضب کی لکڑیوں سے روشن کیگئی ہے اور حق تعالیٰ کے غصہ اور انتقام اور ناخوشی کے ایندھن سے بھڑکائی گئی ہے اور یہ سب اللہ تعالیٰ کی صفتیں ہیں اور نیکوکاروں کا لوٹنا اللہ تعالیٰ کی طرف دار السلام میں اور بلند درجوں کی طرف ہوگا ـ

قولہ تعالیٰ قل ان کنتم تحبون اللہ محبت کی بنیاد ارادہ ہے پھر وہ ترقی کرتا رہتا اور بڑھتا رہتا ہے یہانتک کہ محبت ہو جاتا ہے پھر محبت بڑھتی رہتی ہے حتی کہ کامل ہو جاتی ہے لیکن شوق اور عشق سو وہ محبت مشتعلہ کو کہتے ہیں اور اشتعال اسوقت ہوتا ہے جب محبت ترقی پر ہو اور وصال مفقود ہو ـ

فان حصل الوصال زال الالتہاب ولا یزال یزداد لمن یزداد حتی یکمل واذا اکمل مع الوصل فھو الرضوان ولیس الشوق والالتہاب ان یکون المحبۃ کاملۃ بل ربما یکون ناقصۃ ومع ھذا یلتھب التھابا محرقا لفقد الوصال فافھم

پھر اگر وصال حاصل ہوگیا تو اشتعال جاتا رہتا ہے اور وہ محبت ہمیشہ بڑھتی رہتی ہے جسکی بڑھتی ہو یہاں تک کہ کمال کو پہنچ جاتی ہے اور جب محبت وصال کے ساتھ کامل ہوجاتی ہے تو اُس کا نام رضا ہے اور شوق اور اشتعال کیلئے کمال محبت لازم نہیں بلکہ بسا اوقات محبت ناقص ہوتی ہے اور باوجود اسکے وصال مفقود ہونیکی وجہ سے اسمیں سخت اشتعال سوزندہ ہوتا ہے۔

قولہ تعالیٰ - انی نذرت لک ما فی بطنی محررا یعنی عبدا خالصا عن کل شئ سوی عبودیتک یقال طین حرای خالص صاف والحریۃ اعلیٰ مقامات الاولیاء فی العبودیۃ وغلط اھل الاباحۃ ظنوا ان الحریۃ النفس عن عبودیۃ الحق بارتفاع التکالیف عنہ ھذا باطل تلقوھا من الشھوۃ والھویٰ فان الحریۃ کمال العبودیۃ صفاء و خلوصا۔

قولہ تعالیٰ انی نذرت لک ما فی بطنی محررا یعنی بجز آپ کی بندگی کے اور سب چیزوں سے اُسکو خالص کردیا چنانچہ کہا جاتا ہے طین حرّ یعنی خالص اور صاف مٹی اور حریت اولیاء اللہ کا اعلیٰ مقامات عبودیت سے ہے اور اہل اباحت نے غلطی کی کہ اس سے یہ سمجھے کہ تکلیف شرعی مرتفع ہوکر نفس خدا کی بندگی سے آزاد ہوجاوے اور یہ محض باطل ہے جسکو انھوں نے محض شہوت اور خواہش نفسانی کی وجہ سے اختیار کیا ہے کیونکہ حریت تو یہ ہے کہ بندگی میں اعلیٰ درجہ کی صفائی اور خلوص ہوجاوے۔

قولہ تعالیٰ قال یمریم انی لک ھذا کان ذلک الرزق فاکھۃ لمریم صلوات اللہ علیھا ولم تکن نبیۃ فدل علی ان ذلک کرامۃ لھا ولیس معجزۃ لزکریا النبی علیہ السلام لان زکریا لم یعلم بذلک وتعجب ولم تقل معجزتک

قولہ تعالیٰ قال یمریم انی لک ھذا الایۃ یہ رزق مریم علیہا السلام کے لئے ایک میوہ تھا اور آپ پیغمبر نہیں ہو اس سے ثابت ہوا کہ یہ اُن کی کرامت تھی اور زکریا علیہ السلام کا معجزہ نہ تھا کیونکہ اول تو زکریا علیہ السلام کو اسکی خبر نہیں ہوئی اور آپنے تعجب ظاہر فرمایا دوسرے مریم علیہا السلام نے یہ جواب نہیں دیا کہ یہ آپکا معجزہ ہے۔

قولہ تعالیٰ حاکیا وابرئ الاکمہ والابرص و احی الموتیٰ باذن اللہ وھذا یدل علی صحۃ ما قال المشایخ ان العبد یتخلق باخلاق اللہ اضاف ابراء الاکمہ والابرص واحیاء الموتیٰ الی عیسیٰ علیہ السلام وقید باذن اللہ وھذا عند مشایخ الصوفیۃ غیر محال ان یقدر اللہ من شاء من عبادہ علی ذلک

قولہ تعالیٰ حاکیا وابرئ الاکمہ والابرص واحی الموتیٰ باذن اللہ. یہ مضمون مشایخ صوفیہ کے اس قول کی صحت پر دلالت کرتا ہے کہ بندہ اخلاق خداوندی سے متصف ہوجاتا ہے اللہ تعالیٰ نے مادرزاد اندھے اور جذامی کے اچھا کرنے اور مردوں کے زندہ کرنے کو عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب فرمایا اور اذن الٰہی کی قید لگادی اور یہ مشایخ صوفیہ

نزدیک محال نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسکو چاہے اسپر قادر کردے۔

قولہ تعالیٰ لا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ هذه الایة دالة علی بطلان قول الحلولیة من الصوفیة یقولون ان الانسان الفاهم العالم العامل هو الرب القایم فی شخص الانسان اذا یری شیئا فانما یری الرب بالرب ویسمع الرب بالرب ویعلم الرب بالرب ومنها اثبت الوحدانیة ومن قال بالحلول قال باکثر من واحد۔

قولہ تعالیٰ لا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ یہ آیت ان لوگوں کے قول کے بطلان پر دلالت کرتی ہے جو صوفیہ میں سے حلول کے قائل ہیں وہ لوگ کہتے ہیں کہ انسان سمجھدار با علم وعمل رب ہے جو انسان کی صورت میں قائم ہے جب وہ کسی چیز کو دیکھتا ہے تو گویا رب بذریعہ رب کے دیکھتا ہے اور رب بذریعہ رب کے سنتا ہے اور رب بسبب رب کے علم رکھتا ہے حالانکہ اس مقام پر وحدانیت کو ثابت فرمایا ہے اور جو لوگ حلول کے قائل ہیں وہ واحد سے زیادہ کے قائل ہیں (پس اُن کا قول منافی آیت کے ہوا)

قولہ تعالیٰ ولکن کونوا ربانیین ای کونوا متخلقین باخلاق ربکم مبصرین ببصائر قلوبکم والربانی منسوب الی الرب تعالیٰ بالعبودیة له فکون العبد ربا مستحیل وکونه ربانیا مطلوب جمیل۔

قولہ تعالیٰ ولکن کونوا ربانیین یعنی تم اپنے پروردگار کے اخلاق کے ساتھ متصف ہوجاؤ اپنے قلوب کی بصیرتوں سے مبصر ہوجاؤ اور ربانی منسوب ہو رب برتر کی طرف بندگی کے طور پر تو بندہ کا رب ہونا محال ہے اور اس کا ربانی ہونا امر مطلوب وخوبی ہے۔

قولہ تعالیٰ ولا یأمرکم ان تتخذوا الملئکة والنبیین اربابا المشائخ قالوا ان اتخاذ الملئکة اربابا هو ذکرهم بالقلب والتفات الیهم بخاطر القلب وخطرات السر قال ابن عطاء ایاك ان تلاحظ مخلوقا وانت تجد الی ملاحظة الحق سبیلا قال الواسطی فی هذه الایة لا یخطرن باسرارکم تعظیمهم ولا الفکر فی صفاتهم (قلت المراد ملاحظة مقصودة ولا فملاحظة الخلق بالشفقة والرحمة او من حیث ان اللہ تعالیٰ اوجب الایمان بالنبیین والملئکة فمطلوب فی الشرع)۔

قولہ تعالیٰ ولا یأمرکم ان تتخذوا الملئکة والنبیین اربابا مشائخ نے فرمایا ہے کہ فرشتوں کو رب بنانا یہ ہے کہ اُن کا دل سے ذکر کرے اور ان کی طرف خطرہ قلبی و خطرات سری سے التفات کرے ابن عطاء نے فرمایا ہے کہ مخلوق کی طرف التفات کرنے سے بچے رہو جبکہ التفات الی الحق کے اسباب میسر ہیں۔ واسطی نے اس آیت میں فرمایا کہ تمھارے باطن میں اُن کی تعظیم کا خطرہ نہ واقع ہو اور نہ اُن کے اوصاف میں غور کرنے کا خطرہ واقع ہو (میں کہتا ہوں مراد یہ ہے کہ مقصود کے طور پر یہ التفات نہ ہو ورنہ شفقت اور رحمت کے ساتھ خلق کی طرف التفات کرنا اس اعتبار سے کہ اللہ تعالیٰ نے نبیوں اور فرشتوں کی ساتھ ایمان لانے کو واجب کیا ہے خود شریعت میں مطلوب ہے)

قولہ تعالیٰ الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبهم یعنی یذکرون اللہ فی جمیع الاحوال

قولہ تعالیٰ الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبهم یعنی اللہ کا ذکر سب حالتوں میں ہمیشہ ہمیشہ کیا کرتے ہیں

دائماً ابداً لان احوال الناس لا یخرج من هذه الاحوال الثلثة وهو القیام والقعود والاضطجاع ثم لا بد للانسان من النوم والاکل والشرب فعلم ان المراد منه الذکر بالروح والقلب فانه یمکن فی الاحوال کلها (ای هو اعظم فرد من المراد لا انه ینحصر فیه المراد)۔

کیونکہ آدمیوں کے حالات ان احوال ثلثہ سے باہر نہیں ہوتے اور وہ کھڑا ہونا ہے اور بیٹھنا ہے اور لیٹنا ہے پھر انسان کیلئے سونا اور کھانا اور پینا بھی ضرور ہے تو معلوم ہوا کہ مراد اس سے ذکر روحی اور قلبی ہے کیونکہ وہ جمیع احوال میں ممکن ہے۔ (یعنی وہ مراد کی فرد اعظم ہے نہ یہ کہ مراد اسی میں منحصر ہے)۔

تمت الملحقة

اضافہ تمام ہوا

سورة النساء

قوله تعالى فانكحوا ما طاب لكم من النساء فیه التلذذ بالمباحات والاکثار منها وانتخاب الطیب منها وانه ما لم یکن فیه افراط لا ینافی الزهد واما الذی یخاف الافراط او التفریط فالاسلم له الاقتصار علی القدر الضروری منها ولذلك اشار تعالی لمثل هذا الرجل الی هذا الاقتصار فی قوله فواحدة وذکر حکمته فی قوله ذلك ان لا تعولوا۔

سورة النساء

قولہ تعالیٰ فانکحوا ما طاب لکم من النساء (ترجمہ تو اور عورتوں سے جو تمکو پسند ہوں نکاح کرلو) اسمیں دلالت ہے اسپر کہ مباحات سے لذت حاصل کرنا اور اسمیں کسیقدر کثرت بھی کرنا اور اسمیں سے اچھی اچھی کو منتخب کرنا جبکہ افراط نہ ہو زہد کے منافی نہیں البتہ جس شخص کو افراط و تفریط کا اندیشہ ہو اسکے لئے اسلم یہی ہے کہ قدر ضرورت پر اکتفا کرے اور اسی واسطے ایسے شخص کیلئے اقتصار کرنے کی طرف اس قول میں اشارہ فرمایا ہے فواحدۃ اور ذلك ادنی ان لا تعولوا میں اسکی ایسی ہی حکمت کی طرف اشارہ بھی فرمایا ہے

لـه ولما کان الغالب الآن مضامین المتن الوجه المذکورة فی الحاشیة علی عنوان سورة آل عمران وکان اکثرها من نفسی بلت الالتزام المذکور فی التمهید من جعل تفسیر روح المعانی اصلا وعدم الاحتیاج الی ذکر النسبة الیه وابتداء المضمون الیه بقول قال العبد الضعیف بانی حیث لا اذکر الحوالة کان من نفسی وحیث کان من غیری روحا کان او غیره ذکرت الحوالة فیه لما کان فی الالتزام المذکور من التطویل وکثرة التکرار فی کل موضع کان فی الطرز السابق مثل هذا التکرار فی النسبة الی الروح فقط ولذا لا اذکر بعین هذا الوجه لفظ المتن فی العنوان نعم اذکر لفظ الحاشیة فما لم یذکر فیه عنوان فهو من المتن ۱۲ منه۔

قولہ تعالیٰ فان طبن لکم عن شیٔ منہ نفسا فکلوہ فیہ عدم الاستنکاف[191] من قبول ھدیۃ من ھو دونہ فی الرتبۃ۔

قولہ تعالیٰ فان طبن لکم عن شیٔ منہ نفسا فکلوہ (ترجمہ ہاں اگر وہ عورتیں خوشدلی سے چھوڑ دیں تمکو اس مہر کا کوئی جزو تو تم اسکو کھاؤ) اسمیں اسپر دلالت ہے کہ اپنے[191] سے کم رتبہ شخص کے ہدیہ لینے سے استنکاف نہ کرے۔

قولہ تعالیٰ ولا تؤتوا السفھاء اموالکم الخ فیہ عدم تفویض شیٔ الی غیر اھلہ ویقاس المناصب علی الاموال ومن المناصب خدمۃ التعلیم والتربیۃ للطالبین فینبغی اشد الاحتیاط[192] فی الاذن بذلک وکان فی قولہ تعالیٰ وابتلوا الیتامی الخ کما فی روح المعانی اشارۃ الی اختبار الناقصین من السائرین وفیہ والمراد ایضاً الکمل من الشیخ ان یختبروا ویاذنوا بالارشاد من یصلح لذلک من المریدین السالکین علی ایدیھم آہ۔

قولہ تعالیٰ ولا تؤتوا السفھاء اموالکم الخ (ترجمہ اور تم کم عقلوں کو اپنے وہ مال مت دو الخ) اس سے یہ قاعدہ مستنبط ہوتا ہے کہ کوئی چیز غیر اہل کو سپرد نہ کیجاوے اور اموال پر مناصب کو بھی قیاس کریں گے اور منجملہ مناصب کے طالبین کی تعلیم و تربیت کی خدمت ہے سو کسی کو ماذون[193] (خلیفہ) بنانے میں نہایت احتیاط چاہیے اور جسطرح اموال کے بارہ میں وابتلوا الیتامی میں جانچ کرنے کا حکم ہے اسی قیاس پر اس منصب کے بارہ میں بھی بدرجہ اولیٰ امتحان کرنا ضروری ہوگا۔

قولہ تعالیٰ ولیخش الذین لو ترکوا من خلفھم ذریۃ ضعافا خافوا علیھم۔ فیہ اصل عظیم من باب الاخلاق انہ لا یرضی[193] لغیرہ ما لا یرضی لنفسہ

قولہ تعالیٰ ولیخش الذین لو ترکوا من خلفھم ذریۃ ضعافا خافوا علیھم (ترجمہ اور ایسے لوگوں کو ڈرنا چاہیے کہ اگر اپنے بعد چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ جاویں تو انکو انکی فکر ہو) اسمیں باب اخلاق کی اصل عظیم ہے کہ[194] آنچہ بر خود نہ پسندی بر دیگراں مپسند۔

قولہ تعالیٰ فان تابا واصلحا فاعرضوا عنھما فیہ عدم التوبیخ[194] علی التائب فانہ ایذاء بلا ضرورۃ بل قد یکون فیہ فتح باب الشر علیہ۔

قولہ تعالیٰ فان تابا واصلحا فاعرضوا عنھما (ترجمہ پھر اگر وہ دونوں توبہ کرلیں اور اصلاح کرلیں تو ان دونوں سے کچھ تعرض نہ کرو) اسمیں دلالت ہے اسپر کہ تائب پر طعن[195] و تشنیع چاہیے کہ یہ ایذا پہونچانا ہے بلا ضرورت بلکہ کبھی اسمیں دروازہ شر کا مفتوح کرنا ہے

قولہ تعالیٰ۔ انما التوبۃ علی اللہ للذین یعملون السوء بجھالۃ سمی اللہ تعالیٰ ارتکاب ما لا یلیق بالعاقل وان کان مع العلم والعمد جھالۃ کما فی قولہ ﷺ ولا یجھلن احد علینا فنجھل[196] فوق جھل الجاھلینا۔ فیہ اصل قول الصوفیۃ فی تفسیر الیقین بالاعتقاد الجازم مع غلبۃ الحال

قولہ تعالیٰ انما التوبۃ علی اللہ للذین یعملون السوء بجھالۃ (ترجمہ توبہ جسکا قبول کرنا اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے وہ تو ان ہی کی ہے جو حماقت سے کوئی گناہ کر بیٹھتے ہیں) ایسے امر کے ارتکاب کا جو عاقل کی شان کے لائق نہو جہالت سے تعبیر کرنا اگرچہ علم اور عمل ہی سے اس کا صدور ہوا ہو دلیل ہے صوفیہ کی اس تفسیر[196] کی کہ وہ یقین کے معنی کہتے

حیث سمی فقدہ جہالۃ۔

ہیں اعتقاد جازم مطابق واقع مع غلبہ حال کہ قرآن مجید میں اسکے فقدان کو جہالت کہا گیا۔

قولہ تعالیٰ فان کرہتموھن فعسی ان تکرھوا شیئا و یجعل اللہ فیہ خیرا کثیرا۔ ھو اصل لفناء رأیہ ف۱۹۳ مع اختیار اللہ تعالیٰ لعبدہ۔

قولہ تعالیٰ فان کرہتموھن فعسی ان تکرھوا شیئا و یجعل اللہ فیہ خیرا کثیرا (ترجمہ اور اگر وہ تم کو ناپسند ہوں تو ممکن ہے کہ تم ایک شے کو ناپسند کرو اور اللہ تعالیٰ اسکے اندر کوئی بڑی منفعت رکھدے) حق تعالیٰ کی تجویز ف۱۹۴ کے سامنے اپنی رائے کو فنا کردینے کی اسمیں اصل ہے۔

قولہ تعالیٰ وان اردتم استبدال زوج مکان زوج و آتیتم احدھن قنطارا فلا تاخذوا منہ شیئا اتاخذونہ بہتانا و اثما مبینا۔ عام کما فی التفسیر الکبیر لما کان صراحۃ او دلالۃ فان اخذ المال کان جوازہ مخصوصا باتیانہا الفاحشۃ المبینۃ کما سبق فی قولہ تعالیٰ ولا تعضلوھن لتذھبوا ببعض ما آتیتموھن الا ان یأتین بفاحشۃ مبینۃ کان اخذہ دلیلا للناظرین علی اتیانہا بالفاحشۃ وھذا ھو معنی البہتان دلالۃ وھذا عین طریق القوم ف۱۹۵ یتأذون وینھون عن الموھم کما عن الموجب۔

قولہ تعالیٰ وان اردتم استبدال زوج مکان زوج و آتیتم احدھن قنطارا فلا تاخذوا منہ شیئا اتاخذونہ بہتانا و اثما مبینا (ترجمہ اور اگر تم بجائے ایک بی بی کے دوسری بی بی کرنا چاہو اور تم اس ایک کو انبار کا انبار مال دے چکے ہو تو تم اس میں سے کچھ بھی مت لو کیا تم اسکو لیتے ہو بہتان رکھ کر اور صریح گناہ کے مرتکب ہو کر) اور اللہ تعالیٰ نے لتذھبوا ببعض ما آتیتموھن الا ان یاتین بفاحشۃ مبینۃ میں یہ ذکر فرمایا ہے کہ زوجہ سے دی ہوئی چیز واپس لینا مخصوص ہے عورت کی نالائقی کیساتھ اور جب واقع میں وہ اس عیب سے مبرا ہو محض اپنے شوق سے دوسرا نکاح کرنا چاہتا ہو اسوقت اس سے کچھ لینا قاعدہ بالا کی موافق دیکھنے والوں کو شبہ میں ڈالیگا کہ عورت نے کوئی نالائق حرکت کی ہوگی اور واقع میں وہ بری ہے اسلئے اس لینے کو بہتان فرمایا ہے پس بہتان جیسا کبھی صراحۃً ہوتا ہے یہ دلالۃً ہوا اور اسکو بھی ممنوع فرمایا گیا تو اسمیں طریق قوم کی اصل ف۱۹۵ ہے کہ وہ جسطرح موجب سے بچتے ہیں موہم سے بھی بچتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ ولا تنکحوا ما نکح آباؤکم من النساء الا ما قد سلف فی الروح استثناء متصل مما یستلزمہ النھی ویستلزمہ مباشرۃ النھی عنہ من العقاب کانہ قیل تستحقون العقاب بنکاح ما نکح آباؤکم الا ما قد سلف ومضی فانہ معفو عنہ اھ وھذا ھو السیرۃ لمربی الطریق لا یتشددون ف۱۹۶ علی التائب بما مضی ولا یحقرونہ ولا یعیدون علیہ ذکرہ۔

قولہ تعالیٰ ولا تنکحوا ما نکح آباؤکم من النساء الا ما قد سلف (ترجمہ اور تم ان عورتوں سے نکاح مت کرو جن سے تمہارے باپ نے نکاح کیا ہو مگر جو بات گذر گئی گذر گئی) اسمیں اہل تربیت ف۱۹۶ کی اس سیرت کی اصل ہے کہ تائب پر خطا ماضی کی بنا پر تشدد نہیں کرتے اور اسکی تحقیر نہیں کرتے اور اس خطا کے ذکر کا اعادہ نہیں کرتے۔

قولہ تعالیٰ ومن لم یستطع منکم طولا الی قولہ تعالیٰ

قولہ تعالیٰ ومن لم یستطع منکم طولا ان ینکح المحصنٰت

واللہ اعلم بایمانکم بعضکم من بعض فی الروح جمی بہا تانیسا لقلوبھم وازالۃ للنفرۃ عن نکاح الاماء ببیان ان مناط التفاخر الایمان دون الاحساب والانساب ورب امۃ تفوق ایمانھا ایمان کثیر من الحرائر اھ وفیہ قطع لعرق الکبر والانفۃ و اھتمام القوم بہ معلوم۔

المومنات فمن ما ملکت ایمانکم من فتیاتکم المومنات واللہ اعلم بایمانکم بعضکم من بعض (ترجمہ اور جو شخص تم میں پوری مقدرت اور گنجائش نہ رکھتا ہو آزاد مسلمان عورتوں سے نکاح کرنے کی تو وہ اپنے آپس کی مسلمان لونڈیوں سے جو کہ تم لوگوں کی مملوکہ ہیں نکاح کرلے اور تمہارے ایمان کی پوری حالت اللہ ہی کو معلوم ہے تم سب آپس میں ایک دوسرے کی برابر ہو) جملہ بعضکم من بعض میں کبر و نخوت کی جڑ قطع کیگئی ہے اور اسمیں صوفیہ کا اہتمام معلوم ہے۔

قولہ تعالیٰ فان اتین بفاحشۃ فعلیھن نصف ما علی المحصنات من العذاب فیہ التفاوت فی السیاسۃ بالتفاوت فی الدرجۃ وھذا ھو شان الحکماء المصلحین حیث یکون معاملتھم مختلفۃ باحاد الطالبین۔

قولہ تعالیٰ فان اتین بفاحشۃ فعلیھن نصف ما علی المحصنات من العذاب (ترجمہ پھر اگر وہ لونڈی بیحیائی کا کام کریں تو ان پر اس سزا سے نصف سزا ہوگی جو کہ آزاد عورتوں پر ہوتی ہے) اس سے معلوم ہوا کہ درجات کے تفاوت سے سیاست میں بھی تفاوت ہوتا ہے اور یہی شان ہوتی ہے حکماء مصلحین کی کہ ہر طالب کے ساتھ اسکی خصوصیت کے موافق معاملہ کرتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ ذلک لمن خشی العنت منکم وان تصبروا خیر لکم ای وصبرکم عن نکاح الاماء فی الروح لان حق الموالی فیھن اقوی فلا یخلصن للازواج خلوص الحرائر ولان فی نکاحھن تعریض الولد للرق اھ ملخصا وفیہ رعایۃ للمصالح الدینیۃ والدنیویۃ مقدما للاولی علی الاخری وھذا ھو مسلک المحققین الجامعین بین الشرع والعقل فاذا تیسر رعایۃ المصلحۃ الدنیویۃ ولم یفت المصلحۃ الدینیۃ لم یکن رعایتھا منافیا للزھد کدأب المتقشفین من الزاھدین لکن الشرط ان لا یکون منشأ ھذہ الرعایۃ حب الدنیا من المال والجاہ بل اختیار الارفق والاوفق۔

قولہ تعالیٰ ذلک لمن خشی العنت منکم وان تصبروا خیر لکم (ترجمہ یہ اس شخص کے لئے ہے جو تم میں سے زنا کا اندیشہ رکھتا ہو اور تمہارا ضبط کرنا زیادہ بہتر ہے) یعنی کنیز کے نکاح سے صبر کرنا بہتر ہے دو وجہ سے ایک یہ کہ وہ خدمت مولی کے سبب ازواج کے لئے خالص نہ ہو سکیں گی جو ایک قسم کی بے لطفی ہے دوسری اولاد غلام لونڈی ہوں گی تو اس سے معلوم ہوا کہ اگر مصلحت دینیہ فوت نہ ہو تو دنیوی مصالح کی رعایت کرنا بھی زہد کے منافی نہیں اور یہی مسلک ہے محققین جامعین بین العقل والشرع کا لیکن شرط یہ ہے کہ اس رعایت کا سبب حب مال و جاہ نہ ہو بلکہ محض اصلح والنسب کا اختیار کرنا۔

قولہ تعالیٰ یرید اللہ ان یخفف عنکم وخلق الانسان ضعیفا فیہ الرد علی التشدد فی المجاھدۃ

قولہ تعالیٰ یرید اللہ ان یخفف عنکم وخلق الانسان ضعیفا (ترجمہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے ساتھ تخفیف منظور ہے

لاسیما اذا کان ناشئا عن دعوی القوۃ المورثۃ للعجب ـ

قوله تعالیٰ ولا تتمنوا ما فضل الله به بعضكم علىٰ بعض للرجال نصيب مما اكتسبوا وللنساء نصيب مما اكتسبن واسألوا الله من فضله ان الله كان بكل شيء عليما في الجلالين نزلت لما قالت ام سلمة ياليتنا كنا رجالا فجاهدنا الخ قلت مقابلة ما فضل الله بما اكتسبوا دليل على كون المراد بما فضل الله ما لا يكون مكتسبا ويؤيده رواية الجلالين فحصل من الاية ان الفضائل موهوبة غير اختيارية ومكسوبة اختيارية ويتعلق بالاول التمني فنهي عنه وبالثاني الاكتساب وحض عليه ولقوله واسألوا الله من فضله تعلق بالنهي عن التمني وتعلق بالحض تقريرالاول ان الاستعدادات مختلفة متفاوتة فقسم الله تعالى لكل ما يصلح له بمقتضى استعداده فالتمني لا نفع فيه نعم ينفع السوال من

اور آدمی کمزور پیدا کیا گیا ہے) اسمیں تشدد فی المجاہدہ کا رد ہے خصوص جبکہ اسکا منشا دعوے قوت ہو جس سے عجب پیدا ہو ـ

قوله تعالیٰ ولا تتمنوا ما فضل الله به بعضكم علىٰ بعض للرجال نصيب مما اكتسبوا وللنساء نصيب مما اكتسبن واسألوا الله من فضله ان الله كان بكل شيء عليما ترجمہ اور تم ایسے امر کی تمنا مت کیا کرو جس میں اللہ تعالیٰ نے بعضوں کو بعضوں پر فوقیت بخشی ہے مردوں کے لئے اُن کے اعمال کا حصہ ثابت ہے اور عورتوں کے لئے اُن کے اعمال کا حصہ ثابت ہے اور اللہ تعالیٰ سے اسکے فضل کی درخواست کیا کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتے ہیں) لا تتمنوا میں نہی ہے اس کی کہ فضائل غیر اختیاریہ کے درپے ہو کہ اس سے سخت تشویش پیدا ہوتی ہے جو کہ توجہ الی المقصود سے مانع ہوتی ہے اور نصیب مما اکتسبوا اور مما اکتسبن کے بعد واسألوا الله من فضله کے لانے میں اس سے نہی ہے کہ مجاہدات پر نظر اور عجب ہو (وبسط الاستدلال فی الاصل)

فضل الله تعالى فيعطيه من احسانه الزائد وانعامه المتكاثر ما يناسب حاله وتقرير الثاني ان الاكتساب وان كان محضوضا عليه لكن لا يغتر به ولا يعتقده علة للثمرات بل يسأل الله تعالى من فضله ويعتقد ان ما اعطى من ثمرات الاعمال هو من فضل الله تعالى لا من لوازم عمله وكذا قوله تعالى ان الله كان بكل شيء عليما له ربط بالنهي عن التمني والمعنى ان الله لما كان عليما فضل بعضهم على بعض حسب مراتب استعداداتهم وتفاوت قابلياتهم وربط بالاكتساب والمعنى ان الله لما كان عليما يجازيكم على ما اكتسبتم حسب تفاوت نياتكم واخلاصكم والنهي عن التصدي للفضائل الغير الاختيارية من اعظم مقاصد الفن فان هذا التصدي من اعظم المشوشات المانعة عن التوجه الى المقصود وكذا النهي عن النظر الى المجاهدات والعجب بها كذاب من لم يذق من كاس الفناء ولم ينج من العناء ـ

قوله تعالیٰ فان اطعنكم فلا تبغوا عليهن سبيلا فيه ذم الاحتيال في سياسة من تحتة بان يظهر في سبب الايذاء امرا ليس سببا في الواقع وانما هو البغض

قوله تعالیٰ فان اطعنكم فلا تبغوا عليهن سبيلا ترجمہ پھر اگر وہ تمہاری اطاعت کرنا شروع کردیں تو اُن پر بہانہ مت ڈھونڈو) اسمیں اسکی مذمت ہے کہ محض بغض نفسانی کو سبب

النفسانی۔

سزا دینے کے لئے کوئی حیلہ ڈھونڈ ہا جاوے کہ جو امر واقع میں سبب سزا کا تھا اسکو سبب قرار دے۔

قوله تعالیٰ والصاحب بالجنب فی الروح قیل الرفیق فی امر حسن کتعلم وتصرف وصناعة وسفر و عدوا من ذلك من قعد بجنبك فی مسجد او مجلس وغیر ذلك اھ قلت ومنه بالاولی الشریك فی البیعة والطریق ففی الآیة بیان حق اخوان الطریقة۔

قوله تعالیٰ والصاحب بالجنب (ترجمہ اور ہم مجلس کے ساتھ بھی) صاحب جنب بینی تفاسیر سے عام ہے پیر بھائی کو بھی پس آیت میں پیر بھائی کے حق کا بیان ہے۔

قوله تعالیٰ ان الله لا یحب من کان مختالا فخورا دخل فی عمومه المعجب بسعیه بالسلوك فی نفسه المفتخر باحواله ومقاماته۔

قوله تعالیٰ ان الله لا یحب من کان مختالا فخورا (ترجمہ بے شک اللہ تعالیٰ ایسے شخصوں سے محبت نہیں رکھتے جو اپنے کو بڑا سمجھتے ہوں شیخی کی باتیں کرتے ہوں) اسکے عموم میں وہ بھی داخل ہو گیا جو اپنی سعی فی السلوک پر عجب اور اپنے احوال و مقامات پر فخر کرتا ہو۔

قوله تعالیٰ لا تقربوا الصلوة وانتم سکاریٰ حتی تعلموا ما تقولون فی الروح روی عن جعفر والضحاك وهو احدی الروایتین عن ابن عباس ان المراد من السکر سکر النعاس وغلبة النوم وایده بما اخرجه البخاری عن انس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا نعس احدکم وهو یصلی فلینصرف فلینم حتی یعلم ما یقول وروی مثله عن عائشة اھ قلت یعنی قوله المراد من السکر سکر النعاس ای مع سکر الخمر ولا یلزم الجمع بین الحقیقة والمجاز لحمله علی عموم المجاز وفی عموم السکر دخل السکر الذی هو من الاحوال وان سلمنا عدم دلالة النص علیه فلا مانع من قیاسه علی مدلول النص وایا ما کان دل علی قطع الذکر اذا احس بغلبة السکر لاشتراك العلة المذکورة فی حدیث اخر من قوله علیه السلام لعله یذهب یستغفر فیسب نفسه وهذا مما المراد من تنبه لذلك والحق احق بالاتباع اذا دهم ولو لم یقطع قصد الانقطع ضرورة واذا انقطع العمل لا یترتب ما یترتب علیه ومن ثم صرحوا بان الترقی یقف فی حالة الاستغراق۔

قوله تعالیٰ لا تقربوا الصلوة وانتم سکاریٰ حتی تعلموا ما تقولون (ترجمہ تم نماز کے پاس بھی ایسی حالت میں مت جاؤ کہ تم نشہ میں ہو یہاں تک کہ تم سمجھنے لگو کہ منہ سے کیا کہتے ہو) اگر سکر کو عام لیں تب تو لفظاً اور اگر عام نہ لیں تو اشتراک علت کے سبب قیاساً اس سے مفہوم ہوا کہ سکر حالی کے آثار جب محسوس ہونے لگیں ذکر کو قطع کر دے نیز اگر قطع نہ کیا وہ خود منقطع ہو جاویگا اور ترقی کا سبب تھا عمل جب عمل منقطع ہو گیا ترقی بھی موقوف ہو جاویگی چنانچہ تصریح بھی کیگئی ہے کہ استغراق میں ترقی رک جاتی ہے۔

قوله تعالیٰ فی اخر آیة التیمم ان الله کان عفوا غفورا فیه علاج الضعفاء فی مباشرتهم الاعمال التی فیها نوع من النقص الظاهر۔

قوله تعالیٰ بعد ذکر التیمم ان الله کان عفوا غفورا (ترجمہ بلا شبہ اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے بڑے بخشنے والے ہیں) اسمیں ضعفاء فی الاعمال کا علاج ہے۔

حق اخوان الطریقة
ذم العجب بالاحوال والمقامات
السکر
الترقی یتوقف فی حالة السکر
علاج الضعفاء فی الاعمال

يؤمنون كونها غير كافية فارشدهم سبحانه الى دفعه باستحضار كونه عفوا غفورا فان فرض كونها غير كافية عفا الله تعالى عنها وهذا انفع طرق قطع الوسوسة۔

جنکو اپنے ضعف کی وجہ سے عمل کے کامل نہ کر سکنے کے سبب یہ وسوسہ ہوتا ہے کہ جب ہمارے عمل میں یہ ظاہری نقص ہے تو وہ آثار مقصودہ کے لئے کافی نہ ہوگا پس اسمیں قطع وسوسہ کی تدبیر کی طرف اشارہ ہے کہ یوں سوچ لیا کریں کہ اگر فرضا وہ غیر کافی بھی ہے تو اللہ تعالیٰ اسکے نقص کو معاف فرماکر اسکو کافی بناویں گے۔

قوله تعالى والله اعلم باعدائكم وكفى بالله وليا وكفى بالله نصيرا دليل للمتوكلين على عدم خوفهم من الشيطان لعمومِ الاعداء ولوعد الله تعالى بالكفاية من الاعداء۔

قوله تعالى والله اعلم باعدائكم وكفى بالله وليا وكفى بالله نصيرا (ترجمہ اور اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کو خوب جانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کافی رفیق ہے اور اللہ تعالیٰ کافی حامی ہے) اعداء چونکہ شیاطین کو بھی عام ہے تو آیت دلیل ہے اسپر کہ متوکلین کو شیطان سے خوف نہ کرنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے اعداء سے کفایت کا وعدہ فرمایا ہے۔

قوله تعالى - الم تر الى الذين يزكون انفسهم فيه انكار على دعوى التقدس وابتلى به كثير من المشائخ الا اهل الفناء

قوله تعالى الم تر الى الذين يزكون انفسهم (ترجمہ کیا تونے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جو اپنے کو مقدس بتاتے ہیں) اسمیں دعویٰ تقدس پر انکار ہے اور اسمیں بجز اہل فنا کے بہت مشائخ مبتلا ہیں۔

قوله تعالى - فقد اتينا آل ابراهيم الكتاب والحكمة واتيناهم ملكا عظيما في الروح عن ابن عباس رضی الله عنه الملك في آل ابراهيم ملك يوسف وداؤد وسليمان عليهم السلام اه فدل على عدم التنافي بين الكمال الباطني والملك الظاهري۔

قوله تعالى فقد اتينا آل ابراهيم الكتاب والحكمة واتيناهم ملكا عظيما (ترجمہ سو ہمنے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خاندان کو کتاب بھی دی ہے اور علم بھی دیا ہے اور ہمنے انکو بڑی بھاری سلطنت بھی دی ہے) اسمیں دلالت ہے کہ کمال باطنی اور سلطنت ظاہری میں کوئی تنافی نہیں۔

قوله تعالى - ان الله يأمركم ان تؤدوا الامانات الى اهلها ان اخذ العموم في الامانات دلت الاية على امر الشيوخ بايصال المعارف البركات الى اهلها واعطاء الخلافة من كان اهلا لها۔

قوله تعالى ان الله يأمركم ان تؤدوا الامانات الى اهلها (ترجمہ بے شک تمکو اللہ تعالیٰ اس بات کا حکم دیتے ہیں کہ اہل حقوق کو اُن کے حقوق پہونچا دیا کرو) اگر امانت کو عام لے لیا جاوے تو آیت میں مشائخ کو بھی امر ہوگا کہ برکات کو اُن کے اہل تک پہونچا دیں اور جو شخص خلافت ارشادیہ کا اہل ہو اُس کو اجازت دیں۔

قوله تعالى - ومن يطع الله والرسول فاولئك مع الذين انعم الله عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين وحسن اولئك رفيقا فيه

قوله تعالى ومن يطع الله والرسول فاولئك مع الذين انعم الله عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين وحسن اولئك رفيقا (ترجمہ اور جو شخص

اثبات هذه المراتب الباطنية وتفسيرها كما في روح المعاني ان المنازل اربعة بعضها دون بعض الاول منازل الانبياء وهم الذين تمدهم قوة الٰهية وتصحبهم نفس في اعلى مراتب القدسية و مثلهم كمن يرى الشئ عيانا من قريب و بدأ بذكر النبيين لعلو درجتهم وارتفاعهم على من عداهم وقد نقل الشعراني عن مولانا الشيخ الاكبر قدس سره انه قال فتح لي قدر خرم ابرة من مقام النبوة تجليا لا دخولا فكدت احترق (اه قول الشيخ الاكبر) ولا بحث لاهل الله تعالى عن مقاماتهم و

اللہ و رسول کا کہنا مان لیگا تو ایسے اشخاص بھی ان حضرات کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صلحاء اور یہ حضرات بہت اچھے رفیق ہیں) آیت میں ان مقامات باطنہ کا اثبات ہے اور اس پر بھی دلالت ہے کہ ان مقامات والوں میں ادنیٰ کو اعلیٰ کے ساتھ معیت و رفاقت ممکن ہے اور یہی حقیقت ہے اسکی جو بعضوں کو مکشوف ہوا ہے کہ وہ اعلیٰ کے مقام میں پہونچا ہے (تو یہ پہونچنا اصالۃً نہیں ہوتا تبعاً ہوتا ہے) اور جس شخص کو حقیقت معلوم نہیں ہوتی وہ دعویٰ نبوت وغیرہ کرکے گمراہی میں واقع ہو جاتا ہے۔ (نعوذ باللہ)

اذواقهم اذ لا ذوق لهم فيها وكلهم معترفون بذلك (وما ذكر في تفسيرها انما هو تمثيل وتقريب لا تحقيق) والثاني منازل الصديقين وهم الذين يتأخرون عن الانبياء عليهم السلام في المعرفة ومثلهم كمن يرى الشئ عيانا من بعيد والثالث منازل الشهداء وهم الذين يعرفون الشئ بالبراهين ومثلهم كمن يرى الشئ في المرأة من مكان قريب والرابع منازل الصالحين وهم الذين يعلمون الشئ بالتقليد الجازم ومثلهم كمن يرى الشئ من بعيد في مرأة قاله الراغب ونقله الطيبي وغيره اه ملخصا بتغير شئ من الترتيب ودل الآية وقوع المعية والرفاقة لمن هو ادنى من هؤلاء مع هؤلاء وفي الروح قد ثبت في غير ما حديث ان اهل الجنة يتزاورون ولا مانع من ان يرفع الادنى الى منزلة الاعلى متى شاء تكرمة له ثم يعود ولا يرى انه اعلا منه عيشا وكذا لا مانع من ان ينحدر الاعلى الى منزلة الادنى ثم يعود من غير ان يرى ذلك نقصا في ملكه او حطا من قدره اه وهذا هو حقيقة ما يكاشف به بعضهم من وصوله الى مرتبة الاعلى و من لم يدره وقع في الضلالة من دعوى النبوة وغيرها عصمنا الله تعالى۔

قوله تعالیٰ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا فيه ما في قوله تعالى والله اعلم باعدائكم وكفى بالله وليا وكفى بالله نصيرا۔

قوله تعالیٰ يخشون الناس كخشية الله او اشد خشية وقالوا ربنا لم كتبت علينا القتال لولا اخرتنا الى اجل قريب لما كان هذا الفريق من المومنين المخلصين كان خوفهم هذا طبعا

قولہ تعالیٰ ان کید الشیطان کان ضعیفا (ترجمہ واقع میں شیطانی تدبیر لچر ہوتی ہے) اسمیں اسی مضمون پر دلالت ہے جس پر واللہ اعلم باعدائکم دال تھا۔

قولہ تعالیٰ یخشون الناس کخشیۃ اللہ او اشد خشیۃ وقالوا ربنا لم کتبت علینا القتال لولا اخرتنا الی اجل قریب (ترجمہ لوگوں سے ایسا ڈرنے لگے جیسا اللہ تعالیٰ سے ڈرنا ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ ڈرنا اور یوں

الراقی من النبوۃ وکمالاتہا — مقامات باطنہ کا اثبات — ادنیٰ کا انبیاء اللہ کے مقام میں پہنچنا — وصول الادنی الی مرتبۃ الاعلی تبعاً — تجدید ہذہ المکاشفۃ — مسئلہ — مسئلہ

الا تعقلا و قولهم هذا تقتیا او وسوسۃ ان کان حدیث النفس لا انکارا و اعتقادا فذلک الآیۃ ف۲۱۹ تدل علی عدم المؤاخذۃ علی الامور الطبعیۃ و علی الوساوس لکونها کلها غیر اختیاریۃ و اما انکاره تعالیٰ علیهم فشکایۃ لطیفۃ لا توبیخ۔

کہنے لگے کہ اے ہمارے پروردگار آپ نے ہم پر جہاد کیوں فرض کر دیا ہمکو اور تھوڑی مہلت دیدی ہوتی) چونکہ یہ فریق مومنین مخلصین تھا تو ان کا یہ خوف طبعی تھا نہ کہ عقلی اور یہ قول محض تمنا یا وسوسہ تھا نہ کہ انکار و اعتقاد پس آیت میں ف۲۱۹ دلالت ہوئی کہ امور طبعیہ اور وساوس پر مواخذہ نہیں کیونکہ یہ سب غیر اختیاری ہے باقی حق تعالیٰ کا ان پر زجر اور نکیر تو ایک لطیف شکایت ہے نہ کہ توبیخ۔

قوله تعالیٰ۔ ما اصابك من حسنۃ فمن الله وما اصابك من سیئۃ فمن نفسك۔ بعد قوله تعالیٰ قل کل من عند الله حاصل المقام ان النعمۃ فضل من الله تعالیٰ بلا واسطۃ الاعمال والنقمۃ عدل من الله تعالیٰ بواسطۃ الاعمال الغیر المرضیۃ من العبد فصح التقسیم والجمع کلاهما ۲۲۰ فبحیثیۃ التقسیم صح قطع نسبۃ النقمۃ عن الله تعالیٰ وبحیثیۃ الجمع صح نسبتها الیه وبهذا وضح توجیه قول الشیرازی رحمہ ؎

گناه گرچه نبود اختیار ما حافظ
تو در طریق ادب کوش گو گناه من است

قوله تعالیٰ۔ قل کل من عند الله مع قوله تعالیٰ ما اصابك من حسنۃ فمن الله وما اصابك من سیئۃ فمن نفسك (ترجمہ آپ فرما دیجئے کہ سب کچھ اللہ ہی کی طرف سے ہے تو ان لوگوں کو کیا ہوا ہے کہ بات سمجھنے کے پاس کو بھی نہیں نکلتے اے انسان تمکو جو کوئی خوش حالی پیش آتی ہے وہ محض اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے اور جو کوئی بدحالی پیش آوے وہ تیرے ہی سبب سے ہے) حاصل مقام یہ ہے کہ نعمت خدا تعالیٰ کی طرف سے فضل ہے بلا واسطہ اعمال صالحہ اور نقمت خدا تعالیٰ کی طرف سے عدل ہے بواسطہ اعمال غیر صالحہ پس جمع اور تقسیم دونوں صحیح ہو گئے یعنی کل من عند الله میں جمع اور ما اصابك الخ میں تقسیم کے اعتبار سے نقمت کی نسبت کا قطع خدا تعالیٰ سے صحیح ہوا اور جمع کے اعتبار سے اس کا نسبت کرنا اس کی طرف صحیح ہوا اور اس سے ف۲۲۰ عارف شیرازی رحمہ کے قول کی توجیہ کی توضیح ہو گئی ؎

گناه گرچه نبود اختیار ما حافظ
تو در طریق ادب کوش گو گناه من است

قوله تعالیٰ۔ من یطع الرسول فقد اطاع الله ومن تولی فما ارسلناك علیهم حفیظا الجملۃ الاولی ف۲۲۱ تدل علی ان المعاملۃ مع المقبول المقرب کهی مع الله تعالیٰ والثانیۃ ف۲۲۲ تدل علی عدم التصدی لمن لم یتوقع منه الصلاح۔

قوله تعالیٰ۔ من یطع الرسول فقد اطاع الله ومن تولی فما ارسلناك علیهم حفیظا (ترجمہ جس شخص نے رسول کی اطاعت کی اس نے خدا تعالیٰ کی اطاعت کی اور جو شخص روگردانی کرے سو ہم نے آپ کو ان کا نگراں کر کے نہیں بھیجا) جملہ ف۲۲۱ اولیٰ اس پر دال ہے کہ مقبول مقرب کے ساتھ کوئی معاملہ کرنا ایسا ہے جیسا حق تعالیٰ کے ساتھ معاملہ کرنا اور جملہ ثانیہ ف۲۲۲ اس پر دال ہے کہ جسکی اصلاح کی توقع نہ ہو اسکے درپے نہ ہو۔

قوله تعالیٰ۔ واذا جاءهم امر من الامن او الخوف

قوله تعالیٰ۔ واذا جاءهم امر من الامن او الخوف

اذا عوا به ولو ردوه الی الرسول والی اولی الامر منهم لعلمه الذین یستنبطونه منهم یقاس علیهم من یفشی الاسرار الی غیر شیخه کما فی روح المعانی اخبار عمن فی مبادی السلوك ای اذا ورد علیهم شیء من آثار الجمال او الجلال فشوه واشاعوه ولو ردوه ای عرضوه الی الرسول ای ما علم من احواله وما کان علیه والی اولی الامر منهم وهم المرشدون الکاملون الذین نالوا مقام الوراثة المحمدیة لعلمه ای علم ما الهوا انه مما یذاع او لا یذاع الذین یستنبطونه منهم ویتلقونه منهم ای من جهتهم وواسطة فیضهم

اذا عوا به ولو ردوه الی الرسول والی اولی الامر منهم لعلمه الذین یستنبطونه منهم (ترجمہ اور جب ان لوگوں کو کسی امر کی خبر پہونچتی خواہ امن ہو یا خوف تو اسکو مشہور کر دیتے ہیں اور اگر یہ لوگ اسکو رسول کے اور جو ان میں ایسے امور کو سمجھتے ہیں ان کے اوپر حوالہ رکھتے تو اسکو وہ حضرات تو پہچان ہی لیتے جو ان میں سے اسکی تحقیق کر لیا کرتے ہیں) اسی طرح اسرار سلوک ہیں جو اسرار و احوال پیش آتے ہیں ان کا عوام کے یا غیر شیخ محقق کے سامنے ظاہر کرنا باطنًا مضر ہے اور یہ بھی نظیر ہے مدلول آیت کی۔

والمراد بالموصول الرادون انفسهم وحاصل ذلك انه لا ینبغی للمرید اذا عرض له فی اثناء سیره وسلوکه شیء من آثار الجمال او الجلال ان یفشیه لاحد قبل ان یعرضه علی شیخه فیوقفه علی حقیقة الحال فان فی افشائه قبل ذلك ضررا کثیرا۔

قوله تعالی واذا حییتم بتحیة فحیوا باحسن منها او ردوها فی روح المعانی تعلیم لنوع من مکارم الاخلاق ومحاسن الاعمال۔

قوله تعالی واذا حییتم بتحیة فحیوا باحسن منها او ردوها (ترجمہ اور جب تم کو کوئی سلام کرے تو تم اس سے اچھے الفاظ میں سلام کرو یا ویسے ہی الفاظ کہدو) اسمیں مکارم اخلاق اور محاسن اعمال کی تعلیم ہے۔

قوله تعالی ولا تقولوا لمن القی الیکم السلم لست مؤمنا تبتغون عرض الحیوة الدنیا هذه الجملة حال والعامل فیها لا تقولوا دل علی الاخلاص فی الدین لا سیما فی الافتاء بالکفر لا یکون الباعث علیه الغرض النفسانی۔

قوله تعالی ولا تقولوا لمن القی الیکم السلم لست مؤمنا تبتغون عرض الحیوة الدنیا (ترجمہ اور ایسے شخص کو جو تمہارے سامنے اطاعت ظاہر کرے دنیوی زندگی کے سامان کی خواہش میں یوں مت کہدیا کرو کہ تو مسلمان نہیں) تبتغون حال ہے جسمیں لا تقولوا عامل ہے پس آیت دال ہوئی اخلاص فی الدین پر خصوص کفر کا فتوی دینے میں کہ غرض نفسانی اسکی باعث نہو۔

قوله تعالی لا یستوی القاعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر والمجاهدون دل تقیید القاعدین بغیر اولی الضرر علی ان مجاهدة الضعیف غیر مجاهدة القوی والمجاهدة الضعیفة تنفع الضعیف وما ینفع

قوله تعالی لا یستوی القاعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر والمجاهدون (ترجمہ برابر نہیں وہ مسلمان جو بلا عذر کے گھر میں بیٹھے رہیں اور وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کریں) قاعدین

عدم افشاء الاسرار الی غیر الشیخ ۲۲۲ منع افشاء اسرار سالک بغیر شیخ

تعلیم بعض مکارم الاخلاق ۲۲۳ تعلیم بعض مکارم اخلاق

الاخلاص فی الدین خصوصا فی الافتاء بالکفر ۲۲۴ اخلاص فی الدین خصوصا در فتوی تکفیر

تفاضل المجاهدة الضعیفة والقویة ۲۲۵ تفاوت مجاهدین فی الفضل

المجاهدة القوية القوى -

میں غیر اولی الضرر کی قید لگانا اسپر دال ہے کہ ضعیف کا مجاہدہ ادنیٰ درجہ کا ہے اور قوی کا اونچے درجہ کا اور یہ کہ ضعیف کو مجاہدہ ضعیفہ وہی نفع دیتا ہے جو قوی کو مجاہدہ قویہ نفع دیتا ہے

قوله تعالى ومن يخرج من بيته مهاجرا الى الله ورسوله ثم يدركه الموت فقد وقع اجره على الله دل على ان السالك الذى لم يتم سلوكه لموته كالذى تم سلوكه فى الرتبة والقبول -

قولہ تعالیٰ ومن یخرج من بیتہ مہاجرا الی اللہ ورسولہ ثم یدرکہ الموت فقد وقع اجرہ علی اللہ (ترجمہ اور جو شخص اپنے گھر سے اس نیت سے نکل کھڑا ہو کہ اللہ و رسول کی طرف ہجرت کروں گا پھر اسکو موت آپکڑے تب بھی اسکا ثواب ثابت ہوگیا اللہ تعالیٰ کے ذمہ) آیت اسپر دال ہے کہ جو سالک قبل تمام سلوک مرجاوے وہ رتبہ اور قبول میں اسی کی برابر ہے جسکا سلوک تمام ہوجاوے -

قوله تعالى واذا ضربتم فى الارض فليس عليكم جناح ان تقصروا من الصلوة دل على كون السفر عذرا فى التقصير فى الاوراد بالاولى وكذا اذنه تعالى فى صلوة الخوف على التخفيف فى الالتزامات الوردية -

قولہ تعالیٰ واذا ضربتم فی الارض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوة (ترجمہ اور جب تم زمین میں سفر کرو سو تم کو اس میں کوئی گناہ نہ ہوگا کہ تم نماز کو کم کردو) آیت سے سفر کا تقصیر فی الاوراد کے باب میں عذر ہونا بدرجہ اولیٰ معلوم ہوتا ہے اسی طرح صلوۃ الخوف کے مشروع ہونے سے عذر کا التزامات وردیہ کے باب میں موجب تخفیف ہونا معلوم ہوتا ہے -

قوله تعالى فاذا اطمأننتم فاقيموا الصلوة سواء فسر الاطمينان بالاقامة عن السفر او الامن من الخوف دل على اكمال الاوراد بعد زوال العذر -

قولہ تعالیٰ فاذا اطمأننتم فاقیموا الصلوة (ترجمہ پھر جب تم مطمئن ہوجاؤ تو نماز کو قاعدہ کے موافق پڑھنے لگو) اطمینان کی تفسیر خواہ اقامت عن السفر کے ساتھ کیجاوے خواہ امن من الخوف کے ساتھ کیجاوے دونوں تقدیر پر اسپر دال ہے کہ بعد زوال عذر کے اوراد کا اکمال کرنا چاہیے -

قوله تعالى واستغفر الله مع النظر الى قوله تعالى ولولا فضل الله عليك ورحمته لهمت طائفة الخ دال على عدم صدور شئ مما يوجب الاستغفار عنه صلى الله تعالى عليه وسلم اصلا فهو كقولهم حسنات الابرار سيئات المقربين وايضا يدل على ان التكاليف الشرعية لا يسقط فى حال من احوال الكمال -

قولہ تعالیٰ واستغفر اللہ مع قولہ تعالیٰ ولولا فضل اللہ علیک ورحمتہ لہمت طائفۃ منہم ان یضلوک (ترجمہ اور آپ استغفار فرمائے = اور اگر آپ پر اللہ کا فضل اور رحمت نہ ہوتو ان لوگوں میں سے تو ایک گروہ نے آپ کو غلطی ہی میں ڈالنے کا ارادہ کرلیا تھا) باوجود اسکے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی امر موجب استغفار کا صدور نہیں ہوا جیسا جملہ ثانیہ اسپر دال ہے پھر استغفار کا حکم ہونا جیسا جملہ اولیٰ اسپر دال ہے اصل تو اس قول کی حسنات الابرار سیئات المقربین اور نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خواہ کیسا ہی کمال حاصل ہوجاوے مگر تکالیف شرعیہ کسی حال میں ساقط نہیں ہوتیں -

قوله تعالى ولولا فضل الله عليك ورحمته لهمت طائفة منهم ان يضلوك. دل على عدم جواز الاعتماد على علمه او عمله ولنعم ما قال الشيرازي رحمه الله
تکیہ بر تقوی و دانش در طریقت کافری ست
راہرو گر صد ہنر دارد توکل بایدش

قوله تعالى ولولا فضل الله عليك ورحمته لهمت طائفة منهم ان يضلوك (ترجمہ اوپر گزر چکا ہے) ۲۴۲ اس میں یہ دال ہے کہ کسی کو اپنے علم یا عمل پر اعتماد جائز نہیں۔

قوله تعالى لا خير في كثير من نجواهم الا من امر بصدقة الآية دل على بطلان التعليم الخفي الذي لا يوافق الكتاب والسنة كما يدعي حقيته كثير من جهلة الصوفية۔

قوله تعالى لا خير في كثير من نجواهم الا من امر بصدقة (ترجمہ عام لوگوں کی اکثر سرگوشیوں میں خیر نہیں ہوتی ہاں مگر جو لوگ ایسے ہیں کہ خیرات کی یا اور کسی نیک کام کی یا لوگوں میں باہم اصلاح کر دینے کی ترغیب دیتے ہیں) ۲۴۳ جو تعلیم خفی موافق کتاب و سنت کے نہو جیسا بہت سے جاہل صوفی اسکو حق سمجھتے ہیں کہ طریقت بضاد شریعت کی تعلیم سینہ بسینہ جاری ہے یہ آیت اسکے بطلان پر دلالت کرتی ہے۔

قوله تعالى ومن يفعل ذلك ابتغاء مرضات الله فسوف نؤتيه اجرا عظيما دل منطوقا على اعطاء الثواب للمخلص الذي لم يقصد الثواب وقصد محض المرضاة وبفحواه على ان سائر ثمرات الاعمال تابع للرضى فاذا قصد الرضى اعطى غيره تبعا۔

قوله تعالى ومن يفعل ذلك ابتغاء مرضات الله فسوف نؤتيه اجرا عظيما (ترجمہ اور جو شخص یہ کام کریگا حق تعالی کی رضا جوئی کے واسطے سو ہم اسکو عنقریب اجر عظیم عطا فرماویں گے) ۲۴۴ یہ آیت منطوقا اسپر دلالت کرتی ہے کہ جو مخلص ثواب کا قصد نکرے محض رضا کا قصد کرے اسکو ثواب بھی ملتا ہے اور مفہوما اسپر دلالت کرتی ہے کہ تمام ثمرات اعمال کے رضا کے تابع ہیں جب رضا کا قصد کرتا ہے دوسرے ثمرات بلا قصد عطا ہو جاتے ہیں۔

قوله تعالى ولامرنهم فليغيرن خلق الله دخل فيه حلق اللحية فدل على كون طريقة حلق اللحى شيطانية وان سماه الجهلة قلندرية۔

قوله تعالى ولامرنهم فليغيرن خلق الله (ترجمہ اور میں اُن کو تعلیم دونگا جس سے وہ اللہ تعالی کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑا کریں گے) اسمیں ڈاڑھی مونڈانا بھی داخل ہے ۲۴۵ پس یہ دال ہے اس پر کہ جس طریق میں ڈاڑھی مونڈانا شعار ہو وہ طریق شیطانی ہے اگرچہ اُس کا جہلا نے طریقہ قلندریہ نام رکھا ہے۔

قوله تعالى ليس بامانيكم ولا اماني اهل الكتاب دل بعمومه على بطلان امثال ادعاء عدم المؤاخذة بالاعمال لكونهم اصحاب حال او منتسبين الى اهل الكمال فانهم [illegible] شريعة۔

قوله تعالى ليس بامانيكم ولا اماني اهل الكتاب (ترجمہ نہ تمھاری تمناؤں سے کام چلتا ہے اور نہ اہل کتاب کی تمناؤں سے) ۲۴۶ یہ اپنے عموم مضمون سے اسپر دال ہے کہ بعضے لوگ جو دعوی کیا کرتے ہیں کہ چونکہ ہم اصحاب حال

یہ موقوف الی اہل الکمال ہیں بہر احمال بدنیت خواہ وہ ہو گا یہ دعویٰ باطل محض ہے کیونکہ ایسے دعاوی آکا قیب مردود عند الشریعت ہیں۔

قولہ تعالیٰ ومن احسن دینا ممن اسلم وجہہ للہ وھو محسن واتبع ملۃ ابراھیم حنیفا لما کان حاصل طریق الصوفیۃ الانقیاد ظاھرا وباطنا وکمال الاحسان المفسر فی الحدیث بان تعبد اللہ کانک تراہ الخ والحنیفیۃ ای المیل عن غیر اللہ تعالیٰ الیہ وحدہ دل الآیۃ علی کون طریقھم احسن الطرق کلھا۔

قولہ تعالیٰ ومن احسن دینا ممن اسلم وجہہ للہ وھو محسن واتبع ملۃ ابراھیم حنیفا۔ (ترجمہ اور ایسے شخص سے زیادہ اچھا کس کا دین ہوگا جو کہ اپنا رخ اللہ تعالیٰ کی طرف جھکا دے اور وہ مخلص بھی ہو اور وہ ملت ابراہیم کا اتباع کرے جس میں کجی کا نام نہیں) حاصل طریق صوفیہ کا یہ امور ہیں انقیاد ظاہری و باطنی جو تفسیر ہے اسلام کی اور احسان جس کی تفسیر حدیث میں ہے ان تعبد اللہ کانک تراہ اور حنیفیت یعنی غیر اللہ سے یکسو ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرنا اور آیت میں اس مجموعہ کو احسن طرق کہا گیا ہے تو آیت اسپر دال ہوئی کہ صوفیہ کا طریق احسن طرق ہے۔

قولہ تعالیٰ واحضرت الانفس الشح دل بعموم الانفس علی ان الطبعیات لا تزول عن الکاملین وانما تصیر مغلوبۃ فان عاد بعض آثارھا لم ینافی الکمال اذا لم یصر علیہ۔

قولہ تعالیٰ واحضرت الانفس الشح (ترجمہ اور نفوس کو حرص کے ساتھ اقتران ہوتا ہے) انفس کے عموم سے یہ آیت 218 اسپر دال ہے کہ امور طبعیہ کاملین سے بھی زائل نہیں ہوسکتے سو اگر کسی کامل میں اُن کے کچھ آثار عود کر آویں تو یہ منافی کمال نہیں جبکہ اُس پر اصرار نہ ہو۔

قولہ تعالیٰ ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء ولو حرصتم فلا تمیلوا کل المیل الخ دل علی انہ لا 228 یترک العمل الادنی اذا لم یقدر علی الاعلیٰ کما ھو داب بعضھم من انتظارھم ھذہ القدرۃ فربما یفنی عمرھم ولا یقدرون۔

قولہ تعالیٰ ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء ولو حرصتم فلا تمیلوا کل المیل الخ (ترجمہ اور تم سے تو یہ کبھی نہ ہوسکے گا کہ سب بیبیوں میں برابری رکھو گو تمہارا کتنا ہی جی چاہے تو تم بالکل تو ایک ہی طرف نہ ڈھل جاؤ 229 آیت سے یہ معلوم ہوا کہ اگر عمل کے اعلیٰ درجہ پر قدرت نہ ہو اُس کے ادنیٰ ہی درجہ پر عمل کر لے اعلیٰ پر قادر ہونے کے انتظار میں نہ رہے بعض لوگوں کی عمر اسی انتظار میں ختم ہو جاتی ہے اور ادنیٰ سے بھی محروم رہتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ من کان یرید ثواب الدنیا فعند اللہ ثواب الدنیا والآخرۃ لما کان معنی الدنیا یعم کل عاجل 229 ودخل فیہ الثمرات العاجلۃ الباطنۃ دل علی قبح ارادۃ السالک بعملہ ھذہ الثمرات۔

قولہ تعالیٰ من کان یرید ثواب الدنیا فعند اللہ ثواب الدنیا والآخرۃ (ترجمہ جو شخص دنیا کا معاوضہ چاہتا ہو تو اللہ تعالیٰ کے پاس دنیا و آخرت دونوں کا معاوضہ ہے) دنیا اپنے عموم مفہوم سے ہر عاجلہ غیر ماموربہا کو شامل ہے

شامل ہے اور اس عموم میں ثمرات باطنیہ قابلیہ بھی داخل ہو گئے تو آیت ان ثمرات سے مقصود و مطلوب یا اصل ... انکار کرتی ہے۔

قولہ تعالیٰ۔ کونوا قوامین بالقسط شہداء للہ ولو علی انفسکم دل بعمومہ علی عدم الاستنکاف عن قبول الحق ولو عن من هو ادنیٰ منہ وعن الاعتراف بخطأہ لا کعلماء القشر وکشائخ الرسم یموهون اتباعهم ویاولون اقاویلهم وحملهم علی ذلک کبرهم۔

قولہ تعالیٰ۔ کونوا قوامین بالقسط شہداء للہ ولو علی انفسکم (ترجمہ انصاف پر خوب قائم رہنے والے اللہ کیلئے گواہی دینے والے رہو اگرچہ اپنی ذات ہی پر ہو) آیت اپنے اطلاق سے اس پر دال ہے کہ قبول حق سے اور اپنی غلطی کا اعتراف کرنے سے استنکاف نہ کرے اگرچہ اپنے سے کم رتبہ شخص کے متنبہ کرنے سے ہو علماء قشر و مشائخ رسم کی طرح توجیہ و تاویل نہ کرے کہ منشا اس کا کبر ہے۔

قولہ تعالیٰ ان یکن غنیا او فقیرا فاللہ اولیٰ بهما یرد علی طریق من یفتخر بترجیح الفقیر علی الغنی مطلقا فکم من غنی متواضع تابع للحق وکم من فقیر متکبر ظالم فالی اللہ تعالیٰ الا ان یاتی بالقسط فی الغنی والفقر کما قال تعالیٰ فلا تتبعوا الهوی ان تعدلوا۔

قولہ تعالیٰ۔ ان یکن غنیا او فقیرا فاللہ اولیٰ بهما (ترجمہ وہ شخص اگر امیر ہو تو اور غریب ہو تو دونوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو زیادہ تعلق ہے) یہ آیت اس شخص کے طریق کو بھی رد کرتی ہے جو فقیر کو غنی پر ترجیح دینے پر فخر کرتے ہیں حالانکہ بہت سے غنی متواضع اور تابع الحق ہوتے ہیں اور بہت سے فقیر مطلقاً ظالم متکبر ہوتے ہیں سو حق تعالیٰ دونوں کے بارہ میں عدل ہی کو پسند کرتے ہیں جیسا کہ ارشاد ہے فلا تتبعوا الهوی ان تعدلوا۔

قولہ تعالیٰ۔ یا ایها الذین آمنوا آمنوا دل علی کون مراتب الایقان غیر متناهیة ای غیر واقفة علی حد ومن ثم قیل ؎

اے برادر بے نہایت درگہیست
ہر چہ بروے میرسی بروے مایست

قولہ تعالیٰ۔ یا ایها الذین آمنوا آمنوا الآیة (ترجمہ اے ایمان والو تم اعتقاد رکھو الخ) آیت دال ہے اس پر کہ یقین کے مراتب غیر متناہی ہیں یعنی لا تقف عند حد میں ہر مرتبۃ الا آئندہ مرتبہ کے تحصیل کا مامور ہے اسی سے کہا گیا ہے ؎ اے برادر بے نہایت درگہیست

ہر چہ بروے میرسی بروے مایست

قولہ تعالیٰ۔ ان الذین آمنوا ثم کفروا ثم آمنوا ثم کفروا ثم ازدادوا کفرا لم یکن اللہ لیغفر لهم ولا لیهدیهم سبیلا۔ فی الروح ومعنی نفیه استبعاد وقوعه فان من تکرر منهم الارتداد وازدیاد الکفر والاصرار علیه صار وا بحیث قد ضربت قلوبهم بالکفر وتمرنت علی الردة۔

قولہ تعالیٰ۔ ان الذین آمنوا ثم کفروا ثم آمنوا ثم کفروا ثم ازدادوا کفرا لم یکن اللہ لیغفر لهم ولا لیهدیهم سبیلا (ترجمہ بلاشبہ جو لوگ مسلمان ہوئے پھر کافر ہو گئے پھر مسلمان ہوئے پھر کافر ہو گئے پھر کفر میں بڑھتے چلے گئے اللہ تعالیٰ ایسوں کو ہرگز نہ بخشیں گے اور نہ ان کو رستہ دکھائیں گے) روح المعانی میں ہے کہ یہ مقصود نہیں کہ اگر اخلاص کے ساتھ ایمان لاویں تب بھی مقبول نہیں۔

لکان الایمان عندهم ادون شئ واهونه فلا یکادون یقربون منه قید شبر لیتاهلوا للمغفرة وهدایة سبیل الجنة لا انهم لو اخلصوا الایمان لم یقبل منهم ولم یغفر لهم اه قلت ویقاس علیه حال من اختار طریق القوم ثم اعرض ثم اختار ثم اعرض ولا یزال یتلاعب کذلک فاکثر ما یشاهد من حاله الخذلان وعدم التوفیق للصلاح والخیر نعوذ بالله من الحور بعد الکور۔

بلکہ مقصود اس نفی سے اس کے وقوع کا استبعاد ہے کہ بار بار ارتداد کرنے سے اور اسپر اصرار کرنے سے عادۃً قلب مسخ ہوجاتا جسکے بعد اکثر ایمان کی توفیق نہیں ہوتی تاکہ اسپر مغفرت اور ہدایت طریق جنت کی مرتب ہو آہ اور اس پر قیاس کیا جاتا ہے کہ جو شخص طریق قوم کو اختیار کرکے اس سے اعراض کرے اور اس طرح بار بار اختیار اور اعراض کیا کرے اور اسکو ایک ملعبہ بنالے تو مشاہدہ میں آیا ہے کہ اکثر ایسے شخص کو خذلان ہوتا ہے اور خیر و صلاح کی توفیق نہیں ہوتی نعوذ باللہ من الحور بعد الکور

قوله تعالیٰ ایبتغون عندهم العزة فان العزة لله جمیعا فیه ذم طلب الجاه وهو ظاهر۔

قولہ تعالیٰ ایبتغون عندهم العزة فان العزة لله جمیعا (ترجمہ کیا ان کے پاس معزز رہنا چاہتے ہیں سو اعزاز تو سارا اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے) اسمیں طلب جاہ کے مذموم ہونے پر صریح دلالت ہے۔

قوله تعالیٰ فلا تقعدوا معهم حتی یخوضوا فی حدیث غیره دل علی قبح مجالسة المخالف للطریق لا سیما فی عین وقت اظهار الخلاف۔

قولہ تعالیٰ فلا تقعدوا معهم حتی یخوضوا فی حدیث غیره ان لوگوں کے پاس مت بیٹھو جب تک کہ وہ کوئی اور بات شروع نہ کردیں) اسپر دال ہے کہ مخالف طریق کے ساتھ مجالست کرنا قبیح ہے خصوص جس وقت میں وہ خلاف کا اظہار بھی کرے

قوله تعالیٰ اذا قاموا الی الصلوة قاموا کسالی یراؤن الناس الخ تقیید الکسل بارائة الناس یدل علی ان المراد الکسل الاعتقادی لا الطبعی فلا یلام علی الطبعی منه ومن لم یدر بذلک اکثر علیه التشویش فاضر باطنه۔

قولہ تعالیٰ اذا قاموا الی الصلوة قاموا کسالی یراؤن الناس (ترجمہ اور جب نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو بہت ہی کاہلی کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں) کسل کا ریا کی ساتھ مقید کرنا اسپر دال ہے کہ کسل سے مراد کسل اعتقادی ہے نہ کہ کسل طبعی سو طبعی پر ملامت نہیں اور جسکو اسکی تحقیق نہیں وہ تشویش کو بڑھالیتا ہے جس سے اسکے باطن کو مضرت پہنچتی ہے

قوله تعالیٰ لا یحب الله الجهر بالسوء من القول الا من ظلم مع قوله تعالیٰ ان تبدوا خیرا او تخفوه او تعفوا عن سوء فان الله کان عفوا قدیرا دل الاول علی جواز الانتصار بالشکایة والثانی علی احبیة الصبر والعفو والاول شان الضعفاء والثانی شان اهل العزم والحکمة فی الاول طهارة القلب من الغل

قولہ تعالیٰ لا یحب الله الجهر بالسوء من القول الا من ظلم مع قولہ تعالیٰ ان تبدوا خیرا او تخفوه او تعفوا عن سوء فان الله کان عفوا قدیرا (ترجمہ اللہ تعالیٰ بری بات زبان پر لانے کو پسند نہیں کرتے بجز مظلوم کے اور اللہ تعالیٰ خوب سنتے ہیں خوب جانتے ہیں اگر نیک کام علانیہ کرو یا خفیہ کرو یا کسی برائی کو معاف کردو تو اللہ تعالیٰ

۲۴۴ ذم طلب الجاه — مذمت طلب جاہ

۲۴۵ قبح مجالسة المخالف — قباحت مجالست مخالف

۲۴۶ عدم الملامة علی الکسل الطبعی

۲۴۷ جواز الانتصار وافضلیة الصبر والعفو

ـــــ الثانی عروج الروح الی الشان ـــــ

بڑے سعادت کرنے والے ہیں یعنی پوری قدرت والے ہیں (پہلی آیت) جو اانتقام پر دال[۲۴۹] ہے کہ شکایت بھی اسکی ایک فرد ہے اور (دوسری آیت) صبر اور عفو کی محبوبیت پر دال ہے اور اول ضعفاء کی شان ہے اور اسمیں یہ مصلحت ہے کہ قلب کینہ سے صاف ہو جاتا ہے اور دوسری شان ہے اہل ہمت کی اسمیں مصلحت عروج الی القرب ہے

قوله تعالیٰ یسئلك اهل الكتاب ان تنزل علیهم كتابا من السماء یدل علی الانكار علی من یعتقد فی الشیخ ان افاضة البركات السماویة فی اختیاره فیطلبها منه۔

قوله تعالیٰ یسئلك اهل الكتاب ان تنزل علیهم كتابا من السماء (ترجمہ آپ سے اہل کتاب یہ درخواست کرتے ہیں کہ آپ اُن کے پاس ایک خاص نوشتہ آسمان سے منگا دیں) اسمیں ایسا شخص کی ذم پر[۲۴۹] دلالت ہے جو افاضہ برکات سماویہ کو شیخ کے اختیار میں سمجھ کر اُس سے درخواست کرے۔

قوله تعالیٰ فقالوا ارنا الله جهرة الخ[۲۴۹] یدل علی الانكار علی من یعتقد وقوع الرؤیة فی النشأة الدنیویة

قوله تعالیٰ فقالوا ارنا الله جهرة (ترجمہ اور یوں کہا تھا کہ ہم کو اللہ تعالیٰ کو کھلم کھلا دکھلا دو) اسمیں اُس شخص پر انکار ہے جو نشاۃ دنیویہ میں وقوع رویت کا اعتقاد رکھے۔

قوله تعالیٰ فبظلم من الذین هادوا حرمنا علیهم طیبات احلت لهم یشابهه[۲۵۰] قبض الواردات عن السالك ببعض المعاصی۔

قوله تعالیٰ فبظلم من الذین هادوا حرمنا علیهم طیبات احلت لهم (ترجمہ سو یہود کے ان ہی بڑے بڑے جرائم کے سبب ہم نے بہت سی چیزیں جو ان کے لئے حلال تھیں اُن پر حرام کر دیں) اسی کے مشابہ[۲۵۱] ہے معاصی کے سبب سالک سے واردات کا قبض۔

قوله تعالیٰ ولا تقولوا ثلثة دل علی بطلان[۲۵۲] الحلول والاتحاد كما یعتقده بعض جهلة الصوفیة

قوله تعالیٰ ولا تقولوا ثلثة (ترجمہ اور یوں مت کہو کہ تین ہیں) حلول و اتحاد کے بطلان پر صریح دال ہے جیسا بعض جہلاء صوفیہ معتقد ہیں۔

قوله تعالیٰ لن یستنكف المسیح ان یكون عبدا لله كما قال فی مریم قال انی عبد الله مباهاة بالعبودیة ودل علی كون ذلك اقصی مراتب الشرف وفی الروح وقد اشار القاضی عیاض الی شرف العبودیة بقوله ؎ ومما زادنی عجبا وتیها + وكدت باخمصی اطأ الثریا + دخولی تحت قولك یا عبادی + وان صیرت احمد لی نبیا +

قوله تعالیٰ لن یستنكف المسیح ان یكون عبدا لله (ترجمہ مسیح ہرگز خدا کے بندہ ہونے سے عار نہیں کرینگے) جیسا سورہ مریم میں مباہاۃ عیسیٰ علیہ السلام کا قول ہے انی عبد الله اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عبدیت مراتب شرف میں اعلیٰ مرتبہ ہے۔

الحاشیة فی الروح یا اهل الكتاب لا تغلوا فی دینكم نهی للیهود والنصاری عند الكثیر من سادتنا

الحاشیہ قوله تعالیٰ یا اهل الكتاب لا تغلوا فی دینكم روح میں ہے کہ اسکے مخاطب یہود و نصاری ہیں

والحاصل ان الفريقان غلو في دينهم اما اليهود فتعمقوا في الظواهر ونفي البواطن فحطوا عيسى عليه السلام عن درجة النبوة والتخلق باخلاق الله تعالى و اما النصارى فتعمقوا في البواطن ونفي الظواهر فرفعوا عيسى عليه السلام الى درجة الالوهية ولا تقولوا على الله الا الحق بالجمع بين الظواهر والبواطن في الجمع والتفصيل كما هو التوحيد المحمدي۔

اور دونوں دین میں غلو کرتے تھے سو یہود کا تو غلو یہ تھا کہ وہ ظواہر میں بہت تعمق کرتے تھے اور بواطن کی نفی کرتے تھے حتیٰ کہ عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت تخلق باخلاق اللہ و مظہریت صفات حق کا بھی انکار کر دیا۔ اور نصاریٰ کا غلو یہ تھا کہ وہ بواطن میں تعمق کرتے تھے اور ظواہر کی نفی کرتے تھے حتیٰ کہ عیسیٰ علیہ السلام کو تخلق و مظہریت سے تجاوز کر کے درجۂ الوہیت تک پہونچا دیا اور یہ جو فرمایا ولا تقولوا علی اللہ الا الحق یہ حق جمع کرنا ہے درمیان ظاہر اور باطن کے جیسا توحید محمدی ہے۔

تمت سورة النساء

تمت سورة النساء

وستليها سورة المائدة انشاء الله تعالى

ملحقة من رسالة التائيد المذكورة في آخر التمهيد

سورة النساء

قوله تعالى ولا تؤتوا السفهاء اموالكم فالسفيه عند المشايخ هو النفس اى لا تتصرفوا في اموالكم الا على خلاف النفس والهوى فان مالت النفس الى البذل (اى مما فيه احتمال حظ النفس) فامسك وان مالت الى الامساك فابذل ولا تتبع النفس في هواها ولا تلتفت اليه الا زجرا وردعا ولا تشاورها فانه سفيه وشاور العقل والدين واعمل ما يأمرك (المقصود من هذا التقرير اشتراك الحكم باشتراك العلة في السفهاء والنفس لا تفسير السفهاء بالنفوس فافهم۔

قوله تعالى ومن يخرج من بيته مهاجرا الى الله ورسوله ثم يدركه الموت فقد وقع اجره على الله

اضافه از رسالہ تائید

سورة النساء

قولہ تعالیٰ ولا تؤتوا السفهاء اموالكم سو بیوقوف کا مصداق مشائخ کے نزدیک نفس ہے یعنی اپنے مالوں میں بھی تصرف کرو جو نفس اور خواہش کے خلاف ہو تو اگر نفس خرچ کرنے کی طرف مائل ہو (یعنی جس خرچ میں کچھ احتمال حظ نفس کا ہو) تو رک جاؤ اور اگر بخل کی طرف مائل ہو تو خرچ کرو اور نفس کا اتباع اسکی خواہش میں مت کرو۔ اور نہ اسکی طرف بجز اسپر زجر و توبیخ رکھنے کے التفات کرو اور نہ اس سے مشورہ لو کیونکہ وہ بیوقوف ہے اور عقل و دین سے مشورہ لو اور جو کچھ یہ دونوں کہیں اسپر عمل کرو۔ (مقصود اس تقریر سے سفہاء اور نفس کے حکم کا مشترک ہونا ہے بوجہ اشتراک علت کے نہ کہ سفہاء کی تفسیر کرنا نفوس کی ساتھ خوب سمجھ لو)

قولہ تعالیٰ ومن يخرج من بيته مهاجرا الى الله ورسوله ثم يدركه الموت فقد وقع اجره على الله

قوله تعالیٰ ومن يخرج من بيته اى مما سكن اليه قلبه من اشياء الدنيا كالنفس والهوى والشهوات مهاجرا عن كل ماسوى الله تعالى وسوى رسوله صلى الله عليه وسلم فلو مات قبل التمكن فقد وقع اجره على الله لزم الله تعالى اتمام نيته وايصاله الى مقصوده وهو الله تعالى (والمقصود قياس هجرة على هجرة وتسمية المريد مهاجرا وارد فى الحديث والمهاجر من هجر مانهى الله عنه ورسوله)

یہ جو ارشاد فرمایا ہے کہ اپنے گھر سے یعنی اُن اشیاء دنیویہ سے جنکی ساتھ اسکو دلچسپی ہو جیسے نفس اور خواہش اور شہوات اور مہاجر سے مراد یہ کہ جو چیز اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا ہو اسکو چھوڑ دینے والا ہو تو ایسا شخص اگر قبل حصول مراد کے مرگیا تو اُس کا اجر اللہ کے ذمہ ثابت ہوگیا اُسکی نیت کو پورا کرنا اور اُس کو مقصود تک کہ وہ اللہ تعالیٰ ہے پہونچا دینا اللہ کے ذمہ ہوگا (اور مقصود آیت کی تفسیر نہیں بلکہ ایک ہجرت کا دوسری ہجرت پر قیاس کرنا ہے اور مرید کو مہاجر فرمانا خود حدیث میں وارد ہے کہ بڑا مہاجر وہ شخص ہے جو اسکو چھوڑ دے جسے اللہ تعالیٰ نے اور اُس کے رسول نے منع فرمایا ہو)

قوله تعالیٰ ومن احسن دينا ممن اسلم وجهه اى نفسه وذاته وصفاته وشخصه وجوارحه كله لله خالصا مخلصا ويجعل كل اعماله لله على وفق رضاء الله۔

قولہ تعالیٰ ومن احسن دينا ممن اسلم وجهه لله۔ یعنی اپنے نفس کو اور اپنی ذات کو اور اپنی صفات کو اور اپنے جسم کو اور اپنے اعضاء کو سب کو اللہ تعالیٰ کے لئے خالص مخلص کر دے اور اپنے سب کاموں کو اللہ کیلئے اُسکی رضامندی کے موافق کر دے۔

قوله تعالیٰ واتخذ الله ابراهيم خليلا هو المحب المختص ببعض الامور الشريفة العظيمة من حبيبه فعلى هذا كان كل خليل حبيبا ولم يكن كل حبيب خليلا وعلى هذا كل انبياء الله تعالى اخلاءه تعالى وهكذا سائر الاولياء والعرفاء وفائدة تخصيصه بهذا الذكر انه لم يكن لله تعالى خليل (بهذه المثابة) فى زمانه غيره۔

قولہ تعالیٰ واتخذ الله ابراهيم خليلا خلیل وہ محب ہے جو محبوب کی جانب سے بعض معاملات شریفہ عظیمہ کے ساتھ مخصوص ہو تو اس بناء پر ہر خلیل حبیب ہے اور ہر حبیب خلیل نہیں اور اس بناء پر اللہ تعالیٰ کے سب نبی اُسکے خلیل ہیں اور اسی طرح تمام اولیا اور عارفین بھی اور فائدہ ابراہیم علیہ السلام کی تخصیص ذکری کا یہ ہے کہ آپ کے زمانہ میں کوئی دوسرا (اس مرتبہ کا) اللہ کا خلیل نہ تھا۔

انتهت الملحقة

اضافہ تمام ہوا

سورة المائدة

قوله ان الله يحكم ما يريد فيه اشارة الى الرجوع عن ابتغاء الاسرار فى الاحكام لا لهية حيث تقف

سورۃ المائدہ

قولہ تعالیٰ ان الله يحكم ما يريد (ترجمہ بیشک اللہ تعالیٰ جو چاہیں حکم کریں) اسمیں اسرار احکام کی تفتیش کی ممانعت

دونها الا افکار

قوله تعالیٰ یا ایها الذین امنوا لا تحلوا شعائر الله ۲۵۴
ولا الشهر الحرام ولا الهدی ولا القلائد یؤخذ
منه تعظیم المتبرکات لملابستها من یجب تعظیمه

اور نہ حرمت والے مہینے کی اور نہ حرم میں قربانی ہونے والے جانور کی۔ اور نہ ان جانوروں کی جنکے گلے میں پٹے پڑے ہیں)
اس سے تبرکات ۲۵۵ کی تعظیم بوجہ تعلق ذات واجب التعظیم کے مفہوم ہوتی ہے۔

قوله تعالیٰ ولا آمین البیت الحرام یبتغون فضلا
من ربهم ورضوانا قال الحسن وغیره
المراد بالآمین هم المشرکون خاصة والمراد من
الفضل حینئذ الربح فی تجاراتهم ومن الرضوان
ما فی زعمهم آه ففیه رعایة ۲۵۶ من یرید رضاء الله
تعالیٰ ولو اخطاء فی طریقه وفی قوله تعالیٰ من ربهم
واضافة الرب الی ضمیرهم اشارة الی ان الله تعالیٰ
رب العالمین لا المسلمین فقط ففیه وسعة رحمة
الله تعالیٰ۔

قوله تعالیٰ واذا حللتم فاصطادوا فی ورود
صیغة الامر الذی حقیقته الایجاب مع کون
الاصطیاد مباحا دلالة ۲۵۷ علی ان مباشرة المباح
الذی یتوهم حظره مطلوب کالواجب ولقد
علمت به ما ینبغی من المعاملة فی مباحات
ترکها المتشددون فی الزهد اعتقادا وعملا
کانها حرام کبعض الاطعمة والالبسة۔

قوله تعالیٰ ولا یجرمنکم شنآن قوم ان صدوکم
عن المسجد الحرام ان تعتدوا ۲۵۸ فیه دلالة علی
ان البغض ولو فی الله لا یبیح الاعتداء عن الحدود
الشرعیة فی المعاملات مع المبغوضین

کی طرف اشارہ ہے۔

قوله تعالیٰ یا ایها الذین آمنوا لا تحلوا شعائر الله
ولا الشهر الحرام ولا الهدی ولا القلائد (ترجمہ
اے ایمان والو بے حرمتی نہ کرو خدا تعالیٰ کی نشانیوں کی

قوله تعالیٰ ولا آمین البیت الحرام یبتغون فضلا
من ربهم ورضوانا (ترجمہ اور نہ ان لوگوں کی جو کہ
بیت الحرام کے قصد سے جارہے ہوں اپنے رب کے فضل اور
رضامندی کے طالب ہوں) حسن نے فرمایا کہ مراد اس سے
خاص مشرکین ہیں اور فضل سے مراد تجارت کا نفع اور رضوان سے
مراد ان کے زعم کے موافق پس اس سے معلوم ۲۵۶ ہوا کہ طالب
رضائے حق قابل رعایت ہے اگرچہ اس کے طریق میں اس نے
خطا ہی کی ہو اور من ربهم میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ رب
العالمین ہے نہ کہ صرف رب المسلمین ہی پس اس میں وسعت
رحمت اللہ کا بیان ہے۔

قوله تعالیٰ واذا حللتم فاصطادوا (ترجمہ اور جب
تم احرام سے باہر آجاؤ تو شکار کیا کرو) باوجود اصطیاد کے
مباح ہونے کے اس میں صیغہ امر کا وارد ہونا دال ۲۵۷ ہے اس پر کہ
جس مباح کے ترک سے اس کے ممنوع ہونے کا شبہ ہونے لگے
اس مباح کا کرنا مطلوب ہے، اس سے سمجھ لیا جاوے کہ بعض متشددین
جو بعض مباحات کے ترک میں مثل حرام کے مبالغہ و تشدد
کرتے ہیں انہیں کیا طرز عمل ہونا چاہیے۔

قوله تعالیٰ ولا یجرمنکم شنآن قوم ان صدوکم عن
المسجد الحرام ان تعتدوا (ترجمہ اور ایسا نہ ہو کہ تمکو
کسی قوم سے جو اس سبب سے بغض ہے کہ انھوں نے تمکو مسجد
حرام سے روک دیا تھا وہ تمہارے لئے اسکا باعث ہو جاوے

(کہ تم حد سے نکل جاؤ) اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی سے بغض فی اللہ بھی ہو تاہم اس کے معاملات میں حد و د شرعیہ سے تجاوز نہ کریں

كون المقدمات في حكم المقاصد — مقدمات کا حکم مقاصد میں ہونا۔ ٢٦٠

تقديم التحلية على التخلية — تحلیہ کا تخلیہ پر مقدم ہونا۔ ٢٦١

قوله تعالى وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الاثم والعدوان فيه ان المقدمات لها حكم المقاصد حسنا وقبحا وهو من اكثر ما يستعمله اهل التربية من المشائخ وفي تقديم الامر على النهي تقديم التحلية على التخلية۔

قولہ تعالیٰ وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الاثم والعدوان (ترجمہ اور نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کی اعانت کرتے رہو اور گناہ اور زیادتی میں ایک دوسرے کی اعانت مت کرو) اسمیں دلالت ہے اس پر کہ مقدمات کو حسن و قبح میں مقاصد کا حکم دیا جاتا ہے اور اس قاعدہ کو مشائخ اہل تربیت بہت زیادہ استعمال کرتے ہیں اور امر کو نہی پر مقدم کرنے میں تحلیہ کی تقدیم ہے تخلیہ پر۔

كون مستنبطات الفقه والتصوف من الدين — فقہ و تصوف کے مستنبطات کا جزو دین ہونا ٢٦٢

قوله تعالى اليوم اكملت لكم دينكم فيه دلالة على ان ما استنبطه الائمة الفقهاء والصوفية من نصوص الدين هو من الدين فانه لو كان غير دين لم يؤذن في الاستنباط بعد الحكم على الدين بالاكمال فانه يستلزم الاذن في غير الدين وهو المراد بقولهم القياس مظهر لا مثبت فدل على وجوب اتباع المجتهدين والمشائخ۔

قولہ تعالیٰ اليوم اكملت لكم دينكم (ترجمہ آج کے دن تمہارے لئے تمہارے دین کو میں نے کامل کر دیا) اسمیں دلالت ہے اس پر کہ فقہاء ظاہر و باطن نے نصوص سے جو مستنبط کیا ہے سب دین ہے ورنہ بعد اکمال دین کے اس کی اجازت نہ ہوتی کہ اس سے غیر دین کی اجازت دینا یا دین کا غیر مکمل ہونا لازم آتا ہے پس آیت دال ہوئی مجتہدین و مشائخ کے اتباع کے وجوب پر۔

صون النفس عن حظها في الاذن في ما يعفى عنه للضرورة — کسی منہی عنہ کی بضرورت اجازت ہونے میں نفس کو حظ سے بچانا۔ ٢٦٣

قوله تعالى فمن اضطر في مخمصة غير متجانف لاثم تفسيره ما في الايات الاخر من قوله تعالى غير باغ ولا عاد وفي الروح سورة الانعام قال الحسن في تفسير غير باغ اي غير متناول للذة اه فدل على ان ما اذن فيه للضرورة لا يجوز فيه قصد اللذة كما اذا نظر الطبيب او الشاهد الى العورة او المرأة يحرم فيه قصد الشهوة وفيه من الاهتمام في صون القلب ما لا يخفى۔

قولہ تعالیٰ فمن اضطر في مخمصة غير متجانف لاثم (ترجمہ پس جو شخص شدت کی بھوک میں بے تاب ہو جاوے بشرطیکہ کسی گناہ کی طرف اس کا میلان نہ ہو) اس کی تفسیر دوسری آیتوں میں آئی ہے غیر باغ ولا عاد اور غیر باغ کی تفسیر حسن سے آئی غیر متناول للذۃ اھ اس سے معلوم ہوا کہ جس چیز کی بضرورت اجازت دیجاوے اس میں حظ نفس کا قصد جائز نہیں جیسے طبیب یا گواہ عورت کو یا اس کے بدن کو بضرورت دیکھے تو بقصد شہوت حرام ہے اور اس سے قلب کی حفاظت کا خاص اہتمام مفہوم ہوتا ہے۔

الحاشية قوله تعالى واذا حللتم فاصطادوا في الروح اي اذا رجعتم الى البقاء بعد الفناء فلا جناح عليكم في التمتع اه قلت ويبتني على الاشارة بالحج الى السلوك وبالاحلال الى تمامه وفيه ولا يجرمنكم شنآن قوم ان صدوكم عن المسجد الحرام ان تعتدوا اي لا يكسبنكم بغض القوى النفسانية بسبب صدها اياكم عن السلوك ان تعتدوا عليها وتقهروها بالكلية فتتعطل وتضعف عن منافعها اه قلت هو نوع من قياس

المنعم الغفور لا من باب التغییر وفیه فمن اضطر الی تناول لذة فی مخمصة وهی الهیجان الشدید للنفس غیر متجانف لاثم غیر منحرف لرذیلة فان الله غفور رحیم فیستر ذلك ویرحم بمدد التوفیق وفیه ومن یکفر بالایمان بان ینکر الشرائع والحقائق ویمتنع من قبولها فقد حبط عمله وهو فی الاخرة من الخاسرین بانکاره الشرائع و الحقائق اھ بتغییر یسیر۔

قوله تعالیٰ ما یرید الله لیجعل علیکم من حرج ولکن یرید لیطهرکم ولیتم نعمته علیکم لعلکم تشکرون فیه ان الرخصة[۲۶۴] الشرعیة لا نقص فیها فوجدان الضیق فیها مزاحمة للحق کما علیه الغالون فی العمل۔

قوله تعالیٰ ما یرید الله لیجعل علیکم من حرج ولکن یرید لیطهرکم ولیتم نعمته علیکم لعلکم تشکرون (ترجمہ اللہ تعالیٰ کو یہ منظور نہیں کہ تم پر کوئی تنگی ڈالیں لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ تمکو پاک صاف رکھے اور یہ کہ تم پر اپنا انعام تام کرے تاکہ تم شکر ادا کرو) اس سے معلوم ہوا[۲۶۴] کہ رخص شرعیہ میں نقص کے شبہ سے تنگدل ہونا جیسا کہ عمل میں غلو کرنے والے سمجھتے ہیں حق کی مزاحمت ہے۔

قوله تعالیٰ ولا یجرمنکم شنان قوم علی ان لا تعدلوا فیه النهی عن العمل[۲۶۵] بالطبعیات فی المعاملات وهو من المجاهدات۔

قوله تعالیٰ ولا یجرمنکم شنان قوم علی ان لا تعدلوا (ترجمہ اور کسی خاص لوگوں کی عداوت تمکو اسپر باعث نہو جاوے کہ تم عدل نہ کرو) اسمیں معاملات میں طبعیات[۲۶۵] پر عمل کرنے کی ممانعت ہے اور یہ منجملہ مجاہدات ہے۔

قوله تعالیٰ یا ایها الذین آمنوا اذکروا نعمة الله علیکم اذ هم قوم ان یبسطوا الیکم ایدیهم فکف ایدیهم عنکم فیه رد[۲۶۶] علی من یحقر نعم الله تعالیٰ الدنیویة فان ما من العظیم لیس بحقیر ما اکثر الجاهلین بالله تعالیٰ یفرطون فیه۔

قوله تعالیٰ یا ایها الذین آمنوا اذکروا نعمة الله علیکم اذ هم قوم ان یبسطوا الیکم ایدیهم فکف ایدیهم عنکم (ترجمہ اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کی انعام کو یاد کرو جو تم پر ہوا ہے جب کہ ایک قوم اس فکر میں تھی کہ تم پر دست درازی کریں تو اللہ تعالیٰ نے تم پر ان کا قابو نہیں چلنے دیا) اسمیں اس شخص پر رد ہے[۲۶۶] جو خدا تعالیٰ کی دنیوی نعمتوں کو حقیر سمجھتا ہے جیسا اکثر جاہل افراط کرتے ہیں۔

الحاشیة قوله تعالیٰ یا ایها الذین آمنوا اذا قمتم الی الصلوة فاغسلوا الخ فی الروح امر بالتطهیر لمن اراد الوقوف بین یدی الملك الکبیر جل شانه وعظم سلطانه وبدأ بالوجه لانه سبحانه وتعالیٰ نقشه بنقش خاتم صفاته وقال بعض العارفین هذا خطاب للمؤمنین بالایمان العلمی اذا قاموا عن نوم الغفلة وقصدوا صلوة الحضور والمناجاة الحقیقیة والتوجه الی الحق ان یطهروا وجوه قواهم بماء العلم النافع الطاهر المطهر من علم الشرائع والاخلاق والمعاملات الذی یتعلق بازالة الموانع عن لوث صفات النفس و ایدیکم ای طهروا ایضا قدرکم وقدرتکم عن دنس تناول الشهوات والتصرفات فی مواد الرجس وامسحوا برؤسکم وارجلکم فان القلب ذو وجهین احدهما الی الروح والرأس هنا اشارة الیه والثانی الی النفس وقواها

واحری بالرجل ان تکون اشارۃ الیہ وان کنتم جنبا فاطھروا الجنابۃ غربۃ العبد عن موطنہ الذی وليس الا العبودیۃ وکل ذلک یوجب التطھیر وان کنتم مرضی با دواء الرذائل او علی سفر فی بیداء الجھل والحیرۃ بطلب الشھوات او جاء احد منکم من الغائط ای الاشتغال بلوث المال ملوثا بمحبتہ او لامستم النساء ای لازمتم النفوس وباشرتموھا فی قضاء وطرھا فلم تجدوا ماء علما یھدیکم الی التخلص عن ذلک فتیمموا صعیدا طیبا ارجعوا الی المرشدین ارباب الاستعداد فامسحوا بوجوھکم وایدیکم ای امسحوا ذواتکم وصفاتکم بما ایتصاعد من انوار استعدادھم وتخلقوا باخلاقھم واسلکوا مسالکھم حتی تمحی عنکم تلک الھیات المھلکۃ وتبقی انفسکم صافیۃ (یعنی اذا لم یمکن الاستعانۃ بالتحقیق فاستعینوا بصحبۃ المشائخ) ما یرید اللہ لیجعل علیکم من حرج ای من ضیق ومشقۃ بکثرت المجاھدات ولکن یرید لیطھرکم من الصفات الخبیثۃ ولیتم نعمتہ علیکم بالتکمیل ولعلکم تشکرون نعمۃ الکمال بالاستقامۃ والقیام بحق العدالۃ عند البقاء بعد الفناء واذکروا نعمۃ اللہ ومیثاقہ قال ابو عثمان النعم کثیرۃ واجلھا المعرفۃ بہ سبحانہ والمواثیق کثیرۃ اجلھا الایمان یا ایھا الذین اٰمنوا اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذھم قوم ای من قوی نفوسکم المحجوبۃ وصفاتھا ان یبسطوا الیکم ایدیھم بالاستیلاء والقھر لتحصیل مآربھا ولذاذھا فکف ایدیھم عنکم ای فمنعھا عنکم بما اراکم من طریق التطھیر والتنزیہ واتقوا اللہ واجعلوہ سبحانہ وقایۃ فی قھرھا ومنعھا وعلی اللہ فلیتوکل المؤمنون برؤیۃ الافعال کلھا منہ عز وجل اہ ملخصًا۔

قولہ تعالیٰ وبعثنا منھم اثنی عشر نقیبا فیہ اصل لتسلیط الشیوخ خلفائھم نیابۃ عنھم علی عوام المریدین لتعھدھم وتصفح احوالھم للتربیۃ فیکون کلا الی من بینھم مناسبۃ

قولہ تعالیٰ وبعثنا منھم اثنی عشر نقیبا (ترجمہ اور ہمنے اُن میں سے بارہ سردار مقرر کئے) اسمیں اصل ہے مشائخ اہل تربیۃ کی اس عادت کی کہ مریدین پر اپنے نائبوں کو اس غرض سے مسلط کر دیتے ہیں کہ وہ اُن کی اصلاح وتعلیم کی نگرانی کریں اور اُن کو ایسوں کے سپرد کرتے ہیں جنمیں باہم مناسبت ہو۔

قولہ تعالیٰ فبما نقضھم میثاقھم لعناھم وجعلنا قلوبھم قاسیۃ لما کان بعض اقسام القبض ھی القساوۃ دل علی تسببہ عن المعاصی والمسئلۃ معروفۃ وقولہ تعالیٰ یحرفون الکلم عن مواضعہ الدال علی الاجتراء علی التحریف وقولہ تعالیٰ ونسوا حظا مما ذکروا بہ المفسر عند بعضھم بسقوط اشیاء من التوریۃ

قولہ تعالیٰ فبما نقضھم میثاقھم لعناھم وجعلنا قلوبھم قاسیۃ (ترجمہ تو صرف ان کی عہد شکنی کی وجہ سے ہمنے اُنکو اپنی رحمت سے دور کر دیا اور ہمنے اُن کے قلوب کو سخت کر دیا) چونکہ بعض اقسام قبض سے یہ قساوت بھی ہے آیت سے معلوم ہوا کہ معاصی سے بھی قبض ہوتا ہے اور یحرفون الکلم سے (جو کہ جرأت علی التحریف پر دال ہے) اور نسوا حظا مما ذکروا بہ سے (جسکی تفسیر بعض نے یہ کی ہے کہ اس معصیت کی نحوست سے بہت سے مضامین توریت کے انکے حافظہ سے ساقط ہو گئے تھے) یہ معلوم ہوا کہ ایسے قبض سے معاصی بھی ہوتے ہیں پس یہ قبض معاصی کا منشا بھی ہے اور معاصی اس سے ناشی بھی ہیں۔

تسلیط الخلفاء علی المریدین

تسبب بعض اقسام القبض عن المعصیۃ

عن حفظهم لقوم مرذلك كما في روح المعاني دل على سببية هذا القبض لامثال هذه المعاصي فهذا القبض كما ينشأ عن المعاصي كذلك ينشأ عنه المعاصي۔

قوله تعالیٰ فنسوا حظا مما ذكروا به فاغرينا بينهم العداوة الخ دل على ان المعاصي كما هي سبب للنكال الآخرة كذلك هي سبب النكال الاولى

قولہ تعالیٰ فنسوا حظا مما ذکروا به فاغرينا بينهم العداوة (ترجمہ سو وہ بھی جو کچھ اُن کو نصیحت کی گئی تھی اسمیں سے اپنا ایک بڑا حصہ فوت کر بیٹھے تو ہمنے اُن میں باہم قیامت تک کیلئے بغض و عداوت ڈالدیا) دال ہے اسپر کہ معاصی جیسا عقاب آخرت کا سبب ہیں اسی طرح عقاب دنیا کا بھی کیونکہ خانہ جنگی یقینا دنیا میں عقاب ہے۔

قوله تعالیٰ ويعفو عن كثير في روح المعاني اي ولا يظهر كثيرا مما تخفونه اذا لم تدع اليه داعية دينية صيانة لكم عن زيادة الافتضاح اه فيه ان اهل الله لا يقصدون بعدا وتهم محض شفاء الغيظ النفساني اذا لم يترتب عليه الغرض الديني

قولہ تعالیٰ ويعفو عن كثير (ترجمہ اور بہت سے امور کو واگذاشت کردیتے ہیں) روح میں اسکی تفسیر یہ کی ہے کہ تمھارے بہت سے مخفی کئے ہوئے مضامین کو ظاہر نہیں فرماتے جبکہ اُس کا کوئی دینی قوی داعی نہو تاکہ تمھاری زیادہ فضیحت نہو آہ اس سے معلوم ہوا کہ اہل اللہ عداوت میں بھی محض شفاء غیظ نفسانی کا قصد نہیں کرتے یعنی جب اسمیں مصلحت دینی نہو تو غیظ پر عمل نہیں کرتے۔

قوله تعالیٰ يهدي به الله من اتبع رضوانه سبل السلام دل على ان اصل المقصود هو ابتغاء الرضوان والوصول الى الجنة تابع له۔

قولہ تعالیٰ يهدي به الله من اتبع رضوانه سبل السلام (ترجمہ اور ایک کتاب واضح کہ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ ایسے شخصوں کو جو رضائے حق کے طالب ہوں سلامتی کی راہیں بتلاتے ہیں) اسپر دال ہے کہ اصل مقصود طلب رضا ہے اور دخول جنت اسکے تابع ہے۔

قوله تعالیٰ لقد كفر الذين قالوا ان الله هو المسيح ابن مريم صريح في الرد على القائلين بالاتحاد بين الخلق والحق۔

قولہ تعالیٰ لقد كفر الذين قالوا ان الله هو المسيح ابن مريم (ترجمہ بلاشبہ وہ لوگ کافر ہیں جو یوں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عین مسیح بن مریم ہیں) اسمیں اُن لوگوں پر صریح رد ہے جو حق اور خلق میں اتحاد کے قائل ہیں۔

قوله تعالیٰ وقالت اليهود والنصارى نحن ابناء الله واحباءه الخ فيه الرد على من يدعي القرب لكنه لا يؤاخذ معه على المعصية وكان مرادهم ذلك كما ينبئ عنه الرد عليهم بقوله تعالى قل فلم

قولہ تعالیٰ وقالت اليهود والنصارى نحن ابناء الله واحباءه الخ (ترجمہ اور یہود و نصاریٰ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اُس کے محبوب ہیں) اسمیں اُس شخص پر رد ہے جو خدا تعالیٰ کے ساتھ ایسے قرب کا دعویٰ

یعذبکم بذنوبکم۔

قولہ تعالیٰ یا قوم اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جعل فیکم انبیاء الخ فیہ ان کون الشخص من بیت اہل اللہ من النعم التی یجب الشکر علیہا لما فیہ من تسہیل الدین علیہ نعم لا یجوز التفاخر علیہ والتعجب بہ۔

قولہ تعالیٰ ولا ترتدوا علیٰ ادبارکم فتنقلبوا خاسرین فیہ ان المعصیۃ قد تفضی الی المضار العاجلۃ۔

قولہ تعالیٰ قال رب انی لا املک الا نفسی واخی الخ فیہ ان الشیخ یجوز لہ التصرف بالحکم فی التابع لہ فی الدین کالتصرف فی نفسہ وھذا کالعادۃ فی اہل الطریق۔

قولہ تعالیٰ قال انما یتقبل اللہ من المتقین فیہ اظہار کمالہ الدینی شکرا لا فخرا۔

قولہ تعالیٰ لئن بسطت الی یدک لتقتلنی ما انا بباسط یدی الیک لاقتلک لما لم یکن ثم نص علی جواز القتل مدافعۃ کان ھذا الجواز مشتبہا فاحتاط ھابیل عن ارتکابہ فدل علی کون التحرز عن الشبہات مطلوبا۔

قولہ تعالیٰ فاصبح من النادمین لما ورد فی الحدیث

کرتا ہو کہ ہمیں معصیت پر بھی مواخذہ نہ ہوگا اور اُن کی یہی مراد تھی جیسا قل فلم یعذبکم بذنوبکم سے رد کرنا اسپر دلالت کر رہا ہے۔

قولہ تعالیٰ یا قوم اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جعل فیکم انبیاء الخ (ترجمہ اے میری قوم تم اللہ تعالیٰ کے انعام کو جو کہ تم پر ہوا ہے یاد کرو جب کہ اللہ تعالیٰ نے تم میں بہت سے پیغمبر بنائے) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی شخص کا اہل اللہ کے خاندان سے ہونا بھی ایک نعمت ہے جس پر شکر واجب ہے کیونکہ اس تعلق سے اسپر دین سہل ہو جاتا ہے البتہ اسپر تفاخر و عجب جائز نہیں۔

قولہ تعالیٰ ولا ترتدوا علیٰ ادبارکم فتنقلبوا خاسرین (ترجمہ اور پیچھے واپس مت چلو کہ بالکل خسارہ میں پڑ جاؤ گے) اس سے معلوم ہوا کہ معصیت سے کبھی دنیوی مضرتیں بھی پیدا ہو جاتی ہیں۔

قولہ تعالیٰ قال رب انی لا املک الا نفسی واخی الخ (ترجمہ موسیٰ علیہ السلام دعا کرنے لگے کہ اے میرے پروردگار اپنی جان اور اپنے بھائی پر البتہ اختیار رکھتا ہوں) اخی کے بڑھانے سے معلوم ہوا کہ شیخ اپنے مخلص تابع میں وہی حاکمانہ تصرف کر سکتا ہے جو اپنے نفس میں کر سکتا ہے اور اہل طریق کی یہ عادت شائع ہے۔

قولہ تعالیٰ قال انما یتقبل اللہ من المتقین (ترجمہ اس نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ متقیوں ہی کا عمل قبول کرتے ہیں) اس میں دلالت ہے کہ اپنا کمال دینی ظاہر کرنا شکراً جائز ہے نہ کہ فخراً۔

قولہ تعالیٰ لئن بسطت الی یدک لتقتلنی ما انا بباسط یدی الیک لاقتلک (ترجمہ اگر تو مجھ پر میرے قتل کرنے کیلئے دست درازی کریگا تب بھی میں تجھ پر تیرے قتل کرنے کیلئے ہرگز دست درازی کرنے والا نہیں ہوں) چونکہ اس وقت تک کوئی ایسی نص نہ تھی جس سے قتل مدافعۃ کی اجازت ہو اسلئے ہابیل نے اسکے ارتکاب سے احتیاط کی پس اس سے شبہات سے بچنے کا مطلوب ہونا ثابت ہوا۔

قولہ تعالیٰ فاصبح من النادمین (ترجمہ سو وہ شرمندہ ہوا)

المعصیۃ قد تفضی الی المضار الدنیویۃ
التصرف فی نفس المرید
اظہار کمالہ الدینی شکرا
کون التحرز عن الشبہات مطلوبا

کتابة کل قتل علی قابیل الدال علی عدم نفع الندم ثبت به ان کل ندامة لایکون توبة وانما التوبة ندم یکون بعدہ العذر والانکسار واهتمام التدارک

حدیث سے ہر خون ناحق کا قابیل پر بھی لکھا جانا معلوم ہوتا ہے اس سے ثابت ہوا کہ یہ ندامت نافع نہیں ہوئی تو اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ہر ندامت توبہ نہیں بلکہ وہی ندامت توبہ ہے جسکے بعد عذر اور انکسار اور تدارک کا اہتمام ہو۔

قوله تعالیٰ انما جزاء الذین یحاربون الله ورسوله الخ سمی محاربة الرسول صلی الله علیه وسلم ومحاربة اهل شریعته وسالکی طریقته من المسلمین محاربة لله تعالیٰ فدل علی ان المعاملة مع اهل الله کالمعاملة مع الله تعالیٰ۔

قوله تعالیٰ انما جزاء الذین یحاربون الله ورسوله الخ (ترجمہ جو لوگ اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور ملک میں فساد پھیلاتے پھرتے ہیں ان کی یہی سزا ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور مسلمین کے ساتھ محاربہ کرنے کو محاربہ مع اللہ تعالیٰ فرمانے سے اس پر دلالت ہوئی کہ اہل اللہ کے ساتھ ایسا معاملہ کرنا گویا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کرنا ہے۔

قوله تعالیٰ وابتغوا الیه الوسیلة فی تفسیر البیضاوی وسل الی کذا اذا تقرب الیه من فعل الطاعات وترک المعاصی فالوسیلة هی الطاعات وفی روح المعانی استدل بعض الناس بهذه الآیة علی مشروعیة الاستغاثة بالصالحین وجعلهم وسیلة بین الله تعالیٰ وبین العباد الی قوله وکل ذلک بعید عن الحق بمراحل واطال فی ذلک فراجعه ینفعک وینبهک علی ذلک لدفع الغلط فی تفسیر الوسیلة

قوله تعالیٰ وابتغوا الیه الوسیلة (ترجمہ اور خدا تعالیٰ کا قرب ڈھونڈو) وسل یعنی تقرب ہے جس کا ذریعہ طاعات کا کرنا اور معاصی کا چھوڑنا ہے اور توسل بالصلحین کے مسئلہ کو اس آیت سے کوئی مس نہیں (من روح المعانی)

قوله تعالیٰ فمن تاب من بعد ظلمه واصلح فان الله یتوب علیه دل علی توقف اعتبار التوبة علی الاصلاح کرد مال السرقة ان امکن او استحلاله لنفسه من مالکه او انفاقه فی سبیل الله ان جهله فی هذا المقام۔

قوله تعالیٰ فمن تاب من بعد ظلمه واصلح فان الله یتوب علیه (ترجمہ پھر جو شخص توبہ کرے اپنی اس زیادتی کرنے کے بعد اور اعمال کی درستی رکھے تو بے شک اللہ تعالیٰ اس پر توجہ فرماویں گے) اس سے معلوم ہوا کہ توبہ کا معتبر ہونا اصلاح پر موقوف ہے مثلاً بشرط امکان سرقہ وغیرہ کا مال واپس کر دینا ورنہ مالک سے معاف کرانا یا مالک معلوم نہ ہو تو ایسے موقع پر فی سبیل اللہ تصدق کرنا۔

قوله تعالیٰ یا ایها الرسول لا یحزنک الذین الخ فیه ما علیه اهل الله من عدم المبالغة فی الاهتمام بسوء حال المعرضین۔

قوله تعالیٰ یا ایها الرسول لا یحزنک الذین الخ (ترجمہ اے رسول جو لوگ کفر میں دوڑ دوڑ گرتے ہیں آپ کو غمگین نہ کریں) اس میں اہل طریق کی اس عادت کی اصل ہے کہ اہل اعراض کی بدحالی کا زیادہ اہتمام نہیں کرتے۔

قوله تعالیٰ یحرفون الکلم من بعد مواضعه فی الروح

قوله تعالیٰ یحرفون الکلم من بعد مواضعه (ترجمہ کلام کو

مطابق ماہ نومبر سنہ ۱۹۲۹ء

يغيرون[۲۸۴] قوانين الشريعة بتمويهات الطبيعة فكن يأول القرآن والاحاديث على وفق هواه وليس ما نحن فيه من هذا القبيل لان ذلك انما يكون بالانكار ان يكون الظاهر مراد الله تعالى فانه كفر صريح وانما نقول المراد هو الظاهر لكن فيه اشارة الى اشياء اخر لا يكاد يحيط لها نطاق الحصر لو يشك ان يكون ما ذكر بعضا منها اھ۔

بعد اسکے کہ وہ اپنے موقعہ پر ہوتا ہے بدلتے رہتے ہیں) یعنی جیسے معنی قوانین شریعت[۲۸۴] کو تمویہات طبیعت سے متغیر کرتے ہیں جیسے کوئی قرآن وحدیث کو اپنی ہوائے نفسانی کے موافق تاول کرے اور صوفیہ محققین کی تاویل اس قبیل سے نہیں کیونکہ وہ ظاہر معنی کے مراد ہونے سے انکار نہیں کرتے کہ وہ کفر صریح ہے بلکہ ظاہر کے مراد ہوتے ہوئے اسمیں اور اشارات بھی مانتے ہیں اھ ملخصاً۔

قوله تعالى يقولون ان اوتيتم هذا فخذوه وان لم تؤتوه فاحذروا الآية نا عية[۲۸۵] على من راجع العلماء لا للعمل بقولهم بل لرجاء موافقتهم غرضه فيجعل قولهم جنة عن الملامة على سوء حاله وهو ظاهر۔

قوله تعالى يقولون ان اوتيتم هذا فخذوه وان لم تؤتوه فاحذروا (ترجمہ کہتے ہیں کہ اگر تم کو یہ حکم ملے تو قبول کر لینا اور اگر تمکو یہ حکم نہ ملے تو احتیاط رکھنا) اسمیں اس شخص کی مذمت[۲۸۵] ہے جو علما کی طرف عمل کرنے کے لئے رجوع نہ کرے بلکہ اس امید سے رجوع کرے کہ شاید اُنکی غرض کے موافق کوئی بات نکل آوے تو اُن کے قول کو بدنامی کی سپر بنالے۔

قوله تعالى ومن يرد الله فتنته فلن تملك له من الله شيئا اولئك الذين لم يرد الله ان يطهر قلوبهم فيه دلالة[۲۸۶] على ان ارادة الشيخ وشفقته لا يغني شيئا بدون فضل الله وتوفيقه۔

قوله تعالى ومن يرد الله فتنته فلن تملك له من الله شيئا اولئك الذين لم يرد الله ان يطهر قلوبهم (ترجمہ اور جسکا خراب ہونا اللہ تعالیٰ کو منظور ہو تو اس کے لئے اللہ سے تیرا کچھ زور نہیں چل سکتا یہ لوگ ایسے ہیں کہ خدا تعالیٰ کو اُنکے دلوں کا پاک کرنا منظور نہیں) اسمیں دلالت[۲۸۶] ہے کہ شیخ کی شفقت اور توجہ بدون فضل و توفیق الٰہی کے کچھ نفع نہیں دیتی۔

قوله تعالى سماعون للكذب اكالون للسحت فيه تنبيه[۲۸۷] على رحمة الله تعالى بالعباد حيث علق الذم على الاكثار والاصرار ولم يذم على ما لا يخلو عنه احد عادة وكذلك داب الشيوخ المربين يسامحون عن امثال هذه ما لم يكن مع الجرأة والاستخفاف

قوله تعالى سماعون للكذب اكالون للسحت (ترجمہ یہ لوگ غلط باتوں کے سننے کے عادی ہیں بڑے حرام کے کھانے والے ہیں) اسمیں خدا تعالیٰ کی بڑی رحمت پر دلیل ہے کہ مذمت کو اکثار اور اصرار پر مرتب فرمایا سرسری خطا پر مذمت نہیں فرمائی جس سے عادۃً کوئی خالی نہیں ہوتا اور یہی شان ہوتی ہے مشائخ اہل تربیت[۲۸۷] کی کہ خفیف امور سے تسامح کرتے ہیں جب تک کہ جرأت اور استخفاف نہو۔

قوله تعالى۔ فمن تصدق به فهو كفارة له في الروح تخريج الديلمي عن ابن عمر رض ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قرأ الآية فقال هو الرجل تكسر سنه

قوله تعالى فمن تصدق به فهو كفارة له (ترجمہ اور جو شخص اسکو معاف کردے تو وہ اسکے لئے کفارہ ہو جاویگا) حدیث مرفوع میں یہ تفسیر ہے کہ کسی کا دانت توڑ دیا جاوے

او یجرح من جسدہٖ فیعفو فیحط عنہ من خطایاہ بقدر ما عفا عنہ من جسدہٖ الحدیث الی قولہ وفیہ ترغیب فی العفو اھ قلت ومثل ھذا العفو من اخلاق اہل اللہ تعالیٰ۔

یا بدن میں زخم کردیا جاوے اور وہ معاف کردے تو بقدر اسکے عفو کے اسکی خطائیں عفو کردی جاتی ہیں سو اسمیں ترغیب ہے عفو کی کذا فی الروح اور اس قسم کا عفو اہل اللہ کے اخلاق میں سے ہے۔

قولہ تعالیٰ فسوف یأتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ الی قولہ لا یخافون فی اللہ لومۃ لائم فیہ تصریح بما علیہ اہل اللہ۔

قولہ تعالیٰ فسوف یأتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ الی قولہ لا یخافون فی اللہ لومۃ لائم (ترجمہ تو اللہ تعالیٰ بہت جلد ایسی قوم کو پیدا کردیگا جن سے اللہ تعالیٰ کو محبت ہوگی اور اُن کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہوگی مہربان ہوں گے وہ مسلمانوں پر تیز ہوں گے کافروں پر جہاد کرتے ہونگے اللہ کی راہ میں اور وہ لوگ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے) اسمیں اہل اللہ کے طریق کی تصریح ہے۔

الحاشیۃ قولہ تعالیٰ لکل جعلنا منکم شرعۃ ومنھاجا فی الروح قال بعضھم ان للہ سبحانہ بحار الارواح وانھار القلوب وسواقی للعقول ولکل واحد منھا شرعۃ فی ذلک ترد منھا کشرعۃ العلم وشرعۃ القدرۃ وشرعۃ الصمدیۃ وشرعۃ المحبۃ الی غیر ذلک وللہ عز وجل طرق بعدد انفاس الخلائق کما قال ابو یزید قدس سرہ والمراد بھا الطرق الشخصیۃ وکلھا توصل الیہ سبحانہ الی قولہ وقلما یتفق اثنان فی مشرب ونہج۔

قولہ تعالیٰ لکل جعلنا منکم شرعۃ ومنھاجا (ترجمہ تم میں سے ہر ایک کیلئے ہمنے ایک خاص شریعت اور خاص طریقت تجویز کی تھی) موافق تقریر حل کے اسمیں اس قول کی طرف اشارہ کہ کل سکتا ہے طرق الوصول الی اللہ بعدد انفاس الخلائق۔

قولہ تعالیٰ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون فی الروح وغالب الاخبار یبین علی انھا نزلت فی علیؓ فقد اخرج الحاکم وابن مردویہ وغیرھما عن ابن عباسؓ باسناد متصل قال اقبل ابن سلام الی قولہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی ای حال اعطاک فقال وھو راکع فکبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم تلا ھذہ الایۃ الحدیث فیہ بعد صحۃ وبلغنی انہ قیل لابن الجوزی کیف تصدق علیؓ بالخاتم وھو فی الصلاۃ والظن فیہ بل العلم الجازم ان لہؓ شغلا شاغلا فیھا عن الالتفات الی ما لا یتعلق بھا وقد حکی ما یؤید ذلک کثیر فانشا یقول

یسقی ویشرب لا تلھیہ سکرتہ	عن الندیم ولا یلھو عن الناس
اطاعۃ سکرہ حتی تمکن من	فعل الصحاۃ فھذا واحد الناس

قولہ تعالیٰ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون (ترجمہ اور زکوٰۃ دیتے ہیں کہ اُن میں خشوع ہوتا ہے) اس سے یہ امر بھی ماخوذ ہوسکتا ہے کہ اگر عین ذکر میں کسی ایسے شغل کا ہجوم وتقاضا ہو کہ اگر اُس سے فارغ نہ ہو تو اُس کا قلب مشغول رہے تو اُس سے جلدی فارغ ہوجانا مستحسن ہے اور اہل طریق کے نزدیک یہ معروف ہے۔

آی فی الجواب ۱۲ منہ

اه قلت ویؤخذ منه[291] استحسان تعجیل الفراغ عن ما یعتریه فی عین حال التشغل مع الذکر مما لو یفرغ بقی قلبه مشغولا معه ویعرفه اهل الطریق۔

قوله تعالیٰ فان حزب اللّٰه هم الغالبون ولو حملت[292] هذه الغلبة علی قوة القلب کما یکون لاهل اللّٰه تعالیٰ وان هجمت علیهم اسباب المغلوبیة ظاهرًا کان اسهل فی الفهم فان شاء هذا لاجل التوکل والتعلق مع اللّٰه تعالیٰ کما قال تعالیٰ فما وهنوا لما اصابهم فی سبیل اللّٰه وما ضعفوا وما استکانوا واللّٰه اعلم۔

قولہ تعالیٰ فان حزب اللّٰه هم الغالبون (ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا گروہ بلاشبہ غالب ہے) اگر اس غلبہ کی تفسیر قوت قلب[292] سے کیجاوے تو فہم میں اسہل ہو جائے۔ اور اہل اللہ پر خواہ اسباب مغلوبیۃ کا ظاہرًا کتنا ہی ہجوم ہو مگر توکل اور تعلق مع اللہ کے ان کو ضعف و استکانت نہیں ہوتا

قوله تعالیٰ لا تتخذوا الذین اتخذوا دینکم هزوا ولعبا الی قوله اولیاء فیه التجنب[293] عمن یسخر بالطریق واهله۔

قولہ تعالیٰ لا تتخذوا الذین اتخذوا الی قولہ اولیاء (ترجمہ اے ایمان والو جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب مل چکی ہے جو ایسے ہیں کہ انھوں نے تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل بنا رکھا ہے ان کو اور دوسرے کفار کو دوست مت بناؤ) اسمیں ایسے شخص سے علیحدگی[293] رکھنے پر دلالت ہے جو اہل اللہ کے اور ان کے طریق کے ساتھ تمسخر کرے۔

قوله تعالیٰ من لعنه اللّٰه الی قوله اضل عن سواء السبیل فیه اظهار ذم المخالف[294] للحق اذا کانت فیه مصلحة دینیة وهو لا ینافی الصبر والحلم۔

قولہ تعالیٰ من لعنہ اللّٰہ الی قولہ اضل عن سواء السبیل (ترجمہ جنکو اللہ تعالیٰ نے دور کر دیا ہو اور انپر غضب فرمایا ہو اور ان کو بندر اور سور بنا دیئے ہوں اور انھوں نے شیطان کی پرستش کی ہو ایسے اشخاص مکان کے اعتبار سے بھی بہت برے ہیں اور راہ راست سے بھی بہت دور ہیں) اسمیں دلالت[294] ہے کہ جب مصلحت دینیہ ہو تو مخالف کی ذم کو خوب ظاہر کرے اور یہ صبر و حلم کے منافی نہیں۔

قوله تعالیٰ وتری کثیرا منهم یسارعون فی الاثم والعدوان واکلهم السحت فی الروح ای یقدمون بسرعة علی جمیع الرذائل[295] لاعتیادهم لها وتدربهم فیها وکونها ملکات لنفوسهم فالاثم رذیلة القوة النطقیة والعدوان رذیلة القوی الغضبیة واکل السحت رذیلة القوی الشهویة اه

قولہ تعالیٰ وتری کثیرا منهم یسارعون فی الاثم والعدوان واکلهم السحت لبئس ما کانوا یعملون (ترجمہ اور آپ ان میں بہت آدمی ایسے دیکھتے ہیں جو دوڑ دوڑ کر گناہ اور ظلم اور حرام کھانے پر گرتے ہیں واقعی ان کے یہ کام برے ہیں) اثم ایک رذیلہ ہے جو قوت نطقیہ سے پیدا ہوتا ہے اور عدوان ایک رذیلہ ہے جو قوت غضبیہ سے ناشی ہے اور اکل سحت ایک رذیلہ ہے جو قوت شہویہ پر مرتب ہوتا ہے (تو اسمیں[295] دلالت ہے کہ افعال کے مصادر ملکات ہیں)

قوله تعالیٰ لولا ینهاهم الربانیون والاحبار عن قولهم الاثم واکلهم السحت لبئس ما کانوا یصنعون

قولہ تعالیٰ لولا ینهاهم الربانیون والاحبار عن قولهم الاثم واکلهم السحت لبئس ما کانوا یصنعون۔

[291] تفریغ القلب عن الشغل [illegible]
[292] قوت قلب [illegible]
[293] [illegible] بالطریق
[294] [illegible] مخالف کا اعلان
[295] ملکات کا مصادر افعال ہونا۔

فی الروح فان کان الفعل عن قصد سمی عملا ثم ان فصل مزاولة وتکرر حتی رسخ وصار ملکة له سمی صنعا اھ ففی الآیة حیث اورد فی ھذا یصنعون وفیما قبلہ یعملون تنبیہ علی ان الشیخ[۲۹۴] الذی یوثر لنھیہ فی کف المنھی عن فعل المنھی اقبح حالا من المرتکب فان الداعی له الی عدم الانتھاء انما ھو الشھوة والداعی لھذا الشیخ الی عدم النھی حب الدنیا وحب الدنیا اشد من الشھوة

(ترجمہ ان کو مشائخ اور علماء گناہ کی بات کہنے سے اور حرام مال کھانے سے کیوں نہیں منع کرتے واقعی ان کی یہ عادت بری ہے) روح میں ہے کہ جو فعل محض قصد سے صادر ہو وہ عمل ہے اور جو مزاولت و اعتیاد سے صادر ہو وہ صنع ہے تو صنع میں زیادتی ہے عمل سے بس اسمیں تنبیہ[۲۹۴] ہے کہ جو شیخ اور مقتدا باوجود امید اثر کے منع نہ کرے وہ زیادہ بدحال ہے اصل مرتکب سے کیونکہ مرتکب کے لئے داعی شہوت عارضی ہے اور اس شیخ کیلئے حب دنیا ہے جو بلکہ ہو گئی ہے اور حب دنیا شہوت سے اقبح ہے۔

الحاشیہ قولہ تعالیٰ ولو انھم اقاموا التوراة والانجیل وما انزل الیھم من ربھم لاکلوا من فوقھم ومن تحت ارجلھم فی الروح فما ظنك بالعارف السالك[۲۹۵] اذا قمع ھوی النفس معتصما بحبل الله تعالیٰ وسنة حبیبه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فانه تعالیٰ یفیض علی قلبه سجال فضائله و سحائب برکاته فتظھر ینابیع الحکمة من قلبه علی

قولہ تعالیٰ ولو انھم اقاموا التوراة والانجیل وما انزل الیھم من ربھم لاکلوا من فوقھم ومن تحت ارجلھم (ترجمہ اور اگر یہ لوگ توراۃ اور انجیل کی اور جو کتاب ان کے پاس بھیجی گئی ہے اسکی پوری پابندی کرتے تو یہ لوگ اوپر سے اور نیچے سے خوب فراغت سے کھاتے) یہی حال ہے[۲۹۵] سالک کا کہ اگر پورا عمل کرے تو اسپر رزق معنوی یعنی فیوض و برکات کا افاضہ ہوتا ہے۔

لسانه ولذا اکتب بعض العارفین بھذه الآیة الی الامام ارشاد اله الی معرفة طریق اھل الله عز شانه اھ ملخصا

قولہ تعالیٰ قل یا اھل الکتاب لستم علی شیء حتی تقیموا التوریة والانجیل وما انزل الیکم من ربکم دلت الآیة[۲۹۶] علی انه لا یعتد بشیء من الکمالات بدون اتباع الشریعة

قولہ تعالیٰ قل یا اھل الکتاب لستم علی شیء حتی تقیموا التوراة والانجیل وما انزل الیکم من ربکم (ترجمہ آپ کہئے کہ اے اہل کتاب تم کسی راہ پر بھی نہیں جب تک کہ توریت کی اور انجیل کی اور جو کتاب تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے بھیجی گئی ہے اسکی بھی پوری پابندی نہ کروگے) اس سے[۲۹۸] معلوم ہوا کہ بدون اتباع شریعت کے کوئی کمال معتبر نہیں۔

قولہ تعالیٰ فلا تأس علی القوم الکفرین دل[۲۹۹] علی عدم القلق علی المرحق کما ھو شان المبالغین فی الشفقة

قولہ تعالیٰ فلا تأس علی القوم الکفرین (ترجمہ تو آپ ان کافر لوگوں پر غم نہ کیا کیجئے) اسمیں[۲۹۹] دلالت ہے کہ اعراض کرنیوالے پر زیادہ قلق نہ کرے جیسا بعض مبالغین فی الشفقة کرتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ کلما جاءھم رسول بما لا تھوی انفسھم فریقا کذبوا وفریقا یقتلون دل علی ان[۳۰۰] اصل جمیع

قولہ تعالیٰ کلما جاءھم رسول بما لا تھوی انفسھم فریقا کذبوا وفریقا یقتلون (ترجمہ جب کبھی ان کے پاس

الکبائر ھو اتباع الھوی ولذا تری الصوفیة یکدحون فی استیصالھا۔

کوئی پیغمبر ایسا حکم لایا جسکو اُن کا جی نہ چاہتا تھا بعضوں کو جھوٹا بتلایا اور بعضوں کو قتل ہی کر ڈالتے تھے) اسپر دال ہے کہ تمام کبائر کی اصل اتباع ہویٰ ہے اسی لئے صوفیا اس کے استیصال میں سخت کوشش کرتے ہیں۔

قوله تعالیٰ حسبوا ان لا تکون فتنة فعموا وصموا ثم تاب اللہ علیھم ثم عموا وصموا کثیر منھم دل علی بطلان الاستعداد بمعنی اضمحلاله کل الاضمحلال بالاصرار علی المعاصی۔

قوله تعالیٰ وحسبوا ان لا تکون فتنة فعموا وصموا ثم تاب اللہ علیھم ثم عموا وصموا کثیر منھم (ترجمہ اور یہی گمان کیا کہ کچھ سزا نہ ہوگی اس سے اور بھی اندھے اور بہرے بن گئے پھر اللہ تعالیٰ نے اُن پر توجہ فرمائی پھر بھی اندھے اور بہرے بنے رہے یعنی اُن میں کے بہتیرے) اسمیں دلالت [30] ہے کہ اصرار علی المعاصی سے استعداد بالکل مضمحل ہو جاتی ہے اسی کو بطلان استعداد کہہ دیتے ہیں۔

قوله تعالیٰ لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم دل علی بطلان [31] الحلول والاتحاد الذی یزعمه جھلة الصوفیة۔

قوله تعالیٰ لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح بن مریم (ترجمہ بے شک وہ لوگ کافر ہو چکے جنھوں نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ عین مسیح ابن مریم ہیں) اسمیں بطلان [31] حلول واتحاد کا جسکے قائل جاہل صوفی ہیں دلالت ہے۔

قوله تعالیٰ قل تعبدون من دون اللہ ما لا یملك لکم ضرا ولا نفعا فیه ابطال [32] مما یزعمه الجھلة من کون المشائخ متصرفین مستقلین۔

قوله تعالیٰ قل تعبدون من دون اللہ ما لا یملك لکم ضرا الخ (ترجمہ آپ فرمائیے کیا خدا کے سوا ایسے کی عبادت کرتے ہو جو کہ تمکو نہ کوئی ضرر پہونچانے کا اختیار رکھتا ہے) اسمیں ابطال [32] ہے مشائخ کو متصرف مستقل سمجھنے کا جیسا جاہلوں کا زعم ہے۔

قوله تعالیٰ ولا تتبعوا اھواء قوم قد ضلوا فیه ابطال [33] للرسوم المراغمة للشریعة والمنسوبة الی المشائخ ویجاب عنھم بتکذیب النسبة او کونھم ذا عذر صحیح۔

قوله تعالیٰ ولا تتبعوا اھواء قوم قد ضلوا (ترجمہ اور اُن لوگوں کے خیالات پر مت چلو جو پہلے خود بھی غلطی میں پڑ چکے ہیں) اسمیں اُن رسوم [33] کا ابطال ہے جو شریعت کے خلاف ہیں گو مشائخ کی طرف منسوب ہوں اور اگر وہ مشائخ محققین ہیں تو اُن کی طرف منسوب کرنے کی تکذیب کرینگے یا کسی عذر صحیح پر محمول کرینگے۔

قوله تعالیٰ ذلك بان منھم قسیسین ورھبانا وانھم لا یستکبرون۔ فیه ان العلوم [34] والاخلاق لھا دخل عظیم فی الاعمال ولذا تری المشائخ المحققین لا یھتمون بالاعمال اھتمامھم بالعلوم والاخلاق۔

قوله تعالیٰ ذلك بان منھم قسیسین ورھبانا وانھم لا یستکبرون (ترجمہ یہ اس سبب سے ہے کہ انمیں بہت سے علم دوست عالم ہیں اور بہت سے تارک دنیا درویش ہیں اور اس سبب سے ہے کہ یہ لوگ متکبر نہیں ہیں) اس بار سے [34] معلوم ہوا کہ علوم و اخلاق کو اعمال میں دخل عظیم ہے اسی لئے مشائخ کو اخلاق و علوم کا اہتمام اعمال سے زیادہ ہوتا ہے

[30] بطلان الاستعداد بالمعاصی — اصرار علی المعاصی سے استعداد کا بطلان
[31] بطلان الحلول والاتحاد — حلول و اتحاد کا بطلان
[32] بطلان اعتقاد الجہلة فی المشائخ — شیوخ کو متصرف مستقل سمجھنے کا ابطال
[33] ابطال الرسوم المخالفة للشرع — رسوم خلاف شرع کا ابطال
[34] ان للعلوم والاخلاق مدخلا فی الاعمال — علوم و اخلاق کو اعمال میں دخل ہونا

قوله تعالى ترى اعينهم تفيض من الدمع فيه اثبات الوجد فانه حالة محمودة غريبة غير اختيارية۔

قوله تعالى ترى اعينهم تفيض من الدمع (ترجمہ تو آپ انکی آنکھیں آنسو سے بہتی ہوئی دیکھتے ہیں) اسمیں تحقیق وجد کا اثبات ہے کیونکہ وجد کی حقیقت یہ ہے حالة محمودة غريبة غير اختيارية۔

قوله تعالى وما لنا لا نؤمن بالله وما جاءنا من الحق ونطمع ان يدخلنا ربنا مع القوم الصالحين فيه ان محض الطمع لا يعتد به بدون العمل۔

قوله تعالى وما لنا لا نؤمن بالله وما جاءنا من الحق ونطمع ان يدخلنا ربنا مع القوم الصالحين (ترجمہ اور ہمارے پاس کونسا عذر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ اور جو حق ہمکو پہونچا ہے اسپر ایمان نہ لاویں اور اسکی امید رکھیں کہ ہمارا رب ہمکو نیک لوگوں کی معیت میں داخل کردیگا) اسمیں دلالت ہے کہ محض طمع بدون عمل کے معتد بہ نہیں۔

قوله تعالى يا ايها الذين امنوا لا تحرموا طيبات ما احل الله لكم فيه ابطال لما عليه بعض المدعين للطريق من ترك الحيوانات تعبدا۔

قوله تعالى يا ايها الذين آمنوا لا تحرموا طيبات ما احل الله لكم (ترجمہ اے ایمان والو اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں تمہارے واسطے حلال کی ہیں ان میں لذیذ چیزوں کو حرام مت کرو) اسمیں رسم ترک حیوانات کا ابطال ہے جو بعض مدعیان طریقت کا طریق ہے۔

قوله تعالى انما يريد الشيطان ان يوقع بينكم العداوة والبغضاء في الخمر والميسر ويصدكم عن ذكر الله وعن الصلاة فيه ان المعاصي تتضمن المضار الدنيوية كتضمنها المضار الاخروية۔

قوله تعالى انما يريد الشيطان ان يوقع بينكم العداوة والبغضاء في الخمر والميسر ويصدكم عن ذكر الله وعن الصلوة (ترجمہ شیطان تو یوں چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ سے تمہارے آپس میں عداوت اور بغض واقع کردے اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے اور نماز سے تمکو باز رکھے) اسمیں دلالت ہے کہ معاصی میں جیسے اخروی مضرتیں ہیں اسی طرح دنیوی مضرتیں بھی ہیں۔

قوله تعالى ليس على الذين امنوا وعملوا الصلحت جناح فيما طعموا اذا ما اتقوا وامنوا وعملوا الصلحت ثم اتقوا وامنوا ثم اتقوا واحسنوا۔ في تكرير التقوى والايمان اشارة الى ان فيهما درجات بعضها فوق بعض يتدرج فيها السالك وفي الروح عن العلامة الطيبي ان معنى الآية انه ليس المطلوب من المؤمنين الزهادة عن المستلذات وتحريم الطيبات وانما المطلوب منهم الترقي في مدارج التقوى والايمان الى مراتب الاخلاص واليقين

قوله تعالى ليس على الذين آمنوا وعملوا الصلحت جناح فيما طعموا اذا ما اتقوا وآمنوا وعملوا الصلحت ثم اتقوا وآمنوا ثم اتقوا واحسنوا (ترجمہ ایسے لوگوں پر جو کہ ایمان رکھتے ہوں اور نیک کام کرتے ہوں اس چیز میں کوئی گناہ نہیں جسکو وہ کھاتے پیتے ہوں جبکہ وہ لوگ پرہیز رکھتے ہوں اور ایمان رکھتے ہوں اور نیک کام کرتے ہوں پھر پرہیز کرنے لگتے ہوں اور ایمان رکھتے ہوں پھر پرہیز کرنے لگتے ہوں) تقویٰ اور ایمان کو مکرر لانے میں اشارہ اس طرف ہے کہ ان دونوں میں بعض سے درجات ہیں کہ ایک دوسرے

خ سادم الفقر بسبب الكمال وفي هذا النظم بجهه || غوق ہیں جنمیں سالک ترقی کرتا ہے۔

ما رواه الترمذي وابن ماجة عنه من قوله صلى الله عليه وسلم ليس الزهادة في الدنيا بتحريم الحلال ولا اضاعة المال ولكن الزهادة ان لا تكون بما في يديك اوثق منك بما في يد الله تعالى انتهى ملخصاً۔

قوله تعالى۔ يا ايها الذين آمنوا ليبلونكم الله بشيء من الصيد الخ فيه اصل لما عليه بعض المشائخ من امتحانهم صدق المريد۔

قوله تعالى يا ايها الذين آمنوا ليبلونكم الله بشيء من الصيد الخ (ترجمہ اے ایمان والو اللہ تعالیٰ تھوڑے شکار سے تمہارا امتحان کریگا) اسمیں اصل ہے بعض مشائخ کی اس عادت کی کہ مرید کے صدق کا امتحان کرتے ہیں۔

قوله تعالى ومن قتله منكم متعمداً فجزاء مثل ما قتل الى قوله ومن عاد فينتقم الله منه فيه ما عليه اهل الرياضة من سياستهم انفسهم اذا جمحت بما يسهل تحمله اولا ثم بما يصعب عليها اذا عادت الثانية۔

قوله تعالى ومن قتله منكم متعمداً فجزاء مثل ما قتل الى قوله ومن عاد فينتقم الله منه (ترجمہ اور جو شخص تم میں اسکو جان بوجھکر قتل کریگا تو اُسپر پاداش واجب ہوگی جو کہ مساوی ہوگی اُس جانور کے جسکو اُس نے قتل کیا ہے جسکا فیصلہ تم میں سے دو معتبر شخص کردیں خواہ وہ پاداش خاص چوپایوں میں سے ہو بشرطیکہ نیاز کے طور پر کعبہ تک پہونچائی جاوے اور خواہ کفارہ مساکین کو دیدیا جاوے اور خواہ اسکے برابر روزے رکھ لئے جاویں تاکہ اپنے کئے کی شامت کا مزہ چکھے اللہ تعالیٰ نے گذشتہ کو معاف کر دیا اور جو شخص پھر ایسی حرکت کریگا تو اللہ تعالیٰ انتقام لیں گے) اسمیں اصل ہے اہل ریاضت کے اس طریق کی کہ اول خطا پر اپنے نفس کو ایسی سزا دیتے ہیں جسکا تحمل اسکو آسان ہوتا ہے اور اگر وہ پھر عود کرے تو ایسی سزا دیتے ہیں جو اسپر قدرے دشوار ہو۔

قوله تعالى احل لكم صيد البحر وطعامه فيه التعديل في الزهد والنهي عن الغلو فيه۔

قوله تعالى احل لكم صيد البحر وطعامه (ترجمہ تمہارے لئے دریا کا شکار پکڑنا اور اُس کا کھانا حلال کیا گیا) اسمیں زہد کی تعدیل ہے اور اسمیں غلو کرنے سے نہی ہے۔

قوله تعالى قل لا يستوي الخبيث والطيب ولو اعجبك كثرة الخبيث فيه عدم الاغترار بكثرة اهل الرسوم بمقابلة اهل الحقائق۔

قوله تعالى قل لا يستوي الخبيث والطيب ولو اعجبك كثرة الخبيث (ترجمہ آپ فرمادیجئے کہ ناپاک اور پاک برابر نہیں گو تجھکو ناپاک کی کثرت تعجب میں ڈالتی ہو) اسمیں دلالت ہے اسپر کہ اہل حقائق کے مقابلہ میں اہل رسوم کی کثرت پر دھوکا نہ کھانا چاہئے۔

قوله تعالى ما جعل الله من بحيرة الآية اى ما شرع فيه رد وابطال لما ابتدعه اهل الجاهلية ومن نحا نحوهم من التعبد بتخصيص بعض الاشياء ببعض غير الله وشاع في جهلة زماننا طائفة التقرب

قوله تعالى ما جعل الله من بحيرة (ترجمہ اللہ تعالیٰ نے نہ بحیرہ کو مشروع کیا ہے) یعنی ان چیزوں کو مشروع نہیں فرمایا اسمیں ابطال ہے اہل جاہلیت کی اس بدعت کا کہ بعض چیزوں کو غیر اللہ کے نامزد کر دیتے تھے جیسا اب بھی

امتحان المريد ۳۱۱

سياسة النفس اولا بما يسهل وثانياً بما يصعب ۳۱۲
نفس کو اول آسان سزا دینا پھر دشوار سزا دینا۔ ۳۱۲

ذم الغلو في الزهد۔ ۳۱۳
غلو فی الزہد کی مذمت ۳۱۳

عدم الاغترار بكثرة الرسوم بمقابلة الحقائق۔ ۳۱۴
حقیقت کے مقابلہ میں رسم کی کثرت پر دھوکا ۳۱۴

ابطال التعبد بتخصيص بعض الاشياء ببعض الاولياء ۳۱۵
کسی چیز کو اولیاء اللہ کے نامزد کرنا ابطال ۳۱۵

به الى الارواح الطيبة -

بعض جہلا ارواح طیبہ کے ساتھ تقرب حاصل کرنے کی نیت سے ایسا کرتے ہیں۔

قوله تعالى وَاِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُولِ قَالُوا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا فيه رد لما عليه الجهلة من الصوفية من تمسكهم بطريقة مشائخهم اذا عرضت عليهم الشريعة -

قوله تعالى وَاِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُولِ قَالُوا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا (ترجمہ اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو احکام نازل فرمائے ہیں اُن کی طرف اور رسول کی طرف رجوع کرو تو کہتے ہیں کہ ہم کو وہی کافی ہے جس پر ہم نے اپنے بڑوں کو دیکھا) اسمیں جاہل صوفیہ کے اس طریق کا ابطال ہے کہ جب اُن کے سامنے شریعت پیش کیجاتی ہے تو وہ اپنے مشائخ کے طریق سے تمسک کرتے ہیں۔

قوله تعالى يٰٓاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ فيه على بعض التفاسير كما فى الروح المنع عن هلاك النفس حسرة واسفا على ما فيه الكفرة والفسقة فقد كان المومنون يتحسرون على الكفرة ويتمنون ايمانهم فنزلت اه وهذا ما هو عليه العارفون من عدم تصديهم لاحد مع امرهم بالمعروف ونهيهم عن المنكر -

قوله تعالى يٰٓاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ (ترجمہ اے ایمان والو اپنی فکر کرو) بعض تفاسیر پر جیسا روح میں ہے اسمیں کفار و فساق کی حالت پر زیادہ افسوس اور حسرت سے مومنین کو منع کیا گیا ہے اور یہی طریق ہے عارفین کا کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کر چکنے کے بعد کسی کے زیادہ درپے نہیں ہوتے۔

قوله تعالى يٰٓاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ الى آخر الآيات فيه رعاية الانتظام فى كل امر ولو كان دنيويا فان الاخلال فيه يفضى الى تعطيل مصالح الخلق من ذوى الحقوق

قوله تعالى يٰٓاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ الى آخر الآيات (ترجمہ اے ایمان والو تمہارے آپس میں دو شخص وصی ہونا مناسب ہے جبکہ تم میں سے کسی کو موت آنے لگے الخ) اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انتظام کی رعایت ہر امر میں ضروری ہے گو وہ امر دنیوی ہی کیوں نہ ہو کیونکہ بدانتظامی سے اہل حقوق کے مصالح میں خلل پڑ جاتا ہے (جو کہ معصیت ہے)

قوله تعالى قَالُوا لَا عِلْمَ لَنَا فى الروح وقيل ان ذلك الذهول لو يكن لخوف ولا حزن وانما هو من باب العلوم فى بحار الاجلال لظهور آثار تجلى الجلال اه ففيه اثبات لاحوال نحو الاستغراق والسكر والفناء والمحو والغيبة -

قوله تعالى قَالُوا لَا عِلْمَ لَنَا (ترجمہ وہ عرض کرینگے ہمکو کچھ خبر نہیں) روح میں ہے کہ بعض نے کہا اس ذہول کی وجہ تجلی جلال کے آثار کا ظہور ہے تو اسمیں ایسے احوال کا اثبات ہے استغراق و سکر و فنا و محو و غیبت۔

قوله تعالى اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِى

قوله تعالى اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِى

علیك وعلی والدتك دل علی ان کون المرء من اولاد اهل الله نعمته وشرف ایضا

علیك وعلی والدتك (ترجمہ جبکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہ اے عیسیٰ بن مریم میرا انعام یاد کرو جو تم پر اور تمہاری والدہ پر ہوا ہے) اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی کا اہل اللہ کی اولاد میں ہونا بھی ایک نعمت اور شرف ہے۔

قوله تعالیٰ قال اتقوا الله ان کنتم مومنین فی الروح عن النجاح اتقوا الله من امثال هذا السوال و اقتراح الآیات اه وفیه ردع عن تتبع الخوارق فی اهل الله تعالیٰ

قوله تعالیٰ قال اتقوا الله ان کنتم مومنین (ترجمہ آپ نے فرمایا خدا سے ڈرو اگر تم ایماندار ہو) یعنی ایسے معجزات کی درخواست سے بچو اس میں اس سے بھی زجر ہے کہ اہل اللہ میں خوارق کو تلاش کیا جائے۔

الحاشیة قوله تعالیٰ یا ایها الذین آمنوا لا تسألوا عن اشیاء ان تبد لکم تسؤکم فی الروح یا ایها الذین آمنوا الایمان البرهانی لا تسألوا من ارباب الایمان العیانی عن اشیاء غیبیة وحقائق لا تعلم الا بالکشف ان تبد لکم تسؤکم لکلکم لقصورکم عن معرفتها فیکون ذلك سببا لانکارکم والله سبحانه غیور یغضب لاولیاءه کما یغضب اللیث للحرب وفی هذا کما قیل تحذیر لاهل البدایة عن کثرة سوالهم من الکاملین عن اسرار الغیب وارشادهم الی الصحبة مع التسلیم اه قلت ولا بعد ان قیل بشمول الآیة السوال عما ذکر وعلی هذا فالحاشیة کانها المتن۔

قد تمت سورة المائدة

ملحقة من رسالة التائید المذکورة فی اخر التمهید

سورة المائدة

قوله تعالیٰ یهدی به الله من اتبع رضوانه سبل السلام والسبل جمع السبیل قالوا السبل الی الله تعالیٰ کثیرة لا تحصی وهذه الآیة تدل علی صحة قولهم ای المسئلة المعروفة الان بعنوان طرق الوصول الی الله بعدد انفاس الخلائق وهذه کلها ترجع الی الطریق الحق المستقیم فاما ما لم یرجع الیه فقال تعالیٰ فیه ولا تتبعوا السبل۔

سورہ مائدہ ختم ہوئی

اضافہ از رسالہ تائید

سورہ مائدہ

قوله تعالیٰ یهدی به الله من اتبع رضوانه سبل السلام سبل جمع ہے سبیل کی وہ مشائخ نے فرمایا ہے کہ رستے اللہ تک پہونچنے کے بہت ہیں جن کا شمار نہیں اور یہ آیت ان کے قول کی صحت پر دلالت کرتی ہے یعنی اس مسئلہ پر جو اس عنوان سے مشہور ہے کہ طرق وصول الی اللہ بانداز انفاس خلائق ہیں اور ان سب طریقوں کا مرجع ایک ہی مستقیم طریق ہے اور جس طریق کا مرجع یہ مستقیم طریق نہ ہو اس کی شان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے قوله تعالیٰ ولا تتبعوا السبل

قوله تعالیٰ وعلی الله فتوکلوا (هو من مقامات السالکین۔)

قوله تعالیٰ وابتغوا الیه الوسیلة قال بعضهم الوسیلة فی الاحیاء الشیخ (ای هو داخل فی عمومها)

قوله تعالیٰ وجاهدوا فی سبیله ای فی سبیل الله هذا امر بمجاهدة الصوفیة (ای ان الآیة عامة له)

قوله تعالیٰ ولا تشتروا بآیاتی ثمنا قلیلا علی مذاق التصوف لا تشتروا ابکرامانی وفراسانی التی ذکرها منکم بهذا او انی کرمتکم بها تقویة لکم علی سیرکم وارتقائکم لا لوصولکم الی الدنیا (مالها وجاهها)

قوله تعالیٰ لکل جعلنا منکم شرعة ومنهاجا تدل علی ماتقدم من قوله تعالیٰ یهدی به الله من اتبع رضوانه سبل السلام (ای بطریق اثبات النظیر بالنظیر لا بطریق ادخال الجزئی فی الکلی لان هذه الشرعة والمنهاج منها ما قد نسخ۔

قوله تعالیٰ یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ولا تبلغ ماخصصناک به من الکشف والمشاهدة فانهم لا یطیقون حمله وهذا دلیل علی صحة ما یقول المشائخ لا ینبغی ان یحکی واقعاته للناس فان مست الضرورة یحکی علی الشیخ فحسب علی قوله تعالیٰ حکایة عن اسرائیل لا تقصص رؤیاک علی اخوتک

قولہ تعالیٰ وعلی اللہ فتوکلوا (یہ منجملہ مقامات سالکین کے ہے)

قولہ تعالیٰ وابتغوا الیہ الوسیلۃ بعض مشائخ نے فرمایا ہے کہ زندوں میں ذریعہ شیخ ہے (یعنی وہ اسکے عموم میں داخل ہے)۔

قولہ تعالیٰ وجاہدوا فی سبیلہ یعنی اللہ کے رستہ میں صوفیہ کے مجاہدہ کا حکم ہے (یعنی آیت اسکو بھی عام ہے)

قولہ تعالیٰ ولا تشتروا بآیاتی ثمنا قلیلا مذاق تصوف پر یہ معنی ہیں نہ خرید و متاع قلیل میری ان کرامتوں اور فراستوں کی عوض میں جو کہ تمہارے شہور میں حالانکہ میں نے تمکو ان سے اسلئے مشرف کیا تاکہ ان سے تمھاری سیر اور عروج کی تقویت ہو نہ اسلئے کہ انکے ذریعہ سے تم دنیا (کا مال وجاہ) وصول کرو۔

قولہ تعالیٰ لکل جعلنا منکم شرعۃ ومنہاجا یہ آیت ماتقدم پر دلالت کرتی ہے یعنی اس آیت کے مضمون یہدی بہ اللہ من اتبع الخ یعنی بطریق اثبات ایک نظیر کے دوسری نظیر سے نہ بطریق داخل کرنے جزئی کے تحت میں کلی کے کیونکہ اس شرع اور طریق میں بعضے منسوخ ہیں۔

قولہ تعالیٰ یاایہا الرسول بلغ الخ یعنی اور اس کشف ومشاہدہ کو نہ پہونچائیے جسکی ساتھ ہمنے آپ کو خاص کیا ہے (اور تبلیغ کا امر نہیں کیا) کیونکہ یہ لوگ اسکی برداشت کی قوت نہیں رکھتے ہیں اور یہ مضمون مشائخ کے اس مقولہ کی صحت پر دال ہے کہ مناسب نہیں کہ اپنے واقعات لوگوں سے بیان کرے اور اگر ضرورت پڑے تو شیخ سے کہے اللہ تعالیٰ کا وہ ارشاد اسپر کافی دلیل ہے جو حضرت یعقوب علیہ السلام سے نقل فرمایا ہے کہ اے میرے بیٹے تم اپنے خواب کو اپنے بھائیوں سے مت بیان کرنا۔

قولہ تعالیٰ لیس علی الذین آمنوا وعملوا الصلحت جناح فیما طعموا اذا ما اتقوا وامنوا وعملوا الصلحت ثم اتقوا وآمنوا ثم اتقوا واحسنوا فاللہ اثبت الایمان علی ثلث درجات فی ھذہ الآیۃ ثم جعل الدرجۃ الرابعۃ احسانا۔

قولہ تعالیٰ لا تسألوا عن اشیاء ان تبد لکم تسؤکم ان السوال عن الاولیاء والعرفاء عما یختص بھم ولا یضطر الیہ سبب لفتنۃ زائدۃ فانہ یجیب وقت الحالۃ وربما لا یوافقکم الجواب وتکذیب الولی وان لم یکن کفرا فھو عظیم (قلت ھذا قیاس سوال علی سوال باشتراک العلۃ)

قولہ تعالیٰ۔ لیس علی الذین آمنوا وعملوا الصلحت جناح فیما طعموا اذا ما اتقوا وآمنوا وعملوا الصلحت ثم اتقوا وآمنوا ثم اتقوا واحسنوا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ایمان کے تین درجے قائم کئے پھر چوتھے درجہ کو احسان قرار دیا (جو عبارت ہے تصوف سے)

قولہ تعالیٰ لا تسألوا عن اشیاء ان تبد لکم تسؤکم اولیاء وعارفین سے (ایسی چیز کا جو ان کی ساتھ خاص ہے اور اسکے پوچھنے کی شدید ضرورت بھی نہیں) سوال کرنا بڑے فتنہ کا سبب ہے کیونکہ وہ غلبہ حالت کے وقت ضرور جواب دیں گے اور بسا اوقات وہ جواب تمہارے فہم کے موافق نہ ہوگا اور تکذیب ولی کی اگرچہ کفر نہیں پھر بھی وہ خطرناک امر ہے (میں کہتا ہوں کہ یہ قیاس ہے ایک سوال کا دوسرے سوال پر بوجہ اشتراک علت کے)

انتہت الملحقۃ

اضافہ تمام ہوا

سورۃ الانعام

قولہ تعالیٰ الحمد للہ الذی خلق السموات والارض الآیۃ فی الروح وفی تعلیق الحمد اولا باسم الذات ووصفہ تعالیٰ ثانیا بما وصف بہ سبحانہ تنبیہ علی تحقیق الاستحقاقین تحقق استحقاقہ عزوجل الحمد باعتبار ذاتہ جل شانہ وتحقق استحقاقہ سبحانہ وتعالیٰ باعتبار الانعام المؤذن بہ ما فی خبر الموصول الواقع صفۃ ومعنی استحقاقہ سبحانہ وتعالیٰ الذاتی عند بعض استحقاقہ جل وعلا الحمد بجمیع اوصافہ وافعالہ وھو معنی قولھم انہ تعالیٰ یستحق العبادۃ

سورۃ الانعام

قولہ تعالیٰ الحمد للہ الذی خلق السموات والارض الخ (ترجمہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے لائق ہیں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا) حمد کو اولاً اسم ذات سے متعلق کرنا پھر اسکو صفات خاصہ کی ساتھ موصوف کرنا اشارہ اس طرف ہے کہ حق تعالیٰ کو حمد کا استحقاق دو وجہ سے ہے من حیث الذات بھی من حیث الصفات بھی اور من حیث الذات کے معنی نفی صفات کے نہیں بلکہ معنی یہ ہیں کہ اس وقت صفات کی طرف نظر نہیں۔

لذاته وانکر هذا البعض) صحة توجه التعظیم والعبادة الی الذات من حیث هی وقد صرح الامام فی فتوح الاشارة عند ذکر مقامات العارفین ان الناس فی العبادة ثلث طبقات فالاولی فی الکمال والشرف الذین یعبدون الله سبحانه وتعالی لذاته لا لغرض آخر والثانیة وهی التی تلی الاولی فی الکمال الذین یعبدون لیقربهم من الله ویکونوا مستحقین للعبادة والثالثة وهی آخرهم رتبة المتقون الذین یعبدونه لیحتمل نفوسهم فی الالتفات الیه آه

قوله تعالی ولو نزلنا علیک کتابا فی قرطاس فلمسوه بایدیهم فیه بیان حال المعاند حیث لا ینتفع بشیٔ ولذا لا یتصدی لهم اهل الطریق

قوله تعالی ولو نزلنا علیک کتابا فی قرطاس فلمسوه بایدیهم (ترجمہ اور اگر ہم کاغذ پر لکھا ہوا کوئی نوشتہ آپ پر نازل فرماتے پھر اسکو یہ لوگ اپنے ہاتھوں سے چھو بھی لیتے) اسمیں معاند کے حال کا بیان ہے کہ وہ کسی طریق سے منتفع نہیں ہوتا اسی واسطے اہل طریق اس کے درپے نہیں ہوتے۔

قوله تعالی ولو انزلنا ملکا لقضی الامر فی الروح قیل فی سبب اهلاکهم علی تقدیر انزال الملک جسیما اقترحوه انهم اذا عاینوه قد نزل علی رسول الله صلی الله علیه وسلم فی صورته الاصلیة وهی آیة لا شیٔ ابین منها ثم لم یؤمنوا لم یکن بد من اهلاکهم فان سنة الله تعالی قد جرت بذلک فیمن قبلهم ممن کفر بعد نزول ما اقترحوه وروی هذا عن قتادة اه قلت علم به ان الاسلم عدم ظهور الخوارق۔

قوله تعالی ولو انزلنا ملکا لقضی الامر (ترجمہ اور اگر ہم کوئی فرشتہ بھیج دیتے تو سارا قصہ ہی ختم ہوجاتا) اس صورت میں ان کے ہلاک ہونے کی وجہ یہ ہوتی کہ ایسے خوارق کے ظہور سے ان پر حجت الٰہیہ تام ہوجاتی اس سے معلوم ہوا کہ طریق اسلم خوارق کا ظاہر نہ ہونا ہی ہے۔

قوله تعالی کتب علی نفسه الرحمة فی الروح جملة صادحة بشمول رحمته عز وجل لجمیع الخلق مسوقة لبیان انه تعالی رؤف بالعباد وما سبق من احکام الغضب لیس الا من سوء اختیار العباد بسوء استعدادهم الازلی لا من مقتضیات ذاته جل وعلا وفیه بعد ورق وانت اذا التفت ادنی التفات تعلم انه ما من اثر من آثار البطش الا وهو مطرز برحمة الله تعالی نعم تنقسم الرحمة من بعض الحیثیات الی قسمین رحمة محضة لا یشوبها شیٔ من النقمة کنعیم الجنة ورحمة قد تشوبها نقمة کتادیب الولد بالضرب رحمة به وکشرب الدواء المر للبشع وفیه فی کل غضب رحمة ولیس فی کل رحمة غضب اه ملخصًا۔

قوله تعالی کتب علی نفسه الرحمة (ترجمہ اللہ تعالی نے مہربانی فرمانا اپنے اوپر لازم فرمایا ہے) اپنے اطلاق سے اس پر دال ہے کہ حق تعالی کی رحمت سب کو عام اور شامل ہے چنانچہ ادنی تامل سے معلوم ہوسکتا ہے کہ کوئی غضب ایسا نہیں جس میں کچھ رحمت نہ ملی ہو اور رحمت بہت سی ایسی ہیں جنمیں ذرا غضب نہیں اور مؤمنین معذبین پر رحمت ہونا تو ظاہر ہے ہی مگر تعذیب میں بھی ہے کہ وہ تہذیب ہے اور بعد تعذیب بھی کہ مغفرت ہوجاویگی اور کفار معذبین پر اس طرح کہ حق تعالی نے اس عذاب سے اشد جو عذاب تھا اس سے محفوظ رکھا

قوله تعالی قل انی امرت ان اکون اول من اسلم

قوله تعالی قل انی امرت ان اکون اول من اسلم

الی قولہ تعالیٰ یوم عظیم فیہ عدم سقوط التکالیف حتی عن الانبیاء علیہم السلام۔

الی قولہ یوم عظیم (ترجمہ آپ فرما دیجئے کہ مجھکو یہ حکم ہوا کہ سب سے پہلے میں اسلام قبول کروں اور تم مشرکین میں سے ہرگز نہ ہونا آپ کہدیجئے کہ میں اگر اپنے رب کا کہنا نہ مانوں تو میں ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں) اسمیں دلالت ہے کہ تکالیف شرعیہ کسی سے حتی کہ انبیاء سے بھی ساقط نہیں ہوتیں۔

الحاشیۃ قولہ تعالیٰ قل انی امرت ان اکون اول من اسلم فی الروح وذلک قبل ظہور ہذہ التعینات والیہ الاشارۃ بما شاع من قولہ صلی اللہ علیہ وسلم کنت نبیا وآدم بین الماء والطین وقد اسلم نفسہ لمولاہ بلا واسطۃ وکل اخوانہ الانبیاء انما اسلموا انفسہم بواسطتہ علیہ السلام فہو صلی اللہ علیہ وسلم المرسل الی الانبیاء علیہم السلام فی عالم الارواح وکلہم امتہ وہم نوابہ فی عالم الشہادۃ اھ۔

قولہ تعالیٰ وان یمسسک اللہ بضر فلا کاشف لہ الا ہو نص فی التصرف المستقل حتی عن المقبولین وفی الروح وفی ہذہ الآیۃ الکریمۃ رد علی رجاء کشف الضر من غیرہ سبحانہ وتعالیٰ واہل احدا سواہ وفی فتوح الغیب للجیلانی قدس سرہ ان اراد السلامۃ فی الدنیا والاخرۃ فعلیہ بالصبر والرضاء وترک الشکوی الی خلقہ وانزال حوائجہ بربہ عزوجل ولزوم طاعتہ وانتظار الفرج منہ سبحانہ وتعالیٰ والانقطاع الیہ فحرمانہ عطاء وعقوبتہ نعماء وبلاءہ دواء ووعدہ حال وقولہ فعل وکل افعالہ حسنۃ وحکمۃ ومصلحۃ غیر انہ عزوجل طوی علم المصالح عن عبادہ وتفرد بہ فلیس الا الاشتغال بالعبودیۃ من اداء الاوامر واجتناب النواہی والتسلیم فی القدر وترک الاشتغال بالربوبیۃ والسکون عن لم وکیف ومتی اھ۔

قولہ تعالیٰ وان یمسسک اللہ بضر فلا کاشف لہ الا ہو (ترجمہ اور اگر تجھکو کوئی تکلیف پہونچاویں تو اس کا دور کرنے والا سوا اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں) اسمیں غیر اللہ سے تصرف مستقل کی نفی ہے حتی کہ مقبولین سے بھی اور نیز اسمیں رد ہے اسپر جو غیر اللہ سے ازالۂ ضرر کی توقع رکھے

قولہ تعالیٰ وہم ینہون عنہ وینأون عنہ قال بعض المفسرین ان الضمیر المرفوع لابی طالب واتباعہ او اضرابہ والمجرور للنبی صلی اللہ علیہ وسلم علی معنی ینہون عن اذیتہ علیہ الصلوۃ والسلام ولا یومنون بہ کذا فی الروح قلت فدل علی ہذا التفسیر علی ان الحب الطبعی والنصرۃ القومیۃ لاہل اللہ لا یجدی بدون الحب العقلی۔

قولہ تعالیٰ وہم ینہون عنہ وینأون عنہ (ترجمہ اور یہ لوگ اس سے اوروں کو بھی روکتے ہیں اور خود بھی اس سے دور رہتے ہیں) بعض مفسرین کے نزدیک مراد ان لوگوں سے ابوطالب اور اُن کے اتباع ہیں کہ اوروں کو ضرر کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روکتے تھے مگر خود آپ پر ایمان لانے سے دور رہتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ اہل اللہ کے ساتھ حب طبعی ونصرۃ قومیہ بدون حب عقلی کے نافع نہیں۔

قولہ تعالیٰ وہم یحملون اوزارہم علی ظہورہم فی الروح قیل حملہا علی الظہر حقیقۃ وانہ تجسم

قولہ تعالیٰ وہم یحملون اوزارہم علی ظہورہم (ترجمہ اور حالت اُن کی یہ ہوگی کہ وہ اپنے بار اپنی کمر پر لادے

ابطال الاباحۃ - ابطال اباحت کا ابطال -

نفی التصرف المستقل عن المقبولین ورد الرجاء والخوف من غیر اللہ تعالیٰ

مقبولین سے تصرف مستقل کی نفی اور غیر اللہ سے رجا و خوف کا رد

حب اہل اللہ الطبعی لا ینفع بدون الحب العقلی

اہل اللہ کے ساتھ حب طبعی کا بدون عقلی کے نافع نہ ہونا

الی قوله ولا مانع من الحمل علی الحقیقة واجراء الکلام علی ظاهره وقد قال کثیر من اهل السنة بتجسم الاعمال فی تلك الدار وهو الذی یقتضیه ظاهر الوزن اه وساق فی ذلك احادیث قلت وهو مسئلة التمثل ۳۲۹ ف۔

ہوں گے) حقیقی معنی اسکے یہی ہیں کہ خود اعمال کو اپنی کمر پر لادینگے اور یہ اس طرح ہوسکتا ہے کہ اعمال بشکل اجسام متمثل ہوجاویں پس جب حمل علی الحقیقۃ ممکن ہے تو اسکو ترک نہ کریں گے اور بہت اہل سنت تجسیم اعمال کے قائل ہیں پس اس تقریر پر آیت مسئلہ تمثل پر دال ہوگی۔ ۳۲۹ ف

قوله تعالی وان کان کبر علیك اعراضهم الی قوله فلا تکونن من الجاهلین نص فی جواز تخلف المراد عن ارادة العبد حتی عن ارادة سید الخلق فکیف یعتقد فی احد لزوم استجابة دعاءه کرعلم الغالین ۳۳۰ ف

قوله تعالی وان کان کبر علیك اعراضهم الی قوله ولو شاء الله لجمعهم علی الهدی (ترجمہ اور اگر آپ کو ان کا اعراض گراں گذرتا ہے تو اگر آپ کو یہ قدرت ہے کہ زمین میں کوئی سرنگ یا آسمان میں کوئی سیڑھی ڈھونڈھ لو پھر کوئی معجزہ لے آؤ تو کرو اور اگر اللہ کو منظور ہوتا تو ان سبکو راہ پر جمع کر دیتا) اسمیں نص ہے ۳۳۰ ف کہ ارادہ عبد سے مراد کا تخلف ہوسکتا ہے حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارادہ سے بھی پھر کسی شخص کے متعلق یہ عقیدہ اہل غلو کا کیسے صحیح ہوسکتا ہے کہ اسکی دعا کا قبول ہونا لازم ہے۔

الحاشیة قوله تعالی وما من دابة فی الارض ولا طائر یطیر بجناحیه الا امم امثالکم ما فرطنا فی الکتاب من شیء ثم الی ربهم یحشرون فی الروح الضمیر للامم المذکورة فی النظم الکریم وصیغة جمع العقلاء لاجرائها مجراهم والتعبیر عنها بالامم ومن الناس من جعلها دلیلا علی ان للحیوانات ۳۳۱ ف باسرها نفوسا ناطقة کما لافراد الانسان والیه ذهب الصوفیة وبعض الحکماء الاسلامیین واورد الشعرانی فی الجواهر والدرر ادلة وفیه واغرب الغریب عند اهل الظاهر ان الصوفیة جعلوا کل شیء فی الوجود حیا دراکا یفهم الخطاب ویتالم کما یتالم الحیوان وما یزید الحیوان علی الجماد الا بالشهوة ویستندون فی ذلك الی الشهود وفیه وانا لا اری مانعا من القول بان للحیوانات نفوسا ناطقة وهی متفاوتة الادراك حسب تفاوتها فی افراد الانسان وهی مع ذلك کیفما کانت لا تصل فی ادراکها وتصرفها الی غایة یصلها الانسان والشواهد علی هذا کثیرة ولیس فی مقابلتها قطعی یجب تاویلها لاجله اه ملخصا۔

قوله تعالی فلما نسوا ما ذکروا به فتحنا علیهم ابواب کل شیء فی الروح من النعم الکثیرة کالرفاء وسعة الرزق مکرا بهم واستدراجا لهم اه قلت وکذلك حال من بقی حاله وذوقه مع عصیانه وطرده فهو استدراج ۳۳۲ ف۔

قوله تعالی فلما نسوا ما ذکروا به فتحنا علیهم ابواب کل شیء (ترجمہ پھر جب وہ لوگ ان چیزوں کو بھولے رہے جنکی ان کو نصیحت کیجاتی تھی تو ہمنے ان پر ہر چیز کے دروازے کشادہ کر دیئے) یعنی انکو استدراجا نعمیں عطا فرمائیں اور اسی کی نظیر ۳۳۲ ف اس شخص کا حال ہے جسکا باو

۳۲۹ ف التمثل — مسئلہ تمثل
۳۳۰ ف عدم لزوم اجابة دعاء الکاملین — کاملین کی دعا کی قبولیت کا ضروری نہ ہونا
۳۳۱ ف تحقیق کشف العقل الضعیف فی الحیوانات
۳۳۲ ف بقاء الحال مع العصیان استدراج — معصیت کیساتھ حال کا بقاء استدراج ہے

معصیت کے حال اور ذوق باقی رہے یہ اُس کے لئے استدراج ہوتا ہے (جیسے بعض جہال فخر کرتے ہیں کہ ہماری نسبت کیسی قوی ہے)۔

قولہ تعالیٰ قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب ولا اقول لکم انی ملک ان اتبع الا ما یوحی الی فیہ نفی خواص الالوھیۃ من القدرۃ الکاملۃ والعلم المحیط عن العبد ونفی التنزہ عن اثار البشریۃ واثبات للعبدیۃ التی من لوازمہا امتثال امر المولیٰ واتباع بالوحی وللبشریۃ التی من لوازمہا الاکل والشرب والغضب والرضاء

قولہ تعالیٰ قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب ولا اقول لکم انی ملک ان اتبع الا ما یوحی الی (ترجمہ آپ کہدیجئے کہ نہ تو میں تمسے یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس خدا تعالیٰ کے خزانے ہیں اور نہ میں تمام غیبوں کو جانتا ہوں اور نہ میں تمسے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں میں تو صرف جو کچھ میرے پاس وحی آتی ہے اُس کا اتباع کر لیتا ہوں) اسمیں دو چیزوں کی نفی ہے ایک تو عبد سے خواص الوہیت قدرۃ کاملہ وعلم محیط کی نفی اور دوسرے بشر سے تنزہ عن البشریۃ کی نفی اور دو چیزوں کا اثبات ہے ایک عبدیت کا جسکے لوازم میں سے امتثال امر اور اتباع وحی ہے اور دوسری بشریت کا جسکے لوازم میں سے اکل و شرب و غضب و رضا ہے

قولہ تعالیٰ ولا تطرد الذین یدعون ربھم الی قولہ فانہ غفور رحیم فیہ بعض حقوق المریدین من عدم طردھم وحبس نفسہ معھم وتبشیرھم بالسلامۃ والرحمۃ وقبول التوبۃ

قولہ تعالیٰ ولا تطرد الذین یدعون ربھم الی قولہ فانہ غفور رحیم (ترجمہ اور ان لوگوں کو نہ نکالئے جو صبح شام اپنے پروردگار کی عبادت کرتے ہیں الخ) اسمیں مریدین کے بعض حقوق کا بیان ہے کہ ان کو بلا مصلحت دینیہ اپنے سے طرد و نکرے اور اُن کے پاس مقید ہو کر بیٹھے اور اُن کو سلامت و رحمت و قبول توبہ کی بشارت دے۔

قولہ تعالیٰ وھو الذی یتوفاکم باللیل مع قولہ تعالیٰ حتی اذا جاء احدکم الموت توفتہ رسلنا فی الروح وقد جاء اسناد الفعل الی ملک الموت فقط باعتبار انہ المباشر والی اللہ تعالیٰ باعتبار انہ سبحانہ الامر الحقیقی وقد اشرنا فیما تقدم ان بعض الصوفیۃ قال ان المتوفی یکون ھو اللہ تعالیٰ بلا واسطۃ تارۃ الملک وتارۃ الرسل غیرہ وذلک حسب اختلاف احوال المتوفی۔

قولہ تعالیٰ وھو الذی یتوفاکم باللیل مع قولہ تعالیٰ حتی اذا جاء احدکم الموت توفتہ رسلنا (ترجمہ اور وہ ایسا ہے کہ رات میں تمہاری روح کو ایک گونہ قبض کر دیتا ہے مع قولہ یہانتک کہ جب تم میں کسی کو موت آپہنچتی ہے اُسکی روح ہمارے بھیجے ہوئے قبض کر لیتے ہیں) روح میں ہے کہ بعض صوفیہ قائل ہوئے ہیں کہ قبض ارواح کبھی حق تعالیٰ خود فرماتے ہیں اور کبھی ملک الموت اور کبھی دوسرے فرشتے جنکو رسل کہا گیا اور یہ متوفی کے احوال کے تفاوت پر ہے

قولہ تعالیٰ تدعونہ تضرعا وخفیہ فی الروح ای اعلانا واسرارا کما روی عن ابن عباسؓ والحسن والاعلان والاسرار یحتمل ان یراد بھما ما باللسان

قولہ تعالیٰ تدعونہ تضرعا وخفیہ (ترجمہ تم اسکو پکارتے ہو تذلل ظاہر کرکے اور چپکے چپکے) یعنی اعلانا و اسرارا اور اعلان و اسرار یا باللسان ہے یا ایک باللسان

ویحتمل ان یراد بہما اما باللسان والقلب اھ فیشمل الایۃ بعمومہا مشروعیۃ اقسام الذکر الجلی والخفی باللسان او بالقلب۔

دوسرا یا القلب کذا فی الروح۔ پس آیت اپنے عموم سے تمام اقسام ذکر کی مشروعیۃ پر دال ہوئی جلی و خفی پھر خفی باللسان یا یا القلب۔

الحاشیۃ قولہ تعالیٰ وما علی الذین یتقون من حسابہم من شیٔ ولکن ذکری لعلہم یتقون فی الروح یجوز ان یکون المعنی ان المتجردین لا یحتجون بواسطۃ مخالطۃ المحجوبین ولکن ذکرناہم لعلہم یزیدون فی التقوی اھ۔

قولہ تعالیٰ وذر الذین اتخذوا دینہم لعبا ولہوا فی الروح قیل المراد بالدین العید الذی یعود الیہ کل عام بالوجہ الذی شرعہ اللہ تعالیٰ کعید المسلمین او بالوجہ الذی لم یشرع من العبث واللہو کاعیاد الکفرۃ لان اصل معنی الدین العادۃ والعید معتاد کل عام ونسب ذلک لابن عباسؓ اھ قلت ودخل فیہ اکثر اعراس متصوفۃ زماننا لاشتمالہا علی المنکرات من الملاہی او البدعات۔

قولہ تعالیٰ وذر الذین اتخذوا دینہم لعبا ولہوا۔ (ترجمہ اور ایسے لوگوں سے بالکل کنارہ کش رہ جنھوں نے اپنے دین کو لہو و لعب بنا رکھا ہو) بعض نے کہا ہے کہ دین کے معنی عادۃ ہیں اور عادت سے مراد عید معتاد اور روح میں اس قول کو ابن عباسؓ کی طرف منسوب کیا ہے پس اسمیں کفار کی اعیاد جنمیں لہو و لعب ہوتا تھا الکار ہے میں کہتا ہوں کہ اسمیں اس زمانہ کے اکثر اعراس بوجہ اشتمال علی المنکرات والبدعات کے داخل ہیں۔

قولہ تعالیٰ ونرد علی اعقابنا بعد اذ ہدنا اللہ کالذی استہوتہ الشیاطین فی الارض حیران کذلک یبتلی فی الحیرۃ والدہشۃ من خرج عن طریق القوم بعد الدخول فیہ کما یشاہد وہو الحیرۃ المذمومۃ ودلیل الاشتمال عموم الہدایۃ کما فی الروح ای الی التوحید حد الاسلام او الی سائر ما یترتب علیہ الفوز فی الاخرۃ علی ما قیل اھ

قولہ تعالیٰ ونرد علی اعقابنا بعد اذ ہدنا اللہ کالذی استہوتہ الشیاطین فی الارض حیران (ترجمہ اور کیا ہم اُلٹے پھر جاویں بعد اسکے کہ ہم کو حق تعالیٰ نے ہدایت کردی ہے جیسے کہ کوئی شخص ہو کہ اسکو شیطانوں نے کہیں جنگل میں بے راہ کردیا ہو اور وہ بھٹکتا پھرتا ہو) اسی طرح کی حیرت میں وہ مبتلا ہو جاتا ہے جو طریق قوم میں داخل ہو کر پھر اس سے خارج ہو جاوے چنانچہ اس کا مشاہدہ کیا جاتا ہے اور یہ حیرت مذمومہ ہے اور اسی اشتمال کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ آگے جو ہدی واقع ہوا ہے اس سے مراد عام ہے جیسا کہ روح میں ہے کہ توحید و اسلام یا دوسرے اسباب فوز آخرت۔

قولہ تعالیٰ واذ قال ابراہیم لابیہ آزر الخ فیہ ان الاشتغال باللہ تعالیٰ لاینافی المناظرۃ مع اہل الباطل ما لم یجاوز الحد وفیہ ان الخشونۃ ربما ترجح علی الرفق فان المقامات متفاوتۃ۔

قولہ تعالیٰ واذ قال ابراہیم لابیہ آزر الخ (ترجمہ اور وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے جب کہ ابراہیمؑ نے اپنے باپ آزر سے فرمایا الخ) اسمیں دلالت ہے کہ مشغولی مع الحق و مناظرہ مع اہل باطل میں تنافی نہیں جب تک کہ حد و سے تجاوز نہ ہو

اور اسی سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ بعض مقامات پر نرمی پر خشونت کو ترجیح ہوتی ہے۔

قوله تعالیٰ فلما جن علیه اللیل رای کوکبا قال هذا ربی الخ فی الروح وهذا منه علیه السلام علی سبیل الفرض وارخاء العنان مجاراة مع ابیه وقومه فان المستدل علی فساد قول یحکیه ثم یکره علیه بالابطال وفیه ولعل سلوک تلک الطریقة فی بیان استحالة ربوبیة الکوکب دون بیان استحالة الٰهیة الاصنام کما قیل لما ان هذا اخفی بطلانا واستحالة من الاول فلو صدع بالحق من اول الامر کما فعله فی حق عبادة الاصنام لتمادوا فی المکابرة والعناد اھ فنیه رعایة الاصلح للمخاطب فی باب النصح والارشاد فاثر فی ذکر الاصنام الخشونة وفی ذکر الکواکب اللیونة وهکذا شان الحکماء من الشیوخ المصلحین۔

قوله تعالیٰ فلما جن علیه اللیل رای کوکبا قال هذا ربی الخ (ترجمہ پھر جب رات کی تاریکی ان پر چھا گئی تو انہوں نے ایک ستارہ دیکھا آپ نے فرمایا کہ یہ میرا رب ہے) روح میں ہے کہ ابطال ربوبیۃ کواکب میں نرم عنوان (مجاراۃ کا) اختیار فرمایا اور ابطال ربوبیۃ اصنام میں سخت عنوان اختیار فرمایا وجہ یہ کہ ربوبیت کواکب کا بطلان بہ نسبت بطلان ربوبیۃ اصنام خفی تھا اسمیں اگر اول ہی خشونت اختیار کیجاتی تو ان کا مکابرہ اور عناد بڑھ جاتا آہ تو اس سے معلوم ہوا کہ نصح وارشاد کے باب میں مخاطب کے حال کی رعایت اور اسکی مصلحت کا لحاظ مناسب ہے اور شیوخ حکماء مصلحین کی یہی شان ہے۔

قوله تعالیٰ ولا اخاف ما تشرکون به الا ان یشاء ربی شیئا فیه التحرز عن صورة الدعوی التی کانت فی الاکتفاء علی قوله ولا اخاف فزاد التحرز منها الا ان یشاء ربی۔

قوله تعالیٰ ولا اخاف ما تشرکون به الا ان یشاء ربی شیئا (ترجمہ اور میں ان چیزوں سے جن کو تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک بناتے ہو نہیں ڈرتا) اسمیں صورۃ دعوی سے احتیاط ہے جو صرف لا اخاف پر اکتفا کرنے میں متوہم تھا اسلئے الا ان یشاء بھی بڑھا دیا۔

قوله تعالیٰ فای الفریقین احق بالامن لم یقل فنحن احق بالامن مع کون الاحق بالامن متعینا لاجل استنزالهم عن مرتبة المکابرة والاعتساف الی سنن الانصاف وهذا هو مسلک اهل الشفقة فی ارشاد مخالفی الحق الی الحق۔

قوله تعالیٰ فای الفریقین احق بالامن (ترجمہ سو ان دونوں جماعتوں میں سے امن کا کون زیادہ مستحق ہے) باوجودیکہ احق بالامن متعین ہے مگر یوں نہیں فرمایا فنحن احق بالامن کیونکہ اس اخبار میں مخاطب سے اعتساف کرنا اور اس استفہام میں انصاف کی طرف اسکو مائل کرنا ہے اور اہل شفقت کا طریق مخالفین کے ارشاد میں یہی مسلک ہے۔

قوله تعالیٰ وکذلک نجزی المحسنین فی الروح قیل ای نجزیهم مثل ما جزینا ابراهیم علیه السلام برفع درجاته وکثرة اولاده والنبوة فیهم آه فنیه دلالة علی ان لصلاح الآباء له دخل فی صلاح الابناء

قوله تعالیٰ وکذلک نجزی المحسنین (ترجمہ اور اسی طرح ہم نیک کام کرنے والوں کو جزا دیا کرتے ہیں) روح میں بعض مفسرین کا قول ہے کہ ہم محسنین کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں جیسی ابراہیم علیہ السلام کو جزا دی کہ ان کے درجات بلند کئے ان کی اولاد میں ترقی دی

رعایة الاصلح فی اهل الارشاد — اہل ارشاد کو مخاطب کی مصلحت کی رعایت

التحرز عن الدعوی — صورت دعوی سے بھی احتیاط

مسلک المحققین فی المحاجة — محاجہ میں محققین کا طرز

دخل صلاح الآباء فی صلاح الاولاد — [illegible]

وهو مشاهد فی اولاد المشائخ یکون فیهم ما لا یکون فی غیرهم من شان الرشد ما لم یعارضه معارض۔

اولاد میں بوجہ عطا فرمائی ما ہیں اس میں دلالت ہے کہ آباء کی صلاح و احسان کو صلاح ابناء میں بھی دخل ہے کہ ان کے محسن ہونے کا یہ صلہ ملتا ہے کہ ان کی اولاد میں بھی صلاحیت پیدا کی جاتی ہے چنانچہ مشائخ کی اولاد میں مشاہدہ ہے کہ ان میں رشد کی ایک خاص شان ایسی ہوتی ہے جو دوسروں میں نہیں ہوتی بشرطیکہ کوئی معارض پیش نہ آجائے۔

قوله تعالیٰ واجتبيناهم وهديناهم حاصل الاول الجذب فان الجبي فی اللغة الجلب وحاصل الثانی هو السلوك فان الهداية هو اراءة الطريق مع الوصول او بدونه۔

قولہ تعالیٰ واجتبيناهم وهديناهم (ترجمہ اور ہم نے ان کو مقبول بنایا اور ہم نے ان کو راہ راست کی ہدایت کی) اول کا حاصل جذب ہے کیونکہ جبی کے معنی لغت میں جلب ہیں اور ثانی کا حاصل سلوک ہے کیونکہ ہدایت کے معنی اراءۃ طریق ہیں خواہ مع الوصول یا بدون وصول۔

قوله تعالیٰ ولو اشركوا لحبط عنهم ما كانوا يعملون فيه ان الله تعالیٰ ليس له محبوب بذاته بحيث لا يجازيه بحال كما هو زعم الجهلة فی حق سيد الانبياء عليه الصلوة والسلام او بعض الاولياء من امته عليه الصلوة والسلام

قولہ تعالیٰ ولو اشركوا لحبط عنهم ما كانوا يعملون (ترجمہ اور اگر فرضاً یہ حضرات بھی شرک کرتے تو جو کچھ یہ اعمال کیا کرتے تھے ان سے سب اکارت ہو جاتے) اس سے معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ کا کوئی ایسا محبوب بالذات نہیں کہ کسی حال میں بھی مواخذہ نہ ہو جیسا جہلاء کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا بعض اولیاء امت کے حق میں (مثل حضرت غوث اعظمؒ) خیال ہے کہ معشوق عرفی سمجھتے ہیں۔

قوله تعالیٰ ومن اظلم ممن افترى على الله كذبا او قال اوحي الی ولم يوح اليه شيء وفی حكمه من اختلق رؤيا كما فی الحديث من الوعيد عليه ومن ادعى واردا او الهاما كاذبا وفی الروح ومن اظلم ممن افترى على الله كذبا كمن ادعى الكمال والوصول الی التوحيد والخلاص عن كثرة صفات النفس و دعوانه بالله عز وجل وانه من اهل الارشاد وهو ليس كذلك او قال اوحي الی ولم يوح اليه شيء لكن سمى مفتريات وهمه وخياله ومخترعات عقله وفكره وحيا وفيضا من الروح القدس اھ

قولہ تعالیٰ ومن اظلم ممن افترى على الله كذبا او قال اوحي الی ولم يوح اليه شيء (ترجمہ اور اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ پر جھوٹ تہمت لگائے یا یوں کہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے حالانکہ اس کے پاس کسی بات کی بھی وحی نہیں آئی) اور اسی کے حکم میں ہے جو شخص کوئی خواب تراشے یا کسی وارد یا الہام کاذب یا کسی کمال یا توحید حقیقی و فنا یا مشیخت کا دعویٰ کرے یا اپنے اوہام و خیالات کو فیض غیبی کہے۔

قوله تعالیٰ لتهتدوا بها فيه اثبات الاسباب ومشروعية الانتفاع بها وانه لا ينافی التوكل مطلقاً

قولہ تعالیٰ لتهتدوا بها (ترجمہ تاکہ تم ان کے ذریعہ سے رستہ معلوم کرسکو) اس میں اسباب کا اثبات اور ان سے

[illegible] پر دلالت ہے [illegible] علی الاطلاق [illegible]

قوله تعالى انظروا الى ثمره اذا اثمر الخ فيه ان النظر الى الخلق اذا كان للوصول الى الحق [illegible] بل هو مطلوب او الحيثية التي الصوفية في الخلق اذ تكون مرآة للحق تعالى

قولہ تعالیٰ انظروا الی ثمرہ الخ (ترجمہ [illegible] پھل کو تو دیکھئے الخ) اس میں دلالت ہے کہ مخلوق کی طرف [illegible] کرنا جبکہ الی الحق ہو مذموم نہیں بلکہ اگر مقصود [illegible] ہو تو مطلوب ہے [illegible] مخلوق [illegible] حق تعالیٰ کی [illegible]

قوله تعالى لا تدركه الابصار في الروح [illegible] البصر يطلق كما قال الراغب على الجارحة الناظرة وعلى القوة التي فيها وعلى البصيرة وهي قوة القلب المدركة وادراك الشيء عبارة عن الوصول الى غايته والاحاطة به او [illegible] على نفي ادراكه تعالى ما لكنهه مطلقا في الدنيا والآخرة ولو حمل البصر على الجارحة كما ذهب اليه اكثر المتكلمين فالمراد نفي الرؤية في الدنيا كما يروى تقييده بها عن الحسن وغيره نقله عنه في روح المعاني۔

قولہ تعالیٰ لا تدرکہ الابصار (ترجمہ اسکو کوئی نگاہ محیط نہیں ہو سکتی) اگر بصر کو عام کیا جاوے [illegible] بصیرت کو جیسا راغب نے کہا ہے تو ادراک کی تفسیر [illegible] ہوگی اور حکم عام ہوگا دنیا و آخرت کو اور اگر بصر کو [illegible] خاص کیا جاوے تو مراد نفی رویت کی ہوگی دنیا میں چنانچہ روح میں حسن سے یہی قید دنیا کی منقول ہے۔

قوله تعالى وما انا عليكم بحفيظ وكذا قوله تعالى بعدها وما انت عليهم بوكيل فيه ما عليه اهل الطريق من عدم التصدي لاحد بعد اداء حق الارشاد

قولہ تعالیٰ وما انا علیکم بحفیظ (ترجمہ اور میں تمہارا نگراں نہیں ہوں) اور اسکے بعد یہ قول وما انت علیہم بوکیل اس میں اہل طریق کے اس معمول پر دلالت ہے کہ حق ارشاد ادا کر کے پھر کسی کے درپے نہیں ہوتے۔

قوله تعالى ولا تسبوا الذين يدعون من دون الله فيسبوا الله فيه ان الطاعة اذا ادت الى معصية راجحة وجب تركها اذا لم تكن الطاعة واجبة ومن ثم ترى اهل الارشاد يمنعون عن كثير مما يرى طاعة وانما تكون مفضية الى المفاسد في نظرهم الذي يرون به ما لا يرى غيرهم۔

قولہ تعالیٰ ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ (ترجمہ اور دشنام مت دو ان کو جنکی یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں کیونکہ پھر وہ براہ جہل حد سے گذر کر اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کریں گے) اس میں دلالت ہے کہ اگر کوئی طاعت کسی معصیت کا سبب بنجاوے اور وہ طاعت واجب نہ ہو تو اس طاعت کو ترک کر دیا جاوے اور اسی جگہ سے اہل ارشاد کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ بعضے ایسے امور سے منع کر دیتے ہیں جو ظاہراً طاعت معلوم ہوتے ہیں مگر ان کی نظر میں وہ مفضی الی المفاسد ہوتے ہیں اور دوسرے نہیں سمجھتے۔

قوله تعالى واقسموا بالله جهد ايمانهم لئن جاءتهم آية ليؤمنن بها في الروح باب الاشارة اي انهم

قولہ تعالیٰ واقسموا باللہ جہد ایمانہم لئن جاءتہم آیۃ لیؤمنن بہا مع قولہ تعالیٰ ولو اننا نزلنا الیہم الملئکۃ

فطلبوا خوارق العادات واعرضوا عن الحجج البینات الله لاحتجابهم بالحس والمحسوس فلم تنفعهم الآیات فیلیق بصاحبها تقتضیه الحکمة اھ وفی قوله تعالیٰ ولو اننا نزلنا الی قوله ما کانوا لیؤمنوا دلالة علی عدم لزوم النفع لمعاینة الخوارق فطلبها لیس طریقا للهدایة وانما طریقها اتباع البینات

الی قوله ما کانوا لیؤمنوا (ترجمہ اور اگر ہم ان کے پاس فرشتے بھیج دیتے اور ان سے مُردے باتیں کرنے لگتے اور ہم تمام موجودات کو ان کے پاس ان کی آنکھوں کے روبرو لا کر جمع کر دیتے تب بھی یہ لوگ ہرگز ایمان نہ لاتے) ان آیات سے معلوم ہوا کہ خوارق کے معائنہ سے نفع لازم نہیں پس ان کا طلب کرنا ہدایت کا طریق نہیں بلکہ ہدایت کا طریق بینات کا اتباع ہے ایسے ہی شیخ میں بھی کرامات کا متبع نہ کرے اس کے کمال علم و عمل کی تحقیق کے بعد اس کا اتباع کرنے۔

قوله تعالیٰ ان یتبعون الا الظن وان هم الا یخرصون المراد الظن الذی لا یستند الی مستند شرعی جمعا بین هذه الآیة وبین دلائل صحة بعض الظن فدلت الآیة علی عدم حجیة الکشف والالهام فی الاحکام لا سیما اذا جزم بهما وفی الروح فی باب الاشارة ای ما یتبعون لکونهم محجوبین فی مقام النفس بالاوهام والخیالات الا الظن وانهم لا یخرصون بقیاس الغائب علی الشاهد اھ۔

قوله تعالیٰ ان یتبعون الا الظن وان هم الا یخرصون (ترجمہ وہ محض بے اصل خیالات پر چلتے ہیں اور بالکل قیاسی باتیں کرتے ہیں) مراد اس ظن سے وہ ظن ہے جو کسی دلیل شرعی کی طرف مستند نہ ہو اس سے معلوم ہوا کہ باب احکام میں کشف و الہام حجت نہیں خاص کر ان کا جزم کرنا تو بالکل ہی باطل ہے۔

قوله تعالیٰ وما لکم ان لا تاکلوا مما ذکر اسم الله علیه وقد فصل لکم فی روح المعانی وسبب نزول الآیة علی ما قاله الامام ابو منصور ان المسلمین کانوا یتحرجون من اکل الطیبات تقشفا وتزهدا فنزلت اھ ففیه النهی عن الغلو فی الزهد کما علیه بعض الجهلة من الصوفیة۔

قوله تعالیٰ وما لکم ان لا تاکلوا مما ذکر اسم الله وقد فصل لکم (ترجمہ اور تم کو کون امر اس کا باعث ہو سکتا ہے کہ تم ایسے جانوروں سے نہ کھاؤ جن پر اللہ کا نام لیا گیا ہو) روح میں امام ابو منصور سے منقول ہے کہ بعضے مسلمان تقشف و زہد کے سبب بعض طیبات کو نہ کھاتے تھے اس پر آیت نازل ہوئی اھ پس اس میں ممانعت ہے غلو فی الزہد سے جیسے بعض جاہل صوفی کرتے ہیں۔

قوله تعالیٰ وذروا ظاهر الاثم وباطنه دل علی تقسیم الاثم الی ما بالجوارح وما بالقلب کما فی الروح عن الجبائی والمسئلة من الضروریات عند القوم

قوله تعالیٰ وذروا ظاهر الاثم وباطنه (ترجمہ اور تم ظاہری گناہ کو بھی چھوڑ دو اور باطنی گناہ کو بھی چھوڑ دو) اس سے معلوم ہوا کہ گناہ جس طرح جوارح سے ہوتے ہیں اسی طرح بعضے گناہ قلب سے بھی ہوتے ہیں۔

قوله تعالیٰ اومن کان میتا فاحییناه وجعلنا له نورا یمشی به فی الناس فیه تسمیة معرفة الطریق

قوله تعالیٰ اومن کان میتا فاحییناه وجعلنا له نورا یمشی به فی الناس (ترجمہ ایسا شخص جو کہ پہلے مردہ تھا

الحق نوراً وهو دائر على لسان القوم

پھر ہمنے اسکو زندہ بنادیا اور ہم نے اسکو ایسا نور دیدیا کہ وہ

اسکو لئے ہوئے آدمیوں میں چلتا پھرتا ہے) اسمیں طریق حق کی معرفت کو نور فرمایا ہے اور یہ اطلاق قوم کی زبان پر شائع ہے

قوله تعالى الله اعلم حيث يجعل رسالته في الروح المعنى ان منصب الرسالة ليس مما ينال بما يزعمونه من كثرة المال والولد وتعاضد الاسباب والعدد وانما ينال بفضائل نفسانية ونفس قدسية افاضها الله تعالى بمحض الكرم والجود على من كمل استعداده ونص بعضهم على انه تابع للاستعداد الذاتي

قوله تعالى الله اعلم حيث يجعل رسالته (ترجمہ اس موقعہ کو تو خدا ہی خوب جانتا ہے جہاں اپنا پیغام بھیجتا ہے) یعنی منصب رسالت کا مدار کثرت مال و اولاد و سامان دنیوی نہیں ہے بلکہ کمال استعداد ہے جس سے نفس قدسیہ پر رسالت کا فیضان ہوجاتا ہے کذا فی الروح ملخصاً (اسمیں دلالت ہوئی کہ استعداد فیضان کی شرط عادی ہے)

لا يستلزم الايجاب الذي يقوله الفلاسفة لانه سبحانه ان شاء اعطى ذلك وان شاء امسكه وان استعد المحل وما في المواقف من انه لا يشترط في الاهل الاستعداد الذاتي بل الله تعالى يختص برحمته من يشاء محمول على الاستعداد الذاتي الموجب فقد جرت عادة الله تعالى ان يبعث من كل قوم اشرفهم واطهرهم جبلة اهـ قلت ان اريد بالذاتي ما اودعه الله تعالى بلا واسطة سبب متقدم عليه فسلم وان اريد به ما هو غير مجعول كما ذهب اليه صاحب الروح تحت قوله تعالى ولو اننا نزلنا اليهم الملئكة الآية فلا قبله و ان نسبه الى كثير من اهل الكشف وان ثبت عنهم يأول والا فيلزم عجزه عن خلق ما يخالف مقتضاه تعالى عن ذلك علواً كبيراً فافهم

قوله تعالى فمن يرد الله ان يهديه يشرح صدره للاسلام ومن يرد ان يضله يجعل صدره ضيقا حرجا فيه اثبات لبعض اقسام البسط والقبض وهما العقليان وهما الاصل في الباب كما اشار اليه صلى الله عليه وسلم حين قيل له كيف الشرح يا رسول الله فقال نور يقذف في الصدر فينشرح له وينفسح فقيل هل لذلك من آية يعرف بها يا رسول الله فقال عليه الصلوة والسلام الانابة الى دار الخلود والتجافي عن دار الغرور والاستعداد للموت قبل لقاء الموت فقط

قوله تعالى فمن يرد الله ان يهديه يشرح صدره للاسلام ومن يرد ان يضله يجعل صدره ضيقا حرجا (ترجمہ سو جس شخص کو اللہ تعالی رستہ پر ڈالنا چاہتے ہیں اس کے سینہ کو اسلام کے لئے کشادہ کردیتے ہیں اور جسکو بے راہ رکھنا چاہتے ہیں اسکے سینہ کو تنگ بہت تنگ کردیتے ہیں) اسمیں اثبات ہے بسط و قبض کے بعض اقسام کا اور وہ قبض و بسط عقلی ہیں اور یہی دونوں باب سلوک میں اصل ہیں (اور بسط و قبض طبعی غیر معتد بہ ہیں)

قوله تعالى وربك الغني ذو الرحمة زيادة ذو الرحمة نص صريح في بطلان ما يزعمونه من ان معنى الغني من لا يبالي بمصلحة العباد وقد

قوله تعالى وربك الغني ذو الرحمة (ترجمہ اور آپکا رب بالکل غنی ہے رحمت والا ہے) ذو الرحمة کا بڑھا دینا ابطال ہے اس زعم کا کہ بعضے اغنا کے معنی یہ سمجھتے ہیں

ابتلی به کثیر من الخواص فضلا عن العوام۔

کہ بندوں کی مصلحت کی پروا نہیں فرماتے اور اسمیں بہت سے خواص بھی مبتلا ہیں۔

قوله تعالیٰ وجعلوا لله مما ذرأ الی آخر الرکوع من قوله تعالیٰ قد ضلوا وما کانوا مهتدین فیه رد لکثیر من بدعات زماننا التی تضاهی البدعات المذکورة فی هذه الآیات فانك لو تأملت فیهما لوجدتهما متطابقتین وقد شاعت هذه الرسوم حتی فی المدعیین للشیخة۔

قوله تعالیٰ وجعلوا لله مما ذرأ الی آخر الرکوع من قوله تعالیٰ قد ضلوا وما کانوا مهتدین (ترجمہ اور اللہ تعالیٰ نے جو کھیتی اور مواشی پیدا کئے ہیں الی آخر الرکوع) ان آیتوں میں ہمارے زمانہ کے بہت سی بدعات کا رد ہے جو بدعات مذکورہ فی الآیات کے مشابہ ہیں اگر تم غور کرو تو دونوں کو متطابق دیکھو اور یہ رسوم مدعیان شیخت تک میں شائع ہو رہی ہیں۔

قوله تعالیٰ وعلی الذین هادوا حرمنا کل ذی ظفر الی قوله ذلك جزیناهم ببغیهم دل علی ان المعاصی لها دخل فی حرمان العبد عن النعم الدنیویة۔

قوله تعالیٰ وعلی الذین هادوا حرمنا کل ذی ظفر الی قوله ذلك جزیناهم ببغیهم (ترجمہ اور یہود پر ہم نے تمام ناخن والے جانور حرام کر دیے تھے الخ) اسمیں دلالت ہے کہ دنیوی نعمتوں سے محروم رہنے میں معاصی کا بھی دخل ہوتا ہے۔

قوله تعالیٰ وقال الذین اشرکوا لو شاء الله ما اشرکنا الآیة فیه نفی للجبر المذموم۔

قوله تعالیٰ وقال الذین اشرکوا لو شاء الله ما اشرکنا (ترجمہ یہ مشرکین یوں کہتے کو ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو نہ ہم شرک کرتے) اسمیں جبر مذموم کا ابطال ہے۔

قوله تعالیٰ قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی لله رب العلمین دل علی تعلیم التوحید الکامل من الاستسلام فی جمیع احواله التشریعیة والتکوینیة بان یفوض جمیعها الیه تعالیٰ اطاعة لما امر به ورضی بما قضی به۔

قوله تعالیٰ قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی لله رب العلمین (ترجمہ آپ فرما دیجئے کہ بالیقین میری نماز اور میری ساری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کا ہے جو مالک ہے سارے جہان کا) یہ توحید کامل کی تعلیم پر دال ہے یعنی جمیع احوال تشریعیہ و تکوینیہ میں استسلام اور تفویض کرنا عمل اور اطاعت سے بھی اور رضا بالقضاء سے بھی۔

تمت سورة الانعام

ملحقة من رسالة التائید المذکورة فی آخر التمهید

سورة الانعام

قوله تعالیٰ فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین

تمت سورة الانعام

اضافہ از رسالہ تائید

سورة الانعام

قوله تعالیٰ فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین

...وهم الظلمين من غير تعيين ... فاسق وكافر لان الظالم يشملهم۔

قوله تعالى فلما جن عليه الليل الى قوله وما انا من المشركين وهذا يكون مبادي مشاهدات العرفاء رويته الانوار فهذه الاية دالة على ان السالك فى طريق الله تعالى ينبغى ان يكون عاقلا فطنا مستدلا ناظرا مستدلا غير غافل عما يجوز على الله وعما لا يجوز على الله فى ذاته وصفاته

قوله تعالى واجتبيناهم وهديناهم اى جذبناهم الينا من غير السير فى الطريقة والتصفية بالمجاهدة وهديناهم الى صراط مستقيم ليجهدوا فينا ويرتاضوا فى طريقنا۔

قوله تعالى اولئك الذين هدى الله فبهدهم اقتده فى هذه الاية دلالة ظاهرة على ان المريد لابد له من شيخ يقتدى به۔

قوله تعالى ومن اظلم ممن افترى على الله كذبا او قال اوحى الى ولم يوح اليه شئ عام فى كل مدع كذاب سواء ادعى النبوة او الولاية كيف ما كان مهما كان كذابا دخل تحت هذه الاية

قوله تعالى فمن يرد الله ان يهديه يشرح صدره للاسلام وهو تسليم النفس والقلب والدنيا والاخرة وما فيهما كلها الى الله تعالى واختيار الله وحده ويشرح صدره اى يجعل قلبه واسعا حتى يسع بخروجه ما اسلم ونزول ما اختار وسئل النبي صلے الله عليه وسلم عن ذلك قال نور يقذف فى القلب فينشرح به۔

(یعنی ظالم کی مجالست سے ... ظالم اور فاسق اور کافر ہیں کیونکہ ظالم سب کو شامل ہے ... صحبت بد سے بچنا ثابت ہوا)

قولہ تعالیٰ فلما جن علیہ اللیل الی قولہ وما انا من المشرکین اور یہ مشاہدات عارفین کی ابتدائی چیزیں ہیں (یعنی انوار کو دیکھنا بعض احوال میں) تو یہ آیت اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ سالک راہ حق کو چاہیئے کہ عاقل ہو دانا ہو سمجھ دار ہو صاحب نظر و فکر ہو اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات میں جو اعتقاد جائز ہے اور جو جائز نہیں اس سے غافل نہ ہو۔

قولہ تعالیٰ واجتبیناہم وھدیناہم یعنی ہم نے اُن کو اپنی طرف کھینچ لیا اور سیدھے رستہ کی ہدایت فرمائی تاکہ ہمارے لئے مجاہدہ کریں اور راستہ میں ریاضت کریں۔

قولہ تعالیٰ اولئک الذین ھدی اللہ فبھدھم اقتدہ اس آیت میں اس بات پر کھلی ہوئی دلالت ہے کہ مرید کیلئے ایک شیخ ایسا ہونا ضرور ہے جسکی وہ پیروی کرے۔

قولہ تعالیٰ ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا او قال اوحی الی ولم یوح الیہ شئ یہ ہر جھوٹے مدعی کو عام ہے خواہ نبوت کا دعویٰ کرے یا کسی قسم کی ولایت کا جب جھوٹا ہوگا تو اس آیت میں داخل ہوگا۔

قولہ تعالیٰ فمن یرد اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہ للاسلام۔ ہدایت یہ ہے کہ نفس اور قلب دنیا اور آخرت کو اور جو ان کے درمیان میں ہے سب کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے اور صرف اللہ ہی کو اختیار کر لے اور کھول دیتا ہے اسکے سینہ کو یعنی اس کے قلب کو وسیع کر دیتا ہے یہاں تک کہ جس چیز کو اختیار کیا ہے اسکے آجانے کی اسمیں گنجائش

پوچھا گیا کہ حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کا مطلب پوچھا گیا آپ نے فرمایا وہ ایک نور ہے جو دل میں ڈالا جاتا ہے
پھر وہ اسکی وجہ سے کشادہ ہو جاتا ہے

تمت الملحقۃ

اضافہ تمام ہوا

سورۃ الاعراف

قولہ تعالیٰ کتاب انزل الیک فلا یکن فی صدرک
حرج منہ لتنذر بہ وذکری للمؤمنین قولہ لتنذر
متعلق بقولہ انزل ففیہ الامر للمرشد بالارشاد و
نھی لہ عن الغم بغوایۃ من یریا ارشادہ فلا یستغنی
عنہ کل الاستغناء ولا یقاسی لہ کل غناء ولیکن الامر
بین الشفقۃ والاستغناء۔

قولہ تعالیٰ کتاب انزل الیک فلا یکن فی صدرک
حرج منہ لتنذر بہ الخ (ترجمہ یہ ایک کتاب ہے جو آپ کے
پاس اسلئے بھیجی گئی ہے کہ آپ اس سے ڈرائیں الخ) لتنذر
متعلق ہے انزل کے پس اسمیں مرشد کو ارشاد کا امر ہے اور
اگر مخاطب اس ارشاد کو قبول نہ کرے تو مرشد کو غم کرنے سے
نہی ہے پس مرشد نہ بالکلیہ مستغنی ہو اور نہ ضیق میں پڑ جائے

قولہ تعالیٰ فمن ثقلت موازینہ الخ قیل ثقلت ای
غلبت بناء للفاعل موازینہ ای موازین حسناتہ
ومن خفت ای غلبت بناء للمفعول ویوخذ منہ
حکم من تساوت حسناتہ وسیئاتہ یعنی ھم بین
ھولاء وھولاء وھم اھل الاعراف علی قول و
کذلک ینبغی ان یعامل بالناس فی الدنیا بان من
کان غالب حالہ الصلاح یعد صالحا وان کان
فیہ شیء من اللمم نعم یجب علیہ ان یصلح نفسہ۔

قولہ تعالیٰ فمن ثقلت موازینہ الخ (ترجمہ پھر جس کا پلہ
بھاری ہوا الخ) ثقلت کی تفسیر یہ کیگئی ہے کہ غالب ہو جائے
اور خفت کی تفسیر یہ کیگئی ہے کہ مغلوب ہوں یعنی اول
آیت میں حسنات کے غالب ہونے کا حکم ہے اور دوسری
آیت میں ان کے مغلوب ہونے کا ذکر ہے اور اسی سے
دونوں کی تساوی کا حکم معلوم ہو جاویگا یعنی وہ دونوں
حالتوں کے درمیان میں ہونگے۔ اور یہ لوگ ایک قول پر
اہل اعراف ہیں اور لوگوں کیساتھ دنیا میں اسی کی دانق معاملہ
کرنا چاہیئے کہ جسکی غالب حالت صلاح ہو اسکو صالح سمجھا جاوے اگرچہ اسمیں کچھ خفیف سی برائی بھی پائی جاتی ہو۔ ہاں خود
اس شخص پر یہ ضرور واجب ہے کہ اپنے نفس کی اصلاح کرے۔

قولہ تعالیٰ ولقد مکناکم فی الارض وجعلنا لکم فیہا
معایش حاصل الاول الجاہ والثانی المال وذکرھما
فی موقع المنۃ دلیل علی کونھما نعمۃ یجب الشکر
علیھما فلا یذمان بل یذم الانھماک
فی تحصیلھما۔

قولہ تعالیٰ ولقد مکناکم فی الارض وجعلنا لکم
فیہا معایش۔ (ترجمہ اور بیشک ہمنے تمکو زمین پر
رہنے کی جگہ دی اور ہم نے تمہارے لئے سامان زندگانی
پیدا کیا) اول کا حاصل جاہ ہے اور ثانی کا مال اور ان
دونوں کا موقع منت میں ذکر کرنا دلیل ہے ان کے

نعمت قابل شکر ہونے کی سو یہ دونوں چیزیں مذموم نہیں ہاں ان کی تحصیل میں انہماک یہ بیشک مذموم ہے۔

الحاشیۃ فی الروح ولقد مکنّاکم فی الارض اذ جعلناکم خلفاء فیھا وجعلنا لکم فیھا معایش متعددۃ دون غیرکم فان لہ معیشۃ واحدۃ لان الانسان فیہ ملکیۃ وحیوانیۃ وشیطانیۃ فمعیشۃ روحہا معیشۃ الملک ومعیشۃ بدنہ معیشۃ الحیوان ومعیشۃ نفسہ الامارۃ معیشۃ الشیطان ولہ معایش غیر ذلک وھی معیشۃ القلب بالشہود ومعیشۃ السر بالکشوف ومعیشۃ سر السر بالوصال قلیلا ما تشکرون ولو شکرتم ما رضیتم بالدون اھ۔

قولہ تعالیٰ قال انا خیر منہ خلقتنی من نار الخ ورثتہ من یرجح رایہ او رویتہ من الکشف او الوجدان علی الشرع۔

قولہ تعالیٰ قال انا خیر منہ خلقتنی من نار الخ (ترجمہ کہنے لگا میں اس سے بہتر ہوں آپنے مجھ کو آگ سے پیدا کیا) اور اس تقدیم رای علی النص میں ایسا شخص ابلیس کا وارث ہے جو اپنی رای کو یا رویت کو خواہ کشف سے ہو یا وجدان وذوق سے ہو شرع پر ترجیح دیتا ہے۔

قولہ تعالیٰ قال فاھبط منھا ای من تلک الحضرۃ فما یکون لک ان تتکبر فیھا لان الکبریا فیھا کذا فی الروح ففیہ دلالۃ علی کون الکبر مانعا عن الوصول بالقبول فی الحضرۃ الالٰھیۃ۔

قولہ تعالیٰ قال فاھبط منھا (ترجمہ حق تعالیٰ نے فرمایا تو آسمان سے اتر) یعنی درگاہ الٰہی سے دور ہو کیونکہ تکبر اس درگاہ کے منافی ہے کذا فی الروح بس اسمیں دلالت ہے اسپر کہ کبر درگاہ الٰہی میں وصول مقبولیت سے مانع ہے۔

قولہ تعالیٰ انک من المنظرین دل علی ان کون الدعوۃ مستجابۃ لیس دلیلا علی القبول کما اغتر بہ بعض الجھلۃ۔

قولہ تعالیٰ انک من المنظرین (ترجمہ تجکو مہلت دی گئی) اسمیں دلالت ہے کہ دعا کا قبول ہو جانا مقبولیت کی دلیل نہیں جیسے بعض جہلا سمجھتے ہیں۔

الحاشیۃ قولہ تعالیٰ ثم لاٰتینھم من بین ایدیھم ومن خلفھم وعن ایمانھم وعن شمائلھم فی الروح قال بعض حکماء الاسلام ان فی البدن قوی اربعا القوۃ الخیالیۃ التی یجتمع فیھا مثل المحسوسات وموضعھا البطن المقدم من الدماغ والیہ الاشارۃ بقولہ من بین ایدیھم والقوۃ الوھمیۃ التی تحکم فی غیر المحسوسات بالاحکام المناسبۃ للمحسوسات ومحلھا البطن المؤخر من الدماغ والیھا الاشارۃ بقولہ ومن خلفھم والقوۃ الشھوانیۃ ومحلھا الکبد وھو عن یمین الانسان والیھا الاشارۃ بقولہ تعالیٰ وعن ایمانھم والقوۃ الغضبیۃ ومحلھا القلب الذی ھو فی الشق الایسر والیھا الاشارۃ بقولہ وعن شمائلھم والشیطان ما لم یستعن بشیء من ھذہ القوی لا یقدر علی القاء الوسوسۃ وھذا عندی نوع من الاشارۃ کما لا یخفی اھ۔

قولہ تعالیٰ قال اخرج منھا مذءوما الخ الظاہر ان الکلام کان بلا واسطۃ فدل علی ان المکالمۃ لیست من علامات القبول۔

قولہ تعالیٰ قال اخرج منھا مذءوما الخ (ترجمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہاں سے ذلیل وخوار ہو کر نکل) ظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ کلام بلا واسطہ ہوا سو اس سے معلوم ہوا کہ ہمکلام ہونا بھی علامات قبول سے نہیں

تقدیم الرای او الکشف علی الشرع — کشف وغیرہ کو شریعت پر ترجیح دینا

کون الکبر مانعا عن الوصول — تکبر کا وصول سے مانع ہونا

کون اجابۃ الدعاء لیس من علامات القبول — اجابت دعا کا علامت قبول سے نہ ہونا

کون المکالمۃ لیس من علامات القبول — مکالمہ کا علامت قبول سے نہ ہونا

قوله تعالیٰ فوسوس لهما الشیطان الی قوله تعالیٰ فلما ذاقا الشجرة بدت لهما سوأتهما دل علی اجماع العصمة والتصرف الشیطانی الذی لا یصل الی المعصیة فان فعل آدم علیه السلام لم یثبت کونه معصیة اصطلاحیة وانما سماه الله تعالیٰ معصیة لغة وانما کان اجتهادا یثاب علی الخطا منه وان ماجری علیه بهذا الخطاء لم یزد علی کشف عوراتهما فیما بینهما وظاهر انه مباح فیما بین الزوجین ولما ثبت کون هذا التناول خطاء اجتهادیا ثبت کون النهی ظنی الدلالة مع کونه قطعی الثبوت فدل علی ان ترک مثل هذا الظنی الذی فیه مساغ للاجتهاد لا یوجب الطرد والعقاب نعم یوجب الضرر الدنیوی وهذا هو الامر فی مخالفة الالهام والکشف الذی یحتمل الخطاء یلحق بمخالفته ضرر دنیوی لا عقاب اخروی فالهم واحفظ فکم من علماء ومشائخ غلطوا فی المسئلة فالعلماء جوزوا مخالفة الالهام کل تجویز والمشائخ حرموها کل تحریم والامر بینهما کما بینت والله اعلم۔

قوله تعالیٰ فوسوس لهما الشیطان الی قوله تعالیٰ فلما ذاقا الشجرة بدت لهما سوأتهما (ترجمہ پھر شیطان نے اُن دونوں کے دل میں وسوسہ ڈالا الی قولہ تعالیٰ پس جب اُن دونوں نے جو درخت کو چکھا الخ) اسمیں دلالت ہے کہ عصمت کے ساتھ ایسا تصرف شیطانی جمع ہو سکتا ہے جو حد معصیت تک نہ پہونچا ہو کیونکہ آدم علیہ السلام کے فعل کا معصیت شرعیہ ہونا ثابت نہیں ہوا اگرچہ لغۃً حق تعالیٰ نے اسکو معصیت فرمایا ہے وہ صرف ایک اجتہادی خطا تھی جسپر ثواب بھی ملتا ہے اور اس خطا پر جو سزا جاری کیگئی ہے وہ صرف دونوں کے بدن کا ایک دوسرے کے سامنے کھلجانا ہے جو زوجین میں مباح ہے اور جب اسکا خطا اجتہادی ہونا معلوم ہوگیا تو اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ یہ نہی باوجود قطعی الثبوت ہونے کے ظنی الدلالۃ تھی جسمیں اجتہاد کی گنجایش تھی تو اس سے یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ جس دلیل ظنی میں اجتہاد کی گنجایش ہو اُسکا ترک کرنا طرد و عقاب کا موجب نہیں البتہ اس سے دنیوی ضرر ہو جاتا ہے اور (اشتراک علت سے) یہی حکم ہے کشف والہام کی جو کہ محتمل خطا ہیں مخالفت کا کہ اُسکے خلاف کرنے سے عذاب اخروی تو نہیں ہوتا لیکن کچھ دنیوی ضرر لاحق ہو جاتا ہے اسکو یاد رکھو کیونکہ علماء تو اسکی بالکل مخالفت کو بھی جائز رکھتے ہیں اور مشائخ اسکو بالکل حرام سمجھتے ہیں۔

قوله تعالیٰ انه یراکم هو وقبیله من حیث لا ترونهم فی الروح والقضیة مطلقة لا دائمة وفیه وعلی هذا لا یفسق مدعی رؤیتهم فی صورهم الاصلیة اذا کان مظنة للکرامة ولیس فی الآیة الا نفی رؤیتهم کذلک بحسب العادة الی قوله ومن هذا یعلم ان القول بکفر مدعی تلک الرؤیة خارج عن الانصاف فتدبره۔

قوله تعالیٰ انه یراکم هو وقبیله من حیث لا ترونهم (ترجمہ وہ اور اُسکا لشکر تم کو اس طور پر دیکھتا ہے کہ تم اُنکو نہیں دیکھتے) روح میں ہے کہ قضیہ مطلقہ ہے دائمہ نہیں پس اگر کوئی شخص جنات کو اُنکی اصلی صورت میں دیکھنے کا دعویٰ کرے خاصکر جبکہ مظنہ کرامت کا بھی ہو اُسکو فاسق اور جھوٹا نہ کہا جاویگا اور آیت کا حاصل صرف اتنا ہے کہ عادۃً اس طرح نہیں دکھائی دیتے۔

ف ۳۷۲ الجمع بین اصلاح الظاهر والباطن — ف ۳۷۲ اصلاح ظاہر و باطن کو جمع کرنا۔

قوله تعالیٰ واقیموا وجوهکم عند کل مسجد[372] وادعوه مخلصین له الدین فی الآیة امر بالجمع باصلاح الظاهر والباطن فان اقامة الوجه طاعة ظاهرة والاخلاص طاعة باطنة

قولہ تعالیٰ واقیموا وجوهکم عند کل مسجد وادعوه مخلصین له الدین الخ (ترجمہ اور یہ کہ تم ہر سجدہ کے وقت اپنا رخ سیدھا رکھا کرو اور اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طور پر کرو کہ اس عبادت کو اللہ ہی کے واسطے رکھا کرو)

اس آیت میں حکم ہے اصلاح ظاہر و باطن[372] کو جمع کرنیکا اقیموا میں اول اور مخلصین میں ثانی کی طرف اشارہ ہے۔

ف ۳۷۳ اقسام ما یجب اصلاحه — ف ۳۷۳ امور واجبۃ الاصلاح کے اقسام۔

قوله تعالیٰ قل انما حرم ربی الفواحش ما ظهر منها وما بطن والاثم والبغی بغیر الحق وان تشرکوا بالله ما لم ینزل به سلطانا وان تقولوا علی الله ما لا تعلمون فی الروح[373] الفواحش رذائل القوة البهیمیة والبغی رذائل القوة السبعیة وان تقولوا رذائل القوة النطقیة اھ۔

قولہ تعالیٰ قل انما حرم ربی الفواحش الخ (ترجمہ آپ فرمایئے کہ البتہ میرے رب نے حرام کیا ہے تمام فحش باتوں کو الخ) یہ اشارہ ہے رذائل قوۂ بہیمیہ[373] کی طرف اور بغی میں رذائل قوۂ سبعی کی طرف اور ان تقولوا میں رذائل قوہ نطقیہ کی طرف۔

ف ۳۷۴ کون الکبر مانعا من فتح باب الملکوت — ف ۳۷۴ کبر کا حجاب ملکوت سے مانع ہونا۔

قوله تعالیٰ ان الذین کذبوا بآیاتنا واستکبروا عنها لا تفتح لهم ابواب السماء کذلک فی النشأة الدنیویة[374] لا تفتح لهم ابواب الملکوت کما قال فی الروح باب الاشارة فلا تعرج ارواحهم الی الملکوت ولا یدخلون الجنة ای جنة المعرفة والمشاهدة والقرب حتی یلج الجمل ای جمل انفسهم

قولہ تعالیٰ ان الذین کذبوا بآیاتنا واستکبروا عنها لا تفتح لهم ابواب السماء (ترجمہ جو لوگ ہماری آیتوں کو جھوٹا بتلاتے ہیں اور ان سے تکبر کرتے ہیں ان کے لئے آسمان کے دروازے نہ کھولے جائیں گے) روح[374] میں ہے کہ اسی طرح ایسے لوگوں کے لئے دنیا میں ابواب ملکوت کشادہ نہیں ہوتے۔

المستکبرة فی سم الخیاط ای خیاط احکام الشریعة الذی یخاط به ما شقتها بین اشقاق، وسمه ابداب الطریقة لانها دقیقة جدا ولوج ذلک الجمل لا یمکن مع الاستکبار بل لا بد من الخضوع والانقیاد وترک الحظوظ النفسانیة وحینئذ یکون الجمل اقل من البعوضة بل ادق من الشعرة فحینئذ یلج فی ذلک السم اھ۔

ف ۳۷۵ رعایة التحمل فی الاصلاح — ف ۳۷۵ اصلاح میں تحمل کی رعایت۔

قوله تعالیٰ والذین آمنوا وعملوا الصلحت لا نکلف نفسا الا وسعها کذلک[375] الشیخ لا یکلف المرید فوق وسعه فی باب الاصلاح۔

قولہ تعالیٰ والذین آمنوا وعملوا الصلحت لا نکلف نفسا الا وسعها (ترجمہ اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے ہم کسی شخص کو اس کی قدرت سے زیادہ کوئی کام نہیں بتلاتے) اسی طرح شیخ[375] بھی مرید کو باب اصلاح میں اس کے تحمل سے زیادہ اسکو تکلیف نہیں دیتا۔

قوله تعالیٰ ونزعنا ما فی صدورهم من غل فی الروح ای قلعنا ما فی قلوبهم من حقد مخفی فیها وعداوة کانت بمقتضی الطبیعة لامور جرت

قولہ تعالیٰ ونزعنا ما فی صدورهم من غل (ترجمہ اور جو کچھ ان کے دلوں میں غبار تھا ہم اسکو دور کردیں گے) روح میں ہے کہ ان کے قلوب میں جو بمقتضائے طبیعت بعض

بینهم فی الدنیا اه ففیه دلیل علی ان الغل الطبعی الغیر الاختیاری غیر مانع من دخول الجنة

معاملات دنیویہ کے سبب کچھ مخفی عداوت وکینہ تھا وہ نکالدینگے اھ اس سے ثابت ہوا کہ جو کینہ طبعی غیر اختیاری ہو وہ دخول جنت سے مانع نہیں۔

قوله تعالیٰ وما کنا لنهتدی لولا ان هدانا الله صریح فی ان الوصول الی المقصود وهبی لا کسبی والکسب الذی له دخل ما فیه ظاهرا فذلك الکسب ایضا وهبی۔

قولہ تعالیٰ وما کنا لنهتدی لولا ان هدانا الله (ترجمہ اور ہماری کبھی رسائی نہ ہوتی اگر حق تعالیٰ ہمکو نہ پہونچاتے) اس سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ وصول الی المقصود وہبی ہے کسبی نہیں اور جس کسب کا ظاہرا کچھ دخل بھی ہے وہ کسب خود وہبی ہے۔

الحاشیة قوله تعالیٰ الذین یصدون عن سبیل الله ویبغونها عوجا کذلك کما فی الروح الذین یصدون السالکین عن سبیل الله ای الطریق الموصلة الیه سبحانه ویبغونها عوجا بان یصفوها بما ینفر السالك عنها من الزیغ والمیل عن الحق اه کاهل البدعة واصحاب الریاء۔

قولہ تعالیٰ الذین یصدون عن سبیل الله ویبغونها عوجا (ترجمہ جو اللہ کی راہ سے اعراض کیا کرتے ہیں اور اسمیں کجی تلاش کرتے رہتے ہیں) اُن ہی کے مشابہ وہ لوگ ہیں جو سالکین طریق حق تعالیٰ کو روکتے ہیں اور اسمیں کجی کا قصد کرتے ہیں اسطرح پر کہ اسکو ایسے رنگ میں ظاہر کرتے ہیں کہ اس سے سالک کو نفرت ہوجاوے جیسے اہل بدعت اور اہل ریاء۔

قوله تعالیٰ ونادی اصحاب النار اصحاب الجنة ان افیضوا علینا من الماء او مما رزقکم الله فی الروح قیل ان الکفار لما کانوا عبید البطون حراصا علی الطعام والشراب فماتوا علی ما عاشوا وحشروا وادخلوا النار علی ما ماتوا طلبوا الماء او الطعام اه ودل علی بقاء الذمائم بعد الموت۔

قولہ تعالیٰ ونادی اصحاب النار اصحاب الجنة ان افیضوا علینا من الماء او مما رزقکم الله (ترجمہ اور دوزخ والے جنت والوں کو پکاریں گے کہ ہمارے اوپر تھوڑا پانی ہی ڈالدو یا اور ہی کچھ دیدو جو اللہ تعالیٰ نے تمکو دے رکھا ہے) بعض نے کہا ہے کہ چونکہ یہ کفار شکم کے بندے اور کھانے پینے کے حریص تھے تو اسی حالت میں مرے اور اسی حالت پر انکا حشر ہوا کہ کھانا اور پانی ہی مانگتے رہے اھ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ذمائم بعد مرگ بھی باقی رہتے ہیں۔

قوله تعالیٰ ثم استوی علی العرش فی الروح وانت تعلم ان المشهور من مذهب السلف فی مثل ذلك تفویض المراد الی الله تعالیٰ فهم یقولون استوی علی العرش علی الوجه الذی عناه سبحانه منزها عن الاستقرار والتمکن وان تفسیر الاستواء

قولہ تعالیٰ ثم استوی علی العرش (ترجمہ پھر عرش پر قائم ہوا) سلف کا مذہب ایسے نصوص میں تفویض مراد کی حق سبحانہ تعالیٰ کی طرف ہے یعنی جو استواء حق تعالیٰ نے مراد لیا ہے اور وہ حق تعالیٰ کی شان کے موافق ہے وہی مراد ہے اور اکثر حضرات صوفیہ کا یہی مذہب ہے۔

بالاستیلاء کتفسیر مرذول اذ القائل بہ لا یسعہ ان یقول کاستیلائنا بل لا بد ان یقول ھو استیلاء لا یلیق بہ عزوجل فلیقل من اول الامر ھو استواء لا یلیق بہ جل وعلا وقد اختیار ذلک السادۃ الصوفیۃ قدس اللہ تعالیٰ اسرارھم وھو اعلم واسلم واحکم خلافا لبعضھم اھ۔

قولہ تعالیٰ الا لہ الخلق والامر فی الروح واستخرج سفیان بن عیینۃ من ھذا ان کلام اللہ تعالیٰ شانہ لیس بمخلوق فقال ان اللہ تعالیٰ فرق بین الخلق والامر فمن جمع بینھما فقد کفر یعنی من جعل الامر الذی ھو کلامہ سبحانہ من جملۃ ما خلقہ فقد کفر لان المخلوق لا یقوم الا بمخلوق مثلہ کذا فی تفسیر الخازن ولیس بشیء کما لا یخفی واخرج ابن ابی حاتم ان الخلق ما دون العرش والامر ما فوق ذلک وشاع عند بعضھم اطلاق عالم الامر علی عالم المجردات اھ قلت قولہ لیس بشیء لاحتمال التفسیر الثانی الذی حاصلہ ان الخلق ما ھو من المادۃ فنفیہ کما یقتضیہ کون الامر مقابلا لہ لا یستلزم القدم وانما یستلزم نفی المادۃ عما ھو من الامر قلت وعلی ھذا الاحتمال الصحۃ اطلاق الامر علی المجردات فافھم من ھذا معنی قول الصوفیۃ ان اللطائف من عالم الامر ای انھا من المجردات ومعنی کونھا فوق العرش کما فی التفسیر الثانی لیس معناہ ان مکانھا فوق العرش لان التمکن من خواص المادیات بل المراد انھا لیست مکانیۃ فعبر عن کونھا غیر متمکنۃ بکونھا فوق العرش لان العرش

قولہ تعالیٰ الا لہ الخلق والامر (ترجمہ یاد رکھو اسی کے لئے خاص ہے خالق ہونا اور حاکم ہونا) روح میں ہے کہ سفیان بن عیینہ نے اس سے کلام الٰہی کا غیر مخلوق ہونا مستنبط کیا ہے یعنی کلام حق ہی کا امر تو یقیناً ہو اور امر کو مقابل فرمایا ہے خلق کا تو معلوم ہوا کہ وہ خلق سے منزہ ہے اور یہ استدلال کچھ نہیں اسلئے کہ یہاں دوسری تفسیر بھی محتمل ہے جیسا کہ ابن ابی حاتم نے روایت کی ہے کہ خلق تو ما تحت عرش کے ہے اور امر ما فوق عرش کے ہے آہ حاصل اس تفسیر ثانی کا یہ ہو سکتا ہے کہ خلق مادیات کے ساتھ خاص ہے تو کلام اللہ و امر کی مادیت کی نفی سے غیر مخلوق ہونا لازم نہیں آتا اور اس سے مجردات پر عالم امر کے اطلاق کی صحت معلوم ہوتی ہے اور صوفیہ نے جو لطائف کو عالم امر سے کہا ہے اور اسکو فوق العرش ہی کہا ہے اس کی اصل نکل آئی یعنی فوق العرش کی تفسیر یہی ہے کہ وہ مادیات میں سے نہیں تو اس بنا پر صوفیہ کے ان احکام کی اصل سلف سے بھی معلوم ہوتی ہے اور ممکن ہے کہ وہ دوسری تفسیر محتمل یہ ہو کہ الامر تخصیص بعد التعمیم ہو یعنی پیدا کرنا بھی اسی کا کام ہے اور حکم کرنا بھی کہ ایک فرد ہے پیدا کرنے کی یعنی خطاب کو پیدا کرنا تو اس بنا پر اس میں صوفیہ کی یہ تائید نہ ہوگی۔

اقصی الامکنۃ فافھم واللہ اعلم ومن ثم تقول الصوفیۃ ان ھذہ اللطائف فوق العرش فاحکام الصوفیۃ ھذہ لیست بمحض اصطلاحاتھم بل لھا اصل عن السلف ویحتمل ان یکون قولہ کما لا یخفی اشارۃ الی احتمال التخصیص بعد التعمیم وعلیہ لا یتمشی جمیع ما مر من تائید الصوفیۃ بقول السلف ویبقی مضمون المسئلۃ کشفیۃ وعنوانھا اصطلاحیۃ۔

تحقیق الصوفیۃ فی المتشابہات

تحقیق قول الصوفیۃ ان اللطائف من عالم الامر وانھا فوق العرش

صوفیہ کے اس قول کی تحقیق کہ لطائف عالم امر سے اور فوق العرش ہیں

قولہ تعالیٰ ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ فی الروح
ای اعبدوہ تضرعا وخفیۃ اشارۃ الی طریق
الجلوۃ والخلوۃ او ادعوہ بالجوارح والقلب انہ
لا یحب المعتدین المتجاوزین عما امروا بہ بترک
الامتثال والذین یطلبون منہ سواہ اھ

قولہ تعالیٰ ادعوا ربکم تضرعا وخفیہ (ترجمہ تم لوگ
اپنے پروردگار سے دعا کیا کرو تذلل ظاہر کرکے بھی اور
چپکے چپکے بھی) اسمیں اشارہ ہے طریق جلوت وخلوت
کی طرف یا عبادت جوارح وقلب کی طرف۔

قولہ تعالیٰ والبلد الطیب یخرج نباتہ باذن ربہ
والذی خبث لا یخرج الا نکدا فی الروح وھذا
کما قال غیر واحد مثل لمن ینجع فیہ الوعظ والتنبیہ
من المکلفین ولمن لا یؤثر فیہ شیء من ذلک اھ
وایدہ باٰثار موقوفۃ وروایات مرفوعۃ ثم قال
فی باب الاشارۃ (قلت لم یبق فیہ بعد بعد ھذہ
الادلۃ) ما نصہ والبلد الطیب وھو ما طاب استعدادہ
یخرج نباتہ باذن ربہ حسنا غزیرا نفعہ والذی خبث وھو ما ساء استعدادہ لا یخرج الا نکدا لا خیر فیہ
اھ ففیہ دلیل علی مسئلۃ الاستعداد۔

قولہ تعالیٰ والبلد الطیب یخرج نباتہ باذن ربہ
والذی خبث لا یخرج الا نکدا (ترجمہ اور جو سرزمین
ستھری ہوتی ہے اس کا پیداوار تو خدا تعالیٰ کے حکم سے خوب
نکلتا ہے اور جو خراب ہے اس کا پیداوار کم نکلتا ہے) ایس
شخص کی مثال ہے جسمیں وعظ موثر ہوتا ہے اور جسمیں موثر
نہیں ہوتا یعنی طیب الاستعداد وفاسد الاستعداد کی پس
اسمیں مسئلہ استعداد کی دلیل ہے۔

قولہ تعالیٰ اوعجبتم ان جاءکم ذکر من ربکم
علی رجل منکم وھذا ھو دأب الجاھلین باولیاء
عصرھم یحرمون بمحض المعاصرۃ۔

قولہ تعالیٰ اوعجبتم ان جاءکم ذکر من ربکم علی رجل
منکم (ترجمہ اور کیا تم اس بات سے تعجب کرتے ہو کہ تمہارے
پروردگار کی طرف سے تمھارے پاس ایک ایسے شخص کی معرفت
جو تمھاری ہی جنس کا ہے کوئی نصیحت کی بات آگئی) اور یہی طریقہ ہے جاہلوں کا اپنے ہمعصر اولیاء کے ساتھ کہ محض
معاصرت کے سبب اُن سے منافرت کرتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ قال الملأ الذین کفروا من قومہ انا
لنراک فی سفاھۃ قد خلت من قبل سنۃ السفھاء
من تسفیہ عقلاء الدین ویشاھد ایضا فی زماننا
فینبغی لھم ان یصبروا علی اذاھم۔

قولہ تعالیٰ قال الملأ الذین کفروا من قومہ انا
لنراک فی سفاھۃ (ترجمہ اُن کی قوم میں جو آبرودار
کافر تھے انھوں نے کہا کہ ہم تمکو کم عقلی میں دیکھتے ہیں)۔
یہی طریقہ سفہاء کا پہلے سے چلا آیا ہے کہ عقلاء دین کو سفیہ
کہا کرتے ہیں اس زمانہ میں بھی اسکا مشاہدہ ہو رہا ہے تو ان حضرات کو صبر کرنا چاہیے۔

قولہ تعالیٰ وزادکم فی الخلق بسطۃ فاذکروا
آلاء اللہ دل علی کون القوۃ والزیادۃ فی الجسم من
نعم اللہ تعالیٰ فلیس من الزھد تحقیر النعم الدنیویۃ

قولہ تعالیٰ وزادکم فی الخلق بسطۃ فاذکروا آلاء اللہ
(ترجمہ اور ڈیل ڈول میں تمکو زیادہ پھیلاؤ دیا سو خدا تعالیٰ
کی نعمتوں کو یاد کرو) اس سے معلوم ہوا کہ قوۃ اور جسامت

کما علیہ المتقشفون۔

قولہ تعالیٰ ھذہ ناقۃ اللہ فی الروح اضافۃ الناقۃ الی الاسم الجلیل لتعظیمہا کما یقال بیت اللہ لمسجد اھ قلت وھو اسہل التوجیہات لاضافۃ الصورۃ الی اللہ تعالیٰ فی قولہ علیہ السلام ان اللہ خلق آدم علی صورتہ الحدیث۔

قولہ تعالیٰ وتنحتون الجبال بیوتا فاذکروا آلاء اللہ دل علی کون المہارۃ فی الصناعۃ من نعم اللہ تعالیٰ واذکر ما مر فی قولہ تعالیٰ وزادکم فی الخلق بسطۃ

قولہ تعالیٰ فتولی عنہم وقال یقوم لقد ابلغتکم الخ فی الروح فتولی عنہم بعد ان جری علیہم یا جری علی ما ھو الظاہر وفیہ وخطابہ علیہ السلام لہم کخطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قتلی المشرکین حین القوا فی قلیب بدر اھ قلت ظاہرہ سماع الموتی ما لم ینفہ دلیل قوی ولیس۔

قولہ تعالیٰ اتاتون الفاحشۃ ما سبقکم بہا من احد فی تقیید الفاحشۃ بعدم السبق بہا دلالۃ علی ان تاسیس المنکر اشد من الاقتداء فیہ ونفطن من ذلک فعل البدعات۔

قولہ تعالیٰ ولا تبخسوا الناس اشیاءھم فی الروح قیل ویدخل فی ذلک بخس الرجل حقہ من حسن المعاملۃ والتوقیر اللائق وبیان فضلہ علی ما ھو علیہ للسائل عنہ وکثیر ممن ینتسب الی اہل العلم الیوم مبتلون بہذا البخس اھ قلت کانہ قیاس علی

کی زیادتی بھی حق تعالیٰ کی نعمت ہے تو وہ تحقیر زہد میں داخل نہیں جیسا بعض متقشفین کا مذاق ہے۔

قولہ تعالیٰ ھذہ ناقۃ اللہ (ترجمہ یہ اونٹنی ہے اللہ کی) یہ اضافۃ تشریف کے لئے ہے جیسے مسجد کو بیت اللہ کہتے ہیں میں کہتا ہوں کہ حدیث میں جو آیا ہے ان اللہ خلق آدم علی صورتہ اس اضافت کی اسہل توجیہات یہ ہو سکتی ہے۔

قولہ تعالیٰ وتنحتون الجبال بیوتا فاذکروا آلاء اللہ (ترجمہ اور پہاڑوں کو تراش تراش کر ان میں گھر بناتے ہو سو خدا تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرو) اس سے معلوم ہوا کہ کسی صنعت میں مہارۃ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے، ابھی وزادکم فی الخلق بسطۃ میں ایسا ہی مضمون گذرا ہے۔

قولہ تعالیٰ فتولی عنہم وقال یقوم لقد ابلغتکم۔ (ترجمہ صالح ان سے منہ موڑ کر چلے اور فرمانے لگے کہ اے میری قوم میں نے تو تم کو اپنے پروردگار کا حکم بتلا دیا) ظاہراً یہ خطاب بعد ہلاک کے ہے تو اس سے ظاہراً سماع موتی معلوم ہوتا ہے جب تک کوئی دلیل قوی نفی نہ کرے

قولہ تعالیٰ اتاتون الفاحشۃ ما سبقکم بہا من احد (ترجمہ کہ تم ایسا فحش کام کرتے ہو جس کو تم سے پہلے کسی نے دنیا جہان والوں میں سے نہیں کیا) فاحشہ کا عدم سبق کے ساتھ مقید کرنا اس پر دال ہے کہ منکر کی ایجاد اس کی اقتداء سے اشد ہے اور اسی سے بدعت کا درجہ سمجھ لو۔

قولہ تعالیٰ ولا تبخسوا الناس اشیاءھم (ترجمہ اور لوگوں کا ان کی چیزوں میں نقصان مت کیا کرو) مدلول نص پر اس کو بھی قیاس کیا جاویگا جس میں اکثر اہل علم مبتلا ہیں کہ دوسرے اہل فضیلت کے اس حق کی تنقیص کرتے ہیں کہ ان کی ساتھ جو توقیر اور ان کے اظہار فضیلت کا

ملتجا ولی الشخص ۔

قولہ تعالیٰ فکیف اسیٰ علیٰ قوم کفرین فی الروح

فی قولہ تعالیٰ علیٰ قوم الخ اقامۃ الظاہر مقام الضمیر للاشعار بعدم استحقاقہم التاسف علیہم لکفرہم اہ فدل علیٰ عدم الرحمۃ علی المبغوضین ۔

قولہ تعالیٰ ولو ان اہل القریٰ آمنوا واتقوا لفتحنا علیہم برکات الخ دل علیٰ ان الطاعۃ لہا دخل فی النعم الدنیویۃ علی العبد وان المعصیۃ لہا دخل فی النقم الدنیویۃ علیہ کما یدل علیہ قولہ فیما بعد ولکن کذبوا فاخذناہم سواء کانت النعمۃ والنقمۃ حسیتین او معنویتین ۔

قولہ تعالیٰ فلا یامن مکر اللہ الا القوم الخاسرون ویدخل فیہم من اغتر بکونہ صاحب النسبۃ ولم یخف استلابہا فایاک ایاک ان تامنہ ففی الامن الخوف وفی الخوف الامن ۔

قولہ تعالیٰ فما کانوا لیومنوا بما کذبوا من قبل فیہ ذم للتمادی واللجاج والاصرار والعناد وقد کثر فی المتاخرین من العلماء والمشائخ لا یرجعون عما صدر عنہم اول الوہلۃ ولو ظہر علیہم بطلانہ

قولہ تعالیٰ قال الملاء من قوم فرعون ان ہذا لساحر علیم یرید ان یخرجکم من ارضکم ہذا تصویر للحق الذی جاء بہ موسیٰ فی صورۃ الباطل الذی افتراہ فرعون من ارادۃ موسیٰ عم الاخراج وہذا من عادۃ المروجین للباطل المراغمین للحق وان سموا انفسہم صوفیۃ ینفرون العامۃ عن متبع السنۃ تصویرا لمعروفہم فی صورۃ المنکر ۔

معاملہ کرنا چاہیے نہیں کرتے ۔

قولہ تعالیٰ فکیف اٰسیٰ علیٰ قوم کفرین (ترجمہ پھر میں ان کافر لوگوں پر کیوں رنج کروں) بجائے علیہم کے علیٰ کفرین کہنا اشعار ہے کہ کفر کے سبب یہ لوگ مستحق تاسف کے نہیں اس سے معلوم ہوا کہ مبغوضین پر ترحم نہ چاہیے ۔

قولہ تعالیٰ ولو ان اہل القریٰ آمنوا واتقوا لفتحنا علیہم برکات من السماء (ترجمہ اور اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لے آتے اور پرہیز کرتے تو ہم ان پر آسمان زمین کی برکتیں کھول دیتے) اپنی مابعد والی آیت سے ملکر یہ دال ہے کہ نعم دنیویہ میں طاعت کو اور نقم دنیویہ میں معصیت کو بھی دخل ہے خواہ وہ نعمت و نقمت حسی ہو یا معنوی ۔

قولہ تعالیٰ فلا یامن مکر اللہ الا القوم الخاسرون (ترجمہ کہ خدا تعالیٰ کی پکڑ سے بجز ان کے جنکی شامت ہی آگئی ہو اور کوئی بے فکر نہیں ہوتا) اسمیں وہ بھی داخل ہے جو اپنے صاحب نسبت ہونے پر مغرور ہو اور سلب نسبت سے خوف نہ کرے ۔

قولہ تعالیٰ فما کانوا لیومنوا بما کذبوا من قبل (ترجمہ پھر جس چیز کو انھوں نے اول میں جھوٹا کہدیا یہ بات نہ ہوئی کہ اسکو مان لیتے) اسمیں اصرار و عناد کی مذمت ہے اور اسوقت یہ بلا مقتداؤں میں بہت ہو گئی کہ جس بات میں ایک بار انکار نکلی ہے پھر باوجود ظہور بطلان کے بھی اسکو کبھی نہ مانیں گے ۔

قولہ تعالیٰ قال الملاء من قوم فرعون ان ہذا لساحر علیم یرید ان یخرجکم من ارضکم (ترجمہ قوم فرعون میں جو سردار لوگ تھے انھوں نے کہا کہ واقعی یہ شخص بڑا ماہر جادوگر ہے یہ چاہتا ہے کہ تمکو تمھاری سرزمین سے باہر کر دے) فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کے طریق حق کو ایک باطل کی صورت میں ظاہر کیا یہی حال ہے اہل باطل کا گو وہ صوفی ہی کہلاویں کہ عوام کو اہل حق سے تنفر دلانے

کے لئے اُن کے حق کو بُرے بُرے عنوان سے ظاہر کرتے ہیں۔

قوله تعالیٰ قال القوا قد يقال انه عليه السلام انما اذن بهم ليبطل سحرهم فهو ابطال الكفر بالآخرة وتحقيق لمعجزته عليه السلام كذا في الروح ولاجل امثال تلك المصلحة قد ياذن بعض الشيوخ فيما ظاهره المعصية كما استاذنني بعض الاحباء في قبول منصب التدريس في بعض المدارس الذي لا ارضاه فاذنت له فيه فزاحمني بعض الحاضرين وكان لي فيه حكمته انه اذا اقام في المدرسة شاهد المنكرات التي هي مبنيٌّ لرأي فيتنفر برؤيته ما لا ينتفر بمحض روايتي فوقع ما ظننت وتركه مستقبحا اياه محققا لما رأه۔

قوله تعالیٰ قال القوا (ترجمہ) موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم ہی ڈالو) موسیٰ علیہ السلام کا مقصود اس سے خود اذن دینا نہ تھا بلکہ اذن کو اُن کے کفر کے ابطال اور اپنے معجزہ کی اثبات کا ذریعہ بنانا تھا ایسی ہی مصلحت سے بعض اوقات شیوخ ایسے امر میں اذن دیدیتے ہیں کہ ظاہر اسکا معصیت ہوتا ہے مگر اخیر میں انہیں کو ئی مصلحت مبنی ہوتی ہے وہی مصلحت اُن کو مقصود ہوتی ہے۔

قوله تعالیٰ فلما القوا سحروا اعين الناس ويدخل في الناس موسى عليه السلام لقوله تعالیٰ في طه فاذا حبالهم وعصيهم يخيل اليه من سحرهم انها تسعى افادت امورا الاول عدم الاغترار بالخوارق والثاني كون التصرف في الخيال احد اقسام السحر ومنه عمل الترب الشائع في زماننا الذي يسمى مسمريزم والثالث لا ينافي التاثر منه الكمال الباطني فانه عليه السلام قد تاثر منه فمثل هذه الافعال ليست بدليل تكون الفاعل من اهل الحق ولا يلزم قدرته على ابطالها مع تمليها۔

قوله تعالیٰ فلما القوا سحروا اعين الناس (ترجمہ پس جب انھوں نے ڈالا تو لوگوں کی نظر بندی کردی) اور اس ناس میں موسیٰ علیہ السلام بھی داخل ہیں چنانچہ سورہ طٰہٰ میں ہے یخیل الیہ آہ پس اس سے کئی امر مستفاد ہوئے اول خوارق سے دھوکا نہ کھانا کہ اہل باطل سے بھی ظاہر ہوسکتے ہیں ثانی سحر کی ایک قسم خیال میں تصرف کرنا بھی ہے اسی میں مسمریزم بھی داخل ہے ثالث ایسی چیزوں سے متاثر ہوجانا کمال باطنی کے خلاف نہیں چنانچہ موسیٰ علیہ السلام خائف ہوئے اور اہل حق کا ایسے امور پر یا اُن کے ابطال پر قادر ہونا لازم نہیں۔

قوله تعالیٰ والقى السحرة دلت على ان الاصل في الامر هو الجذب من الحق تعالیٰ وقد اجمعوا عليه

قوله تعالیٰ فالقى السحرة (ترجمہ اور جو ساحر تھے سجدہ میں گر گئے) اس سے ثابت ہوا کہ اصل طریق میں جذب من الحق ہے اور اسی پر اہل طریق کا اجماع ہے

قوله تعالیٰ قال عسى ربكم ان يهلك عدوكم ويستخلفكم في الارض دل على كون الكفار مغلوبين والمؤمنين غالبين من النعم العظيمة فليس معنى ترك الدنيا الاستسلام للخزي والهوان للكفار الا بعذر العجز وليس الملك منافيا لكمال الايمان۔

قوله تعالیٰ قال عسى ربكم ان يهلك عدوكم ويستخلفكم في الارض (ترجمہ فرمایا بہت جلد اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کو ہلاک کردینگے اور بجائے اُنکے تمکو اس سرزمین کا مالک بنا دینگے) اس میں دلالت ہے کہ کفار کا مغلوب ہونا اور مومنین کا غالب ہونا نعمائے عظیم سے ہے پس ترک دنیا کے یہ معنی نہیں ہیں کہ کفار کو ہاتھ میں بدون عذر کے ذلت اور خواری میں پڑا رہے

قوله تعالیٰ فاغرقناهم فی الیم دل علی ترتب العقوبة الدنیویة علی المعصیة ولو بعد اسبلا خرة اکبر۔

قوله تعالیٰ قالوا یا موسیٰ اجعل لنا الٰها کما لهم اٰلهة قال انکم قوم تجهلون وفی الحدیث للترمذی قرأ رسول الله صلی الله علیه وسلم الاٰیة لما قال بعضهم له صلی الله علیه وسلم اجعل لنا ذات انواط کما لهم ذات انواط فدلت الاٰیة بعد انضمام الروایة علی قبح اتباع الجهلة فی رسوم ولو دنیویة فما بال من یتشبه بهم فی عبادة القبور واتخاذ السرج والستور علیها وفی الروح بعد نقل الحدیث والناس الیوم قد اتخذوا من قبیل ذات الانواط شیئا کثیرا لا یحیط به نطاق الحصر اھ۔

قوله تعالیٰ فتم میقات ربه اربعین لیلة اصل للاربعین المعتاد عند المشائخ الذی یشاهدون البرکات فیها۔

قوله تعالیٰ وقال موسیٰ لاخیه هرون اخلفنی فی قومی فیه اصل لتفویض المریدین الی بعض خلفائه۔

قوله تعالیٰ قال لن ترانی نص فی امتناع رؤیته تعالیٰ فی النشأة الدنیویة فبطل من ادعاها او مغرور ولا یریبك قوله تعالیٰ فلما تجلی ربه لان التجلی هو الظهور الذی هو فعله تعالیٰ ولا یلزم

قوله تعالیٰ فاغرقناهم فی الیم (ترجمہ اُن کو دریا میں غرق کر دیا) معلوم ہوا کہ عقوبت دنیویہ گاہے معصیت پر بھی مرتب ہو جاتی ہے۔

قوله تعالیٰ قالوا یا موسیٰ اجعل لنا الٰها کما لهم اٰلهة قال انکم قوم تجهلون (ترجمہ کہنے لگے اے موسیٰ ہمارے لئے بھی ایک معبود ایسا ہی مقرر کر دیجئے جیسے ان کے یہ معبود ہیں آپ نے فرمایا کہ واقعی تم لوگوں میں بڑی جہالت ہے) حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس درخواست کے جواب میں (کہ ہمارے لئے بھی ہتیار لٹکانے کو ایک درخت مقرر فرما دیجئے جیسے مشرکین نے کر رکھا ہے) یہ آیت پڑھ دی تھی اس سے معلوم ہوا کہ دنیوی عادات میں بھی اہل باطل کے ساتھ تشبہ مذموم ہے اور بدعات بزعم عبادات میں تو کیا پوچھنا ہے۔

قوله تعالیٰ فتم میقات ربه اربعین لیلة (ترجمہ کہ اُن کے پروردگار کا وقت پورے چالیس روز پورا ہو گیا) اسمیں اصل ہے چلہ کی جو مشائخ میں معتاد اور مشاہد البرکات ہے۔

قوله تعالیٰ وقال موسیٰ لاخیه هرون اخلفنی فی قومی (ترجمہ اور موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہدیا تھا کہ میرے بعد ان لوگوں کا انتظام رکھنا) اسمیں اسکی اصل ہے جو مریدوں کو بعض خلفا کے سپرد کر دیتے ہیں۔

قوله تعالیٰ قال لن ترانی (ترجمہ ارشاد ہوا کہ تم مجھکو ہرگز نہیں دیکھ سکتے) نص ہے اسمیں کہ دنیا میں رویت الٰہیہ نہیں ہوتی تو جو شخص اسکا مدعی ہو یا دھوکہ میں ہے یا دھوکہ دیتا ہے اور شب معراج اس سے مستثنےٰ ہے۔

منه وقوع الرؤیة التی هی فعل موسیٰ الذی منعه الصعق عنها وان اختلج فی صدرك ان الاٰیة نص فی تاخر الصعق عن التجلی فعلم انه علیه السلام کان مفیقا عند التجلی فلم یکن الصعق مانعا له فازحه ان تقدم التجلی علی الصعق ذاتی لا زمانی فزمان التجلی والصعق واحد فبقی مانعا وامادرؤیته

(۳۳)

صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ المعراج فمخصوص منہ او کان فی الاخرۃ ولا بی یکلموا ولم یمنعہم من یطول الاجر

قولہ تعالی ساصرف عن آیاتی الذین یتکبرون فی الارض بغیر الحق فی الروح قیل المراد انہم یتکبرون علی من لا یتکبر کالانبیاء علیہم السلام لانہ الذی یکون بغیر حق واما التکبر علی المتکبر فھو بحق لما فی الاثر التکبر علی المتکبر صدقۃ وانت تعلم ان ھذا صورۃ تکبر لا تکبر حقیقۃ فلعل مراد ھذا القائل ان التقیید بما ذکر لاظہار انہم یتکبرون حقیقۃ اھ

قولہ تعالی ساصرف عن آیاتی الذین یتکبرون فی الارض بغیر الحق (ترجمہ میں ایسے لوگوں کو اپنے احکام سے برگشتہ ہی رکھوں گا جو دنیا میں تکبر کرتے ہیں جس کا ان کو کوئی حق حاصل نہیں) تکبر بغیر حق یہ ہے کہ غیر متکبر کے مقابلہ میں تکبر کرے اور متکبر کے مقابلہ میں تکبر کرنا بحق ہے اور حقیقت میں وہ صورۃً تکبر ہے حقیقۃً نہیں۔

الحاشیۃ فی الروح یتکبرون فی الارض بغیر الحق وھم الذین فی مقام النفس فیکون تکبرھم حجابا لھم عن آیات اللہ واما المتکبرون بالحق وھم الذین فنیت صفاتھم وظہرت علیہم صفات مولاھم فلیسوا المحجوبین ولا یعد تکبرھم مذموما لانہ لیس تکبرھم حقیقۃ وانما حظھم منہ کونہ مظہر اللہ اھ۔

قولہ تعالی واتخذ قوم موسی من بعدہ من حلیہم عجلا جسدا لہ خوار الم یروا انہ لا یکلمہم الخ دل علی ذم الاغترار بالخوارق وعلی کون الدلیل الشرعی حجۃ قاضیۃ علی الخوارق وترجیحہ علیہا۔

قولہ تعالی واتخذ قوم موسی من بعدہ من حلیہم عجلا جسدا لہ خوار الم یروا انہ لا یکلمہم (ترجمہ اور موسی علیہ السلام کی قوم نے ان کے بعد اپنے زیوروں کا ایک بچھڑا ٹھیرا لیا جو کہ ایک قالب تھا جس میں ایک آواز تھی کیا انہوں نے یہ نہ دیکھا کہ وہ ان سے بات تک نہیں کرتا تھا) اس سے ثابت ہوا کہ خوارق سے دھوکہ نہ کھاوے اور الم یروا سے معلوم ہوا کہ دلیل شرعی اس پر حجت قاضیہ اور اس پر راجح ہے۔

الحاشیۃ فی الروح وکثیر من الناس الیوم عبید الدرھم والدینار وھما العجل المعنوی یصرون لم یسجدوا لہ آہ۔

قولہ تعالی ولما رجع موسی الی قومہ غضبان اسفا دل علی جواز الغضب علی المرید اذا احتیج الیہ۔

قولہ تعالی والقی الالواح فی الروح ای وضعہا علی الارض کالطارح لہا لیأخذ برأس اخیہ مما عراہ من فرط الغیرۃ الدینیۃ وکان علیہ السلام شدید الغضب للہ سبحانہ الی قولہ ولیس ھنالک الا العجلۃ فی الوضع الناشئۃ من الغیرۃ للہ تعالی آہ

قولہ تعالی ولما رجع موسی الی قومہ غضبان اسفا (ترجمہ اور جب موسیٰ اپنی قوم کی طرف واپس آئے غصہ اور رنج میں بھرے ہوئے) معلوم ہوا کہ حاجت کے وقت مرید پر غصہ جائز ہے۔

قولہ تعالی والقی الالواح (ترجمہ اور جلدی سے تختیاں ایک طرف رکھیں) دین کے جوش میں یہ غصہ آیا معلوم ہوا کہ ایسا غصہ بدخلقی نہیں جیسے بعض اہل اللہ کی عادت ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ غلبۂ حال عذر ہے کیونکہ یہ کسر اسی غلبہ میں ہوا۔

يتحقق بهذا الالقاء كقوله تعالى في طه ان اقذفيه في التابوت فاقذفيه في اليم وكقوله تعالى في القصص فالقيه في اليم ففيه اصل لما جبل عليه بعض اهل الله من شدة بغضهم في الدين وفرط حميتهم وان سماه العامة سوء الخلق حاشاهم عن ذلك وان شئت في الروح عن احمد وغيره وعبد بن حميد والبزار وابن ابي حاتم وابن حبان والطبراني وغيرهم عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يرحم الله تعالى موسى ليس المعاين كالمخبر اخبره ربه تبارك وتعالى ان قومه فتنوا بعده فلم يلق الالواح فلما رآهم وعاينهم القى الالواح فتكسر منها ما تكسر اه ودل على كون الغضب محمودا وقت غلبة الحال لان الكسر لا يكون بدون الالقاء وظاهر معناه لكن شدة الحمية لم تترك له التماسك۔

قوله تعالى واخذ برأس اخيه يجره اليه في الروح ظنا منه عليه السلام انه قصر في كفهم اه قلت ولم يقصر فدل على جواز الخطأ في اجتهاد الانبياء فما ظنك بالشيوخ وانه لا ينافي الكمال فان البشر بشر وان بلغ العرش فما بال الذين يعتقدون في شيوخهم استحالة الخطأ منهم۔

قوله تعالى واخذ برأس اخيه يجره اليه (ترجمہ: اپنے بھائی کا سر پکڑ کر ان کو اپنی طرف گھسیٹنے لگے) روح میں ہے کہ یہ گمان ہوا کہ انھوں نے روکنے میں کوتاہی کی اھ میں کہتا ہوں حالانکہ کوتاہی نہ کی تھی اس سے معلوم ہوا کہ کاملین سے خطاء اجتہادی ہو سکتی ہے تو شیوخ غیر معصومین سے کیوں نہ ممکن ہوگی۔

قوله تعالى ان الذين اتخذوا العجل سينالهم غضب من ربهم وذلة في الحيوة الدنيا دل على ان الذلة الدنيوية قد تكون عقوبة لبعض المعاصي۔

قوله تعالى ان الذين اتخذوا العجل سينالهم غضب من ربهم وذلة في الحيوة الدنيا (ترجمہ: جن لوگوں نے گوسالہ پرستی کی ہے ان پر بہت جلد ان کے رب کی طرف سے غضب اور ذلت اس دنیوی زندگی ہی میں پڑے گی) معلوم ہوا کہ دنیوی ذلت کبھی سزا معصیت کی ہوتی ہے۔

قوله تعالى ورحمتي وسعت كل شيء فساكتبها للذين يتقون الجملة الثانية تبطل استدلال بعضهم بالجملة الاولى على كون عاقبة كل الخلق الرحمة والمغفرة وهو ظاهر۔

قوله تعالى ورحمتي وسعت كل شيء فساكتبها للذين يتقون (ترجمہ: اور میری رحمت تمام اشیا کو محیط ہو رہی ہے تو وہ رحمت ان لوگوں کے نام تو ضرور ہی لکھونگا جو کہ خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہیں) پہلے جملہ سے جو بعض نے استدلال کیا ہے کہ کفار کا اخیر بھی رحمت و مغفرت ہے دوسرا جملہ اس استدلال کو باطل کرتا ہے۔

قوله تعالى اذ يعدون في السبت الى قوله كذلك نبلوهم في الروح واستدل بعض اهل العلم بقصة هؤلاء المعتدين على حرمة الحيل في الدين وايد ذلك بما اخرجه ابن بطة عن ابي هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا ترتكبوا ما ارتكب اليهود فتستحلوا

قوله تعالى اذ يعدون في السبت الى قوله كذلك نبلوهم (ترجمہ: جبکہ وہ ہفتہ کے بارہ میں حد سے نکل رہے تھے جبکہ ان کے ہفتہ کے روز تو انکی مچھلیاں ظاہر ہو ہو کر ان کے سامنے آتی تھیں اور جب ہفتہ کا دن نہ ہوتا تو ان کے سامنے نہ آتی تھیں ہم ان کی اس طرح پر آزمائش کرتے تھے) اس سے

تحارم الله تعالیٰ باد لی الحیل اه وما جوزه حکماء
الامة من بعض الحیل فهی مالیس فیه ابطال المقاصد
الدینیة والحقوق الیقینیة ومثله ثابت بالحدیث
بع الجمع بالدراهم ثم ابتع بالدراهم واما الحیلة

معلوم ہوا کہ احکام شرعیہ کی جو غرض ہے اس غرض کیلئے حیلے کرنا
مذموم ہے اور جن حیل کا شرع میں وارد ہے وہ احکام
شرعیہ کی تحصیل کیلئے ہیں (اصل عربی میں پوری
تقریر ہے)

لاسقاط الزکوٰة ففیه ابطال الغرض الدینی وهو اغناء المساکین وکذلک ما لابطال الشفعة ففیه ابطال الحق وفی الروح من باب الاشارة تحت هذه الآیة قال بعضهم ما کان ما قص الله تعالیٰ الاکحال الاسلامیین من اهل زماننا فی اجتماع انواع الحظوظ النفسانیة من المطاعم والمشارب والملاهی والمناکح ظاهرة فی الاسواق والمحافل فی الایام المعظمة کالاعیاد والاوقات المبارکة کاوقات زیارة مشاهد الصالحین المعلومة المشهورة بین الناس اه۔

قوله تعالیٰ واذ قالت امة منهم لم تعظون
قوما الله مهلکهم او معذبهم عذابا شدیدا
قالوا معذرة الی ربکم ولعلهم یتقون قد تقرر فی
محله انه اذا علم الناهی حال المنهی عنه وان
النهی لا یؤثر فیه سقط عنه النهی وهذه الامة (۳۶)
نهوا ولا الا انهم رأوا عدم النفع فلم یفعلوا ولم
یعرض اولئک کما اعرض هؤلاء لعدم بلوغهم
فی الیاس کما بلغ اخوانهم او لفرط حرصهم
وجدهم فی امرهم کما وصف الله تعالیٰ رسول الله
صلی الله علیه وسلم بقوله تعالیٰ فلعلک باخع
نفسک علی آثارهم محصلا وقد توقف ابن عباس
اولا فی هذه الامة فقال له عکرمة الا تراهم

قوله تعالیٰ واذ قالت امة منهم لم تعظون قوما الله
مهلکهم او معذبهم عذابا شدیدا قالوا معذرة
الی ربکم ولعلهم یتقون (ترجمہ اور جبکہ انمیں سے ایک
جماعت نے یوں کہا کہ تم ایسے لوگونکو کیوں نصیحت کیے جاتے
ہو جبکہ اللہ تعالیٰ بالکل ہلاک کرنے والے ہیں یا ان کو سخت
سزا دینے والے ہیں انھوں نے جواب دیا کہ تمھارے رب کے
روبرو عذر کرنے کے لئے اور اسی لئے کہ شاید یہ ڈر جائیں)
مسئلہ یہ ہے کہ جب نفع کی امید نہ ہو نہی عن المنکر کا وجوب ساقط
ہو جاتا ہے تو قائلین اول نے یاس کی وجہ سے وعظ چھوڑ دیا
اور قائلین ثانی کو امید تھی اسلئے وہ کرتے رہے اور تحقیق یہ
ہے کہ ساکتین کو بھی نجات رہی اب بھی اسی بنا پر اہل طریق
کا مذاق مختلف ہے بعض اولین کے مشابہ ہے بعض دوسروں کے

کیف انکروا وکرهوا ما القوم علیه وقالوا ما قالوا فاعجبه قوله وقال بحث الساکتة هذا محصل ما فی الروح بتغییر یسیر لفظی ومذاق اهل الطریق مختلف فی امثاله فمشابه للاولین ومشابه للآخرین۔

قوله تعالیٰ وبلوناهم بالحسنات والسیئات
المراد الخصب والعافیة والجدب والشدة التی
هی حسنات وسیئات ظاهرة وکذلک قد یبتلی العبد
بالحسنات الباطنة من المواجید والاذواق مع

قوله تعالیٰ وبلوناهم بالحسنات والسیئات (ترجمہ
اور ہم ان کو خوشحالیوں اور بدحالیوں سے آزماتے رہے) یہاں
حسنات و سیئات سے مراد تنگی و فراخی ظاہری ہے اور کبھی
حسنات باطنہ سے بھی ابتلا کیا جاتا ہے۔ مثلاً معاصی کے

الطريق فيغتر بما يحسب انه على الحق وهو على الباطل فلا يغتر بذلك البسط مع المعصية فانه استدراج

تو معصیت کے ساتھ اگر بسط ہو وہ استدراج ہے اس سے

بہتے ہوئے مواجید و اذواق حاصل ہوتے ہیں تو اس سے دھوکا ہوتا ہے کہ میں حق پر ہوں حالانکہ وہ باطل پر ہے دھوکا نہ کھانا چاہیے۔

قوله تعالیٰ فخلف من بعدهم خلف ورثوا الكتاب ياخذون عرض هذا الادنى ويقولون سيغفر لنا وان ياتهم عرض مثله ياخذوه في الروح وهذا حال كثير من متصوفة زماننا فانهم يتهافتون على الشهوات تهافت الفراش على النار ويقولون ان ذلك لا يضرنا لانا واصلون وحكي عن بعضهم انه ياكل الحرام الصرف ويقول ان النفي والاثبات يدفع ضرره وهو خطأ فاحش وضلال بين اعاذنا الله تعالى من ذلك اه۔

قولہ تعالیٰ فخلف من بعدهم خلف ورثوا الكتاب ياخذون عرض هذا الادنى ويقولون سيغفر لنا وان ياتهم عرض مثله ياخذوه (ترجمہ پھر ان کے بعد ایسے لوگ ان کے جانشین ہوئے کہ کتاب کو ان سے حاصل کیا اس دنیائے دنی کا مال متاع لے لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہماری ضرور مغفرت ہو جائیگی حالانکہ اگر ان کے پاس ویسا ہی مال متاع آنے لگے تو اسکو لے لیتے ہیں) روح المعانی میں ہے کہ یہی حال ہے ہمارے زمانہ کے بہت سے صوفیوں کا کہ شہوات دنیویہ پر پروانوں کی طرح گرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمکو مضر نہیں کیونکہ ہم واصل ہیں اور بعض کی حکایت سنی گئی ہے کہ وہ خالص حرام کھاتا تھا اور کہتا تھا کہ نفی واثبات اس کے ضرر کو دفع کر دیتا ہے اور یہ کھلی گمراہی ہے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔

قوله تعالیٰ واذ اخذ ربك من بني آدم من ظهورهم ذريتهم الآية في الروح الذي عليه المحدثون والصوفية قاطبة ان الله تعالى اخذ من العباد باسرهم ميثاقا قاليا قبل ان يظهروا بهذه الهيئة المخصوصة وان الاخراج من الظهور كان قبل ايضا اه وفيه قد روي عن ذي النون وقد سئل عن ذلك هل تذكره انه قال كانه الآن في اذني وقال بعضهم مستقربا ان هذا الميثاق بالامس كان اه وكان الشيخ الشيرازي ترجم هذا بقوله ؎

الست از ازل ہمچناں شان بگوش	بفریاد قالوا بلیٰ در خروش

قولہ تعالیٰ واذ اخذ ربك من بني آدم من ظهورهم ذريتهم (ترجمہ اور جبکہ آپ کے رب نے اولاد آدم کی پشت سے اُن کی اولاد کو نکالا اور ان سے ان ہی کے متعلق اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں سب نے جواب دیا کہ کیوں نہیں ہم سب گواہ بنتے ہیں) حضرت ذوالنون سے اس کے متعلق سوال کیا گیا کہ کیا تمکو یاد ہے انھوں نے فرمایا گویا وہ میرے کانوں میں گونج رہا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ یہ تو کل کی بات ہے۔

قوله تعالیٰ واتل عليهم نبأ الذي آتيناه آياتنا فانسلخ منها الآية في الروح عن الطيبي طيب الله ثراه ان من تفكر في هذا المثل تحقق له ان

قولہ تعالیٰ واتل عليهم نبأ الذي آتيناه آياتنا فانسلخ منها الآية (ترجمہ اور ان لوگوں کو اس شخص کا حال پڑھکر سنائیے کہ اسکو ہمنے اپنی آیتیں دیں پھر وہ ان سے

(۳۷)

علماء السوء اسوء وا قبح من ذلك فما انعام من مثل عليهم وما هم فيه من التهالك فى الدنيا مالها وجاهها والركون الى لذاتها وشهواتها من متابعة النفس الامارة وارخاء زمامها فى هواها عافانا الله تعالى والمسلمين من ذلك اه وفيه من باب الاشارة اشارة الى من ابتلى بالحور بعد الكور بان سلك حتى ظهر له ما ظهر ثم رجع من الطريق لسوء استعداده وغلبة الشقاوة والعياذ بالله تعالى واخلد الى الارض اى مال الى الارض الطبعية السفلية واتبع هواه فى ايثار السوى وقوله ان تحمل الخ كانه اشارة الى ان هذا المنسلخ لا يزال يطلق لسانه فى اهل الكمال سواء زجر عن ذلك او لم يزجر اه۔

یا نقل ہی کی گیا پھر شیطان اسکے پیچھے لگ گیا سو وہ گمراہ لوگوں میں داخل ہو گیا) روح میں طیبی سے نقل کیا ہے شخص اس مثل میں غور کریگا اسکو یہ بات یقین کے ساتھ معلوم ہو جاویگی کہ علماء بے عمل اس سے زیادہ قبیح حالت میں ہیں کہ دنیا کے مال و جاہ میں اور اسکی لذات میں پھنسے ہوئے ہیں اور اسی میں باب اشارہ میں ہے کہ جو شخص بعد سلوک کے طریق سے ہٹتا ہے اسپر وبال یہ ہوتا ہے کہ وہ ارض طبیعت سفلیہ کی طرف مائل ہوتا ہے اور ہوائے نفسانی کا اتباع کرتا ہے اور اہل اللہ کی شان میں زبان چلاتا ہے نعوذ باللہ۔

قوله تعالى ولقد ذرأنا لجهنم كثيرا الى قوله تعالى واولئك هم الغافلون هذا التذييل كالتنبيه على ان الموجب لدخول جهنم هو الغفلة عن ذكر الله تعالى وارباب الذوق والمشاهدة يجدون ذلك من ارواحهم لان القلب اذا غفل عن ذكر الله تبارك وتعالى واقبل على الدنيا وشهواتها وقع فى نار الحرص ولا يزال يهوى من ظلمة الى ظلمة حتى ينتهى الى دركات الحرمان وبخلاف ذلك اذا انفتح على القلب باب الذكر فانه يقع فى جنة القناعة ولا يزال يترقى من نور الى نور حتى ينتهى الى درجات الاحسان كذا فى الروح بتغير كلمة اول العبارة

قولہ تعالیٰ ولقد ذرأنا لجهنم كثيرا من الجن والانس الى قوله تعالى واولئك هم الغافلون۔ (ترجمہ اور ہم نے ایسے بہت سے جن اور انسان دوزخ کیلئے پیدا کئے ہیں جنکے دل ایسے ہیں جن سے نہیں سمجھتے اور جنکی آنکھیں ایسی ہیں جن سے نہیں دیکھتے اور جن کے کان ایسے ہیں کہ جن سے نہیں سنتے یہ لوگ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ یہ لوگ زیادہ بے راہ ہیں یہ لوگ غافل ہیں) اس کا مدلول لفظی تو یہ ہے کہ غفلت عن اللہ موجب ہے نار کا اور مدلول قیاسی یہ ہے جس کا مشاہدہ بھی ہوتا ہے کہ غفلت عن اللہ موجب ہے نار حرص دنیا و شہوات کی جیسا کہ ذکر سے جنت قناعت و انوار بڑھتے چلے جاتے ہیں۔

قوله تعالى قل لا املك لنفسى نفعا ولا ضرا الا ما شاء الله ولو كنت اعلم الغيب الآية نص فى نفى القدرة المستقلة والعلم المحيط عن المقبولين فما بال الجهلة يعتقدونها فى مشايخهم ان هو الا ضلال مبين۔

قولہ تعالیٰ قل لا املك لنفسى نفعا ولا ضرا الا ما شاء الله ولو كنت اعلم الغيب (ترجمہ آپ کہدیجئے کہ میں خود اپنی ذات خاص کیلئے کسی نفع کا اختیار نہیں رکھتا اور نہ کسی ضرر کا مگر اتنا ہی کہ جتنا حق تعالیٰ نے چاہا ہو اور اگر میں غیب کی باتیں جانتا ہوتا تو میں بہت سے منافع حاصل کر لیا کرتا الخ

(۳۹)

بات پہنچانے میں تو قصور نہیں کرتا) یہ خوشخبری اور بشارت دینے والا ہوں ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں) اس میں تصریح ہے کہ قدرت مستقلہ و علم محیط مقبولین سے منتفی ہے اور جہلاء اپنے پیروں کیلئے ایسا گمان رکھتے ہیں نعوذ باللہ۔

قوله تعالى ان الذين تدعون من دون الله عباد امثالكم فادعوهم فليستجيبوا لكم الخ الآية وان وردت فى الاصنام بدليل قوله تعالى فيما بعد الهم ارجل الخ لكن لما اناط الحكم على كونهم عبادا دل على ان المملوكية تمنع جواز الاستغاثة بغير الله وا فرق بين ما نطقت به الآية وبين ما يفعله الغلاة۔

قوله تعالى ان الذين تدعون من دون الله عباد امثالكم فادعوهم فليستجيبوا لكم الآية ترجمہ (واقعی تم خدا کو چھوڑ کر جنکی عبادت کرتے ہو وہ بھی تم ہی جیسے بندے ہیں تم انکو پکارو پھر ان کو چاہئے کہ تمہارا کہنا کردیں اگر تم سچے ہو) آیت گو اصنام کے بارہ میں ہے بقرینہ ما بعد الہم ارجل الخ کے لیکن حکم کا مناط ان کو عباد یعنی مملوک پر رکھا ہے اس سے ثابت ہوا کہ ندا غیر اللہ بطور استغاثہ کے ناجائز ہے تو کہاں یہ آیت اور کہاں غالی جاہلوں کا فعل۔

قوله تعالى خذ العفو اى عفا وتيسر والاخذ مجاز عن القبول والرضا اى ارض من الناس بما تيسر من اعمالهم وبما اتى منهم وتسهل من غير كلفة ولا تطلب منهم الجهد وما يشق عليهم حتى لا ينفروا وأمر بالعرف واعرض عن الجاهلين اى ولا تكافى السفهاء بمثل سفههم ولا تمارهم واحلم عليهم عن جعفر الصادق ليس فى القرآن آية اجمع لمكارم الاخلاق من هذه الآية كذا فى الروح۔

قوله تعالى خذ العفو وامر بالعرف واعرض عن الجاهلين ترجمہ (سرسری برتاؤ کو قبول کر لیا کیجئے اور نیک کام کی تعلیم کر دیا کیجئے اور جاہلوں سے ایک کنارہ ہو جایا کیجئے) اس میں لوگوں کی ساتھ تسامح اور اُن کو شفقت سے تعلیم اور جاہلوں کی ساتھ حلم کرنے کی تعلیم ہے حضرت جعفر صادقؓ کا ارشاد ہے کہ اس سے زیادہ کوئی آیت اخلاق کی جامع نہیں۔

قوله تعالى واما ينزغنك من الشيطان نزغ فاستعذ بالله انه سميع عليم ان الذين اتقوا اذا مسهم طائف من الشيطان تذكروا فاذا هم مبصرون صريح فى امكان اعتراء الوسوسة للكاملين مع ارشاد الى علاجه بالاستعاذة وتذكر امر الله ونهيه۔

قوله تعالى واما ينزغنك من الشيطان نزغ فاستعذ بالله انه سميع عليم ان الذين اتقوا اذا مسهم طائف من الشيطان تذكروا فاذا هم مبصرون ترجمہ (اور اگر آپ کو کوئی وسوسہ شیطان کی طرف سے آنے لگے تو اللہ کی پناہ مانگ لیا کیجئے بلاشبہ وہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے یقیناً جو لوگ خدا ترس ہیں جب اُن کو کوئی خطرہ شیطان کی طرف سے آجاتا ہے تو وہ یاد میں لگ جاتے ہیں سو یکایک اُن کی آنکھیں کھل جاتی ہیں) اس میں کاملوں کو وسوسہ آنے کے امکان کی مع اس کے علاج یعنی استعاذہ اور تذکر امر و نہی کی تصریح ہے۔

قوله تعالى واذا لم تأتهم بآية قالوا لولا اجتبيتها قل انما اتبع ما يوحى الى من ربى نص فى كون الامور

قوله تعالى واذا لم تأتهم بآية قالوا لولا اجتبيتها قل انما اتبع ما يوحى الى من ربى ترجمہ (اور جب آپ

لانہ غیبیہ غیر اختیاریۃ فلا تکون علامۃ للکمال وانما العلامۃ کمال اتباع الوحی فاستقراء الخوارق مع الشرع جہل۔

کوئی معجزہ ان کے سامنے ظاہر نہیں کرتے تو وہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ معجزہ کیوں نہ لائے آپ فرما دیجئے کہ میں اس کا اتباع کرتا ہوں جو مجھ پر میرے رب کی طرف سے حکم بھیجا گیا ہے) اسمیں

تصریح ہے کہ امور غیبیہ غیر اختیاری ہیں اس لئے وہ کمال کی علامت بھی نہ ہوگی بڑی علامت کمال اتباع ہے وحی کا اس کے ہوتے ہوئے کرامات کی تلاش جہل ہے۔

قولہ تعالیٰ واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا عن مجاہد ان الایۃ فی الصلوۃ والخطبۃ یوم الجمعۃ کذا فی الروح وفی حکم الخطبۃ ارشاد الشیخ فینبغی للمرید استماعہ والانصات لہ

قولہ تعالیٰ واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا ترجمہ (اور جب قرآن پڑھا جایا کرے تو اسکی طرف کان لگا دیا کرو اور خاموش رہا کرو) مجاہد سے مروی ہے کہ آیت صلوٰۃ و خطبہ جمعہ کے باب میں ہے اور خطبہ کے حکم میں شیخ کا ارشاد بھی ہے پس مرید کو اسوقت خاموش ہوکر سننا چاہیئے۔

قولہ تعالیٰ واذکر ربک فی نفسک تضرعا وخیفۃ ودون الجہر من القول الاول الخفی والثانی الجہر المعتدل الذی ہو دون الجہر المفرط کما فی الروح والمراد بالجہر رفع الصوت المفرط وبما دونہ نوع آخر من الجہر وفیہ باب الاشارۃ وذکروا ان حال المبتدی والسالک منوطۃ برائ الشیخ فانہ طبیب لامراض القلوب فہو اعرف بالعلاج فقد یری لہ رفع الصوت بالذکر علاجا حیث توقف قطع الخواطر وحدیث النفس علیہ اھ وقولہ ولا تکن من الغافلین فی مقابلۃ قولہ واذکر یدل علی ان احد انواع الذکر عدم الغفلۃ وہو الفکر ولو لم یکن فیہ حرکۃ باللسان اصلا لا خفیا ولا جلیا

قولہ تعالیٰ واذکر ربک فی نفسک تضرعا وخیفۃ ودون الجہر من القول ترجمہ (اور اے شخص اپنے رب کی یاد کیا کر اپنے دل میں عاجزی کے ساتھ اور خوف کے ساتھ اور زور کی آواز کی نسبت کم آواز کے ساتھ) اول ذکر خفی ہے دوسرا جہر معتدل ہے (جیسا اسکی تقریر اصل میں ہے) ولا تکن من الغافلین سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک قسم ذکر کی یہ بھی ہے کہ غفلت نہو یعنی فکر ہو اگرچہ اسمیں حرکت زبان کی اصلا نہو نہ خفی اور نہ جلی روح کے باب اشارہ میں ہے کہ سالک کا معاملہ شیخ کی رائے پر ہے کبھی وہ جہر تجویز کرتا ہے اور علاج وہی جانتا ہے۔

قولہ تعالیٰ ان الذین عند ربک لا یستکبرون عن عبادتہ ویسبحونہ الخ فی تقدیم تبریہم عن الاستکبار علی سائر الطاعات دلالۃ علی ان علاج الکبر کانہ شرط لباقی الاصلاح۔

قولہ تعالیٰ ان الذین عند ربک لا یستکبرون عن عبادتہ ویسبحونہ الخ ترجمہ (یقیناً جو تیرے رب کے نزدیک ہیں وہ اسکی عبادت سے تکبر نہیں کرتے اور اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور اسکو سجدہ کرتے ہیں) تکبر سے بری ہونے کے دوسری طاعات پر مقدم کرنے میں اسپر دلالت ہے کہ زوال کبر باقی اصلاح کی گویا شرط ہے۔

تمت سورۃ الاعراف

سورۂ اعراف تمام ہوئی

(۴۰)

ملحقہ من رسالۃ التائید المذکورۃ فی آخر التمہید

سورۃ الاعراف

قولہ تعالیٰ قل امر ربی بالقسط ای بالعدل و هو ان لا تمیل الی شئ سوی اللہ تعالیٰ

قولہ تعالیٰ - وادعوہ مخلصین لہ الدین قال بعض المشائخ الاخلاص نسیان رؤیۃ الخلق لدوام النظر الی الخالق -

قولہ تعالیٰ کلوا واشربوا ولا تسرفوا ای خذوا من الدنیا ستر العورۃ وسد الجوعۃ فحسب الا ان یوذیکم الحر والبرد فالبسوا ما یدفع الحر والبرد ولا تزیدوا علی ذلک تنعماً من لین اللباس وطیب الطعام ولا تجملا ولا تفاخراً علی الفقراء فانہ اسراف ؁

قولہ تعالیٰ والبلد الطیب یخرج نباتہ باذن ربہ وفی البلد الطیب (ویدخل فی عمومہ) نفس المؤمن وفیہ بیان لظہور ما فیہ استعداد للذکر والطاعۃ

قولہ تعالیٰ فاذکروا الاء اللہ لعلکم تفلحون امرہم بذکر الاء اللہ لکی یؤدی الی محبۃ اللہ فان القلب مجبول علی حب من احسن الیہا (وہو نوع من المراقبۃ)

قولہ تعالیٰ وما ارسلنا فی قریۃ من نبی الا اخذنا

اضافہ

از رسالۃ تائید

سورۃ اعراف

قولہ تعالیٰ قل امر ربی بالقسط - عدل یہ ہے کہ تو کسی چیز کی طرف بجز اللہ کے مائل نہ ہو

قولہ تعالیٰ وادعوہ مخلصین لہ الدین بعض مشائخ نے فرمایا ہے کہ اخلاص یہ ہے کہ خالق پر علی الدوام نظر رکھنے کی وجہ سے خلق پر نظر کرنے کو فراموش کردے

قولہ تعالیٰ کلوا واشربوا ولا تسرفوا یعنی دنیا سے بقدر ستر ڈھانکنے کے اور بھوک روکنے کے لو اور بس ۳۳
مگر یہ کہ تم کو گرمی سردی تکلیف دے تو اسقدر اور پہن لو جو گرمی و سردی دفع کردے اور اسپر زیادتی مت کرو تنعم کے طور پر جیسے نرم لباس اور خوش خوراکی اور نہ آرائش کے طور پر اور نہ غریبوں کے مقابلہ میں تفاخر کے طور پر کیونکہ یہ اسراف ہے

قولہ تعالیٰ والبلد الطیب یخرج نباتہ باذن ربہ تو پاکیزہ شہر کے عموم میں داخل ہے) نفس مومن (اور اس آیت میں نفس مومن کے اندر جو استعداد ذکر و طاعت کی ہے اُس کے ظہور کا بیان ہے)۔

قولہ تعالیٰ فاذکروا الاء اللہ لعلکم تفلحون اللہ تعالیٰ نے اُن کو نعمتوں کے یاد کرنے کا اسلئے حکم دیا کہ وہ یاد کرنا محبت الٰہی کا سبب بنجاوے کیونکہ اپنے محسن کی محبت قلوب کا امر جبلی ہے (اور یہ ایک قسم کا مراقبہ ہے۔)

قولہ تعالیٰ وما ارسلنا فی قریۃ من نبی الا اخذنا

اهلها بالبأساء والضراء لعلهم يضرعون فالله تعالى يدعو عباده الى بابه لطفا فان ابوا فعنفا

قوله تعالى فتم ميقات ربه اربعين ليلة وقال عليه السلام من اخلص لله تعالى اربعين يوما فطريقتهم ماخوذ من هذه الاية والحديث

قوله تعالى ساصرف عن اياتى الذين يتكبرون فى الارض بغير الحق اى عن كراماتى ومشاهداتى الذين يتكبرون على عباد الله الفقراء والضعفاء والاولياء وهذه الاية دالة على كون المتكبرين بغير حق محجوبين عما للاولياء والعرفاء ويدل ايضا على ان التكبر نوعان بحق وبغير حق فالتكبر بالحق هو تكبر الفقراء على الاغنياء والضعفاء على الاقوياء والمومنين على الكافرين قال الله تعالى اذلة على المومنين اعزة على الكافرين ۳۴

قوله تعالى فرجع موسى الى قومه غضبان و ذلك دلالة على جواز ان يغضب الشيخ المربى على مريده

قوله تعالى واتل عليهم نبأ الذى اتيناه اياتنا اى الكرامات منا فانسلخ منها اعلم ان الانسلاخ نوعان انسلاخ من خير الى شر وانسلاخ من شر الى خير وذلك هى تبدل هذه الصفات وهى الحقد والحسد والكبر واضرابها بصفات حميدة وهو الفناء واما الانسلاخ من خير الى شر هو العكس اليا تعالى الابتداء بالمقامات والدرجات التى ارتقى فيها فينزل عنها واذا نزل الى ابتدائه وهو مقام الايمان فربما يبقى على ذلك ومنهم من لا يبقى

اهلها بالبأساء والضراء لعلهم يضرعون اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنی درگاہ کی طرف لطف سے بلاتا ہے پھر اگر وہ انکار کرتے ہیں تو سختی سے بلاتا ہے۔۔۔

قولہ تعالیٰ فتم میقات ربہ اربعین لیلۃ فرمایا نبی علیہ السلام نے جو شخص اللہ کی چالیس دن اخلاص سے عبادت کرے تو ان حضرات کا طریقہ (چلہ نشینی) اس آیت سے ماخوذ ہے

قولہ تعالیٰ ساصرف عن ایاتی الذین یتکبرون فی الارض بغیر الحق یعنی اپنی کرامتیں اور مشاہدوں سے ان لوگوں کو دور رکھتا ہوں) جو خدا کے بندوں یعنی فقیروں اور کمزوروں اور ولیوں پر تکبر کرتے ہیں اور یہ آیت دال ہے ناحق تکبر کرنے والوں کے محجوب ہونے پر کمالات اولیا و عارفین سے اور اسپر بھی دلالت کرتی ہے کہ تکبر دو قسم پر ہے بحق اور ناحق سو تکبر بحق غریبوں کا تکبر ہے امیروں پر اور کمزوروں کا زور مندوں پر اور مسلمانوں کا کافروں پر۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے نرم ہیں مسلمانوں کے مقابلہ میں سخت ہیں کافروں کے مقابلہ میں (اس سے مراد

قولہ تعالیٰ فرجع موسی الی قومہ غضبان یہ آیت دال ہے اسپر کہ شیخ مربی کو اپنے مرید پر غصہ کرنا جائز ہے (جب کوئی داعی ہو)

قولہ تعالیٰ واتل علیہم نبأ الذی آتیناہ ایاتنا جاننا چاہیئے کہ انسلاخ دو قسم پر ہے ایک خیر سے نکلنا شر کیطرف اور ایک شر سے نکلنا خیر کیطرف اور یہ دوسری قسم بدلجانا ان صفات کا یعنی کینہ اور حسد اور تکبر اور ان کے امثال کا صفات حمیدہ کے ساتھ اور فنا یہی ہے اور خیر سے شر کیطرف نکلنا یہ ہے کہ جو شخص مقامات اور درجات تک جسمیں وہ ترقی کر رہا ہے پہونچا ہو پھر ابتدا کی طرف لوٹ آئے اور ان مقامات سے اتر آوے اور جب ابتدا کیطرف سالک اترتا ہے اور وہ مقام ہے ایمان کا تو اکثر اوقات

والعیاذ باللہ تعالیٰ حتی یتسافل ومنہم من یسقط من اعلیٰ مقاماتہ بمرۃ واحدۃ الی اسفل السافلین کاللعین ابلیس وبلعم بن باعوراء ولو شئنا لرفعناہ بہا الی علیین وھذا دلیل علی انہ تعالیٰ لم یرفعہ بعد الی درجات المشاھدۃ (لان الواصل لا یرجع والفانی لا یرد) ولکنہ اخلد الی الارض ای اختار الدنیا ورضی بہ فاللہ تعالیٰ بین ان نزولہ الی اسفل انما کان بکسبہ وسوء اختیارہ لنفسہ وھذا ایضاً دلیل علی انہ کان بعد فی مقامات الکسب والطریقۃ لان ما بعد الکسب لیس اختیاریا فلا یقدر معہ علی الاخلاد الیہا وھذہ الآیۃ دالۃ علی ان الولی لا ینبغی ان یامن ما دام حیا فی دار التکلیف (وبلوغہ الی ما بعد الکسب لا یعلم بہ یقینا فعسی لم یبلغ)

اسی حالت پر باقی رہتا ہے اور بعضے اسپر بھی نہیں ٹھیرتے یہاں تک کہ نعوذ باللہ اسفل السافلین یعنی کفر تک گر جاتے ہیں اور ان میں سے بعضے دفعۃً ہی اسفل السافلین تک گر جاتے ہیں جیسے ابلیس لعین اور بلعم باعوراء ولو شئنا لرفعناہ بہا یہ دلیل ہے اس امر کی کہ اللہ تعالیٰ نے اسکو درجات مشاہدہ تک ہنوز نہیں بلند کیا تھا (کیونکہ واصل راجع نہیں ہوتا اور فانی واپس نہیں ہوتا) ولکنہ اخلد الی الارض یعنی دنیا کو اختیار کر لیا اور اسکے ساتھ راضی ہو گیا سو اللہ تعالیٰ نے بیان فرما دیا کہ اس کا نیچے اترنا اسکے عمل اور اسکے سوء اختیار سے تھا جو اس نے اپنے نفس کے لیے تجویز کیا تھا اور یہہ اس کی بھی دلیل ہے کہ وہ ہنوز مقامات کسب اور راستہ میں تھا (کیونکہ جو کسب کے بعد حاصل ہوتا ہے وہ اختیاری نہیں تو اسکے ساتھ زمین کیطرف مائل نہیں ہو سکتا) اور یہہ آیت اس امر پر دال ہے کہ ولی کو مامون ہونا مناسب نہیں جب تک وہ دار التکلیف میں زندہ ہے (اور ما بعد الکسب تک پہونچنا یقیناً معلوم ہو نہیں سکتا تو کیا عجب کہ ہنوز پہونچا نہ ہو)

۳۵

قولہ تعالیٰ لہم قلوب لا یفقہون بہا ولہم اعین لا یبصرون بہا ولہم اذان لا یسمعون بہا

اعلم ان القلوب جمع واحدہا قلب وانہ یستعمل لمسمیات کثیرۃ والاقرب الی افہام العوام قلب البدن ثم قلب النفس فی قلب البدن ثم قلب الطف فہو قلب النفس من قلب النفس ثم فی ھذا القلب العقل والروح الذی نسمیہ سرا وھذا السر قلب القلب الذی فیہ العقل ثم العقل والسر نوران روحانیان ثم الخفی بعد ذلک سر السر وقلبہ وعینہ فافہم (معطوف علی العقل والروح) فقولہ تعالیٰ لہم قلوب لا یفقہون بہا عنی بہ القلب

قولہ تعالیٰ لہم قلوب لا یفقہون بہا ولہم اعین لا یبصرون بہا ولہم آذان لا یسمعون بہا

جاننا چاہیے کہ قلوب جمع ہے اس کا واحد قلب ہے اور قلب بہت معنی میں مستعمل ہوتا ہے اور قریب تر فہم عوام کے قلب بدن ہے پھر قلب بدنی میں قلب نفس ہے پھر ایک اور قلب ہے جو قلب نفس سے بھی زیادہ لطیف ہے تو وہ قلب نفس کے اندر ہے پھر اس قلب میں عقل اور روح ہے جسکو ہم سر کہتے ہیں اور یہ سر اس قلب کا قلب ہے جسمیں عقل ہے پھر عقل اور سر یہ دو روحانی نور ہیں پھر خفی ہے بعد اسکے جو سر السر ہے اور اسی طرح اس کا دل اور اسکی آنکھ ہے خوب سمجھ لو اور قول اللہ تعالیٰ کا ان کے ایسے دل ہیں جن سے وہ سمجھتے نہیں مراد

الذی ھو محل السر والعقل (لان قلب البدن کانوا یفقھون به مدرکاته) وقوله ولھم اعین وقوله لھم آذان انما اراد بذلک عیون القلب واذان القلب لانھم کانوا یسمعون ویبصرون بحواسھم الظاھرۃ اولئک کالانعام بل ھم اضل لانه لیس للانعام والبھائم عیون واذان فی قلوبھم کما للانسان ھذہ العیون والاذان الباطنة ومع ذلک ضلوا فکانوا اضل من الانعام والبھائم (و ثبت بھذا التقریر ما قالوا بوجود اللطائف فی الانسان)

یہ حضرات قائل ہیں یعنی وجود لطائف کا انسان میں)

قوله تعالیٰ ان ولیی اللہ الذی نزل الکتاب وھو یتولی الصلحین بزیادۃ التوفیق والعصمة والھدایة الی الحق مالا یتولی غیر الصالحین ۳۶
بل یکلھم الی انفسھم

قوله تعالیٰ ان الذین اتقوا اذا مسھم طئف من الشیطان تذکروا فاذا ھم مبصرون یعنی اذا مسھم الشیطان بالوسوسة والتشویش وارسال الستور وارخاء الحجاب علی القلب تذکروا اللہ تعالیٰ وذکروا اسمه ثم اذا تذکروا یرد واللہ تعالیٰ عنھم ویرفع حجبه ویبصر قلب الذاکر وان ابلغ کلمة الذکر فی افادۃ تصفیة السر انما ھو کلمة لا الہ الا اللہ وانه مجرب

قوله تعالیٰ واذکر ربک فی نفسک ای بقلبک لان النفس باطن فالذکر فیه یکون باطنا ضرورۃ

تمت الملحقة

اس سے وہ قلب ہے جو محل سر عقل ہو (اسلیئے کہ قلب بدن ہو تو وہ اسکے مدرکات کو سمجھتے تھے) اور قول اللہ تعالیٰ کا اور اُن کی ایسی آنکھیں ہیں اور قول اللہ تعالیٰ کا اُنکے ایسے کان ہیں مراد ان سے قلب کی آنکھیں اور قلب کے کان ہیں وجہ اسکی یہ کہ وہ حواس ظاہرہ سے تو سنتے دیکھتے تھے۔ اولئک کالانعام بل ھم اضل کیونکہ چوپائے اور جانوروں کے دلوں میں آنکھیں اور کان نہیں جیسا کہ انسان میں یہ آنکھ اور کان باطنی ہیں اور باوجود اسکے یہ لوگ بے راہ ہوگئے تو چوپایوں اور جانوروں سے بھی زیادہ بے راہ ٹھیرے (اور اس تقریر سے وہ ثابت ہوگیا جسکے

قوله تعالیٰ ان ولیی اللہ الذی نزل الکتاب وھو یتولی الصالحین زیادہ توفیق دیکر اور حفاظت فرما کر اور ہدایت الی الحق فرما کر اتنی اُن لوگوں کی کارسازی نہیں کرتا جو نیک نہیں ہیں بلکہ انکو انکے نفوس کے حوالہ کر دیتا ہے

قوله تعالیٰ ان الذین اتقوا اذا مسھم طئف من الشیطان تذکروا فاذا ھم مبصرون یعنی جب اُن کو شیطان چھوتا ہو وسوسہ ڈال کر اور پریشان کرکے اور پردے اور حجاب قلب پر ڈال کر تو وہ اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور اُس کا نام لیتے ہیں پھر جب وہ ذکر کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اُن سے وہ پردے دور کر دیتا ہے اور اُٹھا دیتا ہے اور قلب ذاکر کو بینا کر دیتا ہے اور کلمات ذکر میں سب سے زیادہ مفید تصفیہ سر میں کلمہ لا الہ الا اللہ ہو اور یہ مجرب ہے۔

قوله تعالیٰ واذکر ربک فی نفسک یعنی اپنے دل میں کیونکہ نفس باطن ہے پس جو ذکر اس میں ہوگا وہ بھی ظاہر ہے بات ہوگی کہ باطن ہوگا

تمام ہوا ضمیمہ

سُورَۃُ الانفال

قوله تعالیٰ انما المومنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبهم واذا تلیت علیهم ایاته زادتهم ایمانا وعلی ربهم یتوکلون الذین یقیمون الصلوۃ ومما رزقناهم ینفقون اولئک هم المومنون حقا الایة جمعت الایة بین جمیع اوصاف السالکین من الحال وهی الوجل والعقائد وهی الایمان والعمل الباطنی وهو التوکل والاعمال الظاهرۃ من الصلوۃ والانفاق ونص علی ان الایمان الکامل هو الجمع بین جمیعها فثبت کون الصوفیة کاملین فی الایمان لجمعهم جمیعها۔

قوله تعالیٰ کما اخرجک ربک من بیتک بالحق وان فریقا من المومنون لکارهون **وقوله تعالیٰ** وتودون ان غیر ذات الشوکة تکون لکم دل الاول علی کون بعض النفع فی صورۃ الضرر والثانی علی کون بعض الضرر فی صورۃ النفع وبه یعرف العارفون فی احوالهم ومعاملاتهم کل حین والمسئلة معروفة عندهم بعنوان اللطف فی صورۃ القهر والقهر فی صورۃ اللطف

قوله تعالیٰ وما جعله اللہ الا بشری ولتطمئن به قلوبکم وما النصر الا من عند اللہ دل علی ان فی الاسباب حکمة مع کون الاسباب غیر موثرۃ حقیقة وکون المسببات کلها من اللہ تعالیٰ

قوله تعالیٰ اذ یغشیکم النعاس فی الروح وهدء القوی البدنیة والصفات النفسانیة بنزول السکینة امنة منه ای امن من عنده سبحانه تعالیٰ

سورۃ الانفال

قوله تعالیٰ انما المومنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبهم الی قوله هم المومنون حقا ترجمہ بس ایمان والے تو ایسے ہوتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر آتا ہے تو انکے قلوب ڈر جاتے ہیں اور جب اللہ کی آیتیں ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ آیتیں ان کے ایمان کو اور زیادہ کر دیتی ہیں اور وہ لوگ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں جو کہ نماز کی پابندی کرتے ہیں اور ہمنے ان کو جو کچھ دیا ہے وہ اس میں سے خرچ کرتے ہیں سچے ایمان والے یہ لوگ ہیں۔

یہ آیت جامع ہے اوصاف سالکین کی یعنی حال بھی کہ وجل ہے اور عقائد بھی کہ ایمان ہے اور عمل باطنی بھی کہ توکل ہے اور عمل ظاہری بھی کہ صلوۃ اور انفاق ہے اور اسپر نص ہے کہ ایمان کامل ان سب اوصاف کو جمع کرنا ہے اور چونکہ صوفیہ

۳۷ ان سب اوصاف کے جامع ہیں اس سے انکا کامل الایمان ہونا ثابت ہو گیا

قوله تعالیٰ کما اخرجک ربک من بیتک بالحق وان فریقا من المومنون لکارهون ترجمہ جیسا آپ کے رب نے آپکے گھر سے مصلحت کیساتھ آپکو روانہ کیا اور مسلمانوں کی ایک جماعت اسکو گراں سمجھتی تھی **وقوله تعالیٰ** وتودون ان غیر ذات الشوکة تکون لکم کہ وہ تمہارے ہاتھ آجاویگی اور تم اس تمنا میں تھے کہ غیر مسلح جماعت تمہارے ہاتھ آجاوے

آیت اول سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی نفع بصورت ضرر ہوتا ہے اور ثانی سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی ضرر بصورت نفع ہوتا ہے اور عارفین اسکو ہر وقت اپنے معاملات اور احوال میں مشاہدہ کرتے ہیں

قوله تعالیٰ وما جعله اللہ الا بشری ولتطمئن به قلوبکم وما النصر الا من عند اللہ ترجمہ اور اللہ تعالیٰ نے یہ امداد محض اسکے لئے کی کہ بشارت ہو اور تاکہ تمہارے دلوں کو اطمینان ہو جاوے اور نصرت صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے اسپر دال ہے کہ باوجود اسباب کے غیر موثر ہونے اور مسببات کے منجانب اللہ ہونے کے بھی اسباب میں حکمتیں ہیں

قوله تعالیٰ اذ یغشیکم النعاس امنة منه ترجمہ اس وقت کو یاد کرو جبکہ اللہ تم پر اونگھ کو طاری کر رہا تھا یعنی نزول سکینہ سے قوی بدنیہ وصفات نفسانیہ کا سکون امنة منه یعنی اپنی طرف سے چین دینے کے لئے یعنی حق تعالیٰ کی طرف سے امن چین دینے کے لئے

ویُنزل علیکم من السماء ماءً لیطهرکم به ویذهب عنکم رجز الشیطان وسوسته وتخویفه ولیربط علی قلوبکم ای یقویها بقوة الیقین ویسکن جاشکم ویثبت به الاقدام اذ الشجاعة وثبات الاقدام فی المخاوف من ثمرات قوة الیقین اھ ففی الآیة اثبات لکثیر مما اعتبره الصوفیة

وجہ یہ کہ خوفناک مواقع میں شجاعت وثابت قدمی قوۃ یقین کے ثمرات سے ہے کذا فی الروح پس آیت میں چند امور کا اثبات ہے جو صوفیہ کے نزدیک معتبر ہیں۔

علیکم من السماء ماءً لیطهرکم به ویذهب عنکم رجز الشیطان ترجمہ اور تم پر آسمان سے پانی برسا رہا تھا تاکہ اس پانی کے ذریعہ سے تم کو پاک کردے اور تم سے شیطانی وسوسہ کو دفع کردے یعنی شیطان کا وسوسہ اور تخویف ولیربط علی قلوبکم ترجمہ اور تمہارے دلوں کو مضبوط کردے یعنی قوۃ یقین سے قلب کو قوی فرمادے اور تمہارے قلب کو قرار بخشے ویثبت به الاقدام

قوله تعالیٰ فلم تقتلوهم ولکن الله قتلهم

وما رمیت اذ رمیت ولکن الله رمی فی الروح باب الاشارة (وهی کالصراحة) فلم تقتلوهم ولکن الله قتلهم تادیب منه سبحانه لاهل بدر وهدایة لهم الی فناء الافعال حیث سلب الفعل عنهم بالکلیة ویشبه هذا من وجهٍ قوله تعالیٰ وما رمیت اذ رمیت ولکن الله رمی والفرق انه لما کان النبی صلی الله علیه وسلم فی مقام البقاء بالحق سبحانه نسب الیه الفعل بقوله تعالیٰ اذ رمیت مع سلبه عنه بما رمیت واثباته لله تعالیٰ فی حیز الاستدراک لیفید معنی التفصیل فی معنی الجمع فیکون الرامی محمداً صلی الله علیه وسلم بالله تعالیٰ لا بنفسه ولعلو مقامه صلی الله علیه وسلم وعدم کونهم فی ذلک المقام الارفع نسب سبحانه الیه صلی الله علیه وسلم ما نسب ولم ینسب الیهم رضی الله تعالیٰ عنهم من الفعل شیئاً وهذا احد اسرار تغیر الاسلوب فی الجملتین حیث لم ینسب فی الاولی ونسب فی الثانیة اھ

قوله تعالیٰ فلم تقتلوهم ولکن الله قتلهم وما رمیت

اذ رمیت ولکن الله رمی ترجمہ سو تم نے ان کو قتل نہیں کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو قتل کیا اور آپ نے خاک کی مٹھی نہیں پھینکی لیکن اللہ تعالیٰ نے وہ پھینکی۔ روح میں ہے کہ پہلے جملہ میں فناء افعال کی طرف ہدایت ہے کہ ان سے فعل کو بالکلیہ سلب کر لیا گیا اور دوسرے جملہ میں فناء کے ساتھ بقاء کی طرف بھی اشارہ ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام بقاء پر تھے اسی لئے رمیت کی نسبت ثابت بھی کی گئی ہے اور اس کی نفی بھی کی گئی ہے اور لکن اللہ رمی میں اشارہ ہے کہ آپ بنفسہ رامی نہ تھے بلکہ رامی باللہ تھے اور چونکہ صحابہ (اس وقت) اس مقام میں نہ تھے تو ان کی طرف کوئی فعل منسوب نہیں کیا گیا اھ

قوله تعالیٰ وان الله مع المؤمنین

فیه اثبات المعیة

قوله تعالیٰ وان الله مع المؤمنین

ترجمہ اور واقعی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے ساتھ ہے۔ اس میں معیت کا اثبات ہے

قوله تعالیٰ ولو علم الله فیهم خیراً

استعداداً صالحاً لاسمعهم سماع تفهم ولو اسمعهم مع عدم علم الخیر فیهم لتولوا ولم ینتفعوا به

قوله تعالیٰ ولو علم الله فیهم خیراً

یعنی استعداد لاسمعهم مراد سماع تفہم ہے ولو اسمعهم یعنی باوجود عدم علم بالخیر یعنی عدم خیر کے لتولوا یعنی منتفع نہ ہوں

وارتدوا واذ شأن العارض الزوال وهم معروضون بالذات كذا في الروح وكذا اما بعده الا من قوله تعالى واعلموا ان الله يحول بين المرء وقلبه - فيزول الاستعداد فانتهز والفرصة كذا في الروح

کیونکہ عارض کی شان یہی ہوتی ہے کہ زائل ہو جاتا ہے وہم معروضون یعنی بالذات اھ کذا فی الروح (پس اسمیں اثبات ہے مسئلہ استعداد کا) اور اسی طرح بعد آیۃ واعلموا ان اللہ یحول بین المرء وقلبہ کا حاصل بھی یہی ہے کہ پھر استعداد زائل ہو جاوے گی اسلئے فرصت کو غنیمت سمجھو کذا فی الروح۔

قوله تعالى واتقوا فتنة لا تصيبن الذين ظلموا منكم خاصة بل تشملهم وغيرهم بشوم الصحبة كذا في الروح اي مع المداهنة

یعنی جب مداہنت ہو۔

قولہ تعالیٰ واتقوا فتنۃ لا تصیبن الذین ظلموا منکم خاصۃ ترجمہ اور تم ایسے وبال سے بچو کہ جو خاص انہیں لوگوں پر واقع نہ ہوگا جو تم میں ان گناہوں کے مرتکب ہوئے ہیں یعنی بلکہ انکو اور دوسروں کو بوجہ شوم صحبت کے شامل ہوگا

قوله تعالى وما كانوا اولياءه ان اولياءه الا المتقون في الروح رجع الضميرين الى المسجد هو المتبادر المروي عن ابي جعفر والحسن وقيل هما راجعان اليه تعالى ويفسر المتقون حينئذ مما هو اخص من المسلمين لان ولاية الله تعالى لا يكفي فيها ايضاً المرتبة الثانية من التقوى وان وجدت المرتبة منها فالولاية ولاية كبرى وهذا ما نعرفه من نصوص الشريعة المطهرة وغالب الجهلة اليوم

قولہ تعالیٰ وما کانوا اولیاءہ ان اولیاءہ الا المتقون ترجمہ حالانکہ وہ لوگ اس مسجد کے متولی نہیں اسکے متولی سوا متقیوں کے اور کوئی بھی اشخاص نہیں۔ بعض کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی طرف ضمیر راجع ہے پس تقوی کا شرط ولایت ہونا منصوص ہے اور دوسری آیت سورۂ یونس کی الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم بلا دوسرے احتمال کے اسمیں نص ہے آجکل تارکین شریعت کو ولی سمجھا جاتا ہے۔ انا للہ

على ان الولي هو المجنون ويعبرون عنه بالمجذوب وكلما اطبق جنونه وكثر هذيانه واستقذرت النفوس السليمة احواله كانت ولايته اكمل وتصرفه في ملك الله تعالى اتم وبعضهم يطلق الولي عليه وعلى من ترك الاحكام الشرعية و مرق من الدين المحمدي وتكلم بكلمات القوم وتزيا بزيهم وليس منهم في عير ولا نفير الى قوله وكذا الكلام فيهم الشيخ الاكبر قدس سره في الفتوحات بنحو ذلك الى السماء يسعى من يغص باللقمة الى ابن يسعى من يغص بماء ا ه وان لم ترض يكون ذلك المضمون تحت هذه الاية لكون هذا الارجاع مرجوحا فاجعله تحت آية سورة يونس من قوله تعالى الا ان اولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون الذين آمنوا وكانوا يتقون فان فيها نصا على كون ولاية الله تعالى خاصة بالمتقين

قوله تعالى اذ يريكهم الله في منامك قليلا دل على اخفاء الله تعالى بعض الواقعات في بعض الاوقات

قولہ تعالیٰ اذ یریکہم اللہ فی منامک قلیلا ترجمہ وہ وقت بھی قابل ذکر ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپکے خواب میں آپ کو

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فما ظنک بغیرہ صلی اللہ علیہ وسلم فما بال من یعتقد اعدم تجویزہ فی شیخہ وجزمہ بکشفہ ومنامہ وھذا کان فی المنام وکذا یمکن ان یکون فی الیقظۃ کما فی آیۃ بعدھا واذ یریکموھم اذ التقیتم فی اعینکم قلیلا ویقللکم فی اعینھم

(وہ لوگ کم دکھلائی) آیت سے معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ بعض اوقات بعض واقعات کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی مخفی فرما لیتے ہیں اور غیر نبی کا تو کیا ذکر ہے (جیسا اس واقعہ میں ہوا کہ کفار تھے تو زیادہ اور حضور پر منکشف ہوئے کم) سو اس شخص کا کیا حال ہے جو اس کو اپنے شیخ کے لئے جائز نہ سمجھے اور اسکے کشف اور خواب پر جزم کرلے اور یہ واقعہ تو منام میں تھا اور ایسا ہی بیداری میں ممکن ہے جیسا اسکے بعد والی آیت میں مذکور ہے واذ یریکموھم اذ التقیتم فی اعینکم قلیلا ویقللکم فی اعینھم

قولہ تعالیٰ ولا تکونوا کالذین خرجوا من دیارھم بطرا ورئاء الناس الخ فی الروح نھی المومنین ان یکونوا امثالھم فی البطر والریاء وامرھم بان یکونوا اھل تقوی واخلاص وفیہ عن بعضھم حذر اللہ تعالیٰ بھذہ الآیۃ اولیاءہ عن مشابھۃ اعداءہ اھ

قولہ تعالیٰ ولا تکونوا کالذین خرجوا من دیارھم بطرا ورئاء الناس الخ ترجمہ (اور ان لوگوں کے مشابہ مت ہونا کہ جو اپنے گھروں سے اتراتے ہوئے اور لوگوں کو دکھلاتے ہوئے نکلے اور لوگوں کو اللہ کے رستہ سے روکتے تھے) اس میں مسلمانوں کو بطر اور ریاء میں انکے مشابہ ہونے سے نہی کی گئی ہے پس اولیاء کو اعداء کی مشابہت سے ممانعت ہوئی۔

قولہ تعالیٰ ۔ فلما تراءت الفئتان نکص علی عقبیہ وقال انی بریء منکم انی اری ما لا ترون انی اخاف اللہ فی روح المعانی نا سبا الی ابن عباس والکلبی والسدی وغیرھم تمثل لھم ابلیس بصورۃ سراقۃ بن مالک الکنانی وکان من اشراف کنانۃ الی آخر القصۃ قلت فدلت الآیۃ علی مسائل الاول ان ابلیس قد یترک وسوسۃ الذنب کما ترک فی ھذا الوقت ما وسوس اولا بقولہ لا غالب لکم الیوم من الناس وانی جار لکم وھذا الترک انما یکون اذا رای ان الانسان یذنب بلا وسوسۃ والثانی امکان الکشف لاھل الباطل حیث کوشف برؤیۃ الملئکۃ والثالث جواز التمثل حیث تمثل بصورۃ کنانی والرابع ان الخوف الطبعی من اللہ تعالیٰ لا یغنی شیئا انما المطلوب الخوف الایمانی وفی الروح ایضا لکن ترک الوسوسۃ انما یکون حسنا اذا کان اجلالا وحیاء من اللہ تعالیٰ فالخوف من البطش فقط وھو لم یخف الا کذلک اھ

قولہ تعالیٰ فلما تراءت الفئتان نکص علی عقبیہ وقال انی بریء منکم انی اری ما لا ترون انی اخاف اللہ ترجمہ (پھر جب دونوں جماعتیں ایکدوسرے کے مقابل ہوئیں تو وہ الٹے پاؤں بھاگا اور یہ کہا کہ میرا تم سے کوئی واسطہ نہیں میں ان چیزوں کو دیکھ رہا ہوں جو تم کو نظر نہیں آتیں میں تو خدا سے ڈرتا ہوں) اس قصہ میں ابلیس سراقہ بن مالک کنانی کی صورت میں متمثل ہو گیا تھا پس آیت میں کئی مسئلوں پر دلالت ہے اول ابلیس کبھی گناہ کے وسوسہ کو ترک بھی کر دیتا ہے جیسا اس قصہ میں اول وسوسہ لا غالب لکم الیوم من الناس وانی جار لکم پھر انی بریء منکم کہکر اسکو ترک کر دیا اور یہ ترک اسوقت ہوتا ہے جب دیکھتا ہے کہ بدون میرے وسوسہ کے بھی انسان گناہ کر لیگا دوسرا مسئلہ اہل باطل کیلئے کشف کا ممکن ہونا چنانچہ ابلیس کو ملائکہ مکشوف ہوئے جسکی خبر اس قول میں دیگئی انی اری ما لا ترون تیسرا مسئلہ تمثل کا امکان جیسا وہ کنانہ کی صورت میں متمثل ہوا چوتھا مسئلہ خدا تعالیٰ سے خوف طبعی کا کافی نہ ہونا جیسا شیطان کا خوف تھا اور اس نے انی اخاف اللہ کہا مطلوب خوف ایمانی ہے۔

قوله تعالیٰ ذلك بان الله لم يك مغيرا نعمة انعمها على قوم حتى يغيروا ما بانفسهم دخل في عمومه ما اذا انقطع عن السالك الانوار والبركات المقصودة اذا صدر عنه المعصية او ترك شيئاً من الطاعة وفي روح المعاني من باب الاشارة اي حتى يفسد واستعدادهم فلا تبقى لهم مناسبة للخير وحينئذ يغير سبحانه النعمة الى النقمة لطلبهم اياها بلسان الاستعداد ولا فالله تعالى اكرم من ان يسلب نعمة شخص مع بقاء استحقاقها فيه اه قلت ويكون فساد الاستعداد باحد الامرين اما صدور المعصية واما ترك الطاعة فآل الى ما قلت

قوله تعالیٰ ذلك بان الله لم يك مغيرا نعمة انعمها على قوم حتى يغيروا ما بانفسهم (ترجمہ: یہ بات اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی ایسی نعمت کو جو کسی قوم کو عطا فرمائی ہو نہیں بدلتے جب تک کہ وہی لوگ اپنے ذاتی اعمال کو نہیں بدل ڈالتے) اس کے عموم میں وہ صورت بھی داخل ہو گئی کہ جب سالک سے کوئی معصیت صادر ہو جاتی ہے یا کوئی طاعت ترک ہو جاتی ہے تو اُس سے انوار و برکات مقصودہ منقطع ہو جاتے ہیں۔

قوله تعالیٰ واما تثقفنهم في الحرب فشرد بهم من خلفهم الى قوله واعدوا لهم ما استطعتم من قوة ومن رباط الخيل ترهبون به عدو الله دل على ان تدبير السياسة لا ينافي الكمال في الباطن كما هو زعم الغلاة من اهل الرهبانية

قوله تعالیٰ فاما تثقفنهم في الحرب فشرد بهم من خلفهم الى قوله واعدوا لهم ما استطعتم من قوة ومن رباط الخيل ترهبون به عدو الله (ترجمہ: سو اگر آپ لڑائی میں اُن لوگوں پر قابو پائیں تو اُن کے ذریعہ سے اور لوگوں کو جو کہ اُن کے علاوہ ہیں منتشر کر دیجئے تاکہ وہ لوگ سمجھ جاویں اور اگر آپ کو کسی قوم سے خیانت کا اندیشہ ہو تو آپ وہ عہد [illegible] واپس کر دیجئے کہ آپ اور وہ برابر ہو جائیں بلاشبہ اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے اور کافر لوگ اپنے کو یہ خیال نہ کریں کہ وہ بچ گئے یقیناً وہ لوگ عاجز نہیں کر سکتے اور اُن کافروں کے لئے جسقدر تم سے ہو سکے ہتھیار اور پلے ہوئے گھوڑوں سے سامان درست رکھو کہ اُسکے ذریعے سے تم رعب جمائے رکھو اُن پر جو اللہ کے دشمن ہیں) اس میں دلالت ہے کہ سیاسی تدابیر کمال باطنی کے منافی نہیں جیسا بعض غلاۃ اہل رہبانیت خیال کرتے ہیں۔

قوله تعالیٰ لو انفقت ما في الارض جميعا ما الفت بين قلوبهم دل على ان القاء صفة من الصفات المحمودة في قلب المريد ليس باختيار الشيخ

قوله تعالیٰ لو انفقت ما في الارض جميعا ما الفت بين قلوبهم (ترجمہ: اگر آپ دنیا بھر کا مال خرچ کرتے تب بھی اُن کے قلوب میں اتفاق پیدا نہ کر سکتے) اس میں دلالت ہے کہ قلب میں کسی صفت محمودہ کا پیدا کرنا اختیار شیخ نہیں۔

قوله تعالیٰ الآن خفف الله عنكم وعلم ان فيكم ضعفا يؤخذ منه ان الضعف مناط التخفيف فعلى الشيخ ان لا يأمر الضعيف بالمجاهدة فوق طاقته

قوله تعالیٰ الآن خفف الله عنكم وعلم ان فيكم ضعفا (ترجمہ: اب اللہ تعالیٰ نے تم پر تخفیف کر دی اور معلوم کر لیا کہ تم میں ہمت کی کمی ہے) اس سے مستنبط ہوتا ہے کہ ضعف مدار تخفیف

ہے پس شیخ پر لازم ہے کہ ضعیف کو مجاہدہ قویہ نہ بتلاوے۔

قولہ تعالیٰ ماکان لنبی ان یکون لہ اسریٰ حتی یثخن فی الارض الخ لما جاز علی المعصوم الخطأ فی الاجتہاد فکیف بغیر المعصوم فما اقبح غلو بعضہم من اعتقاد امتناع الخطأ من شیوخہم قائلا ان کل ما صدر عنہم ولو کان معصیۃ یکون فیہ سر غامض ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ولو قیل یکون فیہ شر کان اصدق مما قیل فیہ سر۔

قولہ تعالیٰ ماکان لنبی ان یکون لہ اسریٰ حتی یثخن فی الارض (**ترجمہ** نبی کی شان کے لائق نہیں کہ اُن کے قیدی باقی رہیں جبتک کہ وہ زمین میں اچھی طرح خونریزی نہ کرلیں) جب معصوم پر خطأ فی الاجتہاد جائز ہے تو غیر معصوم کا تو کیا پوچھنا پس شیوخ پر امتناع خطا کا اعتقاد اور ان کی معصیت میں بھی سر غامض کا اعتقاد کس درجہ غلو قبیح ہے۔

قولہ تعالیٰ لولا کتب من اللہ سبق لمسکم الخ العتاب علی الخطأ فی الاجتہاد الذی ورد فیہ ان من اجتہد وخطأ فلہ اجر دلیل لصحۃ ما قالوا ان حسنات الابرار سیئات المقربین

قولہ تعالیٰ لولا کتب من اللہ سبق لمسکم الخ (**ترجمہ** اگر خدا تعالیٰ کا ایک نوشتہ مقدر نہ ہو چکتا تو جو امر تم نے اختیار کیا ہے اُس کے بارہ میں تم پر کوئی بڑی سزا واقع ہوتی) جس خطا اجتہادی پر اجر وارد ہے اُس پر عتاب اُس مقولہ کی صحت کی دلیل ہے حسنات الابرار سیئات المقربین۔

قولہ تعالیٰ ان یعلم اللہ فی قلوبکم خیرا یؤتکم خیرا مما اخذ منکم ویغفر لکم الخ دل علی ان الطاعۃ یودی الی برکات الدنیا والاخرۃ سواء کانت فی صورۃ المال او فی صورۃ حال من احوال اہل الکمال و لاجر الاخرۃ اکبر

قولہ تعالیٰ ان یعلم اللہ فی قلوبکم خیرا یؤتکم خیرا مما اخذ منکم ویغفر لکم (**ترجمہ** اگر اللہ تعالےٰ کو تمہارے قلب میں ایمان معلوم ہوگا تو جو کچھ تم سے لیا گیا ہے اُس سے بہتر تم کو دیدیگا اور تم کو بخشدیگا) اس میں دلالت ہے کہ طاعت سے دنیا اور آخرت دونوں کے برکات حاصل ہوتے ہیں خواہ مال کی صورت میں یا باطنی احوال کی صورت میں۔

تمت سورۃ الانفال

سورہ انفال ختم ہوئی

ملحقۃ من رسالۃ التائید المذکورۃ فی اٰخر التمہید

اضافہ از رسالہ تائید

سورۃ الانفال

سورۂ انفال

ترتب برکات الدنیا علی الطاعۃ

طاعات سے برکات ظاہرہ و باطنہ ...

حسنات الابرار سیئات المقربین

قولہٗ تعالیٰ انما المومنون الذین اذا ذکر اللّٰہ الیٰ قولہٖ ورزق کریم نزلت فیما یختص بالصوفیۃ و یختص الصوفیۃ بہ من احوال القلوب

قولہ تعالیٰ انما المومنون الذین اذا ذکر اللّٰہ الیٰ قولہ ورزق کریم یہ آیت اُن چیزوں کے ذکر میں نازل ہوئی جو صوفیہ کے ساتھ خاص ہیں اور صوفیہ اُن کیساتھ خاص ہیں اور وہ احوال قلوب ہیں۔

انتہت الملحقۃ

اضافہ تمام ہوا

سورۃ التوبۃ

سورۃ التوبہ

قولہٗ تعالیٰ واکثرھم فاسقون اشتروا بآیٰت اللّٰہ ثمنا قلیلاً فی الروح والجملۃ المتاخرۃ کما قال الطیبی مستانفۃ کالتعلیل بقولہ تعالیٰ واکثرھم فاسقون فیہ ان من فسق وتمرد کان سببہ مجرد اتباع الشہوات و الرکون الی اللذات اھ

قولہ تعالیٰ واکثرھم فاسقون اشتروا بآیٰت اللّٰہ ثمنا قلیلاً (ترجمہ اور ان میں زیادہ آدمی شریر ہیں اُنہوں نے احکام الٰہیہ کے عوض متاع ناپائدار کو اختیار کر رکھا ہے) دوسرا جملہ مستانفہ ہے بطور تعلیل جملہ سابقہ کے پس اس میں دلالت ہے کہ اتباع شہوات و میلان الی اللذات سبب ہو جاتا ہے فسق و تمرد کا

قولہٗ تعالیٰ ویشف صدور قوم مؤمنین ویذھب غیظ قلوبھم فیہ بقاء الامور الطبعیۃ فی الکاملین و ان بعض آثارھا مطلوب

قولہ تعالیٰ ویشف صدور قوم مومنین ویذھب غیظ قلوبھم (ترجمہ اور بہت سے مسلمانوں کے قلوب کو شفا دیگا) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کاملین میں بھی امور طبعیہ ہوتے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اُن کے بعض آثار مطلوب بھی ہیں (ورنہ صحابہ میں غیظ وغیرہ نہ ہوتا)۔

قولہٗ تعالیٰ ولما یعلم اللّٰہ الذین جاھدوا دل علی ان عادۃ اللّٰہ تعالیٰ اعطاء الثمرات بعد المجاھدات

قولہ تعالیٰ ولما یعلم اللّٰہ الذین جاھدوا (ترجمہ حالانکہ ہنوز اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کو تو دیکھا ہی نہیں جنھوں نے تم میں سے جہاد کیا ہو) اسپر دال ہے کہ عادت الٰہیہ یہ ہے کہ مجاہدات کے بعد ثمرات عطا کرتے ہیں۔

قولہٗ تعالیٰ یایھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا آباءکم الیٰ قولہٖ فتربصوا حتی یاتی اللّٰہ بامرہ فی الروح ثم انہ سبحانہ بین ان القرابۃ المعنویۃ والتناسب المعنوی و الوصلۃ الحقیقیۃ احق بالمراعاۃ من الاتصال الصوری مع فقد الاتصال المعنوی واختلاف الوجھۃ وذم سبحانہ التقیید بالالوفات الحسیۃ وتقدیمہا علی المحبوب الحقیقی و التعین الاول لہ (والمراد رسولہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم) والسبب الاقوی الی الحضرۃ (المراد الجہاد) وتوعد

قولہ تعالیٰ یایھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا آباءکم الیٰ قولہ فتربصوا حتی یاتی اللّٰہ بامرہ (ترجمہ اے ایمان والو اپنے باپوں کو اور اپنے بھائیوں کو رفیق مت بناؤ اگر وہ لوگ کفر کو بمقابلہ ایمان کے عزیز رکھیں اور جو شخص تم میں سے اُن کی ساتھ رفاقت رکھیگا سو ایسے لوگ بڑے نافرمان ہیں آپ کہہ دیجئے کہ تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیبیاں اور تمہارا کنبہ اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ تجارت جسمیں نکاسی نہ ہونے کا تم کو اندیشہ ہو اور وہ گھر جن کو تم پسند

(۱۳۵)

علیه بما نوعد نسأل الله تعالیٰ التوفیق الی ما یقربنا اھ

کرتے ہو تم کو اللہ سے اور اُس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیارے ہوں تو تم منتظر رہو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم بھیجدیں) اس میں حق تعالیٰ نے بیان فرمادیا کہ تعلق مع اللہ بمقابلہ تعلق مع الخلق کے زیادہ رعایت کے قابل ہے۔

قوله تعالیٰ اذ اعجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئا الی قوله ثم انزل الله سکینته علی رسوله وعلی المومنین فی الروح اشارة الی انه لا ینبغی للعبد ان یحتجب بشیٔ عن مشاهدة الله تعالیٰ والتوکل علیه ومن احتجب بشیٔ وکل الیه ومن هنا قالوا استجلاب النصر فی الذلة والافتقار والعجز وما رأی سبحانه ندم القوم علی عجبهم بکثرتهم ردهم الی ساحة جوده ونبأ لهم انوار قربه وایدهم بجنوده والیه الاشارة بقوله تعالیٰ ثم انزل الله سکینته علی رسوله وعلی المومنین الآیة و لهم فی تعریف السکینة عبارات کثیرة متقاربة المعنی فقیل هی استحکام القلب عند جریان حکم الرب بنعت

قوله تعالیٰ اذ اعجبتکم کثرتکم فلن تغن عنکم شیئا الی قوله ثم انزل الله سکینته علی رسوله و علی المومنین (ترجمہ جب کہ تم کو اپنے مجمع کی کثرت سے غرہ ہو گیا تھا پھر وہ کثرت تمہارے کچھ کارآمد نہ ہوئی اور تم پر زمین باوجود اپنی فراخی کے تنگی کرنے لگی پھر تم پیٹھ دیکر بھاگ کھڑے ہوئے اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر اور دوسرے مومنین پر اپنی تسلی نازل فرمائی) اس میں دلالت ہے کہ بندہ کو غیر اللہ پر نظر اور عجب نہ کرنا چاہئے اور اسپر بھی دلالت ہے کہ ترک عجب نزول سکینہ کا سبب ہوتا ہے جسکی تفاسیر کا حاصل یہ ہے کہ قلب کا قرار پانا اور راضی رہنا احکام قضا پر اور فنا حظوظ کیسا حق تعالیٰ کی معیت کا مقام ہو جانا۔

(۳۳۶)

الطمانینة بخمود آثار البشریة بالکلیة والرضا بالبادی من الغیب من غیر معارضة واختیار وقیل هو القرار علی بساط الشهود وبشواهد الصحو والتادب باقامة صفاء العبودیة من غیر لحوق مشقة ولا تحرک عرق بمعارضة حکم وقیل هی المقام مع الله تعالیٰ بفناء الحظوظ اھ۔

قوله تعالیٰ انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام فی الروح والاشارة (علی منهج القیاس) الی من تدنس بالمیل الی السوی واشرک بعبادة المولیٰ لا یصلح للحضرة وفی الآیة اشارة الی منع الاختلاط مع المشرکین وقاس الصوفیة اهل الدنیا بهم وقال بعضهم صحبة المنکر علی اولیاء الله تعالیٰ تورث فتقا یصعب علی الخیاط رتقه ونوع خرقا یعیی الواعظ رفعه اھ ملخصاً

قوله تعالیٰ انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام (ترجمہ مشرک لوگ نرے ناپاک ہیں سو یہ لوگ اس سال کے بعد مسجد حرام کے پاس نہ آنے پاویں) اسی پر قیاس کرکے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ جس شخص میں میلان الی غیر اللہ کی گندگی ہوگی وہ حضرت حق کے لائق نہیں اور آیت میں جیسے اختلاط مشرکین سے ممانعت ہے اسی پر قیاس کیا جاتا ہے کہ اہل دنیا اور منکرین صوفیہ کی صحبت سخت مضر ہے۔

قوله تعالیٰ وان خفتم عیلة فسوف یغنیکم الله من فضله ان شاء دال علی ان المصلحة الدنیویة لا ینبغی ان تکون قادحة فی تکمیل المصلحة الدینیة

قوله تعالیٰ وان خفتم عیلة فسوف یغنیکم الله من فضله ان شاء (ترجمہ اور اگر تم کو مفلسی کا اندیشہ ہو تو خدا تم کو اپنے فضل سے اگر چاہیگا محتاج نہ رکھیگا) اسمیں دلالت ہے،

وان زاحمت تزاحم بالتوکل المشار الیہ فی قولہ ان شاء

کہ مصلحت دنیویہ تکمیل مصلحت دینیہ میں مانع نہ ہونا چاہئے اور اگر مزاحم ہو تو توکل سے علاج کرنا چاہئیے۔

قولہٗ تعالیٰ قاتلھم اللہ، فی الروح دعاء علیھم بالاھلاک اھ ودل[263] علی ان الدعاء علی مستحقہ لاینافی الحلم وحسن الخلق۔

قولہ تعالیٰ قاتلھم اللہ (ترجمہ خدا ان کو غارت کرے) یہ بد دعا ہے ہلاکت کی اور اس میں[263] دلالت ہے کہ مستحق پر بد دعا کرنا حلم و حسن خلق کے منافی نہیں۔

قولہٗ تعالیٰ اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا، فی الروح فیہ اشارۃ الی ذم[265] التقلید الصرف اھ کما اعتادہ الجھلۃ اذا منعتھم من الرسوم تشبثوا بفعل مشائخھم

قولہ تعالیٰ اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا (ترجمہ انہوں نے خدا کو چھوڑ کر اپنے علماء اور مشائخ کو رب بنا رکھا ہے) اس میں[265] نصوص کے مقابلہ میں تقلید کرنیکی مذمت ہے جیسے جاہلوں کی عادت ہے کہ جب رسوم منکرہ سے منع کیا جاوے تو اپنے مشائخ سے تمسک کرتے ہیں۔

قولہٗ تعالیٰ یریدون ان یطفؤا نور اللہ بافواھھم ویابی اللہ الا ان یتم نورہٗ فیہ[264] دلالۃ علی عدم الاکتراث بمخالفۃ المخالف فلا یھتم بہ کل الاھتمام ویکل الامر الی اللہ تعالیٰ فھو الکافی والمدبر للامور

قولہ تعالیٰ یریدون ان یطفؤا نور اللہ بافواھھم ویابی اللہ الا ان یتم نورہٗ (ترجمہ وہ لوگ یوں چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے بجھا دیں حالانکہ اللہ تعالیٰ بدون اس کے کہ اپنے نور کو کمال تک پہنچا دے مانیگا نہیں) اس میں دلالت[264] ہے کہ مخالفین کی زیادہ پروا نہ کرے اور خدائے کارساز پر نظر رکھے کہ وہ کافی ہیں۔

قولہٗ تعالیٰ یایھا الذین امنوا ان کثیرا من الاحبار والرھبان لیاکلون اموال الناس بالباطل ویصدون عن سبیل اللہ، وھذا[267] حال من یاخذ الاموال من جھلاء المریدین ویکتمون الحق عنھم خوفا من فوت المنافع علیھم

قولہ تعالیٰ یایھا الذین امنوا ان کثیرا من الاحبار والرھبان لیاکلون اموال الناس بالباطل ویصدون عن سبیل اللہ (ترجمہ اے ایمان والو اکثر احبار اور رہبان لوگوں کے مال نامشروع طریقہ سے کھاتے ہیں اور اللہ کی راہ سے باز رکھتے ہیں) یہی حال[266] اس شخص کا ہے جو جاہل مریدوں سے نذرانے لیتا ہے اور منافع کے فوت ہونے کے اندیشہ سے اُن سے حق کو چھپاتا ہے۔

قولہٗ تعالیٰ والذین یکنزون الذھب والفضۃ فی الروح ذم[268] البخلاء ولا یخفی ان جمع المال وکنزہ وعدم الانفاق لا یکون الا لاستحکام رذیلۃ الشح اھ ملخصا

قولہ تعالیٰ والذین یکنزون الذھب والفضۃ (ترجمہ اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کر کر رکھتے ہیں) اس میں[268] بخل و جمع مال کی مذمت ہے۔

قولہٗ تعالیٰ فلا تظلموا فیھن انفسکم ای فی الاشھر الحرم ودل علی ان المعصیۃ[269] فی الازمنۃ المبارکۃ ویقاس علیھا الامکنۃ المتبرکۃ اشد فی القبح فکیف من یجرح فی المشاھد المتبرکۃ من قبور الاولیاء والصالحین فی موسم

قولہ تعالیٰ فلا تظلموا فیھن انفسکم (ترجمہ سو تم ان سب مہینوں کے بارے میں اپنا نقصان مت کرنا) اس سے معلوم[269] ہوا کہ ازمنہ مبارکہ میں اور اسی پر امکنہ مبارکہ کو قیاس کیا جاتا ہے معصیت کرنا قبح میں اشد ہے تو اُن لوگوں کا کیا حال ہے

الاعراس التی ھی اضر شئ علی الناس

کہ اولیاء کے مزارات پر فجور اور بدعات کرتے ہیں جنکا عرس کے موقع پر زیادہ صدور ہوتا ہے۔

الحاشیۃ قولہ تعالیٰ فانزل اللہ سکینتہ

علیہ فی الروح والضمیر (فی علیہ) ان کان للصاحب فالامر ظاھر وان کان للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فیقال فی ذلک اشارۃ الی مقام الفناء فی الشیخ اذذاک (لان المحتاج الی السکینۃ اذذاک کان الصدیق لاعتراء الحزن لہ) وقال بعض الاکابر انزلت سکینۃ علیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لتسکین قلب الصدیق واذھاب الحزن عنہ بطریق الانعکاس والاشراق ولو انزلت علی الصدیق بغیر واسطۃ لذاب لہا ولعظمہا فکانہ قیل انزل سکینۃ صاحبہ علیہ اھ قلت ویکون اضافۃ السکینۃ الی ضمیر الصاحب بادنی ملابسۃ لکون المقصود بانزالھا ھو وعلی کل فالاٰیۃ تدل علی برکات شدۃ ملازمۃ الشیخ۔

قولہ تعالیٰ فانزل اللہ سکینتہ علیہ (ترجمہ سو اللہ تعالیٰ نے آپ پر تسلی نازل فرمائی) حضرت صدیق رضی اللہ عنہ پر نزول سکینہ خواہ بلا واسطہ ہو جب کہ علیہ کی ضمیر اُن کی طرف راجع ہو خواہ بواسطہ ہو جب کہ یہ ضمیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہو دلیل ہے شیخ کے ساتھ رہنے کے برکات پر۔

قولہ تعالیٰ لوکان عرضا قریبا وسفرا قاصدا

(لاتبعوک فیہ اعتبار لمن امتحن نفسہ اھی محبۃ للہ تعالیٰ ام لا فعلیہ ان یراھا فیما لم یکن فیہ منفعۃ دنیویۃ وکان فیہ مشقۃ فان العمل المتضمن للمنفعۃ الدنیویۃ لاسیما اذا کان سہلا لیس دلیلا للمحبۃ فلا یغتر بحصلہا مثل ھذا العمل۔

قولہ تعالیٰ لوکان عرضا قریبا وسفرا قاصدا لاتبعوک (ترجمہ اگر کچھ لگتے ہاتھ ملنے والا ہوتا اور سفر بھی معمولی سا ہوتا تو یہ لوگ ضرور آپ کی ساتھ ہو لیتے) اسمیں اپنے نفس کے لئے امتحان کا طریقہ ہے کہ آیا وہ اللہ تعالےٰ کا محب ہے یا نہیں اور وہ طریقہ یہ ہے کہ جس امر میں کوئی نفع دنیوی نہ ہو اور مشقت ہو اُس میں دیکھنا چاہیئے کہ کیا رنگ ہوتا ہے کیونکہ عمل متضمن نفع دنیوی دلیل محبت نہیں۔

قولہ تعالیٰ وسیحلفون باللہ لو استطعنا لخرجنا

معکم وھکذا تغر النفس للسالک بدعواھا الکاذبۃ والتلبیس علیہ فی الطاعات بالاعذار الباطلۃ فقل لہا کما قال اللہ تعالیٰ یھلکون انفسھم وکثیر من المدعین للصلاح یلبسون علی الناس بالتمویہات فی الدعاوی صریحا تارۃ وفی مطاوی حدیث اخریٰ تارۃ والواجب علی کل منھم ان یتاملوا فی مدلول الاٰیۃ

قولہ تعالیٰ وسیحلفون باللہ لو استطعنا لخرجنا معکم (ترجمہ اور ابھی خدا کی قسمیں کھا جاوینگے کہ اگر ہمارے بس کی بات ہوتی تو ہم ضرور تمہارے ساتھ چلتے) اسیطرح اپنی جسطرح منافقین مسلمانوں کو دھوکہ دیتے تھے سالک کو اُس کا نفس جھوٹے دعووں سے دھوکہ دیتا ہے اور طاعات میں باطل عذر پیش کرتا ہے پس اُس نفس کو یہی جواب دو جو خدا تعالےٰ نے ارشاد فرمایا یھلکون انفسھم اسیطرح بہت سے مدعیان صلاح و تقویٰ دعووں میں ملمع سازیاں کرکے لوگوں کو دھوکہ میں ڈالتے ہیں کبھی صریحاً کبھی دوسری باتوں کے ضمن میں ان سب کو واجب ہے کہ اس آیت کے مضمون میں غور کریں۔

برکات شدت ملازمت شیخ

علامت محبت

تلبیس النفس علی السالک

قوله تعالیٰ عفا الله عنك لم اذنت لهم فی الروح عن سفیان بن عیینة انه قال انظر والی هذا اللطف بدأ بالعفو قبل ذکر المعفو وهکذا معاملة الله تعالیٰ فی السرّ المقبولین المحبوبین یریهم لطفه فی عین المعاتبة لئلا یتوحشوا اوایضاً فیه تعلیم لادب الخطاب مع من یراعی حرمته کقولهم رضی الله عنك ما جوابك عن کلامی۔

قوله تعالیٰ عفا الله عنك لم اذنت لهم (ترجمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو معاف کر دیا آپ نے اُن کو اجازت کیوں دیدی تھی) اس میں عفو کو شکایت سے پہلے ذکر فرمایا اور تصنعات کا باطن میں مقبولین کیساتھ یہی معاملہ ہے کہ عین عتاب میں اُن کو اپنا لطف دکھلاتے ہیں تاکہ اُن کو وحشت نہ ہو اور اس میں ایسے شخص کے ساتھ خطاب کرنے کا ادب بھی بتلایا گیا ہے جس کی حرمت کی رعایت کی جاوے۔

قوله تعالیٰ لم اذنت لهم حتی یتبین لك الذین صدقوا فیه ارشاد للشیوخ بالتیقظ فی قبول اعذار المریدین اهی نشأت عن الحقیقة ام فیها فساد فکثیر من المریدین یخدعون شیوخهم ویشیع فساده فی کثیر من امورهم فیختل نظامهم الدینی کما نشاهده فی زماننا۔

قوله تعالیٰ لم اذنت لهم حتی یتبین لك الذین صدقوا (ترجمہ آپ نے اُن کو اجازت کیوں دیدی تھی جبتک کہ آپ کے سامنے سچے لوگ ظاہر نہ ہو جائے) اس میں شیوخ کو تعلیم ہے کہ مریدوں کے عذر قبول کرنے میں بیداری سے کام لیں کہ وہ عذر سچ مچ واقع کے مطابق ہے یا اس میں کچھ فساد کی آمیزش ہے کیونکہ بہت سے مرید دھوکہ بھی دیتے ہیں پھر اُس کا انجام اُن ہی کے دین کی بے انتظامی ہے۔

قوله تعالیٰ لا یستأذنك الذین یؤمنون بالله الخ فی الروح فیه اشارة الی ان المؤمن اذا سمع بخیر طار الیه واتاه ولو مشیاً علیٰ راسه ویدیه اه وینشأ هذا من الشوق ففیه اثبات لحال الشوق۔

قوله تعالیٰ لا یستأذنك الذین یؤمنون بالله الخ (ترجمہ جو لوگ اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں وہ اپنے مال اور جان سے جہاد کرنے کے بارہ میں آپ سے رخصت نہ مانگینگے) روح میں ہے کہ اس میں اشارہ ہے کہ مومن جب خیر کو سنتا ہے تو فوراً اُس کی طرف دوڑتا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ حالت شوق سے پیدا ہوتی ہے تو اس میں شوق کا اثبات ہے۔

قوله تعالیٰ ولو ارادوا الخروج لاعدوا له عدة فیه دلیل علیٰ ان التعطل والبطالة دلیل لعدم الارادة ککثیر ممن غرتهم انفسهم یظهرون التمنی والرغبة فی الطاعات وکذبوا فقد قیل لو صح منك الهویٰ ارشدت للحیل۔

چنانچہ کہا گیا ہے (ع) اگر عشق ہوتا تو تدبیر کرتا۔

قوله تعالیٰ ولو ارادوا الخروج لاعدوا له عدة (ترجمہ اور اگر وہ لوگ چلنے کا ارادہ کرتے تو اُس کا کچھ سامان تو درست کرتے) اس میں دلیل ہے کہ تعطل علامت ہے عدم ارادہ کی جیسے بہت سے لوگ اپنے نفس کے دھوکہ میں پڑے ہوئے ہیں کہ طاعات کی رغبت کا دعوٰے ظاہر کرتے ہیں اور بالکل جھوٹے ہوتے ہیں

الحاشیة قوله تعالیٰ وان جهنم لمحیطة بالکافرین فی الروح باب الاشارة ان الاخلاق

الحاشیة قوله تعالیٰ وان جهنم لمحیطة بالکافرین (ترجمہ اور یقیناً دوزخ ان کافروں کو گھیر لیگی) اہل اشارہ کے

(۳۹)
- لطف مع العتاب
- تعلیم الشیوخ بالتیقظ فی قبول اعذار المریدین
- اثبات حال الشوق
- التعطل علامة عدم الارادة

السیئة والاعمال القبیحة محیطة بهم وهی النار بعینها غایة الامر انها ظهرت فی هذه النشأة بصورة الاخلاق والاعمال وستظهر فی النشأة الاخرىٰ بالصورة الاخرىٰ اھ

تو یہ کنایہ ہے اخلاق سیئہ و اعمال قبیحہ کی طرف جو اُن کو محیط ہیں جو نشأۃ اخرویہ میں بصورت نار ظاہر ہوں گے۔

قوله تعالیٰ ومنهم من یقول ائذن لی ولا تفتنی فی الروح ای لا توقعنی فی الفتنة بنساء الروم اھ وهٰکذا عذر النفس فی تثبطها عن الطاعة تخدع العامل بان فیها کذا وکذا من الخطر الذی شره اعظم من الخیر فی الطاعة

قوله تعالیٰ ومنهم من یقول ائذن لی ولا تفتنی **ترجمہ** اور ان میں بعضا وہ شخص ہے جو کہتا ہے کہ مجھ کو اجازت دیدیجئے اور مجھ کو خرابی میں نہ ڈالئے (یعنی نساء روم کے فتنہ میں مجھ کو واقع نہ کیجئے) اور یہی حالت ہے نفس کی کہ طاعات سے اس بہانہ پر عذر کرتا ہے کہ اس طاعت میں ایسا ایسا خطرہ ہے جس کا شر اس طاعت کی خیر سے اعظم ہے۔

قوله تعالیٰ قل لن یصیبنا الا ما کتب الله لنا الخ مراقبة لمعنی یسهل التوکل وفی ما بعده الامر بالتوکل صریحا

قوله تعالیٰ قل لن یصیبنا الا ما کتب الله لنا الخ (**ترجمہ** آپ فرما دیجئے کہ ہم پر کوئی حادثہ نہیں پڑ سکتا مگر وہی جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے مقدر کر دیا ہے الخ) اس میں ایسے مضمون کا مراقبہ ہے جو توکل کو سہل کر دے اور اسکے بعد توکل کا صریح امر ہے۔

قوله تعالیٰ ولا یاتون الصلوٰة الا وهم کسالیٰ فی الروح فیه اشارة الی حرمانهم لذة طعم العبودیة واحتجابهم عن مشاهدة جمال معبودهم وقال محمد بن الفضل من لم یعرف الامر قام الی الامر علی حد الکسل ومن عرف الامر قام الی الامر علی حد الاستغنام والاستروام اھ

قوله تعالیٰ ولا یاتون الصلوٰة الا وهم کسالیٰ **ترجمہ** اور وہ لوگ نماز نہیں پڑھتے مگر ہارے جی سے) اس میں اشارہ ہے کہ یہ لوگ لذت عبودیت سے محروم اور مشاہدۂ جمال معبود سے محجوب ہیں محمد بن فضل کا قول ہے کہ جس شخص کو امر کی معرفت نہ ہوگی وہ امر کی طرف کسل کے ساتھ اٹھتا ہے اور جس شخص کو امر کی معرفت ہوگی وہ امر کی طرف اس کو غنیمت اور راحت سمجھ کر اٹھیگا۔

قوله تعالیٰ فلا تعجبك اموالهم ولا اولادهم فی الروح فیه تحذیر للمؤمنین ان یستحسنوا ما مع اهل الدنیا من الاموال والزینة فیحتجبوا بذلك عن عمل الآخرة ورؤیته اھ

قوله تعالیٰ فلا تعجبك اموالهم ولا اولادهم (**ترجمہ** سو اُن کے اموال اور اولاد آپ کو تعجب میں نہ ڈالیں) اسمیں اہل ایمان کو اس سے تحذیر ہے کہ اہل دنیا کے اموال و زینت کو مستحسن سمجھیں اور اسکے سبب آخرت کے عمل اور اس پر نظر کرنے سے محجوب ہو جاویں

قوله تعالیٰ انما یرید الله لیعذبهم بها فی الحیٰوة الدنیا فیه تنبیه علی ان الراحة للمحجوبین فیما یجمعونه للراحة مما انهم یکابدون بجمعها وحفظها المتاعب ویقاسون فیها الشدائد والمصائب ولیس عندهم من الاعتقاد بالثواب وتعلقهم مع الله ما یهون علیهم ما یجدونه۔

قوله تعالیٰ انما یرید الله لیعذبهم بها فی الحیٰوة الدنیا (**ترجمہ** اللہ کو صرف یہ منظور ہے کہ ان چیزوں کی وجہ سے دنیوی زندگی میں انکو گرفتار عذاب رکھے) اسمیں تنبیہ ہے کہ محجوبین جسکو راحت کے لیے جمع کرتے ہیں اسمیں اُن کو راحت نہیں اُسکے جمع کرنے اور حفاظت کرنے میں محض مصیبتیں ہی جھیلتے ہیں پھر اُن کو اُس میں ثواب کا اعتقاد اور تعلق مع اللہ بھی نہیں جس سے اُن کی یہ مشقت سہل ہو جاوے۔

(باقی آئندہ)

قوله تعالیٰ ولو انہم رضوا ما اٰتاھم اللہ ورسوله الخ فی الروح فیه ارشاد لآداب الصادقین والعارفین والمریدین وعلامة الراضی النشاط بما استقبله من اللہ تعالیٰ والتلذذ بالبلاء اھ

قوله تعالیٰ ولو انہم رضوا ما اٰتاھم اللہ ورسوله الخ ترجمہ (اور اُن کے لئے بہتر ہوتا اگر وہ لوگ اُس پر راضی رہتے جو کچھ اُن کو اللہ نے اور اُسکے رسول نے دیا تھا) روح میں ہے کہ اسمیں صادقین وعارفین ومریدین کے آداب کی تعلیم ہے اور اہل رضا کی علامت یہ ہے کہ جو کچھ حق تعالیٰ کی طرف سے اسکو پیش آوے اُس پر شاداں رہے اور بلا سے متلذذ رہے۔

قوله تعالیٰ ومنہم الذین یؤذون النبی ویقولون ھو اذن قیل ان مرادھم بکونه علیه الصلوٰة والسلام اذنًا تصدیقه بکل ما یسمع من غیر فرق بین ما یلیق بالقبول لمساعدة امارات الصدق له وبین ما لا یلیق قل اذن خیر لکم ای ھو اذن فی الخیر والحق وفیما یجب سماعه وقبوله ولیس باذن فی غیر ذلک وقوله ورحمة للذین اٰمنوا منکم ای للذین اظھروا الایمان حیث یقبله منهم لکن لا تصدیقا لهم فی ذلک بل رفقا بهم وترحما علیهم ولا یکشف اسرارهم ولا یهتک استارهم وقد غرهم قاتلهم اللہ تعالیٰ حتی قالوا ما قالوا کرم النبی صلی اللہ علیه وسلم حیث لم یشافهم برد ما یقولون رحمة منه بهم وھو علیه الصلوٰة والسلام الرحمة الواسعة وعن بعضهم انه سئل عن العاقل فقال الفطن المتغافل وانشد ؎

واذا الکریم اتیته بخدیعة
فرایته فیما تروم یسارع
فاعلم بانک لم تخادع جاھلا ان الکریم بفضله متخادع

قوله تعالیٰ۔ ومنہم الذین یؤذون النبی ویقولون ھو اذن قل اذن خیر لکم یؤمن باللہ ویؤمن للمؤمنین ورحمة للذین اٰمنوا منکم ترجمہ (اور اُن میں سے بعضے ایسے ہیں کہ نبی کو ایذائیں پہنچاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ ہر بات کان دیکر سن لیتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ وہ نبی کان دیکر تو وہی بات سنتے ہیں جو تمہارے حق میں خیر ہے کہ وہ اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور مومنین کا یقین کرتے ہیں اور آپ اُن لوگوں کے حال پر مہربانی فرماتے ہیں جو تم میں ایمان کا اظہار کرتے ہیں) اذن سے اُن کی مراد یہ تھی کہ ہر جا بیجا بات کو قبول کر لیتے ہیں اور واقعی اور غیر واقعی میں فرق نہیں کرتے حق تعالیٰ نے اس کا رد فرمایا کہ آپ صرف حق بات کو قبول کرتے ہیں باقی غیر حق کو جو متکلم کے منہ پر رد نہیں فرماتے تو اسکی یہ وجہ نہیں کہ آپ فرق نہیں کرتے بلکہ وجہ یہ ہے کہ آپ کی شان رحمت کی ہے کسیکو رسوا نہیں کرتے۔ پس الذین اٰمنوا سے مراد اظہروا الایمان ہے ہذا خلاصة ما فی الروح پس اسمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کرم کا بیان ہے۔

كذا فى الروح

قوله تعالى ورضوان من الله اكبر فى الروح لانه مبدأ الحلول دار الاقامة وووصول كل سعادة وكرامة وهو غاية ارب المحبين منتهى امنية الراغبين فكان اكبر من هاتيك الجنات والمساكن اه من معلين

قوله تعالى ومنهم من عاهد الله لئن اٰتانا من فضله لنصدقن ولنكونن من الصٰلحين فى الروح اشارة الى وصف المغرورين الذين ما ذاقوا طعم المحبة ولا هب عليهم نسيم العرفان ومن هنا صححوا لانفسهم افعالًا فقالوا لنصدقن فلما اٰتاهم من فضله بخلوا به اى انهم نقضوا العهد لما ظهر لهم ماسألوه والبخل كما قال ابو حفص ترك الايثار عند الحاجة اليه اه

قوله تعالى الذين يلمزون المطوعين من المؤمنين فى الصدقات والذين لا يجدون الا جهدهم فيسخرون منهم فى الجلالين لما نزلت اية الصدقة جاء رجل فتصدق بشئ كثير فقال المنافقون مراءٍ وجاء رجل فتصدق بصاع فقالوا ان الله لغنى عن صدقة هذا فنزل اه وهكذا حال المنكرين لاولياء الله يعيبونهم على كل عمل وحال كبيرًا كان او صغيرًا

قوله تعالى وقالوا لا تنفروا فى الحر

كون الرضوان اكبر من الجنات ۲۸۶ — رضا کا غایت مقصود ہونا

الاغترار بحصول المقامات وظهور عدمه عند الامتحان ۲۸۵ — بعض مقامات کو حاصل سمجھ لینا اور امتحان کے وقت پورا نہ اترنا

حال العائبين على الاولياء ۲۸۷ — اولیاء پر عیب گیری کرنا منکرین اہل اللہ کا حال

قولہ تعالیٰ ورضوان من اللہ اکبر ترجمہ (اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی سب سے بڑی چیز ہے) روح میں اس کی دلیل یہ بیان کی ہے کہ خود جنت میں جانے اور ہر قسم کی سعادت و کرامت پانے کا مبدا یہی رضا ہے نیز عشاق کا غایۃ مقصود یہی رضا ہے اھ

قولہ تعالیٰ ومنہم من عاھد اللہ لئن آتانا من فضلہ لنصدقن ولنکونن من الصلحین ترجمہ (اور اُن میں بعض آدمی ایسے ہیں کہ خدا تعالیٰ سے عہد کرتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ ہم کو اپنے فضل سے عطا فرماوے تو ہم خوب خیرات کریں اور ہم خوب نیک نیک کام کیا کریں) روح میں ہے یہ اشارہ ہے اُن لوگوں کی حالت کی طرف جن میں ذوق محبت تو ہے نہیں اور اپنے نفوس کے لئے بعض مقامات کو حاصل سمجھ جاتے ہیں پھر امتحان کے موقع میں پورے نہیں اترتے۔

قولہ تعالیٰ الذین یلمزون المطوعین من المومنین فی الصدقات والذین لا یجدون الا جہدہم فیسخرون منہم ترجمہ (یہ ایسے ہیں کہ نفل صدقہ دینے والے مسلمانوں پر صدقات کے بارہ میں طعن کرتے ہیں اور اُن لوگوں پر جن کو بجز مزدوری کے اور کچھ میسر نہیں ہوتا یعنی اُن سے تمسخر کرتے ہیں) یہی حال منکرین اولیاء کا ہے کہ اُن کے ہر عمل اور ہر حال پر عیب گیری کرتے ہیں خواہ بڑے درجہ کا ہو یا چھوٹے درجہ کا ہو۔

قولہ تعالیٰ وقالوا لا تنفروا فی الحر

فی الروح ویشبہ ھؤلاء المنافقین فی ھذا التثبیط اھل البطالۃ الذین یثبطون السالکین عن السلوک ببیان شدائد السلوک وفوات اللذائذ الدنیویۃ اھ

ترجمہ (اور کہنے لگے کہ تم گرمی میں مت نکلو) روح میں ہے ان ہی منافقین کی حالت کے مشابہ اُن اہل بطالت کا حال ہے جو سالکین کو سلوک سے اسطرح روکتے ہیں کہ شدائد سلوک کو اور لذائذ دنیویہ کے فوت ہونے کو بیان کرتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ فلیضحکوا قلیلا ولیبکوا کثیرا قد وقع البعض فی الغلط بھذہ الایۃ حیث ظنوا ان البکاء ماموربہ ثم شکوا الی الشیوخ انھم ما یتاتی منھم البکاء فھو من بناء الفاسد علی الفاسد و دلیل الفساد والغلط قولہ تعالیٰ متصلا جزاء بما کانوا یکسبون فانہ نص فی ان المراد بالانشاء الجزای لا یضحکون ویبکون یوم الجزاء جزاء بما کانوا یکسبون والبکاء ان کان من الخشیۃ او المحبۃ محمود لکن المحمودیۃ لا یستلزم کونہ مامورا بہ فان الامر یختص بالاختیاری وھذا غیر اختیاری۔

قولہ تعالیٰ فلیضحکوا قلیلا ولیبکوا کثیرا جزاء بما کانوا یکسبون ترجمہ (سو تھوڑے دنوں ہنس لیں اور بہت دنوں روتے رہیں اُن کاموں کے بدلہ جو کچھ کیا کرتے تھے) بعض نے اسکو امر کا صیغہ سمجھا پھر اس بنا پر شیوخ سے شکایت کیجاتی ہے کہ ہمکو رونا نہیں آتا حالانکہ اس آیت میں مراد خبر بصورت انشا ہے یعنی قیامت میں اُن کو ہنسنا نصیب نہ ہوگا رونا ہی پڑے گا قرینہ اسکا جزاء بما کانوا یکسبون ہے اور بکا اگر محبت یا خشیت سے ہو محمود ضرور ہے لیکن محمود ہونا مامور بہ ہونے کو مستلزم نہیں اس لئے کہ امر خاص ہے اختیاری کے ساتھ اور بکا غیر اختیاری ہے۔

قولہ تعالیٰ ولا تقم علی قبرہ قرن القیام علی قبر للزیارۃ والدعاء بالصلوۃ علی صاحبہ یدل ظاھرا علی کونہ نافعا للمیت کھی ومن ثم نھی عنہ لمن لم یکن اھلا لذلک النفع وھذا النفع زائد علی نفع الدعاء من الغیبۃ واللہ اعلم

قولہ تعالیٰ ولا تقم علی قبرہ ترجمہ (اور نہ اُس کی قبر پر کھڑے ہوجئے) قیام علی القبر بغرض زیارت و دعاء کو صلوۃ علی المیت کے ساتھ مقرون کرنا دلیل ظاہر ہے اسپر کہ نماز جنازہ کی طرح یہ قیام مذکور بھی میت کے لئے نافع ہے اور اسی لئے ایسے شخص کی قبر پر جو کہ اس نفع کا اہل نہیں قیام کرنے کو منع فرمایا گیا اور یہ نفع قبر پر حاضر ہو کر دعا وغیرہ کرنے کا اُس نفع سے زائد ہے جو غیبت میں دعا کرنے سے ہوتا ہے واللہ اعلم۔

قولہ تعالیٰ لیس علی الضعفاء ولا علی المرضی ولا علی الذین لا یجدون ما ینفقون

قولہ تعالیٰ لیس علی الضعفاء ولا علی المرضی ولا علی الذین لا یجدون ما ینفقون

تقدم النیۃ کالعمل ۲۹۰
نیت کا عمل کے قائم مقام ہونا ۲۹۰

حرج اذا نصحوا للہ ورسولہ فیہ دلالۃ[۲۹۰] علی ان من قصر عن العمل بعذر وکان من نیۃ ان یفعل لو قدر لا یحرم من البرکات

حرج اذا نصحوا للہ ورسولہ ترجمہ (کم طاقت لوگوں پر کوئی گناہ نہیں اور نہ بیماروں پر اور نہ ان لوگوں پر جنکو خرچ کرنے کو میسر نہیں جبکہ یہ لوگ اللہ اور رسول کے ساتھ خلوص رکھیں) اس میں دلیل[۲۹۰] ہے اسپر کہ جو شخص کسی عذر کے سبب کسی عمل سے قاصر ہو مگر نیت اسکی یہ ہو کہ اگر مجھکو قدرت ہوتی تو یہ عمل ضرور کرتا تو وہ برکات سے محروم نہیں رہتا۔

دخل الصحبۃ فی الخیر والشر ۲۹۱
خیر و شر میں صحبت کا دخل ہونا ۲۹۱

قولہ تعالیٰ الاعراب اشد کفرا ونفاقا فیہ اشارۃ الی ان البعد[۲۹۱] عن صحبۃ الصلحاء سبب عظیم لقلۃ المناسبۃ بطریق الخیر ومن ثم تری اھل الطریق یھتمون بالصحبۃ اھتماما بلیغا۔

قولہ تعالیٰ الاعراب اشد کفرا ونفاقا ترجمہ (دیہاتی لوگ کفر اور نفاق میں بہت ہی سخت ہیں) اس میں اشارہ ہے کہ صحبت صالحین[۲۹۱] سے بعید ہونے سے طریق خیر کے ساتھ مناسبت میں کمی ہو جاتی ہے اسی لئے اہل طریق صحبت کا اہتمام بلیغ کرتے ہیں۔

تدبیر سہولۃ الانفاق ۲۹۲
سہولت انفاق کی تدبیر ۲۹۲

قولہ تعالیٰ ومن الاعراب من یتخذ ما ینفق مغرما الخ فی الروح قیل کل من یری الملک[۲۹۲] لنفسہ یکون ما ینفق غرامۃ عندہ وکل من یری الاشیاء للہ تعالیٰ وھی عاریۃ عندہ یکون ما ینفق غنما عندہ اھ

قولہ تعالیٰ ومن الاعراب من یتخذ ما ینفق مغرما الخ ترجمہ (اور ان دیہاتیوں میں سے بعض بعض ایسا ہے کہ جو کچھ خرچ کرتا ہے اُسکو جرمانہ سمجھتا ہے) الخ روح میں ہے جو شخص[۲۹۲] اپنے کو مالک سمجھے گا اُس کو خرچ کرنا تاوان معلوم ہوگا اور جو شخص اللہ تعالیٰ کو مالک سمجھے گا اور اپنے پاس اشیاء کو عاریت سمجھے گا اُسکو خرچ کرنا غنیمت معلوم ہوگا۔

دعوی کشف الغیبات ۲۹۳
کشف مغیبات کا دعوی ۲۹۳

قولہ تعالیٰ لا تعلمھم نحن نعلمھم فی الروح واستدل بالایۃ علی انہ لا ینبغی[۲۹۳] الاقدام علی دعوی الامور الخفیۃ من اعمال القلب ونحوھا وھذہ الایات ونحوھا اقوی دلیل فی الرد علی من یزعم الکشف والاطلاع علی المغیبات بمجرد صفاء القلب وتجرد النفس عن الشواغل وبعضھم یتساھلون فی ھذا الباب جدا اھ ملخصا ووردت الایۃ فی نفی علم الغیب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صریحا۔

قولہ تعالیٰ لا تعلمھم نحن نعلمھم ترجمہ (آپ اُن کو نہیں جانتے اُن کو ہم جانتے ہیں) روح میں ہے کہ اس آیت سے اسپر استدلال[۲۹۳] کیا گیا ہے کہ امور خفیہ مثل اعمال قلب وغیرہ پر مطلع ہونے کا دعوی ناز یبا ہے اور اس قسم کی آیتیں قوی دلیل ہیں اُس شخص کے اوپر جو بمجرد صفاء قلب اور تجرد نفس کے کشف اور اطلاع علی المغیبات کا دعوی کرنے لگتا ہے اور اس آیت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے علم غیب کی صریح نفی کی گئی ہے۔

قولہ تعالیٰ وآخرون اعترفوا بذنوبھم

قولہ تعالیٰ وآخرون اعترفوا بذنوبھم

وهم الذین لم تترسخ فیهم ملکة الذنب وبقی فیهم نور الاستعداد ولهذا لانت شیمتهم خلطوا عملاً صالحاً وآخر سیئاً حیث کانوا فی رتبة النفس اللوامة التی لم یصر اتصالها بالقلب وبنورها بنوره ملکة لها ولذا انقاد له تارة وتعمل الاعمال الصالحة وتنفر عنه اخری وهی دائماً بین هذا وذاک حتی یقوی اتصالها بالقلب ویصیر ذلک ملکة لها وحینئذ یصلح امرها وتنجو من المخالفات ولعل قوله سبحانه عسی الله ان یتوب علیهم اشارة الی ذلک وقد یکون ترجح جانب الاتصال باسباب اخر کما یشیر الیه قوله سبحانه وتعالی خذ من اموالهم صدقة تطهرهم وتزکیهم بها لان المال مادة الشهوات فامر النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم بالاخذ من ذلک لیکون اول حالهم التجرد لتنکسر قوی النفس وتضعف اهوائها وصفاتها وصل علیهم بامداد الهمة وافاضة انوار الصحبة ان صلوتک سکن لهم ای سبب لنزول السکینة فیهم وفسر السکینة بنور یستقر فی القلب وبه یثبت علی التوجه الی الحق ویتخلص عن الطیش کذا فی روح المعانی۔ وفی الآیات فضل الاعتراف وقبول العذر من المعترف وبرکة العمل من الصدقة ونحوها وبرکة الشیخ حیث اسند التزکیة الیه صلی الله علیه وسلم بواسطة الصدقة وارشاد للشیخ ان یسلی المرید

ترجمہ (اور کچھ اور لوگ ہیں جو اپنی خطا کے مقر ہوگئے) یہ وہ لوگ تھے جن میں گناہ کا ملکہ راسخ نہ تھا اور اُن میں نور استعداد باقی تھا اور اسی واسطے ان کی طبیعتیں نرم ہوگئیں اور اُن کی یہ شان تھی کہ خلطوا عملاً صالحاً وآخر سیئاً (جنہوں نے ملے جلے عمل کئے تھے) جسکی وجہ یہ تھی کہ وہ لوگ نفس لوامہ کے مرتبہ میں تھے جس کا اتصال بالقلب اور اُس کے نور سے منور ہونا اُسکا ملکہ نہ ہوا تھا اور اسی لئے کبھی اُسکا منقاد ہوکر اعمال صالحہ کرنے لگتا تھا اور کبھی اُس سے بھاگنے لگتا تھا اور وہ اسی بین بین حالت میں رہتا ہے جب تک کہ اُس کا اتصال بالقلب قوی ہوکر اسکا ملکہ نہو جاوے اور جب ایسا ہوجاوے تو پھر مخالفات سے نجات پالیتا ہے اور شاید یہ ارشاد کہ عسی الله ان یتوب علیهم (اللہ سے امید ہے کہ اُنپر توجہ فرمادیں) اسی طرف اشارہ ہو۔ اور کبھی اُسکے اتصال بالقلب کے جانب کو دوسرے اسباب سے بھی ترجیح ہوجاتی ہے جیسا اس قول میں اشارہ ہے۔ خذ من اموالهم صدقة تطهرهم وتزکیهم بها (آپ اُن کے مالوں میں سے صدقہ لے لیجئے جسکے ذریعہ سے آپ اُنکو پاک صاف کردینگے) کیونکہ مال ہی تمام شہوات کا مادہ ہے پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن سے اموال لینے کا حکم کیا گیا تاکہ اُنکا اول مرحلہ تجرد ہو جس سے نفس کے قوی منکسر ہوں اور اُسکی خواہشیں اور صفات ضعیف ہوں۔ اور صل علیهم (اور اُنکے لئے دعا کیجئے) میں امداد ہمت اور افاضہ انوار صحبت کا امر ہے۔ اور ان صلوتک سکن لهم (بلاشبہ آپ کی دعا ان کے لئے موجب اطمینان ہے) میں اسکا بیان ہے کہ یہ ہمت اور افاضہ اُنپر نزول سکینہ کا سبب ہے۔ اور سکینہ کی تفسیر یہ کی گئی ہے کہ وہ ایک

تحقیق اسباب اصحاب النفس اللوامة والاثر وتفصیل بعض احوال اہل التشیخ

مداوات نفس کی ... سلسلہ ...

فی قوله تعالیٰ ان صلوتك سكن لهم۔

نور ہے جو قلب میں مستقر ہوتا ہے اور توجہ الی الحق پر اُس سے ثبات ہوتا ہے اور بے استقلالی سے اُسکے سبب نجات ہوتی ہے یہ سب مضمون روح المعانی میں ہے۔ اور ان آیات میں یہ امور بھی ہیں۔ اعتراف بالذنب کی فضیلت۔ معترف کا قبول عذر۔ اعمال مثلاً صدقہ وغیرہ کی برکات شیخ کی برکات چنانچہ تزکیہ کو بواسطہ صدقہ کے آپ کی طرف منسوب کیا گیا۔ شیخ کو یہ ارشاد کہ مرید کو تسلی دیا کرے اس قول میں ان صلوتك سكن لهم

قوله تعالیٰ وقل اعملوا فسیری الله عملكم ورسوله والمؤمنون [ف ۴۹۵] فی قوله والمؤمنون اشارة الی ماقالوا فی حد التوبة انه ظهور سيماء الصالحين على التائب لانه هو الذى يراه المومنون۔

قوله تعالیٰ وقل اعملوا فسیری الله عملكم ورسوله والمومنون ترجمہ (اور آپ کہدیجئے کہ عمل کئے جاؤ سو ابھی دیکھے لیتا ہے تمہارے عمل کو اللہ تعالیٰ اور اُسکا رسول اور اہل ایمان) والمومنون میں اشارہ ہے [ف ۴۹۵] اس قول کی طرف جو حد توبہ میں علماء نے فرمایا ہے کہ تائب پر سیماء صالحین ظاہر ہونے لگے کیونکہ مومنین کی رویت اسی سے متعلق ہوسکتی ہے۔

۴۹۵ اصل لکون حد التوبة ظهور سيماء الصلاح على التائب
۴۹۵ ظہور سیماء صالحین کا توبہ ہونے کی اصل

قوله تعالیٰ وآخرون مرجون لامر الله۔ فیه اصل [ف ۴۹۶] لجعل امر المريد معلقا دائرا بين الخوف والرجاء لا يصرح بقبول العذر منه ولا برده فان الاول فيه ضعف اثر النصح والثانی فيه الوحشة ثم الياس ثم البعد وكله مضر وفی هذا التعليق مصالح له۔

قوله تعالیٰ وآخرون مرجون لامر الله ترجمہ (اور کچھ اور لوگ ہیں جنکا معاملہ خدا کے حکم آنے تک ملتوی ہے) اس میں اسکی اصل [ف ۴۹۶] ہے کہ بعض اوقات مرید کے معاملہ کو خوف ورجاء کے درمیان معلق چھوڑ دیا جاتا ہے اُسکے عذر کو نہ صریحاً قبول کیا جاتا ہے کہ اس میں نصیحت کا اثر ضعیف ہوجاتا ہے اور نہ صریحاً رد کیا جاتا ہے کہ اس سے اول توحش ہوتا ہے پھر مایوسی پھر بُعد اور یہ سب اُسکے لئے مضر ہیں اور اس معلق رکھنے میں اُسکی بہت سی مصلحتیں ہیں۔

۴۹۶ جعل عذر المريد على خطر القبول وعدمه
۴۹۶ مرید کے عذر کو قبول ورد کے درمیان معلق چھوڑ دینا

قوله تعالیٰ والذين اتخذوا مسجدا ضرارا يوخذ منه [ف ۴۹۷] شناعة فعل من يتخذ الدين آلة لغرض الفاسد۔

قوله تعالیٰ والذين اتخذوا مسجدا ضرارا۔ ترجمہ (اور بعضے ایسے ہیں جنھوں نے ان اغراض کے لئے مسجد بنائی ہے کہ ضرر پہنچاویں) اس سے [ف ۴۹۷] اُس شخص کے فعل کی شناعت مفہوم ہوتی ہے جو دین کو اپنی غرض فاسد کا آلہ بنا وے۔

۴۹۷ اتخاذ الدين آلة غرضه الفاسد
۴۹۷ دین کو غرض فاسد کا آلہ بنانا

قوله تعالیٰ لا تقم فيه ابدا حيث يروج امره بقيامك وفيه [ف ۴۹۸] دليل على التحرز من التسبب للمكروه الشرعی۔

قوله تعالیٰ لا تقم فيه ابدا ترجمہ (آپ اُس میں کبھی کھڑے نہوں) کیونکہ آپ کا وہاں پر نماز پڑھ لینا اُسکی ترجیح وتقویت کا سبب ہوجاویگا اور اس میں دلیل ہے کہ امر مکروہ شرعی کیلئے سبب بننے سے بھی تحرز ضروری ہے۔

۴۹۸ النهی عن التسبب للمذموم
۴۹۸ امر مذموم کا سبب بننے سے ممانعت

قوله تعالیٰ لمسجد اسس علی التقوی من
اول یوم احق ان تقوم فیه فی الروح لان النفس تتاثر فیه بصفاء الوقت و طیب الحال وذوق الوجدان بخلاف ما اذا کان مبنیا علی ضد ذٰلک فانها تتاثر فیه بالکدورة والتفرقة والقبض واصل ذٰلک ان عالم الملک تحت قہر عالم الملکوت وتسخیرہ فیلزم ان یکون لتہیات النفوس وھیاٰتہا تاثیر فیما تباشر من الاعمال الاتری الکعبة کیف شرفت وعظمت وجعلت محلا للتبرک لما انہا کانت مبنیة بید خلیل اللہ تعالیٰ علیہ الصلوٰة والسلام بنیة صادقة ونفس شریفة ونحن نجد ایضا اثر الصفاء والجمعیة فی بعض المواضع والبقاع وضد ذٰلک فی بعضہا فیہ رجال یحبون ان یتطہروا ای اہل ارادة وسعی فی التطہر عن الذنوب

قولہ تعالیٰ لمسجد اسس علی التقویٰ من
اول یوم احق ان تقوم فیہ ترجمہ (البتہ جس مسجد کی بنیاد اول دن سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے وہ اس لائق ہے کہ آپ اُسمیں کھڑے ہوں) وجہ اسکی یہ ہے کہ اس سے نفس میں صفاء وقت وطیب حال وذوق وجدان کا اثر پیدا ہوتا ہے بخلاف اُسکے جو خلاف تقویٰ پر مبنی ہو کہ اُس میں کدورت اور تفرقہ اور قبض کا اثر نفس میں پیدا ہوتا ہے اور فیہ رجال یحبون ان یتطہروا (اُسمیں ایسے آدمی ہیں کہ وہ خوب پاک ہونیکو پسند کرتے ہیں) میں اشارہ ہے کہ صالحین کی صحبت کو بھی اثر عظیم ہے (کہ اُس مسجد میں قیام کی ترجیح کی علت کے موقع میں اسکو بھی فرمایا) اور اس مجموعہ[۴۹۹] سے یہ امر حاصل ہوا کہ حصول جمعیت میں مکان اور اخوان اور اہل طریق سے منقول ہے کہ اسکے زمان کی بھی رعایت کو دخل ہے کذا فی الروح ملخصاً

وھو اشارة الی ان صحبة الصالحین لہا اثر عظیم ویتحصل من ھذا وما قبلہ[۴۹۹] الاشارة الی انہ ینبغی رعایة المکان والاخوان فی حصول الجمعیة وجاء عن القوم انہ یجب مراعاة ذٰلک مع مراعاة الزمان فی حصول ما ذکر اھ ملخصاً۔

قولہ تعالیٰ التائبون العابدون الی
قولہ تعالیٰ وبشر المومنین فی الروح[۵۰۰] وفی الآیة نعی علی اناس ادعوا الانتظام فی حزب اللہ تعالیٰ ونصرة اولیاءہ وھم قد ضیعوا الحدود وخرقوا سفینة الشریعة وتکلموا بالکلمات الباطلة حتی عند الصوفیة اھ

قولہ تعالیٰ التائبون العابدون الی قولہ و
بشر المومنین۔ ترجمہ (وہ ایسے ہیں جو توبہ کرنیوالے ہیں عبادت کرنے والے الی قولہ۔ اور ایسے مومنین کو آپ خوشخبری سُنا دیجئے) روح میں ہے کہ اس آیت[۵۰۰] میں اُن لوگوں کی بدحالی کا اظہار ہے جو اپنے کو سالکین کے زمرہ میں داخل سمجھتے ہیں اور پھر حدود کو ضایع کرتے ہیں اور ایسے کلمات کے ساتھ تکلم کرتے ہیں جو صوفیہ کے نزدیک بھی باطل ہیں۔

قولہ تعالیٰ ماکان للنبی والذین اٰمنوا

قولہ تعالیٰ ماکان للنبی والذین اٰمنوا ان

[۴۹۹] وحال المکان والاخوان فلطیفة ... [illegible]

[۵۰۰] ذوالضعیفون الصلاحہ ... [illegible]

ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربی نص فی عدم نفع البرکات بدون الایمان فای برکة تکون اعظم من برکة قرابة النبی صلی الله علیه وسلم ثم قال تعالی ما قال

یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربی ترجمہ (پیغمبر کو اور دوسرے مسلمانوں کو جائز نہیں کہ مشرکین کیلئے مغفرت کی دعا مانگیں اگرچہ وہ رشتہ دار ہی ہوں) اسمیں تصریح ہے کہ بدون ایمان کے محض برکات کام نہیں آتے دیکھیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت سے بڑھکر کونسی برکت ہوگی پھر بھی یہ حکم دیا گیا۔

۵۰۱ عدم نفع البرکات بدون الایمان — بدون ایمان کے برکات کا نافع نہ ہونا

قوله تعالی وما کان استغفار ابراهیم لابیه الا عن موعدة الخ دلیل علی بیان الشیخ عذره اجمالا او تفصیلا عند المرید اذا احتمل منه الاقتداء فی فعل نهاه الشیخ عنه۔

قوله تعالی وما کان استغفار ابراهیم لابیه الا عن موعدة الخ ترجمہ (اور ابراہیم کا اپنے باپ کیلئے دعائے مغفرت مانگنا وہ صرف وعدہ کے سبب سے تھا الخ) یہ دلیل ہے اسپر کہ اگر شیخ کسی فعل سے مرید کو منع کرے اور کسی عارض سے وہی فعل خود کرنا پڑے تو مرید کے سامنے اپنا عذر اجمالا یا تفصیلا بیان کر دے تاکہ وہ اسکا اقتداء نہ کرے۔

۵۰۲ بیان الشیخ عذره اذا احتمل المرید فعله المحظور — اگر شیخ کسی فعل ممنوع کا مرتکب ہو تو مرید کے سامنے عذر بیان کرے

قوله تعالی حتی اذا ضاقت علیهم الارض الخ دلت القصة علی جواز التشدد علی المرید حسب ما یراه الشیخ من المصلحة

قوله تعالی حتی اذا ضاقت علیهم الارض الخ ترجمہ (یہاں تک کہ جب زمین باوجود اپنی فراخی کے اُن پر تنگی کرنے لگی) یہ قصہ اسپر دال ہے کہ مرید پر حسب مصلحت شیخ کو تشدد جائز ہے۔

۵۰۳ تشدد الشیخ علی المرید — شیخ کا تشدد مرید پر

قوله تعالی ثم تاب الله علیهم فی الروح وقد جرت عادته تعالی مع اهل محبته اذا صدر منهم ما ینافی مقامهم یؤدبهم بنوع من الحجاب حتی اذا ذاقوا طعم الجنایة واحتجبوا عن المشاهدة وعراهم ما عراهم امطر علیهم وابل سحاب الکرم واشرق علی آفاق اسرارهم انوار القدم فیؤنسهم بعد ایاسهم ویمن علیهم بعد قنوطهم۔

قوله تعالی ثم تاب الله علیهم ترجمہ (پھر انکے حال پر توجہ فرمائی) حق تعالی کی عادت اپنے محبین کے ساتھ جاری ہے کہ جب اُن سے کوئی امر اُن کے مقام کے منافی صادر ہو جاتا ہے تو ایک نوع کے حجاب سے اُن کی تادیب کیجاتی ہے اور جب وہ اُسکی تلخی چکھ چکتے ہیں تو اُن پر کرم کی بارش فرمائی جاتی ہے۔ کذا فی الروح ملخصاً

۵۰۴ معاملة الحق تعالی مع المحبین اذا صدر منهم زلة — صدور لغزش کے وقت حق تعالی کا معاملہ اپنے محبین سے

قوله تعالی یا ایها الذین آمنوا اتقوا الله وکونوا مع الصادقین۔ فی الروح قیل خالطوهم لتکونوا مثلهم فکل قرین بالمقارن یقتدی اه ففیه ترغیب لصحبة الصالحین

قوله تعالی یا ایها الذین آمنوا اتقوا الله وکونوا مع الصادقین ترجمہ (اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو) بعض نے معیت کی تفسیر مخالطت اور مقارنت سے کی ہے کذا فی الروح پس اسمیں ترغیب ہے صحبت صالحین کی۔

۵۰۵ برکات صحبة الشیوخ — برکات صحبت شیوخ

قولہ تعالیٰ وما کان المؤمنون لینفروا کافۃ الخ دلیل ان المطلوب [ف ۵۰۶] ان یکون انتظام المھم الدینی بحیث لا یختل بہ مھم اٰخر ومن المھم المعاش الواجب۔

قولہ تعالیٰ یاایھا الذین اٰمنوا قاتلوا الذین یلونکم من الکفار۔ ای الذین یقربون منکم ویوخذ [ف ۵۰۷] منہ ان الاقرب من الجمیع النفس کما ورد اعدیٰ عدوک نفسک التی بین جنبیک فکن مبتدئا باصلاحہ کما قیل

ع ابدا بنفسک فانھھا عن غیھا

قولہ تعالیٰ اولا یرون انھم یفتنون فی کل عام مرۃ او مرتین ثم لا یتوبون الخ فی الروح ای یصیبھم بالبلاء [ف ۵۰۸] لیتوبوا وفی الاثر البلاء سوط من سیاط اللہ تعالیٰ یسوق بہ عبادہ الیہ وان البلاء یکسر سورۃ النفس فیلین القلب فیتوجہ الی مولاہ اھ

قولہ تعالیٰ لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم الخ لما کان الشیخ [ف ۵۰۹] من نوابہ صلی اللہ علیہ وسلم ینبغی ان یکون فیہ نحو صفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم التی ذکرت فی ھذہ الاٰیۃ تمت سورۃ التوبۃ

قولہ تعالیٰ وما کان المؤمنون لینفروا کافۃ ترجمہ (اور مسلمانوں کو یہ نہ چاہیے کہ سب کے سب نکل کھڑے ہوں) اسمیں دلیل ہے کہ مہم دینی [ف ۵۰۶] کا انتظام ایسا ہونا چاہیے کہ دوسری ضروریات میں جنمیں امر معاش بھی ہے مختل نہ ہوں۔

قولہ تعالیٰ یاایھا الذین اٰمنوا قاتلوا الذین یلونکم من الکفار ترجمہ (اے ایمان والو ان کفار سے لڑو جو تمہارے آس پاس ہیں) اس سے مستنبط [ف ۵۰۷] ہوتا ہے کہ چونکہ سب سے قریب تر نفس ہے ابتدا اسکے مجاہدہ سے کرے۔

فاذا انتھت عنہ فانت حکیم

قولہ تعالیٰ اولا یرون انھم یفتنون فی کل عام مرۃ او مرتین ثم لا یتوبون ترجمہ (اور کیا ان کو نہیں دکھلائی دیتا کہ یہ لوگ ہر سال میں ایکبار دوبار کسی نہ کسی آفت میں پھنستے رہتے ہیں پھر بھی باز نہیں آتے) اس سے بلا کی حکمت [ف ۵۰۸] معلوم ہوتی ہے کہ مولیٰ کی طرف توجہ ہو جاوے۔

قولہ تعالیٰ لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم الخ ترجمہ (تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس سے ہیں جنکو تمہاری مضرت کی بات نہایت گران گذرتی ہے الخ) یہ صفات ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور چونکہ شیخ بھی نائب [ف ۵۰۹] ہوتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسلئے یہ صفات اسمیں بھی ہونا ضروری ہیں - **سورۂ توبہ** ختم ہوئی۔

ملحقہ من رسالۃ التائید المذکورۃ فی التمہید

سورۃ التوبۃ

اضافہ از رسالۂ تائید

سورۃ التوبۃ

ف ۵۰۶ انتظام الدین بحیث لا یختل بہ انتظام الدنیا
ف ۵۰۶ دین کا ایسا انتظام جس میں دنیوی انتظام مختل نہو
ف ۵۰۷ البدایۃ بجہاد النفس
ف ۵۰۷ ابتدا از جہاد نفس
ف ۵۰۸ منافع البلاء
ف ۵۰۸ منافع بلا
ف ۵۰۹ ماکان ینبغی ان یکون فی الشیخ
ف ۵۰۹ شیخ میں جو صفات ہونا چاہئے

سورة التوبة

قوله تعالیٰ اذ يقول لصاحبه لا تحزن ان الله معنا ای بالنصرة والعصمة لا بالذات لان الله تعالیٰ مع کل مخذول ومنصور وظالم ومظلوم بالذات لکن الحزن انما ينفی اذا علم انه تعالیٰ معه بالنصرة لا بالخذلان ولان الظاهر من حال الصديق رضی الله عنه انه کان يعلم ان الله تعالیٰ قريب منهما اقرب من حبل الوريد انما کان خوفه حيث لم يعلم النصرة والعصمة من الله تعالیٰ لانه ربما لا ينصر۔

سورة التوبة

قوله تعالیٰ اذ يقول لصاحبه لا تحزن ان الله معنا ترجمہ (یعنی جبکہ آپ اپنے ساتھی سے کہتے تھے کہ غم نہ کرو بالیقین اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے) یعنی مدد اور حفاظت سے نہ ذات سے کیونکہ ذات سے تو اللہ تعالیٰ ہر مخذول اور منصور اور ظالم اور مظلوم کی ساتھ ہے لیکن غم جب ہی دور ہوتا ہے جب یہ معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ کی معیت نصرت کے ساتھ ہے خذلان کے ساتھ نہیں اور اسلئے کہ ظاہر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے حال سے یہ ہے کہ ان کو یہ تو معلوم تھا کہ اللہ تعالیٰ دونوں سے قریب بلکہ رگ گردن سے بھی قریب تر صرف خوف اس وجہ سے تھا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد اور حفاظت کا ہونا معلوم نہ تھا کیونکہ کبھی اللہ تعالیٰ مدد کرتے ہیں اور کبھی نہیں بھی کرتے (کیونکہ وہ انکا اختیاری فعل ہے)۔

قوله تعالیٰ قاتلوا الذين يلونکم من الکفار يعنی ابدأ بنفسك ان کانت کافرة تسلم وتنقاد وتطمئن ثم قاتل سائر اعدائك الهوی والشهوات والشياطين الاقرب فالاقرب

قوله تعالیٰ قاتلوا الذين يلونکم من الکفار ترجمہ (اُن کفار سے لڑو جو تمہارے آس پاس ہیں) یعنی ابتداً اپنے نفس سے کرا گر وہ کافر (بالمعنی اللغوی) ہو اس سے وہ مطیع اور فرمانبردار اور مطمئنہ ہو جاویگا پھر اپنے باقی دشمنوں یعنی ہوائی نفسانی اور شہوات اور شیاطین سے مقاتلہ کرو اول جو سب سے اقرب ہو پھر باقی میں جو اقرب ہو۔

قوله تعالیٰ لقد جاءکم رسول من انفسکم عزيز عليه ما عنتم حريص عليکم بالمؤمنين رؤف رحيم ہ هکذا يجب ان يکون المربی فی التصوف۔ انتهت الملحقت۔

قوله تعالیٰ لقد جاءکم الخ ترجمہ (تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس سے ہیں جنکو تمہاری مضرت کی بات نہایت گراں گذرتی ہے جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں ایمان داروں کے ساتھ بڑے ہی شفیق مہربان ہیں)، ایساہی تصوف میں تربیت کرنے والے کو ہونا واجب ہے۔ اضافہ تمام ہوا۔

سورة يونس

قوله تعالیٰ ان الذين لا يرجون لقاءنا

سورہ یونس علیہ السلام

قوله تعالیٰ ان الذين لا يرجون لقاءنا

ورضوا بالحیوٰۃ الدنیا واطمأنوا بہا الخ تعلیق الذم بالرضی بالدنیا والاطمینان بہا دلیل ظاہر علی ذمہما۔

قولہ تعالیٰ واذا مس الانسان الضر دعانا لجنبہ او قاعدا او قائما فلما

کشفنا عنہ ضرہ مر کان لم یدعنا الی ضر مسہ فی الروح ہذا وصف الذین لم یدرکوا حقایق العبودیۃ فی مشاہد الربوبیۃ فانہم اذا ظلم علیہم لیل البلاء قاموا الی ایقاد مصباح التضرع فاذا انجلت عنہم الغیاہب بسطوع انوار فجر الفرج نسوا ما کانوا فیہ ومروا کان لم یدعوا الی مولاہم الی کشف ما عناہم ولو کانوا عارفین لم یبرحوا دائرۃ التضرع واظہار العبودیۃ بین یدیہ تعالیٰ فی کل حین اھ قلت ولو ارید بالانسان الکافر فدل علی ان الدعاء ان لم یکن عن ایمان بل عن اضطرار لا ینفع وھو المذکور فی قولہ تعالیٰ الآتی فاذا رکبوا فی الفلک دعوا اللہ مخلصین لہ الدین۔

قولہ تعالیٰ حتی اذا کنتم فی الفلک

الی قولہ دعوا اللہ مخلصین لہ الدین فی الروح ... خبر بان الناس الیوم اذا اعتراہم ... خطیر وخطب جسیم

ورضوا بالحیوٰۃ الدنیا واطمأنوا بہا ترجمہ (جن لوگوں کو ہمارے پاس آنے کا کھٹکا نہیں ہے اور وہ دنیوی زندگی پر راضی ہو گئے ہیں اور اُس میں جی لگا بیٹھے ہیں) مذمت کا رضا بالدنیا واطمینان بالدنیا پر مرتب کرنا ان دونوں کے مذموم ہونے پر دلیل ظاہر ہے۔

قولہ تعالیٰ واذا مس الانسان الضر دعانا لجنبہ او قاعدا او قائما فلما کشفنا عنہ

ضرہ مر کان لم یدعنا ترجمہ (اور جب انسان کو کوئی تکلیف پہونچتی ہے تو ہمکو پکارنے لگتا ہے لیٹے بھی بیٹھے بھی کھڑے بھی پھر جب ہم اُسکی وہ تکلیف اُس سے ہٹا دیتے ہیں تو پھر اپنی پہلی حالت پر آجاتا ہے کہ گویا جو تکلیف اُسکو پہونچی ہی نہ تھی اُسکے ہٹانے کیلئے کبھی ہمکو پکارا ہی نہ تھا) روح میں ہے کہ یہ اون لوگوں کی حالت ہے جنھوں نے مشاہد ربوبیۃ میں ف۱۵ حقایق عبودیت کا ادراک نہیں کیا اُن پر جب بلا آتی ہے تو تضرع کرنے لگتے ہیں اور جب بلا دور ہو جاتی ہے تو گویا بے تعلق ہو جاتے ہیں اور اگر عارف ہوتے برابر تضرع اور عبودیت کرتے رہتے اھ بحاصلہ اور اگر انسان سے مراد کافر لیا جاوے تو اسپر دال ف۱۲ ہے کہ دعا وعبادت اگر ایمان سے نہ ہو بلکہ محض اضطرار سے ہو تو (شرعا) نافع نہیں اور ایسی ہی دعا وعبادت اس آیت میں مذکور ہے فاذا رکبوا فی الفلک دعوا اللہ مخلصین لہ الدین۔

قولہ تعالیٰ حتی اذا کنتم فی الفلک وجرین

بہم الی قولہ دعوا اللہ مخلصین لہ الدین ترجمہ (یہاں تک کہ جب تم کشتی میں ہوتے ہو اور وہ کشتیاں لوگوں کو موافق ہوا کے ذریعہ سے لیکر

فی بر او بحر دعوا من لا یضر ولا ینفع ولا یری ولا یسمع فمنہم من یدعو الخضر والیاس ومنہم من ینادی ابا الخمیس والعباس الی اخر ما قال واطال۔

قولہ تعالیٰ للذین احسنوا الحسنیٰ وزیادۃ وھی النظر الی وجہ ربھم الکریم جل جلالہ رواہ مسلم مرفوعًا وتسمیتہ زیادۃ تدل علی کونہا افضل من سائر النعم الاخرویۃ۔

قولہ تعالیٰ ومَا یتبع اکثرھم الا ظنا فی الروح ولا یکاد ینجو من ھذا الذم الا قلیل فان ادلۃ اھل الرسوم من المتکلمین وغیرھم متعارضۃ وکلماتھم متجاذبۃ فلا تکاد تری دلیلا سالمًا من قیل وقال ونزاع وجدال فمن اراد النجاۃ فلیتبع السلف الصالح فیما کانوا علیہ فی امر دینہم غیر مکترث بمقالات الفلاسفۃ ومن حذا حذوھم من المتکلمین التی لا تزید طالب الحق الا شکا اھ

قولہ تعالیٰ بل کذبوا بما لم یحیطوا بعلمہ ولما یاتہم تاویلہ ۔ فی الروح ذم لہم بالمسارعۃ الی تکذیب الحق قبل التامل والتدبر والاطلاع علی الحقیقۃ وھذہ عادۃ المنکرین اھل الحجاب مع کلمات القوم حیث انہم یسارعون الی انکارھا قبل التامل فیہا وتدبر معانیہا والوقوف علی الاصطلاحات التی بنیت

چلتی ہیں. الی قولہ خالص اعتقاد کرکے اللہ ہی کو پکارنے لگتے ہیں) روح میں ہے تمکو معلوم ہے کہ اس زمانہ میں اکثر لوگوں کا یہ حال ہے کہ ایسے وقت میں بزرگوں کو پکارتے ہیں اھ تو اس حیثیت سے یہ لوگ اُن مشرکین سے بھی زیادہ قابل افسوس ہوئے۔

قولہ تعالیٰ للذین احسنوا الحسنیٰ وزیادۃ **ترجمہ** (جن لوگوں نے نیکی کی ہے اُن کے واسطے خوبی ہے اور مزید برآں بھی) حدیث مسلم میں اسکی تفسیر رویت باری تعالیٰ سے آئی ہے اور اسکو زیادت فرمانا اسپر دلیل ہے کہ یہ تمام نعم اخرویہ سے افضل ہے۔

قولہ تعالیٰ وما یتبع اکثرھم الا ظنا **ترجمہ** (اور اُن میں سے اکثر لوگ صرف بے اصل خیالات پر چل رہے ہیں) روح میں ہے کہ اس سے علماء رسوم بہت کم محفوظ ہیں چنانچہ اکثر اہل ظاہر متکلمین کے دلائل (ذات و صفات کے متعلق) متعارض پائے جاتے ہیں (جو شان ہوتی ہے ظنیات کی) پس جو شخص اس سے بچنا چاہے وسلف صالح کا اتباع کرے اور فلسفیات میں مشغول نہ ہو جس سے بجز شک بڑھنے کے کوئی حاصل نہیں اھ

قولہ تعالیٰ بل کذبوا بما لم یحیطوا بعلمہ ولما یاتہم تاویلہ **ترجمہ** (بلکہ ایسی چیز کی تکذیب کرنے لگے جسکو اپنے احاطہ علمی میں نہیں لائے اور ہنوز اُن کو اُسکا اخیر نتیجہ نہیں ملا) روح میں ہے یہ اُن کی مذمت ہے اسپر کہ وہ قبل تامل و تدبر و اطلاع علی الحقیقۃ کے تکذیب حق میں مسارعت کرتے ہیں اور یہی عادت ہے منکرین اہل حجاب کی بزرگوں کے کلام کے ساتھ کہ انکو بلا غور کئے ہوئے اور نہ ان اصطلاحات کو جانتے ہیں جن پر کلام

علیھا وکان الجھری لھم النشھت واللہ براہ

قولہ تعالیٰ وان کذبوک فقل لی عملی ولکم عملکم انتم بریئون مما اعمل وانا بری مما تعملون وھذا ھو عین سیرۃ القوم فی المناظرۃ اذا راوا الاصرار واللجاج من الخصم بخلاف خدام الالفاظ لا یرضون بمثل ھذہ المقالات۔

قولہ تعالیٰ ولکل امۃ رسول اخذ منہ المحققون الاحتیاط بکف اللسان عن من لم یعلم حالہ من القرون الاولی فی اقالیم لم یعرف بعث الرسل فیھا لاحتمال کونھم رسلا الی اھل تلک الاقالیم لان الظاھر عدم خلو امۃ عن المرسل۔

قولہ تعالیٰ یا ایھا الناس قد جاءتکم موعظۃ من ربکم وشفاء لما فی الصدور الخ دلیل علی ان فی القلوب امراضا وھی اشد من امراض الابدان کالشک والنفاق والحسد والحقد وامثال ذلک۔

قولہ تعالیٰ قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذلک فلیفرحوا اذا بلغ الفرح اقصاہ انبسط ولم یقدر علی السکوت عن اظہار الفضل

مبنی ہے اور اعتراض کر بیٹھتے ہیں ان کو تو ایسی حالت میں تحقیق اور تدبر کی ضرورت تھی اھ

قولہ تعالیٰ وان کذبوک فقل لی عملی ولکم عملکم انتم بریئون مما اعمل وانا بری مما تعملون ترجمہ (اور اگر آپ کو جھٹلاتے رہیں تو یہ کہدیجئے کہ میرا کیا ہوا مجھکو ملیگا اور تمھارا کیا ہوا تمکو ملیگا تم تو میرے کئے ہوئے کے جوابدہ نہیں ہو اور میں تمہارے کئے ہوئے کا جوابدہ نہیں ہوں) اور یہی عادت ہے اہل طریق کی مناظرہ میں جسوقت وہ خصم کی جانب سے ضد اور ہٹ دیکھتے ہیں بخلاف الفاظ پرستوں کے کہ وہ مناظرہ کے موقع پر کبھی ایسی بات نہ کہیں (بلکہ اس کہنے کو عار سمجھیں)۔

قولہ تعالیٰ ولکل امۃ رسول ترجمہ (اور ہر امت کیلئے ایک حکم پہونچانے والا ہے) محققین نے اس سے اخذ کیا ہے کہ قرون اولیٰ میں جو لوگ غیر معلوم الحال ایسے اقالیم میں گذرے ہیں جن میں رسولوں کا مبعوث ہونا معلوم نہیں ہوا احتیاط اسی میں ہے کہ ان سے کف لسان کیا جاوے احتمال ہے کہ وہ رسول ہوں کیونکہ ظاہر تو یہی ہے کہ وہاں کی امت بھی رسول سے خالی نہیں رہی (بعض اکابر اہل طریق نے اس احتیاط اور احتمال کی تصریح فرمائی ہے)

قولہ تعالیٰ یا ایھا الناس قد جاءتکم موعظۃ من ربکم وشفاء لما فی الصدور الخ ترجمہ (اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک ایسی چیز آئی ہے جو نصیحت ہے اور دلوں میں جو روگ ہیں انکے لئے شفا ہے) اسپر دلیل ہے کہ قلوب میں بھی امراض ہوتے ہیں اور وہ امراض بدن سے اشد ہیں جیسے شک ونفاق وحسد وغیرہ۔

قولہ تعالیٰ قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذلک فلیفرحوا ترجمہ (آپ کہدیجئے کہ بس لوگوں کو خدا کے اس انعام اور رحمت پر خوش ہونا چاہئے) یعنی فرح کبھی

۵۱۶

۵۱۷

۵۱۸

۵۱۹

۵۲۰

وقد یکون هذا الاظهار فی صورة تخالف الادب لکن یعذر بغلبة الحال۔

اس حد تک پہونچ جاتا ہے کہ غایت انبساط سے اُس فضل کے اظہار سے سکوت پر قدرت نہیں رہتی اور کبھی یہ اظہار ایسی صورت میں ہوتا ہے کہ وہ ظاہراً خلاف ادب ہوتی ہے لیکن غلبہ حال سے معذور ہوتا ہے۔

قوله تعالیٰ قل ارءیتم ما انزل الله لکم من رزق فجعلتم منه حراما وحلالا۔ فیه ردٌ علی من حرم بعض المباحات علی نفسه اعتقادا او عملا تقشفا وتزهدا ویخص منه من ترکه علاجا۔

قوله تعالیٰ قل ارءیتم ما انزل الله لکم من رزق فجعلتم منه حراما وحلالا۔ ترجمہ آپ کہئے کہ یہ تو بتلاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے جو کچھ رزق بھیجا تھا پھر تم نے اُسکا کچھ حصہ حرام اور کچھ حلال قرار دے لیا) اس میں اُن لوگوں پر رد ہے جو بعض مباحات کو اعتقاداً یا عملاً بطور تقشف وتزہد کے اپنے نفس پر حرام کر لیتے ہیں البتہ جو شخص بطور معالجہ کے ترک کر دے وہ مستثنیٰ ہے۔

قوله تعالیٰ الا ان اولیاء الله لا خوف علیهم ولا هم یحزنون انظر ما قد مناتحت قوله تعالیٰ فی وسط الانفال ان اولیاءه الا المتقون وبناءه علی الایمان والتقوی الکاملین دلیل علی انه لا یشترط فیه صدور کرامة علی یده۔

قوله تعالیٰ الا ان اولیاء الله لا خوف علیهم ولا هم یحزنون ترجمہ (یاد رکھو اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی اندیشہ ہے اور نہ وہ مغموم ہوتے ہیں) سورہ انفال میں آیت ان اولیاءہ الا المتقون کے تحت میں جو لکھا گیا ہے اُسکو دیکھ لو اور ولایت کا ایمان وتقویٰ پر مبنی کرنا اسکی دلیل ہے کہ ولایت کے لئے یہ شرط نہیں کہ اُسکے ہاتھ پر کوئی کرامت بھی صادر ہوا کرے۔

قوله تعالیٰ ان العزة لله جمیعا وما یتراءی لغیره هو له حقیقة وانما ذلك الغیر لحد مظاهر عزته فحسب کالضیاء هو للشمس حقیقة ویظهر فی الارض بنوع من التعلق ففیه اصل لمسئلة المظهریة۔

قوله تعالیٰ ان العزة لله جمیعا ترجمہ (تمام تر غلبہ خدا ہی کیلئے ہے) اور دوسرے میں جو عزت نظر آتی ہے وہ بھی درحقیقت اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہے اور وہ غیر اُسکی عزت کا ایک مظہر ہے جیسے ضیاء حقیقت آفتاب کی صفت ہے اور زمین ایک گونہ تعلق کے سبب اُسکا ظہور ہو جاتا ہے پس اسمیں مسئلہ مظہریت کی اصل ہے۔

قوله تعالیٰ هو الذی جعل لکم اللیل لتسکنوا فیه دال علی ان الاولیٰ ان ینام شیئا من اللیل فان فیه موافقة للمصلحة الالٰهیة وفی هذه الموافقة من رعایة الادب ما لا یخفی۔

قوله تعالیٰ هو الذی جعل لکم اللیل لتسکنوا فیه ترجمہ (وہ ایسا ہے کہ جس نے تمہارے لئے رات بنائی تاکہ تم اُس میں آرام کرو) اس میں دلیل ہے اسپر کہ رات کو کسیقدر سو رہنا اولیٰ ہے کیونکہ اسمیں مصلحت الٰہیہ کی موافقت ہے اور اس موافقت میں ظاہر ہے کہ ادب

---

٥٢١ الرد علی من تقشف بتحریم المباحات — ترک مباحات سے تقشف پر رد

٥٢٢ مسئلہ اساس الولایۃ — ولایت کا مدار

٥٢٣ مسئلہ المظہریۃ — مسئلہ مظہریت

٥٢٤ الادب بنوم شیء من اللیل — بقدر ضرورت رات کو سونا ادب ہے

قوله تعالیٰ اتقولون علی الله مالا تعلمون
فیه انکار علی الکلام فی الذات الالٰهی والصفات
الالٰهیة بالتخمینیات والمجازفات استدلالیة
کانت او ذوقیة وابتلی بهذا اکثر ممن
ینسب الی العلم والتصوف والی الله المشتکی

قوله تعالیٰ کذلک نطبع علی قلوب
المعتدین وهذا الطبع هو الذی یعبر عنه
بفساد الاستعداد

ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے۔

قوله تعالیٰ ولا یفلح الساحرون۔ ای فی
مقابلة اهل الحق ویقاس علیه حال المشایخ
المبطلین لا یتمشی امرهم۔

کہ اُن کی بات چلتی نہیں (یعنی اُس میں برکت اور بقا نہیں)

قوله تعالیٰ ربنا لا تجعلنا فتنة للقوم
الظلمین۔ فی الروح ولا یتوهمن ان التوکل
مناف للدعاء لان المراد بذلک قطع النظر
عن الاسباب العادیة وقصره علی مسببها عزوجل
وقد صرحوا ان الشخص اذا تعاطی الاسباب
معتقدا ذلک یعد متوکلا ایضا اه ای فی بعض
الدرجات۔

کہ اُن میں دعا بھی ہے توکل بدرجہ اولیٰ باقی رہیگا)

قوله تعالیٰ لما امنوا کشفنا عنهم عذاب
الخزی فیه امکان ان یفیض علی المرید
من الکرامات مالا یطلع علیه الشیخ کما لم
یشعر یونس علیه السلام بقبول ایمانهم

کی کیسی رعایت ہے

قوله تعالیٰ اتقولون علی الله مالا تعلمون
ترجمہ (کیا اللہ کے ذمہ ایسی بات لگاتے ہو جسکا تم علم نہیں
رکھتے) اس میں ذات وصفات کے متعلق تخمینیات و
مجازفات سے خواہ وہ استدلالی ہوں یا ذوقی ہوں
کلام کرنے پر انکار ہے اور اس میں اہل علم و اہل تصوف
کثرت سے مبتلا ہیں۔

قوله تعالیٰ کذلک نطبع علی قلوب المعتدین
ترجمہ (اللہ تعالیٰ اسیطرح کافروں کے دلوں پر بند لگا
دیتے ہیں) یہ طبع وہی ہے جس سے فساد استعداد کے

قوله تعالیٰ ولا یفلح الساحرون ترجمہ (حالانکہ
جادوگر کامیاب نہیں ہوا کرتے) یعنی اہل حق کے مقابلہ
میں اور اسی پر مشایخ اہل باطل کا حال قیاس کر لیا جاوے

قوله تعالیٰ ربنا لا تجعلنا فتنة للقوم
الظلمین ترجمہ (اے ہمارے پروردگار ہمکو ان ظالم
لوگوں کا تختۂ مشق نہ بنا) روح میں ہے کہ کوئی شخص یہ وہم
نہ کرے کہ توکل دعا کے منافی ہے کیونکہ حاصل توکل کا یہ ہے
کہ اسباب عادیہ پر نظر نہو صرف مسبب پر نظر ہو اور اس
اعتقاد کے ساتھ اگر اسباب کو اختیار بھی کرے تب بھی
متوکل قرار دیا جاویگا اھ (تو اسباب غیر عادیہ کے ساتھ

قوله تعالیٰ لما امنوا کشفنا عنهم عذاب الخزی
ترجمہ (جب وہ ایمان لے آئے تو ہمنے رسوائی کے
عذاب کو دنیوی زندگی میں ان پر سے ٹال دیا) اس میں
دلالت ہے اسپر کہ یہ امر ممکن ہے کہ مرید پر کوئی ایسا فیض ہو

وان كانت هذه الافاضة ببركة الشيخ كايمانهم كان من بركات عليه السلام

جسکی خبر شیخ کو نہو جیسا حضرت یونس علیہ السلام کو ان کے قوم ایمان کی اطلاع نہ ہوئی گو وہ فیض شیخ ہی کی برکت سے ہو جیسا انکا ایمان حضرت یونس علیہ السلام ہی کی برکات سے تھا۔

قوله تعالیٰ افانت تكره الناس حتى يكونوا مومنين انكار على التصدى لايمانهم بعد ان بلغهم ما يجب عليه ـ

قولہ تعالیٰ افانت تکرہ الناس حتی یکونوا مؤمنین ترجمہ ‌‌سو کیا آپ لوگوں پر زبردستی کر سکتے ہیں جس میں وہ ایمان ہی لے آویں) اس میں دلالت ہے کہ بعد تبلیغ کے درپے ہونے کی ضرورت نہیں۔

قوله تعالیٰ قل انظروا ماذا في السموات والارض لعل ان النظر في الخلق للحق لاينافي النظر الى الحق

قولہ تعالیٰ قل انظروا ماذا فی السموات والارض ترجمہ (آپ کہدیجئے کہ تم غور کرو کہ کیا کیا چیزیں ہیں آسمانوں میں اور زمین میں) اسپر دلیل ہے کہ خلق پر نظر کرنا حق کیلئے نظر الی الحق کے منافی نہیں۔

تمت سورة يونس

سورۂ یونس تمام ہوئی

ملحقة من رسالة التائيد المذكورة في اخر التمهيد

اضافہ از رسالۂ تائید

سورة يونس

سورۂ یونس

قوله تعالیٰ بل كذبوا بما لم يحيطوا بعلمه هذه كلمة عامة وان نزلت بسبب تكذيبهم القران والغالب في سجايا بني ادم ان يكفروا ويكذبوا على ما لم يعلموا ومنه قيل الناس اعداء ما جهلوا وقال الله تعالى في سورة الاحقاف في هذا المعنى ايضا واذ لم يهتدوا به فسيقولون هذا افك قديم فان كل ذلك توبيخ لكل مكذب يكذب الانبياء والاولياء فيما يعلمون منهم

قولہ تعالیٰ بل کذبوا بما لم یحیطوا بعلمہ ترجمہ بلکہ ایسی چیز کی تکذیب کرنے لگے جسکو اپنے احاطہ علمی میں نہیں لائے) یہ کلمہ عام ہے گو سبب نزول اسکا صرف انکا قرآن کو جھٹلانا ہے اور اکثر آدمیوں میں غالب خصلت یہ ہے کہ جسکو وہ نہیں جانتے اسکی تکذیب اور انکار کرتے ہیں اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ لوگ جس کو نہیں جانتے اسکے دشمن ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے سورہ احقاف میں بھی مضمون کو ارشاد فرمایا ہے (اسطرح) اور جبکہ یہ کفار قرآن کو نہیں سمجھ سکے تو اب یہی کہیں گے کہ یہ قدیمی جھوٹی باتیں ہیں تو یہ سب ہر ایسے شخص کی توبیخ ہے جو ایسے امر کا انکار کرے جسکو انبیاء

اضافہ تمام شد

سورۃ ہود علیہ السلام

قولہ تعالیٰ ثم تولوا الیہ یمتعکم متاعا حسنا یراد بہ الحیوۃ الطیبہ التی تکون لمن عمل صالحا من ذکر او انثی وھو مؤمن وفی الروح والمعنی کما قیل یعشکم فی امن وراحۃ ولعل ھذا لا ینافی کون الدنیا سجن المؤمن وجنۃ الکافر ولا کون اشد الناس بلاءً الامثل فالامثل لان المراد بالامن امنہ من غیر اللہ تعالیٰ ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ وبالراحۃ طیب عیشہ برجاء اللہ تعالیٰ والتقرب الیہ حتی بعد المحنۃ منحۃ

ہ و تعذیبکم عذب لدی وجورکم
علی بما یقضوا لھوی لکم عدل

قولہ تعالیٰ وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقھا فیہ حمل بلیغ للعباد علی التوکل فی الرزق فی الروح ولا یمنع من التوکل مباشرۃ الاسباب مع العلم بانہ سبحانہ مسبب لھا ولا ینبغی ان یعتقد انہ لا یحصل الرزق بدون مباشرۃ سبب وبالجملہ ینبغی الوثوق باللہ تعالیٰ وربط القلب بہ سبحانہ فما شاء کان وما لم یشأ لم یکن اھ

قولہ تعالیٰ ولئن اذقنا الانسان منا رحمۃ ثم نزعناھا منہ انہ لیئوس کفور ولئن اذقناہ

سورہ ہود علیہ السلام

قولہ تعالیٰ ثم توبوا الیہ یمتعکم متاعا حسنا ترجمہ (پھر اُسکی طرف متوجہ رہو وہ تمکو وقت مقرر تک خوش عیشی دیگا) مراد اس سے حیوۃ طیبہ ہے جو ایسے شخص کے لئے مخصوص ہے جو ایمان اور عمل صالح کے ساتھ موصوف ہو اور روح میں ہے کہ مراد اس سے امن و راحت کی زندگی ہے اور یہ حدیث الدنیا سجن المؤمن اور حدیث اشد الناس بلاءً الامثل فالامثل کے منافی نہیں کیونکہ امن سے مراد امن من غیر اللہ ہے اور راحت سے مراد حق تعالیٰ پر نظر رکھنے اور اُسکا قرب حاصل کرنے سے خوش عیشی ہونا ہے ایسا شخص مشقت کو نعمت سمجھتا ہے۔

قولہ تعالیٰ وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقھا ترجمہ (اور کوئی جاندار روئے زمین پر چلنے والا ایسا نہیں کہ اُسکی روزی اللہ کے ذمہ نہ ہو) اسمیں ترغیب عظیم ہے توکل فی الرزق کی اور روح میں ہے کہ اگر اسباب کو اس اعتقاد کے ساتھ اختیار کرے کہ اللہ تعالیٰ مسبب ہے اور یہ اعتقاد نہو کہ بدون اسباب کے رزق نہیں حاصل ہوتا تو یہ توکل کے منافی نہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ وثوق اور ربط قلب حق تعالیٰ کے ساتھ ہونا چاہئے۔

قولہ تعالیٰ ولئن اذقنا الانسان الی قولہ تعالیٰ عملوا الصلحت ترجمہ (اور اگر ہم انسان کو اپنی مہربانی

نعماء بعد ضراء مسته ليقولن ذهب السيئات عني انه لفرح فخور الا الذين صبروا وعملوا الصلحت۔ في الروح تضمن الاشارة الى انه ينبغي للعبد ان يكون في السراء والضراء واثقا بربه تعالى متوكلا عليه غير محتجب عنه برؤية الاسباب لئلا يحصل له الياس والكفران والبطر والفخر بذلك وجودا وعدما وقد افاد سبحانه ان من سجايا الانسان في الشدة بعد الرحمة الياس والكفران وبالنعماء بعد الضراء الفرح والفخر الا الذين صبروا وامر الله تعالى في حالتي النعماء والضراء والشدة والرخاء اه ملخصا

قوله تعالى فلعلك تارك بعض ما يوحى اليك وضايق به صدرك۔ في الروح اي تارك تبليغ بعض ما يوحى اليك اه قلت لضيق الصدر الذي يمنع عن الكلام كما في الروح لما كان مقتضى الطباع البشرية عدم نشاط المتكلم اذا لم يجد محلا قابلا لكلامه وضيق صدره من ذلك هيج جل شانه نشاط نبيه بما انزل عليه من هذه الاية الكريمة اه قلت والترجي في لعل طبعي اي هذا الترجي مقتضى الطبع وان لم يقع الترك ففيه امران الاول انقباض قلب الشيخ اذا لم يرغب المريد في كلامه والثاني اذا كان الارشاد ضروريا ينبغي للشيخ ان لا يعمل بمقتضى ذلك الانقباض

قوله تعالى فان لم يستجيبوا لكم فاعلموا انما انزل بعلم الله وهذا العلم وان كان حاصلا للمخاطبين المؤمنين قبل ظهور

کا مزہ چکھا کر اس سے چھین لیتے ہیں تو وہ نا امید اور ناشکر ہو جاتا ہے اور اگر اسکو کسی تکلیف کے بعد جو کہ اس پر واقع ہوئی ہو کسی نعمت کا مزہ چکھا دیں تو کہنے لگتا ہے کہ میرا سب دکھ درد رخصت ہوا وہ اترانے لگتا ہے شیخی بگھارنے لگتا ہے مگر جو لوگ مستقل مزاج ہیں اور نیک کام کرتے ہیں)

روح میں ہے اس شکایت میں اس طرف اشارہ ہے کہ بندہ کو ہر حالت میں عیش ہو یا بلا ہو حق تعالیٰ ہی پر وثوق اور توکل چاہئے چنانچہ انسان کی طبعی حالت کو بیان فرما کر (کہ رحمت کے بعد شدت ہونے پر یاس و کفران اور مصیبت کے بعد نعمت ہونے سے فرح اور فخر کرتا ہے) صابرین کو مستثنیٰ فرمانا مضمون بالا کی طرف مشیر ہے۔

قولہ تعالیٰ فلعلک تارک بعض ما یوحی الیک وضایق بہ صدرک ترجمہ (سو شاید آپ ان احکام میں سے جو کہ آپ کے پاس وحی کے ذریعہ سے بھیجے جاتے ہیں بعض کو چھوڑ دینا چاہتے ہیں اور آپکا دل اس بات سے تنگ ہوتا ہے) ترک بعض وحی سے مراد ترک تبلیغ بعض وحی ہے اور سبب اسکا ضیق صدر ہے جو کلام سے مانع ہوتا ہے جبکہ متکلم مخاطب صحیح و محل قابل نہیں پاتا اور یہ لعل ترجی طبعی کیلئے ہے گو اسکے مقتضا یعنی ترک کا وقوع نہیں ہوا۔ تو اس میں دو امر پر دلالت ہوئی ایک یہ کہ مرید کو جب کلام شیخ کی طرف رغبت و توجہ نہیں ہوتی شیخ کا قلب منقبض ہو جاتا ہے دوسرا یہ کہ اگر ارشاد ضروری ہو تو شیخ کو اس انقباض کے مقتضا یعنی ترک کلام پر عمل نہ کرنا چاہئے۔

قولہ تعالیٰ فان لم یستجیبوا لکم فاعلموا انما انزل بعلم اللہ ترجمہ (پھر یہ کفار اگر تم لوگوں کا کہنا نہ کر سکیں تو تم یقین کر لو کہ یہ قرآن اللہ ہی کے علم سے اترا ہے)

آداب البلاء والنعماء
بلاء اور نعماء کے آداب

انقباض المربی لعدم رغبة المسترشد
مسترشد کی عدم رغبت سے مربی کے قلب کا منقبض ہونا

عدم عمل الشیخ بمقتضی الانقباض عن ...
...

عجز الكفار لكن المراد قوة هذا العلم فدل على ان الخوارق لها دخل في قوة الاعتقاد۔

اور یہ علم تو مومنین کو عجز کفار کے ظاہر ہونے کے قبل بھی حاصل تھا تو مراد اس سے اس علم کی قوت ہے تو اس میں دلالت ہوئی کہ خوارق کو قوت اعتقاد میں خاص دخل ہے۔

قوله تعالیٰ من كان يريد الحيوة الدنيا الخ في الروح يريد بعلمه الذي هو بظاهره من اعمال الآخرة الحيوة الدنيا كالجاه والمال نوف اليهم اعمالهم اي جزاءها فيها ان شئنا وهم فيها لا يبخسون اي لا ينقصون شيئا منها الى آخر ما قال قلت ودخل في عمومه اللذات النفسانية والمواجيد الطبيعية لكونها من الدنيا۔

قولہ تعالیٰ من كان يريد الحيوة الدنيا الخ ترجمہ (جو شخص محض حیات دنیوی اور اسکی رونق چاہتا ہے) روح میں اسطرح تفسیر کی ہے کہ جو شخص اپنے عمل اخروی سے حیات دنیا کا مثل جاہ اور روح کا قصد کرے ہم انکو اُن کے اعمال کی جزا دنیا میں پوری دیدیتے ہیں بشرطیکہ ہم چاہیں الخ اھ میں کہتا ہوں کہ اسکے عموم میں لذات نفسانیہ اور مواجید طبعیہ بھی داخل ہو گئے کیونکہ یہ بھی دنیا ہی میں داخل ہیں۔

قوله تعالیٰ ومن اظلم ممن افترى على الله كذبا۔ ونظيره من يظهر الولاية من زيه ودعواه ويتكلم بكلام اهلها وهو في الباطن افسق واجهل۔

قولہ تعالیٰ ومن اظلم ممن افترى على الله كذبا ترجمہ (اور ایسے شخص سے زیادہ کون ظالم ہو گا جو اللہ پر جھوٹ باندھے) اور اسی کی نظیر وہ شخص ہے جو اپنی وضع و دعوی سے ولایت ظاہر کرتا ہو اور اولیاء اللہ کے کلمات کے ساتھ تکلم کرتا ہو مگر باطن میں فاسق اور جاہل ہو۔

قوله تعالیٰ حاكيا عن قوم نوح عليه السلام وما نراك اتبعك الا الذين هم اراذلنا فيه رد على من خص الولاية بالشريف النسبي نعم خص الله تعالى النبوة باهل الشرف لما فيه من الحكم المختصة بالنبوة

قولہ تعالیٰ وما نراك اتبعك الا الذين هم اراذلنا ترجمہ (اور ہم دیکھتے ہیں کہ تمہارا اتباع اُن ہی لوگوں نے کیا ہے جو ہم میں بالکل رذیل ہیں) اس میں اُس شخص پر رد ہے جو ولایت کو شریف عرفی کے ساتھ خاص سمجھتا ہے البتہ نبوت کو اللہ تعالیٰ نے شرفاء کے ساتھ خاص فرمایا ہے چونکہ اسمیں وہ مصلحتیں ہیں جو نبوت سے مقصود ہیں (کہ لوگ انکا اتباع کریں اور شرفاء کے اتباع سے شرفاء کو بھی عار نہیں آتی)

قوله تعالیٰ انلزمكموها وانتم لها كارهون في الروح كانه عليه السلام اراد انه لا يكون الزام ذلك مع الكراهة لكن ان شئتم تلقيه فزكوا انفسكم واتركوا انكاركم حتى يظهر عليكم

قولہ تعالیٰ انلزمكموها وانتم لها كارهون ترجمہ (تو کیا ہم اسکو تمہارے گلے منڈھ دیں اور تم اُس سے نفرت کئے چلے جاؤ) روح میں ہے کہ اس میں اشارہ ہے اسطرف کہ منکر کو اہل اللہ سے استفادہ نہیں ہو سکتا

اثر نور الارادة فتقبلوا ذلك ـ وفیه اشارة الی ان المنکر لا یمکن له الاستفاضة من اهل اللہ تعالی ولا یکاد ینتفع بهم مادام منکرا ومن لم یعتقد لم ینتفع اھ

اور جب تک وہ منکر رہیگا اُن سے منتفع نہیں ہو سکتا

قوله تعالی ویا قوم لا اسالکم علیه مالا هکذا ینبغی ان یکون علیه الشیوخ فان طلب المال من اقوی موانع الناس عن الاسترشاد واری فی زمانی التجنب عنه ولو بمصارف الخیر فان العقول ضعیفة والشح غالب فیقعون فی ریبة بادنی شبهة حب الدنیا واللہ متولی امور الخیر من غیر توقفها علی هذا السوال ـ

قوله تعالی ویا قوم لا اسالکم علیه مالا ترجمہ (اور اے میری قوم میں تم سے اسپر کچھ مال نہیں مانگتا) مشائخ کو بھی ایسا ہی ہونا چاہئے کیونکہ مال کی طلب لوگوں کو استرشاد سے اقوی موانع سے ہے ـ اور میری رائے میں تو مصارف خیر کے لئے بھی چندہ کرنا شیوخ کو نازیبا ہے عقول ضعیف ہیں اور بخل وحرص غالب ہے حب دنیا کے ادنی شبہ سے بھی لوگ شک میں پڑجاتے ہیں اور امور خیر کا اللہ تعالی کفیل ہے وہ ہمارے چندہ مانگنے پر موقوف نہیں

قوله تعالی ویقوم من ینصرنی من اللہ ان طردتهم فی الروح قال ابو عثمان فی الآیة ما انا بمعرض عمن اقبل علی اللہ تعالی فان من اقبل علی اللہ تعالی بالحقیقة اقبل اللہ تعالی علیه ومن اعرض عمن اقبل اللہ تعالی علیه فقد اعرض عن اللہ سبحانه اھ ففیه من حقوق الطالب علی الشیخ ما لا یخفی ـ

قوله تعالی ویقوم من ینصرنی من اللہ ان طردتهم ترجمہ (اور اے میری قوم اگر میں انکو نکال بھی دوں تو مجھکو خدا کی گرفت سے کون بچالیگا) اسمیں طالب کے حقوق شیخ پر مذکور ہیں یعنی جو شخص حق تعالی کی طرف متوجہ ہو اُس سے اعراض نہ چاہئے کیونکہ اُسکی طرف حق تعالے بھی متوجہ ہوتے ہیں تو اُس سے اعراض کرنا حق تعالی سے اعراض کرنا ہے ـ

قوله تعالی ولا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب ولا اقول انی ملك نص علی ان المرشد لا یلزم ان یکون صاحب تصرف ولا صاحب الکشف ولا ممتازا عامة الناس فی الضروریات البشریة وانما یلزم کونه صاحب العلم والعمل ـ

قوله تعالی ولا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب ولا اقول انی ملك ترجمہ (اور میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے تمام خزانے ہیں اور نہ میں تمام غیب کی باتیں جانتا ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں) اسمیں تصریح ہے کہ صاحب ارشاد کا صاحب تصرف یا صاحب کشف یا ضروریات بشریہ میں عامہ بشر سے امتیاز ہونا ضروری نہیں البتہ اُسکا علم وعمل کے ساتھ متصف ہونا ضروری ہے

قوله تعالی قال انما یاتیکم به اللہ ان شاء وهذا هو شان المحققین بخلاف المبطلین

قوله تعالی انما یاتیکم به اللہ ان شاء ترجمہ (اُنہوں نے فرمایا کہ اسکو تو اللہ تعالی بشرطیکہ اسکو منظور ہو

حیث یدعون ان من خالفنی یکون حالہ کذا وقالہ کذا۔

تمہارے سامنے لاویگا)، اور ایسا کہنا بھی شان ہے محقق کی بخلاف اہل باطل کے کہ وہ ایسے دعویٰ کرتے ہیں کہ جو شخص میری مخالفت کریگا اُسکا ایسا حال ہوگا اور ایسا قال ہوگا۔

قولہ تعالیٰ ولا ینفعکم نصحی ان اردت ان انصح لکم ان کان اللہ یرید ان یغویکم فیہ ان الھدایۃ لیست بید الشیخ۔

قولہ تعالیٰ ولا ینفعکم نصحی ان اردت ان انصح لکم ان کان اللہ یرید ان یغویکم ترجمہ (اور میری خیرخواہی تمہارے کام نہیں آ سکتی گو میں تمہاری کیسی ہی خیرخواہی کرنا چاہوں جبکہ اللہ ہی کو تمہارا گمراہ کرنا منظور ہو) اسمیں دلیل ہے اسپر کہ ہدایت شیخ کے قبضہ میں نہیں ہے

قولہ تعالیٰ قال ان تسخروا منا فانا نسخر منکم کما تسخرون فیہ ان الانتقام بالجواب بالمثل لاینافی مکارم الاخلاق۔

قولہ تعالیٰ قال ان تسخروا منا فانا نسخر منکم کما تسخرون ترجمہ (آپ فرماتے کہ اگر تم ہمپر ہنستے ہو تو ہم تمپر ہنستے ہیں جیسا تم ہمپر ہنستے ہو) اسمیں دلالت ہے اسپر کہ جواب بالمثل سے انتقام لینا مکارم اخلاق کے منافی نہیں۔

قولہ تعالیٰ ونادی نوح ابنہ وکان فی معزل یا بنی ارکب معنا مع قولہ تعالیٰ لاعاصم الیوم من امر اللہ الا من رحم دل علی ان مباشرۃ الاسباب الماذون فیہا لایخالف التوکل و انما یخالفہ مباشرۃ الاسباب الغیر الماذون فیہا کانضمام کنعان الی الجبل ح

قولہ تعالیٰ ونادی نوح ابنہ وکان فی معزل یا بنی ارکب معنا مع قولہ تعالیٰ لاعاصم الیوم من امر اللہ الا من رحم ترجمہ (اور نوحؑ نے اپنے بیٹے کو پکارا اور وہ علٰحدہ مقام پر تھا کہ اے میرے پیارے بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہوجا۔ مع قولہ تعالیٰ۔ نوحؑ نے فرمایا کہ آج اللہ کے قہر سے کوئی بچانے والا نہیں لیکن جسپر وہی رحم کرے) اسمیں دلیل ہے اسپر کہ اسباب ماذون فیہا کی مباشرت توکل کے مخالف نہیں جیسے کشتی نوح میں سوار ہونا البتہ اسباب غیر ماذون فیہا کی مباشرت منافی توکل ہے جیسے کنعان کا پہاڑ کی پناہ لینا۔

قولہ تعالیٰ قال یا نوح انہ لیس من اھلک انہ عمل غیر صالح۔ فی الروح اشار الی ان النسب اذا لم یحط بالصلاح کان غریقا فیحر العدم ۔ فما ینفع الاصل من ہاشم اذا کانت النفس من باہلۃ اھ

قولہ تعالیٰ قال یا نوح انہ لیس من اھلک انہ عمل غیر صالح ترجمہ (اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے نوح یہ شخص تمہارے گھر والوں میں نہیں یہ تباہ کار ہے) روح میں ہے کہ اسمیں اشارہ ہے اسطرف کہ جب شرف نسب کے ساتھ صلاح نہو وہ کالعدم ہے۔

قولہ تعالیٰ فلا تسئلن ما لیس لک بہ علم فی الروح عن القاضی ما لیس لک علم بانہ صواب او غیر صواب فیکون النھی واردا

قولہ تعالیٰ فلا تسئلن ما لیس لک بہ علم ترجمہ (سو مجھے ایسی چیز کی درخواست مت کرو جسکی تم کو خبر نہیں)، یعنی جسکے صواب و غیر صواب ہونیکا علم نہو تو یہ

فی مشتبهه الحال ویفهم منه حال معلوم الفساد بالطریق الاولی اه وعلوم به حال ادعیة مشایخ زماننا یدعوت بکل ما یطلب منهم الدعاء له حلالا کان او حراما من الخصومات او المناصب وحال دعاء بعض المشتغلین بالطریق ببعض الاحوال التی لا یعلم لهم بنفعها وضرها۔

مشتبہ الحال دعا سے نہی ہے اور جو امر معلوم الفساد ہو اُسکی دعا سے نہی بدرجہ اولیٰ مفہوم ہوگی کذا فی الروح اور اس سے ہمارے زمانہ کے مشائخ کی دعاؤں کا حال معلوم ہوتا ہے کہ اُن سے جس امر کے لئے دعا کی درخواست کیجاوے وہ اُسکے لئے دعا کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ اسیطرح بعض سالکین بعض احوال و مواجید کی دعا کرتے ہیں حالانکہ انکا ضرر و نفع کچھ معلوم نہیں

قوله تعالیٰ ویقوم استغفروا ربکم ثم توبوا الیه یرسل السماء علیکم مدرارا ویزدکم قوة الی قوتکم۔ فیه دلیل علی ان للطاعة مدخلا فی راحة الدنیا وطیب عیشها وهو مشاهد

قولہ تعالیٰ ویقوم استغفروا ربکم ثم توبوا الیه یرسل السماء علیکم مدرارا ویزدکم قوة الی قوتکم ترجمہ (اور اے میری قوم تم اپنے گناہ اپنے رب سے معاف کراؤ پھر اُسکی طرف متوجہ ہو وہ تم پر خوب بارشیں برساویگا اور تمکو اور قوۃ دیکر تمہاری قوۃ میں ترقی کردیگا) اسمیں دلیل ہے اسپر کہ طاعات کو راحت دنیویہ وخوش عیشی میں بھی دخل ہے اور اسکا مشاہدہ ہوتا ہے

قوله تعالیٰ فکیدونی جمیعا۔ وهذا من القول من التوکل بمکان اقصی کما لا یخفی لانه علیه السلام کما فی الروح کان مفردا بین جمع عتاة جبابرة عطاش الی اراقة دمه یرمونه عن قوس واحدة وقد خاطبهم بما خاطبهم وحقرهم والهتهم وهیجهم علی ما هیجهم الخ

قولہ تعالیٰ فکیدونی جمیعا ترجمہ (سو تم سب ملکر میرے ساتھ داؤگھات کرلو) اس سے ہود علیہ السلام کا بڑا قوی توکل معلوم ہوتا ہے کیونکہ آپ ان تمام جبابرہ متمردین میں تنہا تھے پھر بھی آپ نے اُن کی اور اُن کے معبودوں کی کیسی مذمت کی اور اُن کو کیسے مشتعل کیا۔

قوله تعالیٰ وعصوا رسله۔ سمی عصیان هود علیه السلام عصیان الرسل بناء علی ان عصیان رسول واحد بمنزلة عصیان الرسل جمیعهم لان الجمیع متفقون علی المقصود وفیه اشارة الی الانکار علی بعض المقبولین کالانکار علی جمیعهم لاتحاد مسلکهم ومنتهاهم

قولہ تعالیٰ وعصوا رسله۔ ترجمہ (اور اُسکے رسول کا کہنا نہ مانا) ایک رسول کے عصیان کو سب رسل کا عصیان اس لئے کہا گیا کہ مقصود سب کا واحد ہے اور اس میں اشارہ ہوگیا کہ بعض مقبولین پر انکار ایسا ہی ہے جیسے سب مقبولین پر کیونکہ ان سب کا مقصود ایک ہی ہے۔

قوله تعالیٰ الا بعدا لعاد قوم هود۔ دلیل

قولہ تعالیٰ الا بعداً لعاد قوم هود ترجمہ (خوب سنا

علی ان الدعاء علی المعاندین للحق بالھلاك لاینافی الکمال۔

رحمت سے دوری ہوئی عاد کو جو کہ ہود کی قوم تھی) اسمیں دلیل ہے اسپر کہ معاندین حق پر ہلاکت کی دعا کرنا کمال کے منافی نہیں

قوله تعالیٰ فما لبث ان جاء بعجل حنیذ فی الروح وقیما قص الله تعالی ھھنا عن ابراھیم علیه السلام اشارة الی بعض اداب الفتوة فقد قالوا ان من ادابھا اذا نزل الضیفان یبدأ بالکرامة فی الانزال ثم یثني بالکرامة بالطعام۔ وفی ھذہ القصة دلیل علی انه قد ینسد باب الفراسة علی الکاملین لحکم یریدھا الله تعالی ومن ذلك لم یعرف ابراھیم علیه السلام وکذا لوط علیه السلام الملئكة علیھم السلام اھ

قوله تعالیٰ فما لبث ان جاء بعجل حنیذ ترجمہ (پھر دیر نہیں لگائی کہ ایک تلا ہوا بچھڑا لائے) اس میں دو امر پر دلالت ہے۔ ایک بعض آداب ضیافت پر کہ پہلے انزال میں اکرام کرے پھر طعام سے اکرام کرے۔ دوسرے اس امر پر کہ بعض اوقات بعض حکمتوں کے سبب کاملین کو بھی کشف نہیں ہوتا چنانچہ حضرت ابراھیم علیہ السلام نے اور اسیطرح حضرت لوط علیہ السلام نے اول وہلہ میں ملئکہ کو نہیں پہچانا۔

قوله تعالیٰ االد وانا عجوز وھذا بعلی شیخا دل علی ان التعجب بالنظر الی الاسباب لاینافی کمال الیقین بالمسبب۔

قوله تعالیٰ االد وانا عجوز وھذا بعلی شیخا ترجمہ (اب میں بچہ جنونگی بڑھیا ہو کر اور یہ میرے میاں ہیں بالکل بوڑھے) اسمیں دلیل ہے اسپر کہ اسباب کے اعتبار سے تعجب کرنا مسبب الاسباب کے ساتھ کامل یقین رکھنے کے منافی نہیں۔

قوله تعالیٰ اتعجبین من امر الله الخ دلیل علی ان الملئكة یصح ان تتکلم مع غیر النبی۔

قوله تعالیٰ اتعجبین من امر الله ترجمہ (فرشتوں نے کہا کہ کیا تم خدا کے کاموں میں تعجب کرتی ہو) یہ دلیل ہے کہ ملائکہ کا غیر نبی کے ساتھ کلام کرنا ممکن ہے۔

قوله تعالیٰ فلما ذھب عن ابراھیم الروع وجاءته البشری یجادلنا فی قوم لوط۔ فی الروح وکانت مجادلته علیه السلام من اثار مقام الادلال علی ما قیل اھ

قوله تعالیٰ۔ فلما ذھب عن ابراھیم الروع وجاءته البشری یجادلنا فی قوم لوط ترجمہ (پھر ابراھیم کا وہ خوف زائل ہو گیا اور اُن کو خوشی کی خبر ملی تو ہم سے لوط کی قوم کے بارہ میں جدال کرنا شروع کیا) روح میں ہے کہ بعض کا قول ہے کہ یہ مجادلہ آثار مقام ادلال سے ہے۔

قوله تعالیٰ قال یقوم ھؤلاء بناتی فی الروح ای فتزوجوھن فقد اراد علیه السلام بذلك وقایة ضیفه وھو غایة الکرم اھ وفیه دلالة علی تقدیم المصلحة الشرعیة

قوله تعالیٰ قال یقوم ھؤلاء بناتی ترجمہ (لوط فرمانے لگے کہ اے میری قوم یہ میری بیٹیاں موجود ہیں) روح میں ہے کہ مطلب یہ کہ اُن سے نکاح کر لو اور مقصود اس سے اپنے مہمانوں کی آبرو کا بچانا تھا اھ اور اس میں

على المعروف وعدم اعتداد بالعرف بمقابلة الشرع فان عرض البنات بنفسه وان كان خلاف المتعارف لكن لم يبال به فى تحصيل المقصود الشرعى الذى هو وقاية الضيف۔

ولالت ہے کہ عرف [illegible] اور شرع کے مقابلہ میں عرف کا اعتبار نہیں چنانچہ اپنی لڑکیوں کا جو پیش کرنا عرف کے خلاف تھا لیکن آپ نے بمقابلہ وقایہ ضیف کے کہ مقصود شرعی ہے اسکی کچھ پروا نہ کی۔

قوله تعالى ان اريد الا الاصلاح ما استطعت وما توفيقى الا بالله۔ فيه جمع بين وظائف المرشد من السعى فى الاصلاح مع الاخلاص ومن التوكل فيه فلا يتكاسل على السعى ولا يترك السعى لاجل التوكل۔

قوله تعالى ان اريد الا الاصلاح ما استطعت وما توفيقى الا بالله۔ ترجمہ (میں تو اصلاح چاہتا ہوں جہاں تک میرے امکان میں ہے اور مجھکو جو کچھ توفیق ہو جاتی ہے صرف اللہ ہی کی مدد سے ہے اس میں وظائف شیخ کے جمع کئے گئے ہیں کہ خلوص کے ساتھ اصلاح میں سعی بھی کرے اور اس سعی میں توکل بھی کرے نہ توکل کے سبب سعی چھوڑے اور نہ صرف سعی پر بھروسہ کرے

قوله تعالى فاما الذين شقوا ففى النار الى قوله الا ما شاء ربك وقوله تعالى واما الذين سعدوا ففى الجنة الى قوله الا ما شاء ربك احسن ما قيل فى الايتين من التوجيهات ان المراد بالشقى والسعيد المسئ والمحسن عملا سواء كان مؤمنا او كافرا ويكون ما بمعنى من فالمعنى ان العصاة فى النار الا من شاء ربك منهم فينجوا من النار وهو المؤمن والمطيع فى الجنة الا من شاء ربك وهو الذى ختم له على معصية ويجوز ان يقال كل شقى اى كافر فى النار الا من صار سعيدا اى مؤمنا وكل سعيد اى مؤمن فى الجنة الا من صار شقيا اى كافرا فدلت الاية على انه لا ينبغى الاغترار بالطاعة ولا الياس بالعصيان فالامر بيد الله تعالى وفى الروح ومن الناس من تمسك بهذه الاية انه لا يبقى فى النار احد ولم يقل بذلك فى الجنة وتقوى مطلبه ذلك بما اخرجه

قوله تعالى فاما الذين شقوا ففى النار الى قوله الا ما شاء ربك وقوله تعالى واما الذين سعدوا ففى الجنة الى قوله الا ما شاء ربك۔

ترجمہ (سو جو لوگ شقی ہیں وہ تو دوزخ میں ایسے حال میں۔ الی قولہ ہاں اگر خدا ہی کو منظور ہو تو دوسری بات ہے وقولہ تعالے اور رہ گئے وہ لوگ جو سعید ہیں۔ سو وہ جنت میں ہوں گے الی قولہ

ہاں اگر خدا ہی کو منظور ہو تو دوسری بات ہے) سہل توجیہ اسکی یہ ہے کہ سعید و شقی سے مراد نیک کار اور بدکار لیا جاوے خواہ مومن ہو یا کافر اور ما کو من کے معنے میں کہا جاوے پس معنی یہ ہیں کہ عاصی جہنم میں ہوگا مگر جسکو خدا چاہے یعنی ایمان لے آوے اور مطیع جنت میں ہوگا مگر جسکو خدا چاہے یعنی اسکا خاتمہ کفر پر ہو جاوے پس اسمیں دلالت ہے اسپر کہ نہ طاعت پر ناز

ابن المنذر عن الحسن قال قال عمر لو لبث اهل النار فی النار کقدر رمل عالج لکان لهم یوم یخرجون فیه - وبما اخرج اسحق بن راهویه عن ابی هریرة قال سیاتی علی جهنم یوم لا یبقی فیها احد وقرأ واما الذین شقوا الایة واخرج ابن المنذر وابو الشیخ عن ابراهیم قال ما فی القرآن اية ارجی لاهل النار من هذه الایة خالدین فیها ما دامت السموت والارض الا ما شاء ربك قال وقال ابن مسعود لیاتین علیها زمان تصفق فیه ابوابها واخرج ابن جریر عن الشعبی قال جهنم اسرع الدارین عمرانا واسرعهما خرابا الی غیر ذلك من الآثار وقد نص ابن الجوزی علی وضع بعضها کخبر عن عبد الله بن عمرو بن العاص یاتی علی جهنم یوم ما فیها من ابن آدم احد تصفق ابوابها کانها ابواب الموحدین - واول البعض بعضها ومر شئ من الکلام فی ذلك - وانت تعلم ان خلود الکفار مما اجمع علیه المسلمون ولا عبرة بالمخالف والقواطع اکثر من ان تحصی ولا یقاوم واحدا منها کثیر من هذه الاخبار ولا دلیل فی الایة علی ما یقوله المخالف لما علمته من الوجوه فیها اه

کرے اور نہ عصیان میں مایوس ہو۔ اور جنھوں نے اس آیت سے فناء نار پر استدلال کیا ہے اُن کے جواب میں اتنا کہدینا کافی ہے اذ اجاء الاحتمال بطل الاستدلال پھر اجماع وقواطع اسکے خلاف پر اُسکے بطلان کی مستقل دلیل ہیں۔ اور تفصیل اصل عربی میں ہے۔

قوله تعالیٰ فاستقم کما امرت - فی الروح

ای فی القیام بحقوق الحق والخلق وذلك بالمحافظة علی حقوقه تعالیٰ والتعظیم لامره والتسدید لخلقه مع شهود الکثرة فی الوحدة والوحدة فی الکثرة من غیر اخلال بما من شرائط التعظیم - وان الاستقامة المامور بها صلی الله علیه وسلم فوق الاستقامة المامور بها من معه علیه الصلوة والسلام والعطف لا یقتضی اکثر من المشارکة فی مطلق الفعل اه

قوله تعالیٰ فاستقم کما امرت ومن تاب معك

ترجمہ (تو آپ جسطرح کہ آپ کو حکم ہوا ہے مستقیم رہیے اور وہ لوگ بھی جو کفر سے توبہ کرکے آپ کی ہمراہی ہیں) حاصل استقامت کا یہ ہے حقوق خلق وحق کا ادا کرنا اور کثرت کا وحدت میں اور وحدت کا کثرت میں شاہد کرنا اور آپ کی استقامت اور ہے اور آپکے اتباع کی اور

قوله تعالیٰ ولا ترکنوا الی الذین ظلموا

فتمسکم النار - فی الروح ویشمل النهی حینئذ مداهنتهم وترك التغییر علیهم مع القدرة والتزیی بزیهم وتعظیم ذکرهم ومجالستهم من غیر داع شرعی وکذا القیام لهم ونحو ذلك قال الحسن جمع الدین فی لائین

قوله تعالیٰ ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار

ترجمہ (اور ان ظالموں کی طرف مت جھکو کبھی تمکو دوزخ کی آگ لگ جاوے) اسمیں مداہنت اور باوجود قدرت کے نکیر نہ کرنا اور اُن کی وضع اختیار کرنا اور اُن کی تعظیم اور بدون ضرورت شرعیہ کے اُن کی مجالست سب اس نہی میں داخل ہوگیا کذا فی الروح

یعنی لا تطغوا ولا ترکنوا اھ

قولہ تعالیٰ ان الحسنات یذھبن السیاٰت

فی الروح قال الواسطی انوار الطاعات تذھب بظلم المعاصی۔ وقال یحیی بن معاذ ان اللہ سبحانہ وتعالیٰ لم یرض للمؤمن بالذنب حتی ستر ولم یرض بالستر حتی غفر ولم یرض بالغفران حتی یبدل فقال سبحانہ ان الحسنات یذھبن السیاٰت وقال تعالیٰ فاولئک یبدل اللہ سیاٰتھم حسنات اھ والکلام باطلاقہ یشمل انقلاع مادۃ المعصیۃ بغلبۃ ملکۃ الطاعۃ وھو مشاھد

قولہ تعالیٰ ان الحسنات یذھبن السیاٰت

ترجمہ (بیشک نیک کام مٹا دیتے ہیں برے کاموں کو) یعنی انوار طاعت سے ظلمات معصیت کی دور ہوجاتی ہیں کذا فی الروح۔ اور اسمیں یہ بھی داخل ہے کہ طاعت کے ملکہ کے غلبہ سے معصیت کا مادہ مضمحل ہوجاوے

قولہ تعالیٰ ولذالک خلقھم۔ فی الروح وذٰلک الاختلاف خلقھم وذالک لیکونوا مظاھر جمالہ وجلالہ ولطفہ وقھرہ اھ ولا منافات بینہ وبین قولہ تعالیٰ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون لان الاول غایۃ تکوینیۃ والثانی غایۃ تشریعیۃ۔

قولہ تعالیٰ ولذالک خلقھم ترجمہ (اور اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو اسیواسطے پیدا کیا ہے) روح میں ہے کہ اس اختلاف کیلئے ان کو اسلئے پیدا کیا کہ وہ اُسکے جمال یعنی لطف اور اُسکے جلال یعنی قہر کے مظاہر ہوں اھ اور ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون کے منافی نہیں ایک غایۃ تکوینیہ ہے ایک غایۃ تشریعیہ۔

قولہ تعالیٰ وکلا نقص علیک من انباء الرسل ما نثبت بہ فؤادک۔ دل علی ان لقصص المقبولین تاثیرۃ فی القلوب تثبیتا وتقویۃ وتنشیطا ومن ثم اھتم القوم بسرد حکایات الاولیاء وجمعھم

قولہ تعالیٰ وکلا نقص علیک من انباء الرسل ما نثبت بہ فؤادک ترجمہ (اور پیغمبروں کے قصوں میں سے ہم یہ سارے قصے آپ سے بیان کرتے ہیں جنکے ذریعہ سے ہم آپکے دل کو تقویت دیتے ہیں) اسمیں دلیل ہے کہ مقبولین کے قصص کو قلوب کے تثبیت وتقویت وتنشیط میں خاص اثر او ردخل ہے اسی لئے بزرگوں نے اولیاء کی حکایات جمع کرنیکا خاص اہتمام فرمایا ہے۔

تمت سورۃ ھود

ملحقۃ من رسالۃ التائید المذکورۃ فی اٰخر التمھید

سورۃ ھود

سورہ ہود تمام ہوئی

اضافہ از رسالہ تائید

سورہ ہود

قوله تعالیٰ وکلا نقص علیك من انباء الرسل ما نثبت به فؤادك ان ذلك یدل علی ان احوال الاولیاء والعرفاء لاتخلوا ایضاً عن مثل ذلك الشکوك سیما عند اجتماع الناس علی تشکیکهم فیما هم فیه ان ذلك خیالات وما خولیات ووسواس الشیاطین وهواجس النفوس والقاء العفاریت وامثالها وکان قصص الانبیاء وحکایات المشایخ المتقدمة والتفکر فی احوالهم تثبیتاً لفؤادهم علی ما هم فیه کما للانبیاء ولهذا قالوا لابد للسالك من الشیخ الماهر الفاضل العارف بواقعات المشایخ واحوالهم و اوقاتهم فافهم۔

قوله تعالیٰ وکلا نقص علیك من انباء الرسل ما نثبت به فؤادك **ترجمہ** (اور اخبار انبیاء میں سے ہم ایسی خبریں آپ سے بیان کرتے ہیں جس سے آپ کے قلب کو ہم مضبوط کردیں) یہ آیت اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ احوال اولیا اور عارفین کے بھی اس قسم کے شکوک سے خالی نہیں ہوتے (یعنی اثناء سلوک میں ایسے احوال پیش آتے ہیں کہ اُنکے تدبر کے لئے اکابر کے حالات یاد دلانے کی ضرورت ہوتی ہے) بالخصوص جب لوگ اُنکے واردات میں شک ڈالنے پر جمع ہوں کہ یہ خیالات اور مالیخولیا اور وسوسہ شیطانی اور خطرات نفسانی اور القاء شیطانی ہیں اور اس قسم کی باتیں کہتے ہیں اور انبیاء کے قصے اور مشایخ متقدمین کی حکایتیں اور ان حضرات کے حالات میں غور کرنا یہ سب اُن کے واردات وحالات موجودہ پر اُن کی ثبات قلب کا سبب ہو جاتے ہیں جسطرح انبیاء کے لئے تھا اور اسی لئے مشایخ نے فرمایا ہے کہ سالک کے لئے ایسا شیخ ضرور ہونا چاہئے جو ماہر ہو فاضل ہو واقعات مشایخ کو اور اُن کے حالات اور اوقات کو خوب جانتا ہو خوب سمجھ لو۔

قوله تعالیٰ والیه یرجع الامر کله۔ دلالة علی صحة ما یقوله المشایخ فی السیر الی الله تعالیٰ ان کل شئ فی السیر والرجوع الی الله دائماً حتی یصل الیه واذا وصل الی الله جل وعلا فقد انتهی سیره الی الله تعالیٰ۔ ومن هنا قال ان الی ربك المنتهی وان الصالحین یتنعمون فی صفات الالطاف والکرم وان الطالحین یحترقون بنیران القهر والنقم

قوله تعالیٰ والیه یرجع الامر کله **ترجمہ** (اور اُسی کیطرف ہر امر لوٹتا ہے) اس میں مشایخ کے اس مقولہ کی صحت پر دلالت ہے جو اُنہوں نے سیر الی اللہ کے بارہ میں فرمایا ہے کہ ہر شے اللہ کی طرف سیر اور رجوع میں ہمیشہ رہتی ہے یہانتک کہ اللہ تک پہونچ جاوے پھر جب وہ اللہ تک پہونچ جاتی ہے تو اُسکی سیر الی اللہ ختم ہو جاتی ہے۔ اور اسی مقام سے فرمایا ہے بیشک تیرے رب ہی کی طرف انتہا ہے اور بعد منتہی ہونے کے نیک لوگ صفات الطاف وکرم سے عیش حاصل کرتے ہیں اور بدبخت قہر وغضب کی آگ میں جلتے رہتے ہیں۔

انتهت الملحقة

سورة یوسف

اضافہ تمام ہوا

سورہ یوسف علیہ السلام

بیان ان المرید یعرض حاله علی شیخه — شیخ سے اپنے حالات بیان کرنا

قوله تعالیٰ اذ قال یوسف لابیه یابت انی رایت احد عشر کوکبا والشمس والقمر رایتهم لی سجدین۔ فیه ان المرید ینبغی له ان یقص علی شیخه ما سنح له من حال او وارد فی المنام او فی الیقظة۔

قوله تعالیٰ اذ قال یوسف لابیه یابت انی رایت احد عشر کوکبا والشمس والقمر رایتهم لی سجدین ترجمہ (جبکہ یوسف نے اپنے والد سے کہا کہ ابا میں نے گیارہ ستارے اور سورج اور چاند دیکھے ہیں اُن کو اپنے روبرو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ہے)

اس میں دلالت ہے کہ مرید کو چاہئے کہ اُسکو جو حال یا وارد بیداری میں یا خواب میں پیش آوے اُسکو اپنے شیخ سے بیان کرے

عدم اظهار حاله علی غیر شیخه — اپنا حال غیر شیخ سے ظاہر نہ کرنا

قوله تعالیٰ قال یابنی لا تقصص رویاک علی اخوتک فیکیدوا لک کیدا۔ فیه انه لا یظهر حاله علی غیر شیخه لما فیه من احتمال الضرر وان اختلف الضرر علی اختلاف المقامات

قوله تعالیٰ قال یابنی لا تقصص رویاک علی اخوتک فیکیدوا لک کیدا ترجمہ (انہوں نے فرمایا کہ بیٹا اپنے اس خواب کو اپنے بھائیوں کے روبرو بیان مت کرنا پس وہ تمہارے لئے کوئی خاص تدبیر کرینگے)

اسمیں دلالت ہے کہ اپنا حال غیر شیخ سے نہ کہے کہ اسمیں ضرر کا احتمال ہے گو ضرر باختلاف مقامات سے مختلف ہے

حب الشیخ بعض المریدین الذین اکثر من سائرهم — شیخ کا بعض مریدوں سے زیادہ محبت رکھنا

قوله تعالیٰ اذ قالوا لیوسف واخوه احب الی ابینا منا۔ فیه ان الشیخ یجوز له ان یحب بعض المریدین اکثر من سائرهم لما یری فیه من مخایل الخیر ما لا یری فیهم وربما یظنون کما ظن اخوة یوسف علیه السلام ان الشیخ مخطئ فی اجتهاده۔

قوله تعالیٰ اذ قالوا لیوسف واخوه احب الی ابینا منا ترجمہ (وہ وقت قابل ذکر ہے جبکہ اُن بھائیوں نے یہ گفتگو کی کہ یوسف اور اُنکا بھائی ہمارے باپ کو ہم سے زیادہ پیارے ہیں) اسمیں دلالت ہے کہ شیخ کو جائز ہے کہ کسی مرید کے ساتھ دوسرے مریدوں سے زیادہ محبت رکھے چونکہ اسمیں اوروں سے زیادہ رشد کے آثار پائے اور بعض اوقات ان مریدوں کو شیخ پر خطاء اجتہادی کا ویسا ہی گمان ہوتا ہے جیسا ان بھائیوں کو یعقوب علیہ السلام پر ہوا تھا۔

تاثیر توجه الشیخ فی اصلاح المرید — توجہ شیخ کا اصلاح حال مرید میں مؤثر ہونا

قوله تعالیٰ یخل لکم وجه ابیکم وتکونوا من بعده قوما صالحین مجزومان علی جواب الامر ای یخلص توجهه الیکم ویزید صلاحکم بهذا التوجه ولو حمل الصلاح علی الصلاح الدینی دل علی ان لتوجه الشیخ دخلا عظیما فی اصلاح حال المرید والمسئلة مشهورة

قوله تعالیٰ یخل لکم وجه ابیکم وتکونوا من بعده قوما صالحین ترجمہ (تو تمہارے باپ کا رخ خالص تمہاری طرف ہو جاویگا اور تمہارے سب کام بن جاوینگے، یہ دونوں جملے بقرینہ جزم امر کے جواب ہیں یعنی باپ کی توجہ تمہاری طرف خالص ہو جاویگی اور اس توجہ سے تمہاری درست حالی بڑھ جاویگی۔ اور اگر اس درست حالی کو صلاحیت دینیہ پر محمول کیا جاوے تو اسپر دال ہوگا کہ شیخ کی توجہ کو اصلاح حال مرید میں دخل عظیم ہے۔ اور یہ مسئلہ مشہور ہے۔

قولہ تعالیٰ ارسلہ معنا غدا یرتع ویلعب فی الروح بالاستباق والانتصال ونحوھما مما یتداب بہ لقتال العدو ولیس المراد لعب لھو والا لم یقرھم علیہ یعقوب علیہ السلام وانما عبروا عن ذلک بہ لکونہ علی ھیئتہ اھ قلت ولو حمل علی ظاھرہ یجاب عن تقریرہ علیہ السلام بتضمنہ مصالح دینیۃ من النشاۃ الذی یحمل ویعین علی تحصیل العلم وتکمیل العمل فالھزل الذی یفضی الی الجد جد وفیہ اشتغال المریدیا بامثالہ احیانا من الفکاھات القولیۃ او الفعلیۃ لمثل الغرض المذکور

قولہ تعالیٰ ارسلہ معنا غداً یرتع ویلعب ترجمہ (آپ اُن کو کل کے روز ہمارے ساتھ بھیجئے کہ ذرا وہ کھاویں کھیلیں) بعض مفسرین نے اسکی تفسیر مسابقت و تیر اندازی سے کی ہے جس سے مقصود اعداد قوت لقتال العدو ہے اسکو لعب باعتبار صورت کے کہدیا ورنہ لعب حقیقی کی کہ عبث ہے یعقوب علیہ السلام اجازت نہ دیتے میں کہتا ہوں کہ لعب حقیقی بھی جو کہ مباح ہو جب اس میں یہ مصلحت ہو کہ اس سے نشاط ہوگا جو تحصیل علم وتکمیل عمل میں معین ہوگا عبث نہیں اور اس صورت میں اس میں دلالت ہوگی کہ مرید کے لئے احیاناً ایسی تفریحات قولیہ یا فعلیہ میں ایسی ہی مصلحت کے لئے مشغول ہو جانا کچھ حرج نہیں۔

قولہ تعالیٰ قال بل سولت لکم انفسکم امرا فی الموضعین فی الروح عن ابن عطیۃ انہ علیہ السلام صدق ظنہ ھناک (ای فی الاول) ولم یتحقق ھنا واتھام من ھو بحیث یتطرق الیہ التھمۃ لا حرج فیہ لاسیما فیما یرجع الی الوالد مع الولد اھ وفیہ عدم صحۃ الکشف والفراسۃ دائما

قولہ تعالیٰ قال بل سولت لکم انفسکم امرا ترجمہ (یعقوبؑ نے فرمایا کہ بلکہ تم نے اپنے دل سے ایک بات بنالی ہے) یہ دو موقعوں میں ہے ابن عطیہ کا قول روح میں ہے کہ ایک جگہ اُنکا گمان صحیح ہوا دوسری جگہ صحیح نہیں ہوا اور ایسے شخص کو متہم سمجھنا (بطور احتمال غالب کے) جسکے دوسرے افعال تہمت کا شبہ پیدا کرتے ہوں خاصکر باپ کا بیٹوں کے ساتھ ایسا معاملہ موجب گناہ نہیں اھ

اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کشف وفراست کا ہمیشہ صحیح ہونا ضرور نہیں۔

قولہ تعالیٰ وشروہ بثمن بخس۔ فی الجلالین وسکت یوسف علیہ السلام مخافۃ ان یقتلوہ اھ ودل علیہ القرآن بظاھرہ ویوخذ منہ ان السکوت عن الانکار علی المنکر کما کان ھھنا البیع للحر اذا خاف الضرر لا ینافی الکمال۔

قولہ تعالیٰ وشروہ بثمن بخس ترجمہ (اور اُنکو بہت ہی کم قیمت کو بیچ ڈالا) جلالین میں ہے اور یوسف علیہ السلام اس خوف سے ساکت رہے کبھی یہ بھائی اُن کو قتل نہ کردیں اھ اور قرآن سے بھی ظاہراً یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ ساکت رہے اس سے یہ مسئلہ نکلتا ہے کہ اگر خوف ضرر سے انکار علی المنکر سے جیسا کہ یہاں بیع الحر منکر تھا سکوت کرے تو منافی کمال نہیں۔

قولہ تعالیٰ قال معاذ اللہ انہ ربی احسن

قولہ تعالیٰ قال معاذ اللہ انہ ربی احسن مثوای

مثوای فی الروح ای هو ربی ای سید العزیز وفیه رعایة المحسن ولو کان کافرا اولا احد یساوی اهل الطریق فی ذلک

ترجمہ (یوسف نے کہا اللہ بچائے وہ میرا مربی ہے کہ مجھکو کیسی اچھی طرح رکھا) یعنی عزیز میرا آقا ہے اور اسمیں دلالت ہے کہ اگر اپنا محسن کافر بھی ہو اسکی بھی رعایت کرنا چاہئے اور اہل طریق اسمیں سب سے بڑھے ہوئے ہیں۔

قولہ تعالیٰ قال هی راودتنی۔ دل علی حسن افشاء سر عدوه اذا خیف الضرر من الاخفاء ولا ینافی هذا الافشاء مکارم الاخلاق۔

قولہ تعالیٰ هی راودتنی ترجمہ (یوسف نے کہا یہی مجھ سے اپنا مطلب نکالنے کو مجھکو پھسلاتی تھی) اسمیں دلالت ہے کہ مخالف کا عیب ایسے وقت ظاہر کر دینا جب اخفا سے اپنا ضرر محتمل ہو مکارم اخلاق کے خلاف نہیں۔

قولہ تعالیٰ فلما راینه اکبرنه وقطعن ایدیهن فی الروح عن ابن عطاء وهذه غلبة مشاهدة مخلوق لمخلوق فکیف بمن یحظی بمشاهدة من الحق فینبغی ان لا ینکر علیه ان تغیر وصدر عنه ما صدر اه

قولہ تعالیٰ فلما راینه اکبرنه وقطعن ایدیهن ترجمہ (سو عورتوں نے جو انکو دیکھا تو حیران رہ گئیں اور اپنے ہاتھ کاٹ لئے) روح میں ابن عطا سے منقول ہے کہ یہ تو مشاہدہ مخلوق کے غلبہ کا اثر ہے سو مشاہدہ حق کا کیسا کچھ اثر ہو سکتا ہے تو اگر ایسے شخص سے کوئی امر خلاف ظاہر صادر ہو جاوے اسپر اعتراض وانکار نہ کرے۔

قولہ تعالیٰ قال لا یاتیکما طعام ترزقانه الا نبأتکما بتاویله قبل ان یاتیکما۔ فی الروح ان وصف العالم نفسه لینتفع به لا یحرم ولا یعد ذلک من التزکیة المحظورة اه وهذا هو الباعث لبعضهم علی اظهار کمالات نفسه غیر خائف من ملامة الجاهل بانه دعوی۔

قولہ تعالیٰ قال لا یاتیکما طعام ترزقانه الا نبأتکما بتاویله قبل ان یاتیکما ترجمہ (یوسف نے فرمایا کہ جو کھانا تمہارے پاس آتا ہے جو کہ تمکو کھانے کے لئے ملتا ہے میں اسکے آنے سے پہلے اسکی حقیقت تکو بتلا دیا کرتا ہوں) روح میں ہے کہ اگر کوئی عالم اپنے اوصاف اسلئے بیان کرے کہ لوگ اس سے نفع حاصل کریں تو جائز ہے اور یہ تزکیہ ممنوعہ میں داخل نہیں اھ۔ اور بعض بزرگوں نے جو اپنے کمالات ظاہر کئے ہیں اور اسکی پروا نہیں کی کہ لوگ انکو مدعی کہیں گے اسکا منشا یہی ہے۔

قولہ تعالیٰ وقال للذی ظن انه ناج منهما اذکرنی عند ربک۔ فیه ان الاستعانة بالعباد خصوصا من احسن الیه منهم فی کشف الشدة مما لا باس به لانه نوع من الاسباب المشروعة ولا یکون هذا طلبا للصلة ممن احسن الیه

قولہ تعالیٰ وقال للذی ظن انه ناج منهما اذکرنی عند ربک ترجمہ (اور جس شخص پر رہائی کا گمان تھا اس سے یوسف نے فرمایا کہ اپنے آقا کے سامنے میرا بھی تذکرہ کرنا) اسمیں دلالت ہے کہ اگر ازالہ شدت کے لئے کسی مخلوق سے استعانت کرے خصوص جسپر احسان کیا ہو

وانما تورث الصلة المحبة والمحبة تسوغ الاستعانة۔

کچھ حرج نہیں کیونکہ یہ اسباب مشروعہ میں سے ہے اور اسکو احسان کا عوض چاہنا نہ کہا جاویگا احسان سے محبت پیدا ہوجاتی ہے اور محبت سے یہ استعانت گوارہ ہوتی ہے۔

قوله تعالیٰ قال تزرعون الخ فی المبادرة الی النصح والارشاد من غیر ملامة علی تقصیر فیما امر به من قوله اذکرنی عند ربك من الحلم ومکارم اخلاق مالا یحاط به وهکذا ینبغی ان یکون شان الشیوخ لایقصرون فی حقوق من قصر فی حقهم۔

قوله تعالیٰ قال تزرعون سبع سنین دابا ترجمہ (آپنے فرمایا کہ تم سات سال متواتر غلہ بونا) یوسف علیہ السلام نے فوراً ہی اسکو ارشاد فرمانا شروع کر دیا اور اسپر ملامت نہ کی کہ تونے میری فرمایش اذکرنی عند ربك میں تقصیر کی اس سے غایت درجہ کا حلم وکرم معلوم ہوتا ہے۔ اہل طریق کی بھی یہی شان ہونا چاہئے کہ ایسے شخص کے حقوق میں بھی کمی نہ کریں جو ان کے حق میں کمی کرے۔

قوله تعالیٰ فلما جاءه الرسول قال ارجع الی ربك فاسأله ما بال النسوة التی قطعن ایدیهن قال ما قال نفیا للتهمة وهو اللایق بشان المقتدی به لیترتب النفع علی دعوته وما ورد فی الحدیث من قول نبینا صلی الله علیه وسلم لو لبثت فی السجن ما لبث یوسف لاجبت الداعی تواضع منه صلی الله علیه وسلم وبیان لکمال حلمه واناته کما فی غیر حدیث مما ذکره صلی الله علیه وسلم فیه کمالات الانبیاء علیهم السلام

قوله تعالیٰ فلما جاءه الرسول قال ارجع الی ربك فاسأله ما بال النسوة التی قطعن ایدیهن ترجمہ (پھر جب اُن کے پاس قاصد پہونچا آپ نے فرمایا کہ تو اپنی سرکار کے پاس لوٹ جا پھر اُس سے دریافت کر کہ اُن عورتوں کا کیا حال ہے جنھوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے) یہ اسلئے فرمایا کہ تہمت کا ازالہ ہوجاوے اور مقتدا کو یہی مناسب ہے تاکہ اُسکی دعوت الی الحق پر نفع مرتب ہو اور حدیث لاجبت الداعی میں حضور کی تواضع ہے اور بیان ہے یوسف علیہ السلام کے کمال حلم واستقلال کا جیسا بہت سی حدیثوں میں دوسرے حضرات انبیاء علیہم السلام کا ذکر فرمایا ہے۔

قوله تعالیٰ ذلك لیعلم الی قوله وما ابرئ نفسی یعنی ان الحکمة فی التثبت اظهار الواقع لا دعوی التزکیة والتنزیه مطلقا عن کل سوء او بدون توفیق من الله تعالی وفیه استحسان غرض التحدیث بکمالات نفسه تحاشیا عن الایهام

قوله تعالیٰ ذلك لیعلم انی لم اخنه الی قوله وما ابرئ نفسی ترجمہ (یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ تمام اہتمام محض اسوجہ سے تھا تاکہ عزیز کو تحقیق کے ساتھ معلوم ہوجاوے کہ میں نے اُسکی عدم موجودگی میں اُسکی آبرو میں دست اندازی نہیں کی (الی قولہ) اور میں اپنے نفس کو بری نہیں بتلاتا) مقصود یہ ہے کہ اس

تحقیق میں حکمت واقع کا اظہار ہے نہ کہ علی الاطلاق یعنی ہر نقص سے یا علی الاستقلال یعنی بدون توفیق حق کے نزاہت کا دعوی۔ اور اس میں دلالت ہے کہ اگر اپنے کمالات کبھی بیان کرنا پڑیں تو اس بیان کی حکمت بھی ظاہر کردینا بہتر ہے تاکہ ایہام سے محفوظ رہے۔

المناصب لا تضر الکامل

قولہ تعالیٰ قال اجعلنی علی خزائن الارض فیہ ان سوال المناصب الحکم اذا کان منفعۃ للخلق ولم یکن فیہ مضرۃ لنفسہ من الاشتغال بغیر اللہ لا یقدح فی الکمال۔

قولہ تعالیٰ قال اجعلنی علی خزائن الارض ترجمہ (یوسف نے فرمایا کہ ملکی خزانوں پر مجھکو مامور کردو) اسمیں دلالت ہے کہ منصب وحکومت کی درخواست جبکہ اسمیں مخلوق کا نفع ہو اور خود اپنا یہ ضرر نہ ہو کہ غیر اللہ میں مشغول ہوجاوے قادح فی الکمال نہیں۔

اظہار حسن معاملۃ للمصلحۃ

قولہ تعالیٰ الا ترون انی اوف الکیل وانا خیر المنزلین۔ فیہ ان اظہار حسن معاملتہ اذا کان فیہ مصلحۃ ولا یراد بہ التمدح لا ینافی التواضع۔

قولہ تعالیٰ الا ترون انی اوف الکیل وانا خیر المنزلین ترجمہ (تم دیکھتے نہیں ہو کہ میں پورا ناپ کردیتا ہوں اور میں سب سے زیادہ مہمان نوازی کرتا ہوں) اسمیں دلالت ہے کہ اپنی خوش معاملگی کا اظہار اگر اس سے اپنی مدح مقصود نہ ہو بلکہ اسمیں کوئی مصلحت ہو منافی تواضع نہیں۔

عدم التنافی بین التدبیر و التوکل

قولہ تعالیٰ قال لن ارسلہ معکم حتی تؤتون موثقا۔ فیہ ان التدبیر الماذون فیہ لا ینافی کمال التوکل۔

قولہ تعالیٰ قال لن ارسلہ معکم حتی تؤتون موثقا ترجمہ (یعقوب نے فرمایا کہ اسوقت تک ہرگز اسکو تمہارے ہمراہ نہ بھیجونگا جب تک کہ اللہ کی قسم کھاکر مجھکو پکا قول نہ دوگے) اسمیں دلالت ہے کہ تدبیر ماذون فیہ توکل کے منافی نہیں۔

کون افعال العبد مظہر افعال الحق

قولہ تعالیٰ کذلک کدنا لیوسف۔ فیہ استیناس لکون افعال الکامل مظہر الافعال الحق تعالیٰ کما ھو ظاہر۔

قولہ تعالیٰ کذلک کدنا لیوسف ترجمہ (ہم نے یوسف کی خاطر سے اسطرح تدبیر فرمائی) اس عنوان میں اشارہ ہے اسطرف کہ کامل کے افعال افعال حق کے مظاہر ہیں۔

قولہ تعالیٰ وتولی عنہم وقال یا اسفی علی یوسف۔ قال المحرر لا یرد ان ھذا مناف لمنصب النبوۃ اذ یقتضی ذلک معرفۃ اللہ تعالیٰ ومن عرفہ سبحانہ احبہ ومن احبہ لم یتفرغ قلبہ لحب ما سواہ لما قیل ان ھذہ محبۃ طبعیۃ ولا تابی الاجتماع مع حبہ تعالیٰ۔ وقال الامام ان مثل ھذہ المحبۃ الشدیدۃ تزیل عن القلب الخواطر

قولہ تعالیٰ وتولی عنہم وقال یا اسفی علی یوسف ترجمہ (اور ان سے دوسری طرف رخ کرلیا اور کہنے لگے ہائے یوسف) یہ شبہ نہ کیا جاوے کہ یہ منصب نبوت کے خلاف ہے کیونکہ معرفت کاملہ اسکے لوازم سے ہے اور اسکے لوازم سے محبت کاملہ ہے اور اسکے ساتھ غیر کی گنجایش کہاں۔ جواب یہ ہے کہ یہ محبت طبعیہ ہے اور یہ حب حق کے ساتھ جمع ہوسکتی ہے اور کاملین میں یہ

ویکون صاحبہا کثیر الرجوع الیہ تعالیٰ کثیر الدعاء والتضرع فیصیر ذٰلک سبب الکمال الاستغراق اھ قلت والکاملون لا یشغلہم ھذا الحب عن اللہ تعالیٰ ورضاہ بل یعینہم فی ذٰلک کما یفصح عنہ قولہ علیہ السلام انما اشکو بثی وحزنی الی اللہ واعلم من اللہ ما لا تعلمون۔

یہ محبت اُنکو حق تعالیٰ کی رضا سے غافل نہیں کرتی بلکہ اسمیں معین ہوتی ہے جیسا یعقوب علیہ السلام کا یہ قول اسپر دال ہے انما اشکو بثی وحزنی الی اللہ واعلم من اللہ ما لا تعلمون۔

قولہ تعالیٰ قال لا تثریب علیکم الیوم الخ فی الروح عن شاہ الکرمانی من نظر الی الخلق بعین الحق لم یعبأ بمخالفتہم ومن نظر الیہم بعینہ افنی ایامہ بمخاصمتہم الا تری یوسف علیہ السلام لما علم مجاری القضاء کیف عذر اخوتہ اھ

قولہ تعالیٰ قال لا تثریب علیکم الیوم الخ ترجمہ یوسف نے فرمایا کہ نہیں تم پر آج کوئی الزام ...الخ روح میں شاہ کرمانی سے منقول ہے کہ جو شخص مخلوق کو نظر حق سے دیکھیگا وہ اُن کی مخالفت کی پروا نہ کریگا اور جو شخص اُنکو اپنی نظر سے دیکھیگا اپنی عمر اُن کی بحث وتکرار میں ختم کردیگا دیکھئے یوسف علیہ السلام کو چونکہ مجاری قضا کا علم تھا اُنھوں نے اپنے بھائیوں کا کسطرح عذر قبول کرلیا۔ اھ

قولہ تعالیٰ ولما فصلت العیر قال ابوہم انی لاجد ریح یوسف۔ فی الروح انما وجد علیہ السلام ھذا الریح حیث بلغ الکتاب اجلہ والا فلم یجدہ علیہ السلام لما کان یوسف فی الجب لیس بینہ وبینہ الا سویعۃ من نہار وما ذٰلک الا لان الامور مرھونۃ باوقاتہا وعلی ھذا کشوفات الاولیاء فانہم اونۃ یکشف لہم علیٰ ما قبل اللوح المحفوظ واخری لا یعرفون ما تحت اقدامہم اھ

گہے بر طارم اعلیٰ نشینم

قولہ تعالیٰ ولما فصلت العیر قال ابوہم انی لاجد ریح یوسف ترجمہ (اور جب قافلہ چلا تو اُن کے باپ نے کہنا شروع کیا کہ اگر تم مجھکو بڑھاپے میں بہکی باتیں کرنے والا نہ سمجھو تو ایک بات کہوں کہ مجھکو تو یوسف کی خوشبو آرہی ہے) روح میں ہے کہ چونکہ ملاقات کا وقت آچکا تھا اسلئے یہ خوشبو مدرک ہوگئی اور جب وہ کنوئیں میں بہت ہی قریب تھے چونکہ وقت نہ آیا تھا یہ خوشبو مدرک نہ ہوئی اور یہی حال ہے اولیاء کے مکاشفات کا کہ

گہے بر پشت پای خود نہ بینم

قولہ تعالیٰ توفنی مسلما۔ فیہ مسئلتان الاولیٰ خوف الانبیاء مع عصمتہم وامتناع الکفر علیہم فکیف یصح لغیرہم ان یغتر بصلاحہ والثانیۃ جواز تمنی الموت اشتیاقا الی لقاء اللہ تعالیٰ علی تفسیر بعضہم

قولہ تعالیٰ توفنی مسلما ترجمہ (مجھکو پوری فرمانبرداری کی حالت میں دنیا سے اُٹھا لیجئے) اس سے دو مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک باوجود عصمت اور امتناع کفر کے انبیاء علیہم السلام کا خوف کرنا۔ دوسرے بعض تفاسیر پر شوق لقاء میں موت کی تمنا کرنا۔

قوله تعالى وما يؤمن اكثرهم بالله الا وهم مشركون

فى الروح عن الحسن انهم المراؤن باعمالهم والرياء شرك۔ وقيل هم الناظرون الى الاسباب المعتمدون عليها وقيل هم الذين يطيعون الخلق بمعصية الخالق۔ وقد يقال نظرا الى مفهوم الاية انه يندرج فيهم كل من اقر بالله تعالى وخالقيته مثلا وكان مرتكبا ما يعد شركا كيفما كان ومن اولئك عبدة القبور الناذرون لها المعتقدون للنفع والضر من الله تعالى اعلم بحالہ فيها وهم اليوم اكثر من الدود وفيه

قوله تعالى وما يؤمن اكثرهم بالله الا وهم مشركون ترجمہ (اور اکثر لوگ جو خدا کو مانتے ہیں تو اسطرح کہ شرک بھی کرتے جاتے ہیں) بعض نے ریا مراد لی ہے اور بعض نے نظر الی الاسباب واعتماد علی الاسباب سے تاویل کی ہے۔ بعض نے خلق کی اطاعت خالق کی معصیت کے ساتھ مراد لی ہے۔ بعض نے ہر قسم کے شرک کو اسمیں داخل کیا ہے اسمیں قبر پرستی ونذر لغیر اللہ اور غیر اللہ کے نافع وضار ہونے کا اعتقاد بھی آگیا اور بعض صوفیہ نے مطلق التفات الی غیر اللہ کو شرک کہا ہے۔

من باب الاشارة فى هذه الاية قال غير واحد من الصوفية من التفت الى غير الله تعالى فهو مشرك اھ

قوله تعالى قل هذه سبيلى ادعوا الى الله

على بصيرة انا۔ فى الروح اشارة الى انه ينبغى للداعى الى الله تعالى ان يكون عارفا بطريق الايصال اليه سبحانه عالما بما يجب له تعالى وما يجوز وما يمتنع عليه جل شانه والدعاة الى الله تعالى اليوم من هؤلاء الذين

قوله تعالى قل هذه سبيلى ادعوا الى الله على بصيرة انا ترجمہ (آپ فرما دیجئے کہ یہ میرا طریق ہے میں خدا کی طرف اسطور پر بلاتا ہوں کہ میں دلیل پر قائم ہوں) روح میں ہے کہ اسمیں اشارہ ہے کہ داعی الی اللہ کو طرق ایصال کا ماہر اور حق تعالیٰ کی ذات وصفات کا عارف ہونا چاہئے۔ اھ

نصبوا انفسهم الى الارشاد بزعمهم اجهل من حمار الحكيم توما وهم لعمرى فى ضلال لتمه لهمة ومهامه يحار فيها الخريت وهم يحسبون انهم يحسنون صنعا ولبئس ما كانوا يصنعون۔ اھ

ضميمه من الروح المعانى

وقد افادت (هذه السورة) انه لا دافع لقضاء الله تعالى ولا مانع من قدره وانه سبحانه اذا قضى للانسان بخير ومكرمة فلو ان اهل العالم اجتمعوا على دفع ذلك لم يقدروا وان الحسد سبب الخذلان والنقصان وان الصبر مفتاح الفرج۔ وان التدبير من العقل

ضمیمہ از روح المعانی

اس سورت سے یہ فوائد حاصل ہوتے ہیں ۱ قضا کا کوئی دافع نہیں ۲ قدر کے مقابلہ میں کچھ نافع نہیں ۳ حق تعالیٰ جب کسی بندہ کے لئے فضل وکرم کرنا چاہتا ہے تمام عالم جمع ہو کر بھی اگر ہٹانا چاہے تو قادر نہیں ہو سکتے ۴ حسد خذلان ونقصان کا سبب ہے ۵ صبر کلید کشادگی کی ہے ۶ تدبیر کرنا عقل کی بات ہے اور عقل سے

ویدیصلح امر المعاش الی غیر ذلک مما یعجز
عن بیانہ بیان التحریر۔ وفیھا ایضاً عبرۃ للملوک
فی بسط العدل وللاھل التقوی فی ترک ماثر اودھم
النفس للشھوانیۃ علیہ۔ وللممالیک فی حفظ
حرم السادۃ۔ وللقادرین فی العفو عمن اساء
الیھم ولغیرھم فی غیر ذلک ولکن این المعتبرون اھ

تمت سورۃ یوسف

ملحقہ من رسالۃ التائید المذکورۃ فی اٰخر التمھید

سورۃ یوسف

قولہ تعالیٰ اذ قال یوسف لابیہ یاابت
انی رایت احد عشر کوکبا الی اخر الایات الثلثۃ
فیھا علوم کثیرۃ من علوم التصوف۔ الاول
قولہ تعالی انی رایت دال علی بطلان من یقول
ان رویا الصوفیۃ فی واراداتھم وواقعاتھم و
احوالھم خیالات لا وجود لھا۔ الثانی ان المرید
المبتدی لابد لہ من شیخ ناصح مرشد للمطلع
ویعلم صلاحہ وفسادہ وتسیرۃ فات یوسف
علیہ السلام رجع الی ابیہ ثم ارشدہ وامرہ
باخفاء عن حسادہ۔ الثالث دلت الایۃ علی انہ
یجب علی المرید اخفاء واقعاتہ عن جمیع
الناس غیر شیخہ۔ الرابع دلت الایۃ علی ان
الشیطان اذا رای اثار النبوۃ والولایۃ واشالھا
عند انسان فانہ یقوم بافساد ذلک علیہ قال

امر معاش کی اصلاح ہوتی ہے الخ مضامین سورت
میں خاص خاص عبرتیں بھی ہیں۔ سلاطین کیلئے توبسط
عدل میں۔ اور اہل تقوی کیلئے شہوات نفسانیہ کے
ترک میں۔ اور غلاموں اور نوکروں کیلئے اپنے آقاؤں
کی آبرو کی حفاظت میں۔ اور اہل قدرت کیلئے خطاوار
سے معاف کردینے میں اسی طرح دوسروں کی اور عبرتیں بھی

سورہ یوسف تمام ہوئی

اضافہ از رسالہ تائید

سورہ یوسف

قولہ تعالیٰ اذ قال یوسف لابیہ یاابت انی
رایت احد عشر کوکبا الی اخر ایات الثلثۃ ترجمہ
(جبکہ کہا یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ سے کہ اے
میرے باپ میں نے دیکھے گیارہ ستارے آخر آیات
ثلثہ تک)، ان آیتوں میں علوم تصوف میں سے بہت
سے علوم ہیں اول قول اللہ تعالی کا رایت اُن لوگوں
کے قول کے بطلان پر دلالت کرتا ہے جو کہتے ہیں کہ
صوفیہ کے خواب اُن کی واردات اور واقعات اور احوال
کے بارہ میں خیالات ہیں جنکا واقعی وجود نہیں۔ دوسرے
یہ کہ مبتدی مرید کیلئے ایک ایسا شیخ خیرخواہ ہونا ضرور
ہے کہ اسکو اسکے مقصود کی ہدایت کرسکے اور اسکے صلاح
وفساد کو جان سکے کیونکہ یوسف علیہ السلام نے اپنے
والد کیطرف رجوع کیا پھر انہوں نے انکو مصلحت کی
بات بتلائی اور اُن کو وہ خواب حاسدوں سے چھپانے

ان الشیطان للانسان عدو مبین الخامس

قوله تعالیٰ قد جعلها ربی حقا دل قوله ان منها مالا یجعله الله تعالیٰ حقا وصدقا فدلت علی انه قد یکون من الرؤیا ما یکون خیالا واضغاث احلام

حکم فرمایا۔ تیسرے آیت دلالت کرتی ہے اسپر کہ مرید پر واجب ہے کہ اپنے واقعات بجز شیخ کے اور سب لوگوں سے چھپاوے۔ چوتھے آیت دلالت کرتی ہے اسپر کہ شیطان جب کسی میں نبوت اور ولایت یا اور اسطرح آثار دیکھتا ہے تو وہ اس حالت کے بگاڑنے کیلئے مستعد ہو جاتا ہے چنانچہ فرمایا کہ شیطان انسان کا کھلا ہوا دشمن ہے پانچویں قول اللہ تعالیٰ کا قد جعلها ربی حقا یعنی میرے پروردگار نے اُس خواب کو سچ کر دیا۔ اسکا مضمون اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ بعضے خواب ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُنکو سچ اور مطابق واقع نہیں کرتا تو آیت اسپر دلالت کرتی ہے کہ بعضے خواب خیال اور پریشان خواب ہوتے ہیں۔

قوله تعالیٰ ادعوا الی الله علی بصیرة انا۔ هذا دلیل علی ان الشیخ یجب ان یکون بصیرا داعیا لما یدعوا الیه مریده۔

قوله تعالیٰ ادعوا الی الله علی بصیرة انا ترجمہ (بلاتا ہوں اللہ کیطرف اسطور پر کہ میں بصیرت پر ہوں) یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ شیخ کو صاحب بصیرة صاحب عوت ہونا ضرور ہے اُس امر میں جسکی طرف مرید کو بلاتا ہے۔

تمت الملحقة

اضافہ تمام ہوا

سورة الرعد

قوله تعالیٰ وفی الارض قطع متجاورات الی قوله تعالیٰ یسقی بماء واحد ونفضل بعضها علی بعض فی الاکل علم به ان اختلاف القوابل فی الاستعداد مع اتحاد الفاعل یورث ثمرات مختلفة متفاضلة کذلک القلوب المختلفة استعدادا مع اتحاد المربی یورث حالات مختلفة ولیس هذا بید المربی ولا دلیل نقص منه۔ وفی الروح عن الحسن مایقرب عن هذا قال هذا مثل ضربه الله تعالیٰ لقلوب بنی آدم خلقوا من آدم علیه السلام فینزل علیهم من السماء تذکرة فترق قلوب فتخشع وتخضع وتقسو قلوب فتلهو وتسهو اه ملخصا وفیه بعد ما نقل عنه قال ابو حیان وهو شبیه بکلام الصوفیة

اختلاف القوابل مع اتحاد المربی

باوجود اتحاد مربی کے آثار کا مختلف ہونا

قوله تعالیٰ وفی الارض قطع متجاورات الی قوله تعالیٰ یسقی بماء واحد ونفضل بعضها علی بعض فی الاکل ترجمہ (اور زمین میں پاس پاس مختلف قطعے ہیں الی قولہ سب کو ایک ہی طرح کا پانی دیا جاتا ہے اور ہم ایک کو دوسرے پر پھلوں میں فوقیت دیتے ہیں) اس سے معلوم ہوا کہ اگر فاعل واحد بھی ہو تب بھی قوابل کے اختلاف فی الاستعداد سے ثمرات مختلف پیدا ہوتے ہیں ایسا ہی حال ہے قلوب مختلفة الاستعداد کا کہ باوجود مربی کے واحد ہونے کے اُن میں حالات مختلفہ پیدا ہوتے ہیں اور یہ مربی کے نہ اختیار میں ہے نہ اُسکے نقص کی دلیل ہے۔

قولہ تعالیٰ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم فی الروح قال النصرآبادی ان ھذا لحکم عام لکن مناقشۃ الخواص فوق مناقشۃ العوام وعن بعض السلف انہ قال ان الفارۃ مزقت خفی وما اعلم ذلک الا بذنب احدثتہ والا لما سلطہا علی وتمثل بقول الشاعر

لو کنت من مازن لم تستبح ابلی

قولہ تعالیٰ۔ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم **ترجمہ:** واقعی اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت میں تغیر نہیں کرتا جب تک وہ لوگ خود اپنی حالت کو نہیں بدل دیتے) روح میں نصرآبادی سے منقول ہے کہ یہ حکم عوام وخواص سب کو عام ہے اور خواص کیلئے زیادہ کاوش ہوتی ہے۔

بنو اللقیطۃ من ذھل بن شیبانا

قولہ تعالیٰ والذین یدعون من دونہ لا یستجیبون لہم بشیٔ الا کباسط کفیہ الی الماء لیبلغ فاہ وما ھو ببالغہ یعلم بہ خیبۃ المستغیثین بغیر اللہ ولو کان ولیا حیا او میتا وقد شاع ھذا البلاء وعم البلواء

قولہ تعالیٰ والذین یدعون من دونہ لا یستجیبون لہم بشیٔ الا کباسط کفیہ الی الماء لیبلغ فاہ وما ھو ببالغہ **ترجمہ** (اور خدا کے سوا جنکو یہ لوگ پکارتے ہیں وہ ان کی درخواست کو ان سے زیادہ منظور نہیں کرسکتے جتنا پانی اس شخص کی درخواست کو منظور کرتا ہے جو اپنے دونوں ہاتھ پانی کیطرف پھیلائے ہو تاکہ وہ اسکے مونہہ تک آجاوے اور وہ اسکے مونہہ تک آنیوالا نہیں) اس سے غیر اللہ احیاء واموات سے استغاثہ کرنے والوں کا خسران معلوم ہوتا ہے اور یہ بلا کثرت سے پھیل گئی۔

قولہ تعالیٰ وللہ یسجد من فی السموات والارض طوعا وکرہا الاول انقیاد تشریعی والثانی تکوینی۔

قولہ تعالیٰ وللہ یسجد من فی السموات والارض طوعا وکرہا **ترجمہ** (اور اللہ ہی کے سامنے سب سرخم کئے ہیں جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں ہیں خوشی سے اور مجبوری سے) اول انقیاد تشریعی ہے دوسرا انقیاد تکوینی۔

قولہ تعالیٰ انما یتذکر اولوا الالباب الذین یوفون بعہد اللہ الخ وصف اولی الالباب بہذہ الجمل دلیل علی ان العقل المعتبر ھو عقل المعاد وصاحبہ حری بان یسمی عاقلا وان کان عن الدنیا غمرا غافلا۔

قولہ تعالیٰ انما یتذکر اولوا الالباب الذین یوفون بعہد اللہ الخ **ترجمہ** (پس نصیحت تو سمجھدار ہی لوگ قبول کرتے ہیں یہ لوگ ایسے ہیں کہ اللہ سے جو کچھ انھوں نے عہد کیا ہے اسکو پورا کرتے ہیں الخ) اولوا الالباب کو ان جملوں سے موصوف کرنا اسپر دلیل ہے کہ عقل معتبر عقل معاد ہی ہے اور ایسا ہی شخص عاقل کہنے کے لایق ہے گو دنیا سے ناواقف ہو۔

قولہ تعالیٰ والذین یصلون ما امر اللہ بہ ان یوصل۔ فی الروح الظاہر العموم فی کل ما امر اللہ تعالیٰ بہ ومن ذھب الی العموم ادخل فی ذلک

قولہ تعالیٰ والذین یصلون ما امر اللہ بہ ان یوصل۔ **ترجمہ** (اور یہ ایسے ہیں کہ اللہ نے جن علاقوں کے قایم رکھنے کا حکم کیا ہے اُن کو قایم رکھتے ہیں) روح

الانبیاء علیہم السلام وو صلہم ان یؤمن
بہم جمیعا وادخل الناس علی اختلاف طبقاتہم
وو صلہم بمراعاۃ حقوقہم بل سائر الحیوانات
وو صلہا بمراعاۃ مایطلب فی حقہا وجوبا
اوندبا۔ وعن الفضیل بن عیاض ان جماعۃ
دخلوا علیہ بمکۃ فقال من این انتم قالوا من
اہل خراسان قال اتقوا اللہ وکونوا من حیث

میں ہے کہ اسمیں سب اوامر آگئے اور اس عموم میں
سب اہل حقوق داخل ہیں یہانتک کہ حضرت فضیل
بن عیاض کا قول ہے کہ اگر کوئی سب نیک کام کرے
اور اسکے پاس ایک مرغی ہو اسکا حق ادا نہ کرے تو
وہ نکو کار نہیں اھ میں کہتا ہوں کہ جب مرغی کے حق میں
یہ کہا گیا ہے تو پیر کا کیا کچھ حق وادب ہوگا جس میں سخت
کوتاہی کیجاتی ہے۔

شئتم واعلموا ان العبد لو احسن الاحسان کلہ وکانت لہ دجاجۃ فاساء الیہا لم یکن محسنا اھ قلت فاذا کان ھذا من حق الدجاجۃ فکیف بحق الشیوخ الذین ہم مصابیح الزجاجۃ وقد قصر المتکبرون
فی حقوقہم ما قصروا۔ وبدلوا الطریق وغیروا۔

قولہ تعالیٰ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب فی
الروح ان سبب الطمانینۃ نور یفیضہ اللہ تعالیٰ
علی قلب المؤمنین فیذہب ما فیہا من القلق
والوحشۃ اھ وفیہ ولا تنافی بین ھذہ الایۃ وبین
قولہ تعالیٰ اذا ذکر اللہ وجلت قلوبہم لان المراد

قولہ تعالیٰ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب ترجمہ
(خوب سمجھ لو کہ اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان ہوتا
ہے) روح میں ہے کہ اس اطمینان کا سبب ایک نور
ہے جسکو اللہ تعالیٰ مؤمنین کے قلب پر فائض فرماتا ہے
جس سے پریشانی اور وحشت جاتی رہتی ہے۔

ھناک وجلت من ھیبتہ تعالیٰ واستعظامہ جلت عظمتہ اھ قلت والہیبۃ غیر الوحشۃ الا تری ان المعشوق یہاب ولا یوحش منہ۔ وفی الروح باب الاشارۃ قال الھجوری قلوب الاولیاء مطمئنۃ لا تتحرک دائما خشیۃ ان یتجلی اللہ تعالیٰ علیہا فجاءۃ فیجدہا غیر متسمۃ بالادب اھ قلت وھذا من الحسن بمکان ای مکان وھذا حکمۃ الاطمینان لاعلۃ لہ فھو فرع لمدلول الایۃ لا شرح لمدلول الایۃ

قولہ تعالیٰ انما امرت ان اعبد اللہ فی الروح
ما اخرج سبحانہ احدا من العبودیۃ حتی سید
احرار البریۃ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وفسرھا
ابو حفص بانہا ترک کل ملک وملازمۃ المامور
بہ۔ وقال الجنید قدس سرہ لا یرتقی احد فی
درجات العبودیۃ حتی یحکم فیما بینہ وبین
اللہ تعالیٰ اوائل البدایات وھی الفروض والواجبات
والسنن والاوراد ومطایا الفضل عزائم الامور فمن احکم علی نفسہ ھذا من اللہ تعالیٰ علیہ

قولہ تعالیٰ انما امرت ان اعبد اللہ مع قولہ تعالیٰ
ولئن اتبعت اھواءھم الخ ترجمہ (آپ فرمادیجئے
کہ مجھکو صرف یہ حکم ہوا ہے کہ میں اللہ کی عبادت کروں مع
قولہ اور اگر آپ انکے نفسانی خیالات کا اتباع کرنے لگیں)
صریح ہے اس باب میں کہ عبادات کسی سے ساقط نہیں
ہوتیں۔ اور دوسرا ارشاد نص ہے اس باب میں کہ
وہ امر مذہب کا نہیں وجوب کا ہے جسکے ترک پر وعید ہے

بما بعدہ اھ قلت انظر الی ایۃ این ھی مما یتفوہ بہ الجھلۃ من سقوط وظائف العبودیۃ عن الکاملین واصرح منہ ما سیلیہ من قولہ تعالیٰ ولئن اتبعت اھواءھم الایۃ لتضمنہ الوعید القاطع لاحتمال کون العبودیۃ منوطۃ بہا وترکہا غیر حرام۔

قولہ تعالیٰ ولقد ارسلنا رسلا من قبلک وجعلنا لھم ازواجا وذریۃ۔ فی الروح فیہ علی ما قیل اشارۃ الی انہ اذا شرف اللہ تعالیٰ شخصا بولایتہ لم یضر بہ مباشرۃ احکام البشریۃ من الاھل والولد ولم یکن بسط الدنیا لہ قدحا فی ولایتہ اھ

قولہ تعالیٰ وما کان لرسول ان یاتی بایۃ الا باذن اللہ۔ فی الروح فیہ منع طلب الکرامات واقتراحہا من المشائخ اھ قلت المذکورون فی الایۃ ھم الرسل الذین یلزمھم کونھم اصحاب الخوارق فکیف بالاولیاء الذین لیس من لوازمھم الخوارق۔

قولہ تعالیٰ یمحوا اللہ ما یشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب حملہ بعضھم علی محو السعادۃ او الشقاوۃ الازلیتین المقدرتین ویوافقہ ظاھر ما عن بعض الصحابۃ والتابعین کانوا یتضرعون الی اللہ تعالیٰ ان یجعلھم سعداء فقد اخرج ابن ابی شیبۃ عن ابن مسعودؓ وعبد بن حمید وغیرہ عن عمرؓ وابن جریر عن شقیق ابی وائل بنحوہ اورد الروایات فی الروح۔ ونقل عن بعض الاولیاء مثل ھذا الدعاء لبعض احبابہ وحقیقۃ الامر انہ یمکن محوہ من دیوان الملائکۃ لا من علم اللہ تعالیٰ

قولہ تعالیٰ ولقد ارسلنا رسلا من قبلک وجعلنا لھم ازواجا وذریۃ۔ ترجمہ (اور ہمنے یقینا آپ سے پہلے بہت سے رسول بھیجے اور ہمنے انکو بیبیاں اور بچے بھی دئے) روح میں ہے کہ اسمیں اشارہ ہے کہ کامل کو تعلقات اہل وولد ودنیا کے مضر نہیں ہوتے اور یہ منافی ولایت نہیں۔

قولہ تعالیٰ وما کان لرسول ان یاتی بایۃ الا باذن اللہ۔ ترجمہ (اور کسی پیغمبر کے اختیار میں یہ امر نہیں کہ ایک آیت بھی بدوں خدا کے حکم کے لاسکے) اسمیں خوارق کے مطالبہ کی ممانعت ہے۔ اور جب انبیاء سے اسکی ممانعت ہے جنکا صاحب خوارق ہونا ضرور ہے تو اولیا سے توکب اجازت ہوگی جنکا صاحب خوارق ہونا بھی ضرور نہیں۔

قولہ تعالیٰ یمحوا اللہ ما یشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب ترجمہ (خدا تعالیٰ جس حکم کو چاہیں موقوف کردیتے ہیں اور جس حکم کو چاہیں قائم رکھتے ہیں اور اصل کتاب انہیں کے پاس ہے) بعض نے اسکو سعادت وشقاوت پر محمول کیا ہے اور بعض سلف سے ایسی دعا منقول بھی ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ دفتر ملائکہ تو یہ محو ممکن ہے مگر علم الٰہی سے ممکن نہیں اور لوح محفوظ اگر علم الٰہی سے حاکی ہے تو اسمیں تغیر جائز نہیں اور اگر وہ ملائکہ کا دفتر ہے تو اسمیں تغیر ممکن ہے اور محفوظ کے معنی یہ ہوں گے کہ تغیر خلق سے محفوظ ہے۔

سورہ رعد تمام ہوئی۔

واما اللوح المحفوظ فان کان حاکیا عن علم اللہ تعالیٰ فلا یتغیر وان کان جامعاً لما فی ایدی الملئکۃ یمکن تغیرہ وتسمیتہ محفوظا لانہ محفوظ عن تغییر الخلق۔ تمت سورۃ الرعد

ملحقہ من رسالۃ التائید المذکورۃ فی اخر التمھید

سورۃ الرعد

قولہ تعالیٰ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم ردخل فی عمومہ لایحجب اولیاءہ عن المشاھدۃ مالم یغیروا اورادھم ومعاملاتھم۔

قولہ تعالیٰ الذین اٰمنوا وتطمئن قلوبھم بذکر اللہ۔ ای یذکرونہ باللسان والقلوب ویطمئنون الی ذلک ویفرحون بہ۔

انتھت الملحقۃ

سورۃ ابراھیم

قولہ تعالیٰ وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ۔ فی الروح لما کان اشرف الاقوام واولادھم بدعوتہ علیہ السلام قومہ الذین بعث بین ظہرانیہم ولغتہم افضل اللغات نزل الکتب المبین بلسان عربی مبین وانتشرت احکامہ بین الامم اجمعین ثم انہ لا یلزم من ختصاص بعثتہ صلی اللہ علیہ وسلم بھم اھ۔ قلت لانہ

اضافہ از رسالہ تائید

سورۃ الرعد

قولہ تعالیٰ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم ترجمہ (بلاشبہ اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ اپنی حالت نہ بدلدیں) (اسکے عموم میں) یہ بھی داخل ہے) کہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو مشاہدہ سے محجوب نہیں کرتا جب تک وہ اپنے اوراد اور معاملات کو نہ بدلدیں۔

قولہ تعالیٰ الذین اٰمنوا وتطمئن قلوبھم بذکر اللہ (جو لوگ ایمان لائے ہیں اور انکے دل مطمئن ہوتے ہیں اللہ کی یاد سے) یعنی زبان اور دل سے اُسکا ذکر کرتے ہیں اور تسبیح وتہلیل کرتے ہیں اور اُس سے مطمئن ہوتے ہیں اور اُس سے خوش ہوتے ہیں

اضافہ تمام ہوا

سورہ ابراہیم

قولہ تعالیٰ وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ۔ ترجمہ (اور ہم نے تمام پیغمبروں کو اُن ہی کی قوم کی زبان میں پیغمبر بنا کر بھیجا ہے) اس سے مستنبط ہوتا ہے کہ شیخ کے خلفاء وہی ہوتے ہیں جنکو اُن کے ساتھ بہ نسبت تمام مستفیدین کے مناسبت زیادہ ہو اور شیخ کے اول مخاطب وہی ہوتے ہیں جیسے قرآن کا اول خطاب عرب کو ہوا پھر باقی اقوام کو۔

لم يقل بلسان امته فامته عليه السلام جميع الثقلين وقومه هم العرب خاصة۔ ويستنبط منه ان خلفاء الشيخ هم الذين يكون مناسبتهم به اقوى من سائر المستفيدين وهم المخاطبون الاولون لتمسكا ان العرب خوطبوا اولا بالقرآن ثم بقية الاقوام۔

قوله تعالى ان اخرج قومك من الظلمات الى النور۔ اسناد الاخراج الى النبي مع كون المخرج الحقيقي هو الله تعالى اقوى دليل على ان للشيخ مدخلا عظيما في تكميل المريد۔

قوله تعالى ان اخرج قومك من الظلمات الى النور۔ ترجمہ (کہ اپنی قوم کو تاریکیوں سے روشنی کیطرف لاؤ) باوجود اسکے کہ مخرج حقیقی حق تعالیٰ ہے پھر اخراج کی نسبت نبی کی طرف کرنا قوی دلیل ہے اسکی کہ تکمیل مرید میں شیخ کو عظیم دخل ہے۔

قوله تعالى وفي ذلكم بلاء من ربكم عظيم اذا قيل ان الاشارة الى سوء العذاب والبلاء بمعنى الانعام فوجه الاية ان بلاء المؤمن تربية له ونفع في الحقيقة

قوله تعالى وفي ذلكم بلاء من ربكم عظيم ترجمہ (اور اسمیں تمہارے رب کی طرف سے ایک بڑا امتحان تھا) اگر ذلک کا مشار الیہ سوء عذاب ہو اور بلاء کی تفسیر انعام سے کیجاوے تو آیت سے یہ معلوم ہوگا کہ مومن کیلئے مصیبت بھی نفع اور تربیت ہے۔

قوله تعالى جاءتهم رسلهم بالبينت فردوا ايديهم في افواههم۔ في الروح عن الحسن انهم وضعوا ايديهم على افواه الرسل منعا لهم من الكلام وفيه لما حاولوا انكار على الرسل عليهم السلام كل الانكار جمعوا في الانكار بين الفعل والقول اه قلت ايراده مع اغناء قوله قالوا انا كفرنا عنه في اصل المقصود دليل على كون سوء الادب جريمة مستقلة زائدة على الكفر ونحوه ثم ترى اهل الطريق ينهون عن سوء الادب بالشيخ اشد النهي۔

قوله تعالى جاءتهم رسلهم بالبينت فردوا ايديهم في افواههم ترجمہ (ان کے پیغمبر ان کے پاس دلائل لیکر آئے سو ان قوموں نے اپنے ہاتھ ان پیغمبروں کے منہ میں دیدیئے) روح میں حسن سے ہے کہ انھوں نے اپنے ہاتھوں کو پیغمبر کے منہ پر رکھدیا تاکہ ان کو بولنے نہ دیں اھ میں کہتا ہوں کہ اسکا قصداً ذکر کرنا حالانکہ اصل مقصود کیلئے قالوا انا کفرنا کافی تھا اسکی دلیل ہے کہ سوء ادب کفر کے علاوہ ایک مستقل جرم ہے اسیواسطے اہل طریق سوء ادب سے سخت ممانعت کرتے ہیں۔

قوله تعالى وما كان لي عليكم من سلطان الا ان دعوتكم۔ في الروح ما كان لي تسلط عليكم الا بالوسوسة لا بالضرب ونحوه اه فيه هدم لعذر من يقول كيف اصنع و

قوله تعالى وما كان لي عليكم من سلطان الا ان دعوتكم ترجمہ (اور میرا تمپر اور تو کچھ زور چلتا نہ تھا بجز اسکے کہ میں نے تمکو بلایا تھا) اسمیں اس شخص کے عذر کا ابطال ہے جو کہتا ہے میں کیا کروں کمبخت شیطان

والشیطان لا ید خلی حتی یوقعنی فی المعصیۃ

شیطان نے گناہ کرا نہیں دیا اس سے واضح ہو گیا کہ شیطان کا بجز وسوسہ کے اور کچھ زور نہیں۔

قولہ تعالیٰ وان تعدوا نعمۃ اللّٰہ لا تحصوھا

قلت حتی علی اھل النار کما فی الروح المعانی بروایۃ ابن ابی الدنیا والبیہقی عن ابن مسعود قال ان اللّٰہ تعالیٰ علی اھل النار منۃ فلو شاء ان یعذبھم باشد من النار لعذبھم اھ

قولہ تعالیٰ وان تعدوا نعمۃ اللّٰہ لا تحصوھا ترجمہ (اور اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اگر شمار کرنے لگو تو شمار میں نہیں لا سکتیں) یہ نعمت اہل نار تک پر ہے چنانچہ روح میں ابن مسعود رضی کی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اہل نار پر بھی احسان ہے کیونکہ نار سے بھی زیادہ عذاب سے سزا دینے پر قادر ہے اھ

قولہ تعالیٰ واجنبنی وبنی ان نعبد الاصنام

دل علی ان الانبیاء علیھم السلام لم یامنوا فکیف بمن ھو فی تقلب بین الشیطان والنفس کل ان فلا ینبغی لاحد ان یغتر بکمالہ وحالہ

قولہ تعالیٰ واجنبنی وبنی ان نعبد الاصنام ترجمہ (اور مجھکو اور میرے خاص فرزندوں کو بتوں کی عبادت سے بچائے رکھئے) اس میں دلالت ہے کہ انبیاء علیہم السلام تک بے خوف نہیں ہوتے سو انکا تو کیا ذکر ہے جو ہر وقت نفس و شیطان کے پھندوں میں پھنسے ہیں تو کسیکو اپنے حال و کمال پر نازنہ کرنا چاہئے۔

قولہ تعالیٰ ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع استدل بعض غلاۃ المتصوفۃ بھا علی انہ یجوز للانسان ان یضع ولدہ وعیالہ فی ارض مضیعۃ اتکالا علی اللّٰہ تعالیٰ والجواب ان الوضع بلا وحی لیس کالوضع بوحی وھذا کان بوحی کما فی الحدیث فقالت ھاجرۃ لہ علیہ السلام اللّٰہ امرک بھذا قال نعم قالت اذن لا یضیعنا۔

قولہ تعالیٰ ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع۔ ترجمہ (اے ہمارے رب میں اپنی اولاد کو آپ کے معظم گھر کے قریب ایک میدان میں جو زراعت کے قابل نہیں آباد کرتا ہوں) بعض غلاۃ صوفیہ نے اس سے استدلال کیا ہے کہ اپنے اہل وعیال کو توکل پر ایسی جگہ رکھنا جائز ہے جہاں کچھ سروسامان نہو مگر یہ استدلال اسلئے غلط ہے کہ یہ رکھنا وحی سے تھا تو اسپر دوسرے فعل کو جو بلا وحی ہو کیسے قیاس کیا جا سکتا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ حضرت ہاجرہ نے پوچھا کہ کیا آپ کو خدا تعالیٰ نے حکم کیا ہے ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا ہاں انہوں نے کہا تو وہ ہمکو ضائع نہ کریگا۔

قولہ تعالیٰ فاجعل افئدۃ من الناس تھوی الیھم وارزقھم من الثمرات دل علی ان القدر الضروری من الجاہ والمال لا یذم طلبہ لنفسہ

قولہ تعالیٰ فاجعل افئدۃ من الناس تھوی الیھم وارزقھم من الثمرات ترجمہ (تو آپ کچھ لوگوں کے قلوب اُن کی طرف مائل کر دیجئے اور اُن کو پھل کھانیکو دیجئے

لاهلهم وعيالهم لاسيما اذا كان للاعانة على الدين كما فى هذه الاية من قوله ليقيموا الصلوة ومن قوله لعلهم يشكرون۔

اسمیں دلالت ہے کہ بقدر ضرورت مال وجاہ کا اپنے اور اپنے اہل وعیال کیلئے طلب کرنا مذموم نہیں خصوص جبکہ اعانت علی الدین کیلئے ہو جیسا اس آیت میں لیقیموا الصلوۃ اور لعلہم یشکرون سے معلوم ہوتا ہے۔

قوله تعالىٰ وان كان مكرهم لتزول منه الجبال۔ ان كان مكرهم فى غاية الشدة والمتانة كذا فى الروح دل على ان المبالغة التى حقيقتها قصد ضرب المثل لا ينافى الصدق وقد وقع فى كلام كثير من الصادقين لاسيما فى وقت غلبة الحال التى تخرج عباراتهم عن الظاهر مع كونه مدلولا تها واضحة لمن له مناسبة ما بكلامهم۔

قولہ تعالیٰ وان کان مکرہم لتزول منہ الجبال ترجمہ (اور واقعی اُن کی تدبیریں ایسی تھیں کہ اُن سے پہاڑ بھی ٹل جاویں) روح میں ہے کہ انکا مکر غایت شدت وقوت میں تھا اھ اور اسمیں دلالت ہے کہ مبالغہ جسکی حقیقت ضرب المثل ہے صدق کے منافی نہیں خصوص غلبۂ حال کے وقت جس سے عبارت اپنے ظاہر سے خارج ہو جاتی ہے مگر اہل مناسبت کے نزدیک مدلول اُسکا ظاہر ہوتا ہے۔

الضميمة من روح المعاني

قوله تعالىٰ وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه ليبين لهم۔ اى بكلام يناسب حالهم واستعدادهم وقدر عقولهم والا لم يفهموا وعن على كلموا الناس بما يفهمون اتريدون ان يكذب الله تعالى ورسوله صلى الله عليه وسلم وعلى هذا لا ينبغى ان يخاطب العامة باصطلاح الصوفية لانهم لا يعرفونه ومنشأ ضلال كثير من الناس الناظرين فى كتب القوم جهلهم باصطلاحاتهم فلا ينبغى للجاهل بذلك النظر فيها۔

ضمیمہ از روح المعانی

قولہ تعالیٰ وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ لیبین لہم ترجمہ (اور ہم نے تمام پیغمبروں کو اُن ہی کی قوم کی زبان میں پیغمبر بنا کر بھیجا) یعنی لائقے کلام سے بیان کرے جو اُن کے حال واستعداد اور عقل کے مناسب ہو ورنہ اُن کی سمجھ میں نہ آتا۔ تو اس بنا پر عوام الناس کے سامنے صوفیہ کی اصطلاح میں کلام کرنا مناسب نہیں اور بہت لوگوں کے ضلال کا منشا یہی ہوا کہ انھوں نے صوفیہ کی کتابیں دیکھیں اور اُن کی اصطلاحوں کو نہ جانا سو ایسوں کو ایسی کتابیں دیکھنا مناسب نہیں۔

قوله تعالىٰ لئن شكرتم لازيدنكم۔ قال الجوهجانى اى لئن شكرتم الاحسان لازيدنكم المعرفة ولئن شكرتم المعرفة لازيدنكم

قولہ تعالیٰ لئن شکرتم لازیدنکم ترجمہ (اگر تم شکر کروگے تو تم کو زیادہ نعمت دونگا) بعضے لوگ اپنے کمالات کو اپنے مجاہدات کی طرف منسوب کیا کرتے ہیں

الوصلة ولئن شکرتم الوصلة لازيدنكم القرب ولئن شکرتم القرب لازيدنكم

اور حالاً عطاء حق نہیں سمجھتے اور یہ شکر یہ شکر کے خلاف ہے لہذا مذموم اور مانع ترقی ہے

الانس قلت وبعض المغترين المعجبين ينسبون كمالاتهم الى مجاهداتهم وهو عين الكفران۔

قوله تعالیٰ قالوا ان انتم الا بشر مثلنا الى قوله تعالى قالت لهم رسلهم ان نحن الا بشر مثلكم ولكن الله يمن على من يشاء من عباده وكثيراً ما يقول المنكرون في حق اجلة المشائخ مثل ما قال هؤلاء الكفرة في حق رسلهم والجواب نحو هذا الجواب۔

قوله تعالیٰ قالوا ان انتم الا بشر مثلنا مع قوله ولكن الله يمن على من يشاء من عباده ترجمہ (انہوں نے کہا کہ تم محض ایک آدمی ہو جیسے ہم ہیں مع قولہ تعالیٰ لیکن اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے احسان فرماوے) اسیطرح منکرین مشائخ انکے حق میں کہتے ہیں یہی انکا جواب ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

قوله تعالیٰ وما كان لنا ان نأتيكم بسلطان الا باذن الله جواب عن قول اولئك فأتونا بسلطان مبين ويقال نحو ذلك للمنكرين الطالبين من الولى الكرامة تعنتا ولجاجا

قوله تعالیٰ وما كان لنا ان نأتيكم بسلطان الا باذن الله ترجمہ (اور یہ بات ہمارے قبضہ کی نہیں کہ ہم تم کو کوئی معجزہ دکھلا سکیں بغیر خدا کے حکم کے) یہی جواب اس شخص کو دیا جاویگا جو اولیاء سے کرامت کا طالب ہو۔

قوله تعالیٰ ولوموا انفسكم۔ قال محمد بن حامد النفس محل كل لائمة فمن لم يلم نفسه على الدوام ورضى عنها في حال من الاحوال فقد اهلكها۔

قوله تعالیٰ ولوموا انفسكم۔ ترجمہ (اور ملامت اپنے آپکو کرو) محمد ابن حامد نے کہا ہے کہ ہر ملامت کا محل نفس ہے جو اسپر ملامت نہ کرے اور اس سے ہمیشہ راضی رہے اُسنے اسکو ہلاک کیا۔

قوله تعالیٰ ربنا انی اسکنت من ذريتی بواد غير ذی زرع۔ قيل امره الله تعالى ان يبتلى خليله بالعطائم ليزهد عن نفسه وعن جميع الخليقة لئلا يبقى بينه وبينه حجاب من الحدثان فلذا امر جل شانه هذا الخليل ان يسكن من ذريته في واد الحرم بلا ماء ولا زاد لينقطع اليه ولا يعتمد الا عليه۔

قوله تعالیٰ ربنا انی اسکنت من ذريتی بواد غير ذی زرع۔ ترجمہ (اے ہمارے رب میں اپنی اولاد کو آپ کے معظم گھر کے قریب ایک میدان میں جو زراعت کے قابل نہیں ہے آباد کرتا ہوں) حق تعالیٰ کی عادت ہے کہ وہ اپنے خاص مقبولین کے بڑے بڑے امتحان لیتا ہے تاکہ اُسکو سب مخلوق سے یکسو کر دے اسی لئے حق تعالیٰ نے اپنے خلیل علیہ السلام کو یہ حکم کیا کہ اپنی ذریۃ کو ایسے وادی میں رکھے جہاں پانی تک نہ ہو تاکہ خالص اسی پر اعتماد ہو کیونکہ وہاں اسباب ہی نہ تھے جسپر نظر ہوتی

قوله تعالیٰ فاجعل افئدة من الناس تهوى اليهم۔ قال ابن عطاء من انقطع عن الخلق بالكلية

قوله تعالیٰ فاجعل افئدة من الناس تهوى اليهم ترجمہ (تو آپ کچھ لوگوں کے قلوب انکی طرف مائل کر دیجئے

صرف الله تعالی الیه وجوه الخلق وجعل مودته فی صدورهم ومحبته فی قلوبهم وذلک من دعاء الخلیل علیه السلام لما قطع اهله عن الخلق والاسباب۔ انتهت الضمیمة

وتمت ایضاً سورة ابراهیم

ملحقة من رسالة التائید المذکورة فی اٰخر التمهید

..... سورة ابراهیم لیست فی الرسالة وکذا لیس فیها سورة الاحقاف و سورة محمد والحجرات الی سورة الطور۔ بادخال الغایة والرحمٰن والصف الی سورة القیامة والمرسلات الی سورة البلد و واللیل اذا یغشیٰ الی الفلق۔

انتهت الملحقة

ابن عطاء نے فرمایا ہے کہ جو شخص مخلوق سے بالکلیہ منقطع ہو جاتا ہے حق تعالیٰ لوگوں کے قلوب کو اسکی طرف متوجہ کر دیتا ہے اور اسکی محبت انکے قلوب میں ڈال دیتا ہے۔

ضمیمہ کے ساتھ سورۂ ابراہیم تمام ہوئی

اضافہ از رسالہ تائید

سورۂ ابراہیم - اس رسالہ میں سورۂ ابراہیم کے متعلق کوئی مضمون نہیں۔ اسیطرح سورۂ احقاف اور سورہ محمد اور حجرات سے لیکر سورہ طور تک۔ اور الرحمٰن اور سورۂ صف سے سورہ قیامت تک اور سورۂ مرسلات سے سورۂ بلد تک اور واللیل اذا یغشیٰ سے سورۂ فلق تک نہیں۔

اضافہ تمام ہوا

سورة الحجر

قوله تعالیٰ ذرهم یاکلوا ویتمتعوا ویلههم الامل۔ فی الروح فیه اشارة الی ذم من کان همه بطنه وتنفیذ شهواته قال ابو عثمان اسوء الناس حالا من کان همه ذلک، فانه محروم من الوصول الی حرم القرب اه

سورۂ حجر

قوله تعالیٰ ذرهم یاکلوا ویتمتعوا ویلههم الامل **ترجمہ** (آپ ان کو انکے حال پر رہنے دیجئے کہ وہ کھا لیں اور چین اڑا لیں اور خیالی منصوبے انکو غفلت میں ڈالے رکھیں) اسمیں ایسے شخص کی مذمت کی طرف اشارہ ہے جسکو بڑی فکر شکم پری و شہوت رانی کی رہتی ہو ایسا شخص حرم قرب میں پہونچنے سے محروم رہتا ہے کذا فی الروح۔

قوله تعالیٰ وقالوا یا ایها الذی نزل علیه الذکر انک لمجنون فی الروح والاشارة فی ذلک انه لا ینبغی لمن لم یتسع عقله لما من الله سبحانه علی اولیاءه من الاسرار ان یبادرهم

قوله تعالیٰ وقالوا یا ایها الذی نزل علیه الذکر انک لمجنون۔ **ترجمہ** (اور ان کفار نے یوں کہا کہ اے وہ شخص جس پر قرآن نازل کیا گیا ہے تم مجنون ہو) روح میں ہے کہ اسمیں اسطرف بھی اشارہ ہے کہ جو شخص

بالانکار ویرموھم بما لا ینبغی کما ھو عادة کثیر من المنکرین الیوم علی الاولیاء الکاملین حیث نسبوھم فیما تکلموا بہ من الاسرار الالھیة والمعارف الربانیة الی الجنون وزعموا ان ما تکلموا بہ من خیالات ترھات واباطیل خیلت لھم من الریاضات ولا اعنی بالاولیاء الکاملین سوی من تحقق لدی المنصفین موافقتھم للشرع فیما یاتون ویذرون دون الذین یزعمون انتظامھم فی سلکم وھم اولیاء الشیطن وحزبھم حزبہ کبعض متصوفة ھذا الزمان فان الزنادقة بالنسبة الیھم اتقیاء موحدون کما لا یخفی علی من سبر احوالھم اھ

اسکے اسرار وحقائق کو نہ سمجھا ہو اُسکو چاہیے کہ اولیاء اللہ پر اُن کے علوم و معارف یا احوال پر انکار نہ کرے جیسے بعضے منکرین اُن کو جنون کی طرف منسوب کرتے ہیں کہ ریاضات کے سبب تخیلات فاسدہ کا اثر غلبہ ہوگیا ہے اور مراد ان اولیاء سے محققین راسخین فی الشرع ہیں نہ کہ جہلاء بددین جیسے اس زمانہ میں بکثرت ایسے ہیں اھ ملخصاً

۲۲۳

قولہ تعالی لوما تاتینا بالملئکة ان کنت من الصادقین فیہ رد علی من یطلب الخوارق ممن لہ بینة علی الصدق۔

قولہ تعالی لوما تاتینا بالملائکة ان کنت من الصادقین ترجمہ (اگر تم سچے ہو تو ہمارے پاس فرشتوں کو کیوں نہیں لاتے) اسمیں ایسے شخص پر رد ہے جو ایسے شخص سے خوارق کا طالب ہو جسکے صدق پر دلائل صحیحہ قائم ہیں۔

۲۲۵

قولہ تعالی ولو فتحنا علیھم بابا من السماء فظلوا فیہ یعرجون لقالوا انما سکرت ابصارنا وھکذا حال المنکرین للاولیاء ولو اُوتیھم الخوارق کما کانوا یقترحون لقالوا ھی سحر او شعبدة۔

قولہ تعالی ولو فتحنا علیھم بابا من السماء فظلوا فیہ یعرجون لقالوا انما سکرت ابصارنا ترجمہ (اور اگر ہم اُن کے لئے آسمان میں کوئی دروازہ کھولدیں پھر یہ دن کے وقت اُس میں چڑھ جاویں تب بھی یوں کہدیں کہ ہماری نظر بندی کردی گئی تھی) یہی حال ہے منکرین اولیاء کا کہ اگر خوارق کا بھی مشاہدہ کرلیں تو اُسکو سحر یا شعبدہ بتلاتے ہیں۔

۲۲۶

قولہ تعالی وان من شیٔ الا عندنا خزائنہ وما ننزلہ الا بقدر معلوم۔ فی الروح قیل ان الاشارة فی ذلک الی دعوة العباد الی حقائق التوکل وقطع الاسباب والاعراض عن الاغیار ومن ھنا قال حمدون انہ سبحانہ قطع اطماع عبیدہ جل وعلا بھذہ الایة فمن رفع بعد ھذا حاجتہ الی غیرہ تعالی شانہ فھو جاھل ملوم وکان الجنید قدس سرہ اذا قرأ ھذہ

قولہ تعالی وان من شیٔ الا عندنا خزائنہ وما ننزلہ الا بقدر معلوم ترجمہ (اور جتنی چیزیں ہیں ہمارے پاس سب کے خزانے کے خزانے ہیں اور ہم اسکو ایک معین مقدار سے اتارتے ہیں) اسمیں اشارہ ہے حقائق توکل و قطع اسباب واعراض عن الالتفات الی الاغیار کی طرف۔ کذا فی الروح ملخصاً

الا بالجلال فاين له الشوق اليه الى العناية

قوله تعالى فاذا سويته ونفخت فيه من روحي
في الروح اضافة تشريفا وتعظيما لانه الروح من نفخه تشريفا
للملائكة ولهم الفخر كما لله انه لا شرف من الروح
جل وعلا ولذا قيل من عرف نفسه فقد عرف ربه ... الى العناية

(ترجمہ) اور میں جب اسکو پورا بنا چکوں اور اس میں اپنی جان ڈالدوں) روح کو اپنی طرف اضافت فرمانا اسکی تشریف ہے اسلئے کہ وہ اسرار الٰہیہ میں سے ایک نعمت ہے اسلئے کہا گیا ہے من عرف نفسه فقد عرف ربه

قوله تعالى وان عليك اللعنة الى يوم الدين
في الروح طويل سبحانه لانه بعد ذلك يحصل
له القرب حلافا لبعض اه قلت بل المراد التابيد
لان الملعون في عالم العمل لم يحصل له القرب
في عالم الجزاء [illegible]

ترجمہ (اور بیشک تجھ پر لعنت رہے گی قیامت کے دن تک) بعض نے جمل سے الی یوم الدین سے استدلال کیا ہے کہ اسکے بعد ملعون نہ رہیگا جواب یہ ہے کہ مراد اس سے تابید ہے کیونکہ جب دار العمل [illegible] میں مقبول نہ ہوا تو دار الجزاء میں کیسے مقبول ہوگا

قوله تعالى نبئ عبادي اني انا الغفور الرحيم
وان عذابي هو العذاب الاليم في الروح
قال ابن عطاء هذه الآية ارشاد له صلى الله
عليه وسلم الى كيفية الارشاد كانه قيل اقم
عبادي بين الخوف والرجاء ليصح لهم سبيل
الاستقامة في الطاعة فان من غلب عليه
رجاؤه عطله ومن غلب عليه خوفه اقنطه اه

قوله تعالى نبئ عبادي اني انا الغفور الرحيم وان عذابي هو العذاب الاليم ترجمہ (آپ میرے بندوں کو اطلاع دیدیجئے کہ میں بڑا مغفرت اور رحمت والا بھی ہوں اور یہ کہ میری سزا دردناک سزا ہے) اس میں طریق ارشاد کی تعلیم ہے کہ اسی طرح خوف و رجاء سے تربیت کرنا چاہیے کیونکہ رجاء محض سے تعطل اور خوف محض سے قنوط محتمل ہے۔

قلت وتعطيل غالب الرجاء اذا لم يكن محبا لله تعالى والا ازداد عملا لاجل الشوق۔

قوله تعالى قال فما خطبكم ايها المرسلون
في الروح ان العادة الجارية بين الناس ذلك
فيرسل الواحد للبشارة والجمع لتعيين مثل
حرب واخذ ونحو ذلك والله تعالى يجري الامور
للناس على ما اعتادوه اه ويؤخذ منه حسن
الانتظام في كل شيء وهذا في اهل الله اكثر
للطافة طبعهم بذكر الله تعالى۔

قوله تعالى قال فما خطبكم ايها المرسلون ترجمہ (فرمانے لگے کہ اچھا تو تم کو کیا مہم درپیش ہے اے فرشتو) وجہ اس سوال کی یہ تھی کہ معمولی و سرسری کام کیلئے مجمع کو نہیں بھیجا جاتا اور حق تعالیٰ بندوں کے ساتھ انہی کی عادات کے موافق معاملہ فرماتے ہیں۔ اس حکایت سے یہ بھی مستنبط ہوا کہ ہر کام میں انتظام مناسب امر مستحسن ہے اور یہ اہل اللہ کی عادات طبعیہ سے ہو جاتا ہے

قولہ تعالیٰ ولا یلتفت منکم احد - علم به فحمل النظر الی اثار الغضب والمغضوبین فیهم للفکاهة ویدخل فی حکمها کل محرم اللهو والمنکر عملا وبدعة

قولہ تعالیٰ ولا یلتفت منکم احد - ترجمہ اور تم میں سے کوئی پیچھا پھر کر بھی نہ دیکھے اس سے معلوم ہوا کہ آثار غضب اور مغضوبین کی طرف تفریح کے طور پر بھی نہ دیکھے اور اسی میں لہو ومنکر کی چیزیں بھی داخل ہو گئے۔

قولہ تعالیٰ ان فی ذلک لایت للمتوسمین فی الروح عن جعفر بن محمد للمتفرسین وهذه الایة علی ما قال الجلال السیوطی اصل فی الفراسة فقد اخرج الترمذی من حدیث ابی سعید مرفوعا اتقوا فراسة المؤمن فانه ینظر بنور الله تعالیٰ ثم قرأ الایة اه وفیه وذکروا ان للفراسة مراتب فبعضها یحصل بعین الظاهر وبعضها ما یة کرامات العارفین وبعضها ما ید وفی صورة المتفرسین وبعضها ما یحصل بحواس الباطن وبعضها ما یحصل للقلب اما بالالهام واما بالکشف وبعضها ما یحصل للعقل وبعضها ما یحصل للروح وبعضها ما یحصل بعین السر وسمعه وبعضها ما یحصل فی سر السر وهناك منتهی الکشف والفراسة اه ملخصا ولا یلزم من الایة کون الفراسة قطعیة کما لا یلزم کون الفکر والعقل دلیلا قطعیا من قوله تعالیٰ ان فی ذلک لایت لقوم یتفکرون ویعقلون انما المقصود بهذه الایة کون هذه الطرق نافعة والحمل علی استعمالها بجد واجتهاد فقط

قولہ تعالیٰ ان فی ذلک لایت للمتوسمین ترجمہ اس واقعہ میں کئی نشانیاں ہیں اہل بصیرت کیلئے حدیث ترمذی میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اتقوا فراسة المؤمن فانه ینظر بنور الله اور پھر یہ آیت تلاوت فرمائی تو ان بنا پر یہ آیت اصل ہے فراست کی اور اسی میں ادراک عقلی وکشفی وغیرہ سب آگیا اور اس سے ان سب کی قطعیت لازم نہیں آتی جیسا ان فی ذلک لایات لقوم یتفکرون یا یعقلون سے مطلقاً عقل وفکر کی قطعیت لازم نہیں آتی۔ مقصود صرف یہ بتلانا ہے کہ یہ طرق نافع ہیں حدود شرعیہ کی رعایت سے ان سے کام لیا جاوے۔

قولہ تعالیٰ فاصفح الصفح الجمیل فی الروح روی عن عمرو بن دینار عن محمد ابن الحنفیة عن ابیه علی کرم الله تعالیٰ وجهه انه قال الصفح الجمیل صفح لا توبیخ فیه ولا حقد بعده مع الرجوع الی ما کان قبل ملابسة المخالفة وقیل الصفح الجمیل مواساة المذنب برفع الخجل عنه ومداواة موضع الالم فی قلبه اه

قولہ تعالیٰ فاصفح الصفح الجمیل ترجمہ سو آپ خوبی کے ساتھ درگذر کیجئے اس میں بعض اخلاق کی تعلیم ہے۔

قولہ تعالیٰ لا تمدن عینیك الخ فی الروح

قولہ تعالیٰ لا تمدن عینیك الخ ترجمہ آپ

قال بعضهم غار الحق سبحانه علیه علیه الصلوۃ والسلام ان یستحسن من الکون شیئا ویعبره طرفه واراد منه صلی اللہ علیہ وسلم ان تکون اوقاته مصروفة الیه وحالاته موقوفة علیه وانفاسه حبیسة عنده وکان صلی اللہ علیه وسلم کما اراد منه سبحانه اہ

اپنی آنکھ اُٹھا کر بھی اُس چیز کو نہ دیکھتے الخ) اس میں حق تعالیٰ کی غیرت معلوم ہوتی ہے اغیار کی طرف نظر کرنے سے۔

قوله تعالیٰ فاصدع بما تؤمر فیه ان الحق ینبغی ان یقال بحیث لا یکون فیه شیء من الخفاء۔

قولہ تعالیٰ فاصدع بما تؤمر ترجمہ (سو آپ کو جس بات کا حکم کیا گیا ہے اُسکو صاف صاف سنا دیجئے اسمیں دلالت ہے کہ حق بات کو بہت صفائی سے کہنا چاہئے۔

قوله تعالیٰ ولقد نعلم انك یضیق صدرك بما یقولون فسبح بحمد ربك وكن من الساجدین فالروح وفی امره صلی اللہ علیه وسلم بما ذکر ارشاد له الی ما یکشف به الغم الذی یجده کانه قیل افعل ذلك یکشف عنك ربك

قولہ تعالیٰ ولقد نعلم انك یضیق صدرك بما یقولون فسبح بحمد ربك وكن من الساجدین ترجمہ (اور واقعی ہم کو معلوم ہے کہ یہ لوگ جو باتیں کرتے ہیں اُس سے آپ تنگدل ہوتے ہیں تو آپ اپنے پروردگار کی تسبیح و تحمید کرتے رہئے اور نماز پڑھنے والوں میں رہئے) اسمیں غم و ضیق کا علاج بتلایا گیا ہے کہ ذکر و توجہ الی الحق ہے۔

قوله تعالیٰ واعبد ربك حتی یاتیك الیقین فالروح ای الموت کما روی عن ابن عمر والحسن وقتادة وابن زید والمعنی دم علی العبادة ما دمت حیا من غیر اخلال بها لحظة۔ فلیس المراد ما زعمه بعض الملحدین مما یسمونه بالکشف والشهود وقالوا ان العبد متی حصل له ذلك سقط عنه التکلیف بالعبادة وهی لیست الا للمحجوبین ولقد مرقوا بذلك من الدین وخرجوا من ربقة الاسلام وجماعة المسلمین ولم یزل صلی اللہ علیه وسلم ما دام حیا اتیا باسم العبادة افیقال انه لم یاته علیه السلام ذلك الیقین حتی توفی لا اری احدا یخطر له ذلك بجنان اہ تمت سورة الحجر

قولہ تعالیٰ واعبد ربك حتی یاتیك الیقین ترجمہ (اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہئے یہاں تک کہ آپ کو موت آجاوے) یقین کی تفسیر موت ہے۔ تو اسمیں اُن لوگوں پر رد ہے جو کہتے ہیں کہ کوئی مرتبہ سلوک میں ایسا ہے جسمیں تکالیف شرعیہ ساقط ہو جاتی ہیں اور یہ اعتقاد الحاد محض ہے۔ سورۂ حجر تمام ہوئی

ملحقة من رسالة التائید المذکورة فی اخر التمهید

اضافہ از رسالہ تائید

سورۃ الحجر

قولہ تعالیٰ ان فی ذلک لآیات للمتوسمین
روی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اتقوا فراسۃ المؤمن فانہ ینظر بنور اللہ ثم قرأ ان فی ذلک لآیت للمتوسمین فدلت الآیۃ علی صحۃ ما للعرفاء من الفراسۃ وھی الامور التی لا یراھا عامۃ الناس۔

سورۃ الحجر

قولہ تعالیٰ ان فی ذلک لآیت للمتوسمین
ترجمہ (بیشک اس قصہ میں نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لئے جو فراست رکھتے ہیں) روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ فراست مومن سے ڈرو کیونکہ وہ نور الٰہی سے دیکھتا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی ان فی ذلک لآیت للمتوسمین۔ پس آیت فراست عارفین کے صحیح ہونے پر دال ہے اور فراست ایسے امور کا نام ہے جنکو عام لوگ نہیں دیکھتے

قولہ تعالیٰ فاصدع بما تؤمر واعرض عن المشرکین
ای ادالرسالۃ ثم ارجع الی الخلوۃ وراقب مشاھدۃ الحق تعالیٰ ومن ھنا اخذ المشایخ المحافظۃ علی الخلوۃ عن الناس (بعد اداء ما علیہم للخلق من النصح والارشاد) **انتھت الملحقۃ**

قولہ تعالیٰ فاصدع بما تؤمر واعرض عن المشرکین
ترجمہ (سو آپ کو جو حکم ہے اسکو ظاہر کر دیجئے اور مشرکوں سے الگ ہو جایئے) یعنی پیغام حق ادا کر دیجئے پھر خلوت کیطرف رجوع کیجئے اور مشاہدہ حق تعالیٰ کا مراقبہ کیجئے اور اسی مقام سے مشایخ نے خلوت پر محافظت رکھنے کو اخذ کیا ہے (یعنی خلائق کا جو اُن پر حق ہے نصیحت اور ہدایت کرنا اُسکے ادا کرنے کے بعد یہ ہونا چاہئے) اضافہ تمام ہوا

سورۃ النحل

قولہ تعالیٰ ولکم فیھا جمال الی قولہ تعالیٰ وزینۃ
ایرادہ بعد سرد الضروریات من الدفأ وسائر المنافع والاکل دلیل علی عدم اضرار قصد المصالح الزائدۃ کالزینۃ والجمال اذا کان فیھا مصلحۃ من دفع المذلۃ او مسرۃ القلب ولم یکن فیہ محذور من التفاخر والاستکبار واذ قلما یخلو عنہ المبتدی صلح لہ ان یکون منہ علی جانب بعیدا ما لم تتہذب نفسہ ویشھد بتھذبھا الشیخ الفطن

سورۂ نحل

قولہ تعالیٰ ولکم فیھا جمال الی قولہ تعالیٰ وزینۃ
ترجمہ (اور اُن کی وجہ سے تمہاری رونق بھی ہے الی قولہ تعالیٰ اور تیز زینت کے لئے بھی ہیں) ہو فا اور کوب واکل وغیرہ منافع ضروریہ کے بعد اسکا لانا دلیل ہے اسپر کہ زینت وجمال وغیرہ مصالح زائد کا قصد بھی مضر نہیں جب اُسمیں کوئی شرعی مصلحت ہو جیسے دفع ذلت یا مسرت اور فخر وتکبر نہ ہو مگر چونکہ مبتدی اس سے کم خالی ہوتا ہے اسلئے اسکو کنارہ کشی ہی مناسب ہے جب تک کہ تہذیب نفس حاصل نہ ہو جاوے اور اس تہذیب کی شیخ کامل شہادت نہ دیدے۔

قولہ تعالیٰ وتستخرجوا منہ حلیۃ تلبسونہا الی قولہ تعالیٰ ولتبتغوا من فضلہ دل علی ان لبس الزینۃ وکذا التجارۃ لیسا خلاف الطریق مالم یکن فیہ ما یحجب عن اللہ تعالیٰ۔

قولہ تعالیٰ وتستخرجوا منہ حلیۃ تلبسونہا الی قولہ تعالیٰ ولتبتغوا من فضلہ ترجمہ (اور اُسمیں سے گہنا نکالو جسکو تم پہنتے ہو الی قولہ تعالیٰ اور تاکہ تم خدا کی روزی تلاش کرو) اس سے بھی وہی اوپر والا

مسئلہ ظاہر ہوتا ہے کہ زینت کا لباس اور تجارت وغیرہ جبکہ حاجب عن الحق نہ ہو خلاف طریق نہیں۔

قولہ تعالیٰ قلوبہم منکرۃ وہم مستکبرون فیہ من ذم الاستکبار ما لا یخفی حیث انہ اصل للکفر والانکار۔ فی الروح قال بعض العلماء کل ذنب یمکن اخفاءہ الا التکبر فانہ فسق یلزمہ الاعلان اھ

قولہ تعالیٰ قلوبہم منکرۃ وہم مستکبرون ترجمہ اُن کے دل منکر ہو رہے ہیں اور وہ تکبر کرتے ہیں) اس سے تکبر کی مذمت جسقدر معلوم ہوتی ہے ظاہر ہے کہ کفر و انکار کی اصل وہی ہے۔

قولہ تعالیٰ للذین احسنوا فی ہذہ الدنیا حسنۃ فی الروح قال الامام یحتمل ان یکون فتح باب المکاشفات والمشاہدات والالطاف وقلت او یکون کقولہ تعالیٰ فلنحیینہ حیوۃ طیبۃ

قولہ تعالیٰ للذین احسنوا فی ہذہ الدنیا حسنۃ ترجمہ (جن لوگوں نے نیک کام کئے ہیں اُن کے لئے اس دنیا میں بھی بھلائی ہے) روح میں امام کا قول منقول ہے کہ اس حسنہ سے مراد فتح باب مکاشفات ومشاہدات والطاف بھی ہو سکتا ہے۔ میں کہتا ہوں یا حیوۃ طیبہ مراد ہو۔

قولہ تعالیٰ الذین تتوفٰہم الملٰئکۃ طیبین یقولون سلام علیکم ادخلوا الجنۃ۔ فی الروح روی البیہقی عن محمد بن کعب القرظی اذا استدعیت نفس المؤمن جاءہ ملک الموت علیہ السلام فقال السلام علیک یا ولی اللہ ان اللہ تعالیٰ یقرء علیک السلام وبشرہ بالجنۃ وہو المروی عن ابن مسعود اھ من حق ضعین وفیہ کلام الملٰئکۃ مع غیر النبی وبعض ثمرات الطاعۃ فی الدنیا۔

قولہ تعالیٰ الذین تتوفٰہم الملٰئکۃ طیبین یقولون سلام علیکم ادخلوا الجنۃ ترجمہ (جنکی روح فرشتے اس حالت میں قبض کرتے ہیں کہ وہ پاک ہوتے ہیں وہ کہتے جاتے ہیں السلام علیکم تم جنت میں چلے جانا) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ملائکہ دنیا میں غیر نبی کے ساتھ بھی کلام کرتے ہیں۔ اور نیز اس سے طاعات کے بعض ثمرات دنیا میں حاصل ہونا بھی معلوم ہوتا ہے۔

قولہ تعالیٰ والذین ہاجروا الی قولہ اکبر وفی حکمہم من ہجر ما نہی اللہ عنہ ورسولہ وسماہ فی الحدیث مہاجرا ففیہ بشارۃ المتقی بحسنات

قولہ تعالیٰ والذین ہاجروا الی قولہ ولاجر الاخرۃ اکبر۔ ترجمہ (اور جن لوگوں نے اللہ کے واسطے اپنا وطن چھوڑ دیا الی قولہ تعالیٰ اور آخرت کا ثواب بدرجہا بڑا ہے)

الداربین۔

اور حدیث میں تارک منہیات کو مہاجر فرمایا ہے تو اس آیت میں متقی کی بھی بشارت ہے حسنات دارین کے ساتھ۔

قوله تعالى فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون ودخل فيه اتباع المريد للشيخ فانه لا يعلم ما يعلم الشيخ وهذا هو التقليد اى الاتباع بدون التفحص عن الدليل ولا تغلط فى فهم قوله تعالى بالبينات انه متعلق بقوله فاسئلوا الا انه متعلق بارسلنا المقدر الدال عليه قوله وما ارسلنا۔

قوله تعالى فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون ترجمہ (سو اگر تم کو علم نہیں تو اہل علم سے پوچھ دیکھو) اسمیں شیخ کامل کی تقلید بھی داخل ہوگئی۔

قوله تعالى وما بكم من نعمة فمن الله جعله كله من الله تعالى مع كون بعضه ظاهرا من الخلق يمكن ان يكون اشارة الى ان وسائط النعم كلها مظاهر المنعم وهو مسئلة المظهرية

قوله تعالى وما بكم من نعمة فمن الله ترجمہ (اور تمہارے پاس جو کچھ بھی نعمت ہے سب اللہ ہی کیطرف سے ہے) باوجود بعض نعمتوں کے ظاہرا منجانب خلق کے ہونے کے سب کو حق تعالی کیطرف سے فرمانا ممکن ہے کہ اسطرف اشارہ ہو کہ نعم کے سب وسائط منعم حقیقی کے مظاہر ہیں اور یہی مسئلہ ہے مظہریت کا۔

قوله تعالى ولله المثل الاعلى۔ انظر فيما سياتى فى مثل هذه الاية فى سورة الروم۔

قوله تعالى ولله المثل الاعلى ترجمہ (اور اللہ تعالے کیلئے تو بڑے اعلی درجہ کے صفات ثابت ہیں) سورۂ روم میں ایسی ہی آیت ہے وہاں دیکھ لو۔

الحاشية قوله تعالى يخرج من بطونها شراب مختلف الوانه فيه شفاء للناس۔ فى الروح وفى الاية اشارة ايضا الى انه تعالى قد يودع الشخص الحقير الشئ العزيز فانه سبحانه اودع النحل وهى من احقر الحيوانات واضعفها العسل وهو من الذ المذوقات واحلاها فلا ينبغى التقيد بالصور والاحتجاب بالهيات وفى الحديث رب اشعث اغبر ذى طمرين لو اقسم على الله لابره اهـ۔

الحاشية قوله تعالى يخرج من بطونها شراب مختلف الوانه فيه شفاء للناس ترجمہ (اس کے پیٹ میں سے پینے کی ایک چیز نکلتی ہے جسکی رنگتیں مختلف ہوتی ہیں کہ اسمیں لوگوں کے لئے شفا ہے) روح میں ہے کہ اسمیں اشارہ ہے کہ حق تعالی کبھی ظاہری حقیر شئے میں کوئی عزیز شئے رکھدیتا ہے اس لئے صورت پر نظر نہ کرنا چاہئے جیسا حدیث میں ہے کہ بہت سے میلے کچیلے ایسے مقبول ہوتے ہیں کہ اگر خدا کے بھروسہ قسم کھا بیٹھیں تو اللہ تعالی اُنکی قسم پوری کر دیتا ہے۔

قوله تعالى فلا تضربوا لله الامثال ان الله يعلم وانتم لا تعلمون ٥ فى الروح لتقدسه تعالى عن الاوهام والاشارات وتنزيهه سبحانه عن

قوله تعالى فلا تضربوا لله الامثال ان الله يعلم وانتم لا تعلمون ترجمہ (سو تم اللہ کے لئے مثالیں مت گھڑو اللہ تعالی جانتے ہیں اور تم نہیں جانتے)

صرف الخلیفة فان الخلق لا یدرك الا خلقا (۲)
قال علی کرم الله وجهه انما تحد الادوات نفسها
وتشیر الآلات الی نظائرها فلا یعرف الله تعالی

ایسی دلالت ہے کہ ذات وصفات میں رائے اور
ذوق سے کلام نہ کرنا چاہئے اور اس سے اسماء الٰہیہ کا
توقیفی ہونا بھی ظاہراً معلوم ہوتا ہے۔

الا الله تعالی وملل النهی بقوله تعالی ان الله یعلم وانتم لا تعلمون اه وسیاتی بعض ما یتعلق بهذه
الایة فی قوله تعالی وله المثل الاعلی فی السموات والارض فی سورة الروم۔ وفی الروح وفیه ادماج
ان الاسماء توقیفیة وهو الظاهر اه

قوله تعالی ان الله یامر بالعدل والاحسان
وایتاء ذی القربی وینهی عن الفحشاء والمنكر
والبغی۔ كون الآیة جامعة لاصول الاخلاق
اظهر من ان ینبه علیه۔

قوله تعالی ان الله یامر بالعدل والاحسان
وایتاء ذی القربی وینهی عن الفحشاء والمنكر
والبغی ترجمہ (بیشک اللہ تعالی اعتدال اور احسان
اور اہل قرابت کو دینے کا حکم فرماتے ہیں اور کھلی برائی
اور مطلق برائی اور ظلم کرنے سے منع فرماتے ہیں) آیت کا اصول اخلاق کیلئے جامع ہونا ظاہر ہے

قوله تعالی ما عندكم ینفد وما عند الله
باق صریح فی ایثار الآخرة علی العاجلة۔

قوله تعالی ما عندكم ینفد وما عند الله باق۔
ترجمہ (اور جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جاوے گا
اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ دائم رہیگا) آخرت کو دنیا پر ترجیح دینے کے باب میں صریح ہے۔

قوله تعالی فلنحیینه حیوة طیبة۔ فی الروح
یقال الحیوة الطیبة ما تكون مع المحبوب
ومن ههنا قیل ؎ کل عیش ینقضی ما لم یکن ٭
مع ملیح ما لذاك العیش ملح ٭ اه قلت ویرزقها
الاولیاء فی الدنیا ایضا۔

قوله تعالی فلنحیینه حیوة طیبة ترجمہ (تو ہم
اس شخص کو با لطف زندگی دینگے) روح میں بعض کا
قول نقل کیا ہے کہ حیوۃ طیبہ وہ ہے جو محبوب کے
ساتھ ہو اھ اور یہ اولیاء کو دنیا میں بھی میسر ہو جاتا ہے

قوله تعالی انه لیس له سلطان علی الذین
امنوا فی الروح وقال البعض (وهو الصواب عندی)
المراد نفی ذلك مطلقا قال ابو حیان وهو الذی
یقتضیه ظاهر الاخبار وتعقب بانه اذا لم یكن
له تسلط فلم امروا بالاستعاذة منه واجیب
بان المراد نفی ما عظم من التسلط اه قلت والاقرب ان یقال نفی التسلط اذا اراد المؤمن ان یغلبه
فابلیس اضعف من النملة وهو مشاهد لمن اراد ان یشاهد۔

قوله تعالی انه لیس له سلطان علی الذین امنوا
ترجمہ (یقینا اُسکا قابو اُن لوگوں پر نہیں چلتا جو ایمان
رکھتے ہیں) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شیطان کا مومن
پر ذرا بھی زور نہیں چلتا یعنی جب مومن اُسپر غالب آنا چاہے
اور یہ امر مشاہد ہے۔

قوله تعالی ولكن من شرح بالكفر صدرا

قوله تعالی۔ ولكن من شرح بالكفر صدرا

واذا لا یکون فی الوسوسة شرح الصدر ولا الاختیار بل عدم الاختیار فیه اشد من الاکراہ فلا شیٔ فیه من الذم والغم۔

ترجمہ لیکن ہاں جو جی کھول کر کفر کرے، اور چونکہ وسوسہ میں یہ شرح صدر نہیں ہوتا اور نہ اختیار ہوتا ہے بلکہ اسکی بے اختیاری اکراہ کی بے اختیاری سے اشد ہے اسلئے اسمیں مطلق ذم نہیں۔

قوله تعالیٰ ذلک بانہم استحبوا الحیوة الدنیا علی الاخرة۔ صریح فی ذم حب الدنیا وانما ای حب فدل علی انه ما فیه ایثارها علی الاخرة فالحب الطبعی لا یلام علیه۔

قوله تعالیٰ ذلک بانہم استحبوا الحیوة الدنیا علی الاخرة ترجمہ (یہ اس سبب سے ہوگا کہ انہوں نے دنیوی زندگی کو آخرت کے معاملہ میں عزیز رکھا) حب دنیا کے مذموم ہونے میں صریح ہے اور اسمیں بھی کہ وہ حب مذموم وہ ہے جسمیں دنیا کا ایثار ہو آخرت پر نہ کہ حب طبعی کہ اسپر ملامت نہیں۔

قوله تعالیٰ فکفرت بانعم الله۔ ابتلی فی مثله کثیر من المدعین للزهد یحقرون نعم الله تعالی قولا او عملا زعما منهم انهم تارکون للذات ولا یدرون انهم تارکون للذات لقوله تعالی وما بکم من نعمة فمن الله الا تری الی ما یلیه من قوله تعالی فکلوا مما رزقکم الله حلالا طیبا واشکروا نعمة الله الآیة۔

قوله تعالیٰ فکفرت بانعم الله ترجمہ (سو انہوں نے خدا کی نعمتوں کی بیقدری کی) اسی کے قریب بلا میں بہت سے مدعیان زہد مبتلا ہیں کہ حق تعالیٰ کی نعمتوں کو حقیر سمجھتے ہیں اور اپنے کو لذات کا تارک سمجھتے ہیں اور تارک ذات ہو جاتے ہیں حق تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں دیکھتے وما بکم من نعمة فمن الله اور فکلوا مما رزقکم الله الآیة

قوله تعالیٰ ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب هذا حلال وهذا حرام۔ علم ان احکام الطریقة لیست مغایرة للشریعة بان یکون شیٔ حلالا فی احدیهما وحراما فی الاخری عینا کان او فعلا۔

قوله تعالیٰ ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب هذا حلال وهذا حرام ترجمہ اور جن چیزوں کے بارے میں محض تمہارا زبانی جھوٹا دعوی ہے اُن کی نسبت یوں مت کہدیا کرو کہ فلانی چیز حلال ہے اور فلانی چیز حرام ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ طریقت کے احکام شریعت کے مبائن نہیں کہ یہاں کا حلال وہاں حرام ہو یا بالعکس۔

قوله تعالیٰ واتیناه فی الدنیا حسنة وانه فی الاخرة لمن الصالحین فی الروح حسنة وهی الذکر الجمیل والملک العظیم والنبوة وهذا (ای قوله لمن الصالحین) لدفع توهم ان ما اوتیه فی الدنیا ینقص مقامه فی العقبی کما قیل ان مقام الولی المشهور دون الولی الذی

قوله تعالیٰ واتیناه فی الدنیا حسنة وانه فی الاخرة لمن الصلحین ترجمہ (اور ہم نے اُن کو دنیا میں بھی خوبیاں دیں تھیں اور وہ آخرت میں بھی اچھے لوگوں میں ہونگے) اسمیں دلالت ہے کہ دنیا میں نعمتوں کا ملنا مقام عقبی کا منقص نہیں اور بعض نے جو کہا ہے کہ مشہور ولی کا مقام غیر مشہور سے کم ہے مراد اس سے وہ ہے

قوله اما المغفول والیه الاشارة بقوله الشهرة آفة وقد نص علی ذلک الشعرانی فی بعض کتبه اه قلت المراد بالمشهور هو الذی تلحقه آفات الشهرة واما المحفوظ عن الفتنة فلا والقرینة علیه تسمیة الشهرة آفة

جسمیں شہرت کی آفات پیدا ہو گئی ہوں۔

قوله تعالیٰ ادع الی سبیل ربک بالحکمة

الحجة القطعیة المزیحة للشبه وقریب من هذا ما فی البحر انها الکلام الصواب الواقع من النفس اجمل موقع. والموعظة الحسنة هی الخطابات المقنعة والعبر النافعة التی لا یخفی علیهم انک تناصحهم بها وجادلهم ناظر معاندیهم بالتی هی احسن بالطریقة التی هی احسن طرق المناظرة والمجادلة من الرفق واللین واختیار الوجه الایسر واستعمال المقدمات المشهورة تسکینا لشغبهم واطفاء للهبهم ان ربک هو اعلم بمن ضل عن سبیله وهو اعلم بالمهتدین قیل المعنی انما علیک البلاغ فلا تلح علیهم ان ابوا بعد الابلاغ مرة او مرتین مثلا فان ربک هو اعلم بهم فمن کان فیه خیر کفته النصیحة الیسیرة ومن لا خیر فیه عجزت عنه الحیل کذا فی الروح ملخصا قلت وهذا هو مجمع اهل الطریق اما علماء القشر فبینهم عنه بمراحل وبینهما بون عمیق۔

قوله تعالیٰ ادع الی سبیل ربک بالحکمة الی قوله ان ربک هو اعلم بمن ضل عن سبیله

ترجمہ (آپ اپنے رب کی راہ کی طرف علم کی باتوں اور اچھی نصیحتوں کے ذریعہ سے بلائیے الی قوله تعالیٰ آپ کا رب خوب جانتا ہے اس شخص کو بھی جو اسکے رستہ سے گم ہوا) اسمیں اہل اللہ کے طریق دعوت کی تفصیل ہے اور یہ کہ تبلیغ بعد اصرار کی ضرورت نہیں اور یہی مذاق ہے اہل طریق کا۔

قوله تعالیٰ ولئن صبرتم لهو خیر للصابرین

وکونه من شیمة اهل الله بالالتزام شدید ظاهر معروف۔ فی الروح لما فی ذلک قهر النفس الموجب لترقیها الی اعلی المقامات اه۔

قوله تعالیٰ ولئن صبرتم لهو خیر للصابرین

ترجمہ (اور اگر صبر کرو تو وہ صبر کرنے والوں کے حق میں بہت ہی اچھی بات ہے) صبر کا خصائل اہل اللہ سے ہونا ظاہر ہے۔

قوله تعالیٰ واصبر وما صبرک الا بالله

فی الروح قیل الصبر اقسام۔ صبر لله تعالیٰ۔ و صبر فی الله تعالیٰ۔ وصبر مع الله تعالیٰ۔ وصبر عن الله تعالیٰ۔ وصبر بالله تعالیٰ۔ فالصبر لله تعالیٰ هو اول درجات الاسلام وهو حبس النفس عن الجزع۔ والصبر فی الله تعالیٰ هو الثبات فی سلوک طریق الحق وتوطین النفس علی المجاهدة

قوله تعالیٰ واصبر وما صبرک الا بالله

ترجمہ (اور آپ صبر کیجئے اور آپ کا صبر کرنا خاص خدا ہی کی توفیق سے ہے) صبر کے بہت مراتب ہیں صبر لله صبر فی الله صبر مع الله صبر عن الله صبر بالله ان سب کی حقیقت اصل رسالہ عربی میں دیکھو، اور یہ صبر بالله سب سے اکمل ہے اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ثابت کیا گیا۔ سورۂ نحل تمام ہوئی۔

والصبر مع اللہ تعالیٰ ھو لاھل الحضور والکشف عند التجرد عن ملابس الافعال والصفات۔ والصبر عن اللہ تعالیٰ ھو لاھل العیان والمشاھدۃ من العشاق کلما لاح لھم نور من سبحات انوار الجمال احترقوا وتفانوا وکلما ضرب لھم حجاب ورد وجودھم تشویقا وتعظیما ذاقوا من الم الشرق وحرقۃ الفرقۃ ما سلب صبرھم وتحقق موتھم والصبر باللہ ھو لاھل التمکین فی مقام الاستقامۃ الذین افناھم اللہ تعالیٰ بالکلیۃ ثم وھب لھم وجودا من ذاتہ حتی قاموا بہ وفعلوا بصفاتہ وھو من اخلاق اھل اللہ لیس لاحد فیہ نصیب ولھذا بعد ان امر سبحانہ بہ نبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بین لہ علیہ الصلوٰۃ والسلام انہ لا تباشرہ الا بی ولا تطیقہ الا بقوتی اھ۔ **تمت سورۃ النحل۔**

ملحقہ من رسالۃ التائید المذکورۃ فی اخر التمہید

سورۃ النحل

قولہ تعالیٰ واذا قرأت القرآن فاستعذ باللہ من الشیطان الرجیم انہ لیس لہ سلطان علی الذین امنوا وعلی ربھم یتوکلون۔ دل الایۃ علی ان الاستعاذۃ باللہ من الشیطان مقعدۃ للشیطان وما نعۃ من وساوسہ ودلت ایضا علی ان لیس للشیطان قوۃ وقدرۃ علی المؤمنین المتوکلین علی اللہ تعالیٰ۔

قولہ تعالیٰ من عمل صالحا من ذکر او انثی وھو مومن فلنحیینہ حیوۃ طیبہ ھو العیش مع اللہ تعالیٰ والفہم عن اللہ والاستغناء باللہ لا یرید بدلا ولا منہ حولا۔

اضافہ از رسالۂ تائید

سورۂ نحل

قولہ تعالیٰ واذا قرأت القرآن فاستعذ باللہ من الشیطان الرجیم انہ لیس لہ سلطان علی الذین امنوا وعلی ربھم یتوکلون۔ **ترجمہ** (اور جب آپ قرآن پڑھنے لگئے تو اللہ کی پناہ مانگ لیا کیجئے شیطان مردود سے کیونکہ اسکو غلبہ اُن لوگوں پر نہیں جو ایمان رکھتے ہیں اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں آیت دلالت کرتی ہے اس امر پر کہ اللہ کے ساتھ پناہ مانگنا شیطان سے شیطان کو عاجز کر دینے والا ہے اور اُسکے وسوسوں سے مانع ہے اور اسپر بھی دلالت ہے کہ شیطان کو قوت اور قدرت اُن مسلمانوں پر نہیں جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کریں۔

قولہ تعالیٰ من عمل صالحا من ذکر او انثی وھو مومن فلنحیینہ حیوۃ طیبۃ **ترجمہ** (جو شخص نیک عمل کرے خواہ مرد ہو یا عورت اور وہ مومن بھی ہو تو ہم اُسکو پاکیزہ زندگی عطا کریں گے) اور وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ آرام پانا اور اللہ تعالیٰ کے معاملہ کو سمجھنے لگنا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ مستغنی ہو جانا ہے پس یہ حالت نہ تبدیل کو مقتضی ہے اور نہ تحویل کو۔

قوله تعالى أدع إلى سبيل ربك وذلك هي الطريقة المعروفة عند الصوفية بالحكمة هي فطنة الشيخ المربي وفهمه لكل ما يصلح لكل احد من المريدين فان طاعتهم مختلفة فمنهم من يصلح له كثرة الصوم ومنهم من يصلح له كثرة الصلوة ومنهم من يصلح له القيام والصيام معًا ومنهم من لا يصلح له كثرة ذلك وانما يصلح الزهد عن الدنيا ومنهم من يصلح له الكسب ومنهم من يصلح له الخدمة ومنهم من يصلح له العنف والشدة في المجاهدة على النفس ومنهم من يصلح له الرفق والتسهيل فادراك ذلك هي الحكمة المذكورة هذا والموعظة الحسنة هو استعمالهم في اعمال الطريقة بالمداراة والرفق والشفقة الكاملة عليهم مع اعلامهم بانه لا يريد بذلك الا علو مقاماتهم وارتفاع درجاتهم

قولہ تعالیٰ ادع الی سبیل ربک ترجمہ (آپ اپنے رب کے رستہ کیطرف بلائیے) اور یہ رستہ وہی ہے جو طریقت کے نام سے صوفیہ کے نزدیک مشہور ہے بالحکمۃ (حکمت کے ساتھ) مراد اس سے دانا ہونا ہے شیخ تربیت کنندہ کا اور اُسکا اُن تمام امور کو سمجھنا جو ہر ایک مرید کے لئے مناسب ہو کیونکہ مریدوں کی طاعتیں مختلف ہوتی ہیں سو اُن میں سے بعضے تو ایسے ہوتے ہیں کہ اُن کے لئے کثرت صوم مناسب ہوتا ہے۔ اور بعضے اُن میں ایسے ہوتے ہیں کہ تکثیر نماز اُن کے لیے مناسب ہوتی ہے اور بعضے اُن میں ایسے ہوتے ہیں کہ اُن کے لیے نماز اور روزہ دونوں بہتر ہوتے ہیں۔ اور بعضے اُن میں ایسے ہوتے ہیں کہ اُن کے لیے ان امور کی کثرت مناسب نہیں ہوتی صرف زہد عن الدنیا انسب ہوتا ہے اور بعضے اُن میں ایسے ہوتے ہیں کہ اُن کے لئے کسب مناسب ہوتا ہے اور بعضے اُن میں ایسے ہوتے ہیں کہ اُن کیلئے خدمت کرنا مناسب ہوتا ہے اور بعضے اُن میں ایسے ہوتے ہیں کہ اُن کے لیے نفس پر مجاہدہ کرنے میں سختی اور تشدد اولیٰ ہوتا ہے اور بعضے اُن میں ایسے ہوتے ہیں کہ اُن کے لئے نرمی اور آسانی کرنا لائق ہوتا ہے تو ان امور کا سمجھنا حکمت مذکورہ ہے اسکو یاد رکھو والموعظۃ الحسنۃ (اور اچھی نصیحت کے ساتھ) مراد اُن سے کام لینا ہے تمام طریقہ میں مداراۃ اور نرمی اور پوری شفقت کے ساتھ اور ساتھ ہی اس کے یہ بھی بتلادے کہ اس سے اسکا بجز اس کے اور کچھ مطلب نہیں کہ اُن کے مقامات بلند ہوں اور اُن کے درجے رفیع ہوں ؛

قوله تعالى وجادلهم بالتي هي احسن اي كالمهم بعبارات لطيفة وكلمات طيبة ولن لهم ومل اليهم ولا تثقل عليهم حيث تامرهم تنهى وتدعو وتصرف فانه اوقع في قلوبهم انفع لهم وكان تلك تعليم المشائخ الصوفية وكذا قول الله تعالى فبما رحمة من الله لنت لهم

قولہ تعالیٰ وجادلهم بالتي هي احسن ترجمہ (اور اُن سے گفتگو ایسے طریق سے کیجئے کہ وہ بہتر ہو) یعنی اُن سے گفتگو کیجئے لطیف عبارت اور اچھے لفظوں سے اور اُن کے ساتھ نرم رہئے اور اُنکی طرف متوجہ رہئے اور جب اُن کو امر و نہی کیجئے اور اُن کو بلائیے اور کسی امر سے ہٹائیے تو اونپر بوجھ نہ ڈالیے کیونکہ

الاٰیة وکن اکل ما فی القراٰن من کیفیة المصاحبة مع الاصحاب والشفقة علی الامة والشفاعة لهم ودعائهم الی الله تعالیٰ خطاب لمشایخ الصوفیة انما یجب علیهم استعمالها مع المریدین

انتهت الملحقة

یہ طریق اُن کے دلوں میں زیادہ اثر کرنیوالا ہے اور اُن کے لیے زیادہ نافع ہے اور اسمیں تعلیم ہے مشایخ صوفیہ کی اور اسیطرح اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد فبما رحمة من الله لنت لهم الاٰیة (کہ اللہ ہی کی رحمت سے آپ اُن کے لیے نرم ہوگئے آخر آیت تک) اور اسیطرح قرآن میں جو کیفیت اپنے ساتھیوں کے ساتھ رہنے کی اور امت پر شفقت کرنے اور اُن کے لیے سفارش کرنے کی۔ اور اُنکو اللہ کیطرف بلانے کی مذکور ہے وہ سب مشایخ صوفیہ کو بھی اسبات کا خطاب ہے کہ ان امور کو مریدوں کے ساتھ عمل میں لانا اُنپر واجب ہے۔ اضافہ تمام ہوا۔

سورة بنی اسرائیل

قوله تعالیٰ سبحان الذی اسریٰ بعبده فی النهی والعنوان به علی ما نص علیه العارفون اشرف الاوصاف واعلی المراتب وقیل (حکمة اخریٰ) ان فی التعبیر به ههنا دون جنبه مثلا سد الباب الغلو فیه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کما وقع للنصاریٰ فی نبیهم علیه السلام وقیه فی موضع اخر واصلها الذل والخضوع وحیث ان الذل شیٔ لا یکون الا بعد معرفته دلت العبودیة لله تعالیٰ علی معرفته سبحانه وکمالها علی کمالها و من ههنا فسر ابن عباس قوله تعالیٰ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون بقوله الا لیعرفون

سورہ بنی اسرائیل

قولہ تعالیٰ سبحان الذی اسریٰ بعبدہ ترجمہ وہ پاک ذات ہے جو اپنے بندہ کو) یہاں آپ کی صفت میں عبد فرمانا اسلئے ہے کہ عبودیت اشرف اوصاف ہے نیز اسمیں سدباب ہے کہ آپ کے حق میں کوئی غلو کرنے پاوے جیسا نصاریٰ نے اپنے نبی کی شان میں کیا اور چونکہ اصل معنی اسکے ذل اور خضوع ہے اور یہ بعد معرفت کاملہ کے ہوتا ہے تو اس سے آپ کے کمال معرفت پر بھی دلالت ہوئی۔

قوله تعالیٰ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ ومنه الی ما شاء الله وهو مذکور فی سورة النجم ولقد راٰه نزلة اخریٰ عند سدرة المنتهیٰ عندها جنة المأویٰ اذ یغشی السدرة ما یغشیٰ ووقع تفسیر الاٰیات فی الاحادیث مفصلا وقوله تعالیٰ لیلا مع ضم الاحادیث الیها الناطقة بان الاسراء الی المسجد الاقصیٰ

قولہ تعالیٰ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ ترجمہ (شب کے وقت مسجد حرام سے مسجد اقصا تک) اتنی طویل مسافت کا اتنے قصیر زمانہ میں قطع کرنا کئی وجہ کو محتمل ہے ایک یہ کہ مکان و زمان دونوں اپنے حال پر رہیں اور سیر میں اسقدر سرعت ہوا ور ظاہر یہی ہے۔ دوسرے یہ کہ زمانہ اپنے حال پر رہے اور سطے مکان ہوگیا ہو۔ اور صوفیہ نے

والعروج الی عالم الملکوت کانا مقترنین یدل
علی وقوعهما فی بعض لیلة واحدة وفی
الروح وکان رجوعه صلی الله علیه وسلم علی
ماکان ذهابه علیه اھ کما یدل علیه ظاهر
الاحادیث ایضا وفیه ولم یعیّن مقدار
ذلک البعض وکیف ماکان فوقوع ماوقع

اور بعض فقہا نے اسکو اولیاء کے لئے بھی جائز کہا ہے
تیسرے یہ کہ مکان اپنے حال پر رہے اور زمانہ میں
بسط اور نشر ہوگیا ہو اور صوفیہ نے اولیاء کیلئے اسکو
بھی جائز کہا ہے اور اس باب میں عجیب غریب حکایات
ہیں اور اسیطرح نشر مکان وطی زمان بھی خوارق ممکنہ سے
ہیں اور صوفیہ ان کے بھی قائل ہیں۔ واللہ اعلم

فیه من اعجب الآیات واغرب الکائنات وفی بعض الآثار انه صلی الله علیه وسلم لما رجع وجد
فراشه لم یبرد من اثر النوم وقیل ان غصن شجرة اصاب بعمامته فی ذهابه فلما رجع وجده
بعد یتحرک اھ قلت الله اعلم بصحة هذه الآثار لکن لیس فیه بعد۔ وایضا لا یبعد فی ان یحمل
روایة عائشة رض الثابت فی الاحادیث من قولها ما فقد جسد محمد صلی الله علیه وسلم لیلة
المعراج علی مثل ما فی هذه الآثار فتتاید بالروایة معنی تقریرها ان الفقد معناه طلب
الشیٔ الذی غاب بعد ماکان موجودا حاضرا والعادة ان هذا الطلب یکون بعد غیبة
غیر معتادة کما فی قوله تعالی ماذا تفقدون قالوا نفقد صواع الملک فمعنی قولها ان غیبته
صلی الله علیه وسلم لم تکن بحیث یعده اهله غریبا یشتغلون بطلبه لها وحاصله غایة السرعة فی
الرجوع ووجه هذه السرعة بعضهم بسرعة السیر مع کون المکان والزمان باقیین علی حالهما
کما فی الروح والظاهر ان المسافة التی قطعها علیه الصلوة والسلام فی مسیره کانت باقیة
علی امتدادها وکانت المسافة فی غایة الطول ففی حقائق الحقائق کانت المسافة من مکة
الی المقام الذی اوحی الله تعالی فیه الی نبیه صلی الله علیه وسلم ما اوحی قدر ثلث مائة
الف سنة وقیل خمسین الفا وقیل غیر ذلک اھ وبعضهم بطی المسافة مع کون الزمان علی
حاله ویثبته کما فی الروح الصوفیة وبعض الفقهاء للاولیاء کرامة والکتب ملأی من حکایا
الثقات هذه الکرامة لکثیر من الصالحین ثم قال بعد اسطر وجهل بعض الحنفیة مثبتیه لم
وکفرهم آخرون ولیس له وجه ظاهر اھ قلت وبجوازه قال بعض الحکماء وسماه طفرة وهو
الوصول من مکان الی مکان آخر بحیث لایمس المسافة التی بینهما ولا یحاذیها وبعضهم بنشر
الزمان مع بقاء المکان علی حاله۔ وفی الروح وقد اثبت الصوفیة للاولیاء نشر الزمان ولهم
فی ذلک حکایات عجیبة والله تعالی اعلم بصحتها ولم ار من تعرض لذلک من المتشرعین وهو
امر وراء عقولنا المشوبة بالاوهام۔ ومثله فی ذلک من قال الازل والابد نقطة واحدة
الفرق بینهما بالاعتبار ولیس یفهم ذلک عندی الا المجردون من جلابیب ابدانهم

تحقیق طی المکان والزمان ونشرهما ۲۲۲

To: www.al-mostafa.com

وقليل ما هم اه ـ وفيه في موضع اخر على ان الكرامات كالمعجزات مجهولة الكيفية فنؤمن بما صح منهما وتفوض كيفيته الى من لا يعجزه شئ سبحانه وتعالى ومثل طي المسافة ما يحكونه من نشر الزمان فانا نؤمن والله تعالى الحمد بما يصح نقله من الامرين والمكفر جهول والمجهل ليس برسول والله تعالى الموفق للصواب اه قلت واطلت فيما نقلت تنبيها على مسئلة طي المكان ونشر الزمان ومثلها نشر المكان وطي الزمان وبجميعها قالت الصوفية ـ ولما كان مقام خبر المعراج مناسبا لهذا التحقيق لاحتمال تنزيلها على المسئلتين منها كما مر اوردته في هذا المقام والله العلام بحقيقة كل مرام

٢٢٢ تحقيق الكلام في طي المكان ونشر الزمان

قوله تعالىٰ وليدخلوا المسجد كما دخلوه اول مرة اى بالتخريب كما في تفسير الجلالين وهو نص في كون الشرور والقبائح مرادة مقصودة تكوينا لما فيها من المصالح كما كانت في هاتين المرتين من الانتقام من بني اسرائيل واغاظتهم بخراب بيت المقدس ومن اجل كون هؤلاء الكفار آلة للمصالح قال فيهم عبادا لنا۔

قوله تعالیٰ وليدخلوا المسجد كما دخلوه اول مرة ترجمہ (اور جس طرح وہ لوگ مسجد میں گھسے تھے یہ لوگ بھی اوسمیں گھس پڑیں) یہ آیت نص ہے اس امر کی کہ شرور و قبائح بھی مصالح کے سبب تکوینیا مراد ہوتے ہیں اور چونکہ یہاں کفار ان مصالح کے واسطہ بنائے گئے اسلئے اونکو عبادًا لنا فرمایا۔

٢٢٣ كون الشرور والقبائح مقصودة تكوينا
٢٢٣ شرور و قبائح کا مقصود تکوینا ہونا

قوله تعالىٰ ويدع الانسان بالشر دعاءه بالخير وكان الانسان عجولا ـ في الروح فيه اشارة الى آداب الدعاء وهو عدم الاستعجال فينبغي للسالك ان يصبر حتى يعرف ما يليق بحاله فيدعو به اه قلت لا سيما الدعاء بالشر خصوصا في حق غيره ثم خصوصا للانتقام لنفسه كما ترى كثيرا من المدعين للمشيخة المجترئين على الله المغترين بتوهم القبول عنده يدعون على المسلمين غيظا لانفسهم ويرون ان ما يجري على السنتهم لا بد ان يقع فكان الملك والملكوت في ايديهم ودلالة القرآن على ذمه ظاهر۔

قوله تعالیٰ ويدع الانسان بالشر دعاءه بالخير ترجمہ (اور انسان برائی کی ایسی درخواست کرتا ہے جس طرح بھلائی کی درخواست) اسمیں اشارہ ہے بعض آداب دعا کی طرف کہ استعجال نہ کرے خصوص بددعا میں۔ خصوص دوسرے کے لیے خصوص اپنے انتقام کے لیے جیسے بہت مدعی غیظ نفس میں مسلمانوں کے لیے بددعا کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ضرور قبول ہوگی گویا خدائی ان کے قبضہ میں ہے۔

٢٢٤ بعض آداب الدعاء
٢٢٤ دعا کے بعض آداب
٢٢٥ ذم الدعاء بالشر خصوصا على الغير
٢٢٥ بددعا کی مذمت خصوصا دوسروں کے لیے

قوله تعالىٰ واذا اردنا ان نهلك قرية امرنا مترفيها ففسقوا فيها فحق عليها القول

قوله تعالیٰ واذا اردنا ان نهلك قرية امرنا مترفيها ففسقوا فيها فحق عليها القول

فدمرناها تدمیرا- فی الروح فیها اشارة الی انه سبحانه اذا اراد ان یخرب قلب المرید سلط علیه عساکر هوی نفسه وجنود شیاطینه فیخرب بسنابک خیول الشهوات وآفات الطبیعیات نعوذ بالله تعالی من ذلک۔

فدمرناها تدمیرا ترجمہ اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو اوس کے خوش عیش لوگوں کو حکم دیتے ہیں پھر وہ لوگ وہاں شرارت مچاتے ہیں تب اون پر حجت تمام ہو جاتی ہے پھر اوس بستی کو غارت و تباہ کر ڈالتے ہیں) روح میں ہے کہ اسمیں اشارہ ہے کہ اسی طرح جب مرید کے قلب کو خراب کرنا منظور ہوتا ہے تو اوسپر نفس و شیطان کے عساکر کو مسلط کر دیا جاتا ہے۔ پس شہوات و طبیعیات کے اتباع سے خراب ہو جاتا ہے ◆

قوله تعالی ومن اراد الاخرة وسعی لها سعیها فی الروح السعی اللائق بها وهو السعی علی سبیل الاستقامة وما تقتضیه الشریعة

قوله تعالی ومن اراد الاخرة وسعی لها سعیها ترجمہ (اور جو شخص آخرت کی نیت رکھیگا اور اوس کے لئے جیسی سعی کرنا چاہئے ویسی ہی سعی بھی کریگا) روح میں ہے کہ سعی جو آخرت کے لایق ہو وہ ہے جسمیں موافقت شریعت اور استقامت ہو۔

قوله تعالی کلا نمد هؤلاء وهؤلاء من عطاء ربک وما کان عطاء ربک محظورا فی صریح فی ان التوسع من الدنیا لیس علامة للقبول کما اغتر به بعض من ینسب نفسه الی الطریق یفتخر بان من دخل فی طریقنا یفوز بالمال والمناصب ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم- وفیه اصل ایضا لما علیه بعض الاکابر من عدم تخصیص المؤمنین بایصال النفع الدنیوی علیهم فان فی هذا التعمیم تخلقا بخلق الله ولم یرد فیه نهی بل رغب فیه القران بقوله تعالی لیس علیک هداهم الی قوله وما تنفقوا من خیر یوف الیکم نعم طعام الدعوة ینبغی ان یخصص باهل التقوی وهو محمل حدیث لا یاکل طعامک الا تقی لا طعام الحاجة

قوله تعالی کلا نمد هؤلاء وهؤلاء من عطاء ربک وما کان عطاء ربک محظورا ترجمہ (آپکے رب کی عطا میں سے توہم ان کی بھی امداد کرتے ہیں اور اُن کی بھی اور آپ کے رب کی عطا بند نہیں) یہ صریح ہے اسمیں کہ توسع فی الدنیا قبول کی علامت نہیں جیسے بعض مدعیان طریق فخر کیا کرتے ہیں کہ جو شخص ہمارے سلسلہ میں آجاتا ہے اوسکو مال و عہدہ کی ترقی ہو جاتی ہے اور اسمیں اسکی بھی اصل ہے جو بعض اکابر کی عادت ہوتی ہے کہ ایصال نفع میں مؤمنین کی تخصیص نہیں کرتے سو یہ تعمیم اخلاق الٰہیہ میں سے ہے اور لیس علیک هداهم الآیہ میں اسکی ترغیب بھی ہے ہاں ہدیہ وغیرہ میں تقویٰ کی رعایت مناسب ہے۔

قوله تعالی وقل رب ارحمهما کما ربیانی صغیرا یوخذ منه استحسان الدعاء للشیخ

قوله تعالی وقل رب ارحمهما کما ربیانی صغیرا ترجمہ (اور یوں دعا کرتے رہنا کہ اے میرے

٦٦٦ التنبیه لاسباب خراب القلب
٦٦٦ خرابی قلب کے اسباب

٦٦٧ الاستقامة بقید الشریعة
٦٦٧ قید شرع کیساتھ استقامت

٦٦٨ عدم کون التوسع من الدنیا من علامات القبول
٦٦٨ توسع فی الدنیا کا علامات قبول سے نہ ہونا

٦٦٩ عدم التخصیص من المومنین بالنفع الدنیوی
٦٦٩ نفع رسانی میں مومن کی تخصیص نہ کرنا۔

٦٧ الدعاء للشیخ
شیخ کے لیے دعا

المربی لروحہ ۞

پروردگاران دونوں پر رحمت فرمائیے جیسا انہوں نے مجکو بچپن میں پالا) اس سے شیخ مربی کے لیئے دعا کرنے کا استحسان مستنبط ہوتا ہے ۞

۴۴۰ شیخ کیلئے دعا

قولہ تعالیٰ ان تکونوا صلحین فانہ کان للاوابین غفورا

فی الروح ای قاصدین الصلاح والبردون العقوق والفساد وکان المستمر ذلک ثم اتفق بادرۃ من غیر قصد الی المساءۃ فلطف اللہ تعالیٰ یجزی دون عذابہ قائمہا بالکلاءۃ اھ قلت وعلی هذا ینبغی ان یکون معاملۃ الشیخ مع مریدیہ لا یشدد علیہم فی حقوق نفسہ الا فیما یعود علی اصلاحہم

قولہ تعالیٰ ان تکونوا صلحین فانہ کان للاوابین غفورا ترجمہ (اگر تم سعادتمند ہو تو وہ توبہ کرنیوالوں کی خطا معاف کر دیتا ہے) اسیطرح شیخ کو اپنے مریدوں کے ساتھ معاملہ کرنا چاہیئے کہ اپنے حقوق میں اوسپر تشدد نہ کرے ہاں جسمیں اون کی اصلاح ہو وہ مستثنیٰ ہے

۴۴۱ السہولۃ بالمریدین اذا اصلحت نیاتہم — مریدوں کے ساتھ سہولت جب اون کی نیت درست ہو

قولہ تعالیٰ واما تعرضن عنہم ابتغاء رحمۃ من ربک ترجوھا فقل لہم قولا میسورا

یوخذ منہ الیسر فی الجواب للطالب اذا کان لہ عذر من افادتہ فی الوقت ومصلحۃ اصلاحہ مستثنیٰ من ذلک ولعل عد ما ذکرت فی الایات الثلثۃ الاخیرۃ من الحاشیۃ اولی واحری

قولہ تعالیٰ واما تعرضن عنہم ابتغاء رحمۃ من ربک ترجوھا فقل لہم قولا میسورا ترجمہ (اور اگر اپنے رب کی طرف سے جس رزق کے آنے کی اُمید ہو اوس کے انتظار میں تجکو اون سے پہلوتہی کرنا پڑے تو اون سے نرمی کی بات کہدینا) اس سے یہ بھی مستنبط ہوتا ہے کہ جب کسی وقت افادہ طالب سے عذر ہو تو اوسکو نرم جواب دے اور مصلحتِ اصلاح یہاں بھی مستثنیٰ ہے

۴۴۲ الیسر فی الجواب للطالب — طالب کو نرمی سے جواب دینا

الحاشیۃ

قولہ تعالیٰ ولا تجعل یدک مغلولۃ الی عنقک ولا تبسطہا کل البسط

فی الروح فیہ اشارۃ للمشایخ کیف یکونون مع المریدین ای لا تبخل علی المریدین بنشر فضائل المعرفۃ وحقائق القربۃ ولا تذکر شیئًا لا یحملہ فیہلک وکن بین بین اھ قلت ویکون فی قولہ ملوما محسورا اشارۃ الی ان من بخل بحق غیرہ فہو ملوم ومن اھلک واضر غیرہ فہو محسور ای مغموم اذا شاھد الضرر

قولہ تعالیٰ ولا تجعل یدک مغلولۃ الی عنقک ولا تبسطہا کل البسط ترجمہ (اور نہ تو اپنا ہاتھ گردن ہی سے باندھ لینا چاہیئے اور نہ بالکل ہی کھول دینا چاہیئے) اسمیں اشارہ ہے مشائخ کو مریدوں کے ساتھ کس طرح رہنا چاہیئے یعنی نہ حقائق و معارف کے ظاہر کرنے میں بخل کرے اور نہ ایسے اسرار بیان کرے جنکا وہ متحمل نہو اور برباد ہوجائے

۴۴۳ التعدیل فی افادۃ المریدین — افادۂ مریدین میں تعدیل

قولہ تعالیٰ فقد جعلنا لولیہ سلطانا فلا یسرف فی القتل دل علی ضبط النفس وقت القدرۃ علی الانتقام ✤

قولہ تعالیٰ فقد جعلنا لولیہ سلطانا فلا یسرف فی القتل ترجمہ (توہم نے اوس کے وارث کو اختیار دیا ہے سو اوسکو قتل کے بارے میں حد سے تجاوز نہ کرنا چاہیئے) اسمیں قدرت کے وقت ضبط نفس کی تعلیم ہے ✤

قولہ تعالیٰ ولا تقف ما لیس لک بہ علم فیہ نھی عن القول فی الالٰھیات والنبوات بالتخمین والرای۔ وفی الروح فیہ اشارۃ الی بعض ما یلزم السالک من التثبت والاحتیاط والکف عن الدعاوی العاطلۃ اھ

قولہ تعالیٰ۔ ولا تقف ما لیس لک بہ علم ترجمہ (اور جس بات کی تجھکو تحقیق نہ ہو اوسپر عمل درآمد مت کیا کر) اسمیں نہی ہے تخمین ورائی سے الٰہیات اور نبوات میں کلام کرنے سے اور سالک کو دعاوی عاطلہ سے ✤

قولہ تعالیٰ وان من شیء الا یسبح بحمدہ فی الروح بعد سرد الآثار الدالۃ علی وقوع التسبیح القالی من الجمادات ما نصہ وھی مع عمومھا متعاضدۃ فی الدلالۃ علی ان التسبیح قالی وھو مذھب الصوفیۃ ذکروا ان السالک عند وصولہ الی بعض المقامات یسمع تسبیح الاشیاء بلغات شتی وقد روی عن بعض السلف سماعہ بتسبیح بعض الجمادات اھ وفیہ عن الشیخ الاکبر قدس سرہ ان المسمی بالجماد والنبات لہ عندنا ارواح بطنت عن ادراک غیر الکشف ایاھا فی العادۃ فالکل عندنا حی ناطق ثم بعد اسطر وکم وکم فی الاخبار نحو ذلک قلیل فلا داعی لتاویلھا اذ لا احد یقول ان شعور الجمادات کشعور الحیوانات الظاھرۃ بحیث یدرکہ کل احد حتی یکون الحمل علی الظاھر خلاف حسن العقل فیجب ارتکاب التاویل التجوز اھ

قولہ تعالیٰ۔ وان من شیء الا یسبح بحمدہ ترجمہ (اور کوئی چیز ایسی نہیں جو تعریف کے ساتھ اوسکی پاکی بیان نہ کرتی ہو) اسمیں بعد آثار مؤیدہ اسپر دلالت ہے کہ جمادات تسبیح قالی کرتے ہیں اور اس کے لئے شعور لازم ہے گو ضعیف ہی

قولہ تعالیٰ وقل لعبادی یقولوا التی ھی احسن فیہ ارشاد بالرفق مع المخالفین وکونہ من اخلاق اللہ ظاھر معلوم ✤

قولہ تعالیٰ۔ وقل لعبادی یقولوا التی ھی احسن ترجمہ (اور آپ میرے بندوں سے کہدیجئے کہ ایسی بات کہا کریں جو بہتر ہو) اسمیں مخالفین کیساتھ نرمی کرنیکی تعلیم ہے

قولہ تعالیٰ ربکم اعلم بکم الی قولہ وما ارسلنٰک علیھم وکیلا۔ ارشاد بعدم التصدی لاحد فی اصلاحہ

قولہ تعالیٰ ربکم اعلم بکم الی قولہ وما ارسلنٰک علیھم وکیلا۔ ترجمہ (تم سب کا حال تمہارا پروردگار خوب جانتا ہے۔ اسے قولہ تعالیٰ۔ اور ہم نے آپ کو اُن کا ذمہ دار بنا کر نہیں بھیجا) اسمیں دلالت ہے کہ اصلاح میں کسی کے درپے نہ ہو ✤

٢٦٩

قوله تعالیٰ وکفی بربك وکیلا۔ فی الروح واستدل بالاٰیة علی ان المعصوم من عصمه الله تعالیٰ وان الانسان لا یمکنه ان یحترز بنفسه عن مواقع الضلال والا لقیل وکفی بالانسان وکیلا لنفسه هـ ١١ ص

قوله تعالیٰ وکفی بربك وکیلا۔ ترجمہ (اور آپکا رب کافی کارساز ہے) روح میں ہے کہ اس میں دلالت ہے کہ انسان مواقع ضلال سے بدون حفاظت حق تعالیٰ کے خود نہیں بچ سکتا ؎

٢٧٠

قوله تعالیٰ ام امنتم ان یعید کم فیه تارة اخری ذکرهم ما دهاهم فی الزمن الماضی ازالة لتمادیهم وبهذا اخرج الجواب عما عسی ان یختلج فی نفسك ان ائمة السلوك ینهون عن ذکر الماضی وبعده وتحجابا کذا کل المستقبل فینا فی ما فی القراٰن وجه الجواب ظاهر ان نهیهم لیس عاما بل هو مخصوص بمن زال غفلته واشتغل بالحق سبحانه والامر فی القراٰن لمن هو فی غفلته ومعرض عن الحق سبحانه فلا تنافی بینهما ؎

قوله تعالیٰ ام امنتم ان یعید کم فیه تارة اخری ترجمہ (یا تم اس سے بیفکر ہوگئے کہ خدا تعالیٰ پھر تم کو دریا ہی میں دوبارہ لیجاوے) یہاں شبہ ہوسکتا ہے کہ حق تعالیٰ نے انکو حالت ماضیہ یاد دلائی اور اہل طریق ماضی کے یاد کو حجاب کہتے ہیں۔ جواب یہ ہے کہ اہل طریق کا خطاب ان لوگوں کے لیے ہے جنکی غفلت زائل ہوکر مشغول بحق ہوگئے ہوں اور یہاں خطاب اہل غفلت کو ہے تاکہ انکی تمادی وغفلت دور ہو تو دونوں خطاب میں امر مشترک مشغول بحق کرنا ہے ؎

٢٧١

قوله تعالیٰ۔ ولولا ان ثبتناك لقد كدت ترکن الیهم شیئا قلیلا۔ وهذا کما انه نص فی انه صلی الله علیه وسلم لو یهم بإجابتهم ولم یکن کذلك هو نص فی ان عصمة الله تعالیٰ هی الحافظ لا القوة النفسیة فاذا کان هذا فی شان سید الراسخین فکیف بك یا مسکین فکیف تغتر بتقدسك و نسبتك الباطنة التی عسی ان تکون موهومة مزعومة

قوله تعالیٰ۔ ولولا ان ثبتناك لقد كدت ترکن الیهم شیئا قلیلا۔ ترجمہ (اور اگر ہم نے آپ کو ثابت قدم نہ بنایا ہوتا تو آپ ان کی طرف کچھ کچھ جھکنے کے قریب جا پہونچتے) یہ نص ہے اسمیں کہ انبیاء کا حافظ بھی حق تعالیٰ ہی ہے بدون اس کے قوۃ قدسیہ کافی نہیں تو دوسرے کو تو اپنے تقدس ونسبت باطنہ پر ناز کرنیکا کوئی حق ہی نہیں اور ممکن ہے کہ خود وہ نسبت بھی موہومہ ہی ہو۔

٢٧٢

قوله تعالیٰ وقل رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق فی الروح یکون عاما فی جمیع الموارد والمصادر فما احوج السالك الی التجاء بهذا الدعاء فی تقلبه

قوله تعالیٰ۔ وقل رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق ترجمہ (اور آپ یوں دعا کیجئے کہ اے رب مجکو خوبی کے ساتھ پہونچائیو اور مجکو خوبی کے ساتھ لیجائیو) اسی طرح سالک کو تقلب

من حال الی حال فی کل وقت ولا یدری ای احواله نافع له وایها اضرله

حالات میں ہروقت اسکی دعا کی حاجت ہے کیونکہ اسکو کچھ خبر نہیں کہ کون سی حالت اسکے لئے نافع ہے اور کونسی حالت مضر

قوله تعالی وقل جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زهوقا

قلت الجملة الثانیة الواقعة موقع التعلیل علی عموم الاٰیة فی کل حق وباطل فدخل فیه النور والظلمة الباطنیان ودخل فیه حب الله وحب الخلق الی غیر ذلك مما یرومه اهل الطریق ومن ثم قال فارس فی الاٰیة کما فی الروح

قوله تعالی۔ وقل جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زهوقا۔ ترجمہ (اور کہدیجئے کہ حق آیا اور باطل گیا گذرا ہوا۔ واقعی باطل چیز تو یونہی آتی جاتی رہتی ہے) اخیر جملہ کا موقع تعلیل میں وارد ہونا اسپر دال ہے کہ آیت ہر حق اور باطل کو عام ہے اسمیں باطنی نور وظلمت بھی داخل ہوگئے اور حب اللہ وحب الخلق بھی آگئی۔

کل ما یحملك علی سلوك سبیل الحقیقة فهو حق وکل ما یحجبك ویفرق علیك وقتك فهو باطل ام

قوله تعالی وننزل من القراٰن ما هو شفاء ورحمة للمؤمنین

فی الروح الاول اشارة الی التخلیة والثانی الی التحلیة ام

قوله تعالی۔ وننزل من القراٰن ما هو شفاء ورحمة للمؤمنین ترجمہ (اور ہم قرآن میں ایسی چیزیں نازل کرتے ہیں کہ وہ ایمان والوں کے حق میں تو شفا اور رحمت ہے) روح میں ہے کہ شفا اشارہ ہے تخلیہ کیطرف اور رحمت اشارہ ہے تحلیہ کیطرف۔

قوله تعالی ویسئلونك عن الروح قل الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم الا قلیلا

فی الروح ای هی من جنس ما استاثر الله تعالی بعلمه من الاسرار الخفیة التی لا تکاد تدرکها عیون عقول البشر وما اوتیتم من العلم الا قلیلا لا یمکن تعلقه بامثال ذلك وهذا علی ما قیل ترك للبیان ونهی لهم عن السوال ام وفیه ان البحث عن الاسرار التی لیس لنا کثیر فائدة فیها عبث وابتلی به کثیر من المتشیخة الذین یعدون عارا علیهم ان یقولوا فی شئ من العلوم انا لا ندری والی الله المشتکی

قوله تعالی ویسئلونك عن الروح قل الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم الا قلیلا ترجمہ (اور یہ لوگ آپ سے روح کو پوچھتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ روح میرے رب کے حکم سے بنی ہے اور تمکو بہت تھوڑا علم دیا گیا ہے) اسمیں دلالت ہے کہ اسرار غیر ضروریہ کا تفحص مذموم ہے جبکہ اس آیت کا مدلول نہی عن السوال کہا جاوے جیسا کہ ظاہر ہے۔

قوله تعالی ولئن شئنا لنذهبن بالذی اوحینا الیك

فیه اشد الخوف علی سلب ما رزق احد من النسبة والکمال کیف

قوله تعالی۔ ولئن شئنا لنذهبن بالذی اوحینا الیك۔ ترجمہ (اور اگر ہم چاہیں تو جسقدر آپ پر وحی بھیجی ہے سب سلب کریں) اسی طرح اہل نسبت کو

ولا احد اعز علی اللہ تعالیٰ من حبیبہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما خوطب بھذا فاین غیرہ منہ صلی اللہ علیہ وسلم

سبب نسبت سے ڈرتے رہنا چاہیے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کون ہے جب آپ سے یہ خطاب ہے تو دوسرا کس حساب میں ہے ✤

(۴۸۷ ذم طلب الخوارق — طلب خوارق کا مذموم ہونا)

قولہ تعالیٰ وقالوا لن نؤمن لک حتی تفجر الخ فیہ ذم طلب الخوارق[۴۸۷] فاذا کان مذموما عن الانبیاء فکیف عن الاولیاء

قولہ تعالیٰ - وقالوا لن نؤمن لک حتی تفجر الخ ترجمہ

اس میں[۴۸۷] مذمت ہے طلب خوارق کی

(۴۸۸ نفی القدرۃ المستقلۃ عن المقبولین — مقبولین میں قدرت مستقلہ نہ ہونا)

قولہ تعالیٰ قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا۔ نص فی نفی قدرۃ[۴۸۸] المقبول عن ما یطلب منہ

قولہ تعالیٰ قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا۔ ترجمہ (آپ فرما دیجیے کہ سبحان اللہ میں بجز اس کے کہ آدمی ہوں پیغمبر ہوں اور کیا ہوں) اس میں تصریح[۴۸۸] ہے کہ مقبولین کو قدرت نہیں کہ جو ان سے درخواست کیجاوے وہ اوسکو پورا کر دیں ✤

(۴۸۹ اشتراط المناسبۃ بین المعلم والمتعلم للنفع — معلم و متعلم میں مناسبت کا شرط نفع ہونا)

قولہ تعالیٰ قل لو کان فی الارض ملئکۃ یمشون مطمئنین لنزلنا علیہم من السماء ملکا رسولا۔ لاشتراط المناسبۃ بین المعلم والمتعلم للنفع ورعایۃ[۴۸۹] القوم ھذا الشرط معروف معلوم

قولہ تعالیٰ قل لو کان فی الارض ملئکۃ یمشون مطمئنین لنزلنا علیہم من السماء ملکا رسولا ترجمہ آپ فرما دیجیے کہ اگر زمین پر فرشتے ہوتے کہ اوس میں چلتے بستے تو البتہ ہم اون پر آسمان سے فرشتے کو رسول بنا کر بھیجتے) وجہ اس[۴۸۹] حکم کی معلم و متعلم میں مناسبت کا شرط ہونا ہے اور اس شرط کی رعایت قوم میں معروف ہے ✤

(۴۹۰ رد انقطاع عذاب الکفار — انقطاع عذاب کا رد)

قولہ تعالیٰ کلما خبت زدناھم سعیرا فیہ رد[۴۹۰] لما نسب الی بعضہم من انقطاع عذاب النار عن اھلہا بعد مدۃ طویلۃ

قولہ تعالیٰ - کلما خبت زدناھم سعیرا ترجمہ (وہ جب ذرا دھیمی ہونے لگے گی تب ہی ہم اون کے لیے اور زیادہ بھڑکا دیں گے) اس میں[۴۹۰] اوس قول کا رد ہے جو بعض کیطرف منسوب ہے کہ مدت طویلہ کے بعد عذاب نار منقطع ہو جاوے گا ✤

(۴۹۱ ذم کتم العلوم النافعۃ — علوم نافعہ کے کتمان کا مذموم ہونا)

قولہ تعالیٰ - قل لو انتم تملکون خزائن رحمۃ ربی اذا لامسکتم خشیۃ الانفاق فیہ اشارۃ[۴۹۱] الی ذم من یکتم الطریق عن الطالبین کما ھو عادۃ الناقصین الذین یحسبون ما سمعوا من مشائخہم دفائن ویفتخرون باختصاصہم بھا ولا نتہم انفسہم بمشارکۃ غیرھم فیھا وھذا اول دلیل علی

قولہ تعالیٰ - قل لو انتم تملکون خزائن رحمۃ ربی اذا لامسکتم خشیۃ الانفاق ترجمہ (آپ فرما دیجیے کہ اگر تم لوگ میرے رب کی رحمت کے خزانوں کے مختار ہوتے تو اس صورت میں تم خرچ کرنے کے اندیشہ سے ضرور ہاتھ روک لیتے) اس میں[۴۹۱] اشارہ ہے اوس شخص کی مذمت کی طرف جو طریق کو طالبین سے چھپاتے ہیں اور وہ طریق کی حقیقت اون چند

انهم في ضلال لما لم يأمروا بالمعروف ولم ينتهوا عن المنكر فان ابلاغ الحق مامور به وكتمانه منهي عنه نعم العلوم الكشفية لا ينبغي ان تذاع

ملفوظات کو سمجھتے ہیں جو اپنے مشائخ سے سن لئے ہیں اونکو خدا جلنے کیا خزائن و دفائن سمجھتے ہیں البتہ علوم کشفیہ جزو طریق نہیں اونکو ظاہر نہ کرنا چاہیئے ❊

قوله تعالى وانى لاظنك يا فرعون مثبورا فيه[۶۹۲] ان رد الجواب بمثل ما يقال له لا ينافي الكرم وكمال الاخلاق ومع هذا لم يتعد عليه السلام الحد حتى انه قابل ظنه بظنه مع كونه على يقين من كونه مثبورا وليس هذا الجواب خلاف اللين الذى امر به لانه امر به ابتداء لعله يتذكر او يخشى لا بعد اساءته الادب وتنوطمو سى عليه السلام عن ايمانه فافهم

قوله تعالى - وانى لاظنك يا فرعون مثبورا
ترجمہ (اور میرے خیال میں ضرور تیری کمبختی کے دن آگئے ہیں) اسمیں[۶۹۲] دلالت ہے کہ جواب ترکی بترکی دینا جبکہ تسامح ورعایت میں کوئی مصلحت نہ ہو کرم اور کمال اخلاق کے منافی نہیں ❊

۶۹۲ الجواب الشدید لا ینافی کمال الاخلاق
۶۹۲ ترکی بترکی جواب دینا کمال اخلاق کے منافی نہیں

قوله تعالى - ويخرون للاذقان يبكون فيه[۶۹۳] فضل البكاء من خشية الله ولما تعلق فضل الاعمال بالاختيارى منها ولم يكن البكاء بالعين اختياريا يراد بالبكاء ما هو اعم من بكاء العين ومن بكاء القلب - وما عن القاسم كما فى الروح ان البكاء على وجوه بكاء الجهال على ما جهلوا - وبكاء العلماء على ما قصروا - وبكاء الصالحين مخافة الفوت - وبكاء الائمة مخافة السبق - وبكاء الفرسان من ارباب القلوب للهيبة والخشية ولا بكاء الموحدين اه حيث نفى فيه البكاء عن الموحدين محمول على حالة غلبة التوحيد عليهم اذ ح يغيب عنهم ما يجلب البكاء - تمت سورة بنى اسرائيل

قوله تعالى - ويخرون للاذقان يبكون
ترجمہ (اور ٹھوڑیوں کے بل گرتے ہیں روتے ہوئے) اسمیں[۶۹۳] خشیۃ حق سے رونے کی فضیلت ہے
(سورہ بنی اسرائیل تمام ہوئی)

۶۹۳ فضل البکاء من خشیۃ
۶۹۳ خوف خدا سے رونے کی فضیلت

ملحقة من رسالة التأييد المذكورة فى آخر التمهيد سورة بنى اسرائيل

قوله تعالى - اولئك الذين يدعون يبتغون الى ربهم الوسيلة ايهم اقرب

اضافه از رسالہ تائید سورہ بنی اسرائیل

قوله تعالى - اولئك الذين يدعون يبتغون الى ربهم الوسيلة ايهم اقرب يرجون

یرجون رحمتہ ویخافون عذابہ والوسیلۃ
الی اللہ تعالیٰ ھی التی یتوسل بھا الوصال
اللہ جل وعلا وذلک ھو المجاھدات
والاذکار باللسان والقلب والمراقبات
فی الخلوات وکل من کان اقرب الی اللہ
تعالیٰ یعنی من کان اوصل الیہ فھو
اشد طلبا للوسیلہ لانہ ما من وصال
وقرب الا فوقہ درجات الوصال بلا
نہایۃ ومن کان اقرب کان اعرف بہ
وکان اشد طلبا للزیادۃ - انتھت الملحقۃ
تم الجلد الاول ویلیہ الجلد الثانی انشاء اللہ تعالیٰ

رحمتہ ویخافون عذابہ ترجمہ (یہ لوگ جن کو
پکارتے ہیں وہ خود ہی اپنے پروردگار کی طرف
ذریعہ تلاش کرتے ہیں جو اون میں زیادہ صاحب
قرب ہے اور وہ اللہ کی رحمت کے امیدوار
اور اوس کے عذاب سے خائف رہتے ہیں) اور اللہ
کی طرف ذریعہ سے مراد وہ چیز ہے جو خدا ئے
بزرگ برتر کے وصال کا ذریعہ بنائی جاوے
اور وہ مجاہدات اور اذکار لسانی وقلبی اور خلوت
کے مراقبات ہیں اور جس شخص کو اللہ کا قرب زیادہ
ہوگا یعنی جو شخص واصل زیادہ ہوگا وہ ذریعہ کا زیادہ
طالب ہوگا کیونکہ کوئی وصال اور قرب ایسا نہیں
جس سے اوپر وصال کے اور بے انتہا مراتب نہ ہوں اور جسکو قرب زیادہ ہوگا وہ اللہ کا پہچاننے والا بھی
زاید ہوگا اور زیادتی کا طلب کرنے والا بھی بہت ہوگا۔

جلد اول تمام ہوئی

الہادی

رسالہ جس میں شریعت وطریقت کے متعلق جامع شریعت وطریقت واقف
اسرار حقیقت حضرت حکیم الامت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہم العالی کے علوم عقلیہ
ونقلیہ کا بیش بہا ذخیرہ ہوتا ہے جو ہر طبقہ کو نہایت مفید ہے جمادی الاول ۱۳۴۳ھ سے جاری ہوا ہے
جسکی سالانہ قیمت دو روپے آٹھ آنہ ہے اور بصورت وی پی ۲ روپیہ ۱۲ آنہ پڑتا ہے

ملنے کا پتہ

محمد عثمان مالک کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی

تربیۃ السالک و تنجیۃ الہالک

احکام باطنی کا مجموعہ ذکر و شغل کرنیوالے حضرات حضرت والا مدظلہم کی خدمت میں اپنے باطنی حالات عرض کرتے ہیں اور انکے جوابات حضرت والا مدظلہم عطا فرماتے ہیں وہ یکجا جمع کرلئے جاتے ہیں اور وہ شائع ہوتے رہتے ہیں سالکین و مشائخ کیلئے اس سے بہتر کوئی کتاب نہیں اسکو روحانی مطب کہا جائے تو بجا ہے اسکے مطالعہ سے سالک نفس و شیطان کے دھوکے سے بچ سکتا ہے اور مشائخ کی بھی بہت سی مشکلات اس سے حل ہوتی ہیں یہ کتاب سالکین کیلئے خصوصاً اور عام مسلمانوں کیلئے عموماً نہایت ضروری ہے قیمت حصہ اول ۱۲/
ایضاً حصہ دوم چھ آنے۔ (۶/)

المصالح العقلیہ للاحکام النقلیہ

یعنی

احکام اسلامی کی عقلی حکمتیں

کھلی بات ہے کہ جب غلام اپنے آقا کو خادم اپنے مخدوم کو محکوم اپنے حاکم کو تسلیم کرلیتا ہے اور اسکی طاعت کرنے اور احکام کے بجا لانے میں اپنی رائے کو دخل نہیں دیتا اور نہ کبھی حکم کی علت دریافت کرنے کی کوشش کرتا ہے اور درحقیقت خادمانہ اور غلامانہ حیثیت کا اقتضا بھی یہی ہے کہ آقا کا حکم بلا چون و چرا تسلیم کرلیا جائے بلکہ کمال اطاعت تو یہ ہے کہ اگر آقا واقع کے خلاف دن کو رات کہے تو وفادار و فرمانبردار غلام کو اسکی تصدیق کرنے میں تامل نہ ہو شیخ علیہ الرحمۃ نے خوب فرمایا ہے ؎

اگر شہ روز را گوید شب است این ٭ بباید گفتن اینک ماہ و پروین

لیکن افسوس ہے کہ حق جل و علی شانہ جو احکم الحاکمین اور سلطان السلاطین ہے اسکے احکام بجا لانے میں (باوجود اسکی خدائی تسلیم کرنیکے) ہزاروں حیلے تراشے جاتے اور علتیں دریافت کیجاتی ہیں خصوصاً آجکل نئی تعلیم کے اثر سے علت طلبی کی علت اور بھی زیادہ ہوگئی ہے اسلام کا صرف نام ہی نام ہے احکام سے ذرا بھی محبت و دلچسپی باقی نہیں رہی دہریوں اور ملحدوں کی صحبت سے عقائد حقہ کا مضحکہ اڑاتے ہیں اور تحقیق اسباب و علل کو آڑ بنا کر عمل سے بے پرواہ ہوگئے ہیں مگر خدائے تعالے جزائے خیر عطا فرمائے علماء ربانی کو کہ وہ بھی ہدایت خلق کیلئے ہمیشہ اولوالعزمی سے کام لیتے ہیں اور احکام اسلامی کی حکمتیں و مصلحتیں بیان کرکے حیلہ جو طبیعتوں پر حجت پوری کرتے ہیں چنانچہ حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ و حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہما تعالی انہیں اولوالعزم حکماء امت میں سے ہیں جنھوں نے خداداد ملکہ سے احکام شرعیہ کی باریکیاں بیان فرماکر بہت سے آزاد خیال و مطلق العنان لوگوں کو اسلام کا سچا مطیع و فرمانبردار بنا دیا ہے اور اس زمانہ میں حضرت مجدد الملۃ حکیم الامۃ مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہم العالی نے **المصالح العقلیہ** اردو زبان میں تالیف فرماکر آزادان ہند کیلئے رموز و اسرار شرعیہ کا ایسا بیش بہا خزانہ جمع فرمادیا ہے جو ایک حق طلب و حق پسند کیلئے ہدایت کا معقول ذریعہ ہوسکتا ہے ورنہ خود پسند و نفس پرست کیلئے تو دفتر بھی کافی نہیں ہے ؎

نگوئی از سر بازیچہ حرفے
کزو پندے نگیرد صاحب ہوش
وگر صد باب حکمت پیش نادان
بخوانی آیدش بازیچہ در گوش

قیمت حصہ اول نو آنے (۹/) حصہ دوم بارہ آنے (۱۲/)
ایضاً حصہ سوم بارہ آنے۔ (۱۲/)

التکشف عن مہمات التصوف

یعنی حضرت مد الله ظلہم کی مفید عوام وخواص افراط و تفریط سے پاک سچے تصوف کی حقیقت میں نہایت ضروری اور عجیب کتاب

بعد الحمد والصلوٰۃ کہ اس زمانہ پرفتن میں منجملہ دیگر اغلاط عوام کے بڑی غلطی علم تصوف کے فہم میں ہوئی کسی نے تو قوالی وعلی بے قیدی کا نام تصوف رکھ لیا اور کسی نے محض رسوم کو تصوف کہا اور کسی نے صرف کثرت اوراد وظائف کو تصوف کہدیا اسیطرح اسکے مسائل وحدۃ الوجود وحدۃ الشہود وغیرہ کے سمجھنے میں صدہا غلطیاں کیں اس فرقہ کو تو یہ ضرر پہنچا کہ اپنے عقائد خراب کئے بعضے شرک تک میں مبتلا ہوگئے اور بعض حضرات ایسے بڑھے کہ وہ تصوف کا اصل سے ہی انکار کر بیٹھے اور حضرات اولیاء اللہ رحمہم اللہ کی شان میں بے ادبی وگستاخی سے پیش آئے اور مسائل تصوف کو غیر ثابت بالکتاب والسنۃ اعتقاد کر لیا اور تصوف کو خلاف شریعت کے سمجھکر اسکے نام سے کوسوں بھاگنے لگے انکو یہ ضرر ہوا کہ اسکے برکات سے محروم رہے اور قلب میں فساد پیدا ہوگیا اور بعض حضرات جو منکر نہیں اور حضرات اولیاء اللہ کے بھی معتقد ہیں۔ لیکن شریعت کو تصوف کا غیر سمجھتے ہیں اور جس نظر سے اس علم شریعت کو دیکھنا چاہیئے اُس نظر سے نہیں دیکھتے اور اسکے مسائل کو غیر ثابت بالسنۃ جانتے ہیں نظر بر آں حکیم الامۃ جامع شریعت و طریقت مولانا موصوف العصر نے یہ کتاب ایسی تالیف فرمائی جس سے تصوف کی حقیقت اور اسکے ضروری مسائل کی تحقیق جسمیں لوگ مبتلا ہیں کر کے بیخ اکھڑ گئیں جو لوگ اس راہ کو قطع کر رہے ہیں یا ادھر متوجہ ہونیکا ارادہ رکھتے ہیں انکو تو خصوصاً اور عامہ مومنین کو عموماً اس کتاب کا مطالعہ کرنا بلکہ سبقاً سبقاً پڑھنا بہت ضروری ہے انشاء اللہ تعالےٰ تمام اشکال حل ہوجائینگے علاوہ بہت سے ایسے جدید فوائد ضروری دیکھنے میں آوینگے جو نہایت کارآمد ہیں

قیمت پانچ روپے۔ (صہ)

تکمیل الیقین یعنی خلاصہ سائنس اور اسلام

اُردو زبان میں یہ پہلی کتاب ہے جو دینیات کی جامعیت کیساتھ سائنس اور طبعیات کا پہلو لئے ہوتے ہے یہ کتاب زیادہ تر ان تعلیمیافتوں کیواسطے تالیف کیگئی ہے جو علوم مروجہ کی اثر سے متاثر ہوکر شبہات میں مبتلا ہوجاتے ہیں یہ کتاب عام مسلمانوں کیلئے بھی ازبس ضروری اور نافع ہے [illegible] مختصر فہرست یہ ہے اول عقائد و اعمال کو لیکر [illegible] شرک و بدعات شرع رسوم کو نہایت وضاحت سے بیان کیا ہے [illegible] اور طاعات [illegible] کی تشریح [illegible] اعضاء وضو ہونے اور ترتیب کی حکمت [illegible] منکرین کی حکمت [illegible] معقول جواب اعمال حج کی فلاسفی اور بے پردگی کی خرابیاں۔ تعدد ازواج کے متعلق نہایت عمدہ بحث۔ [illegible] شریعت محمدیہ کے قوانین نئی روشنی [illegible] صوفیوں کے حالات۔ مادے کی قدامت کا ابطال فلاسفہ [illegible] اصول سے وحدانیت خدا کی [illegible] عقل کی [illegible] معلوم کرنے میں اہل سائنس کی بدحواسی۔ حیات بعد الممات کا عقلی ثبوت اور فلاسفہ کے شبہات کا جواب۔ [illegible] باہمی تعلق کی حقیقت [illegible] شبہات کے جوابات جو کسی حیثیت سے اسلام پر وارد ہوسکتے ہیں اس کتاب میں جو ہیں جنکو پڑھکر اسلام و دین حق ہونیکا یقین ہوجاتا ہے

[illegible] محمد عثمان مالک کتبخانہ اشرفیہ دہلی

To: www.al-mostafa.com